

1995

۱۰۰

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

پیش روئے ملک و ملت

تشریح این پنج مذهب و ادیان

پہلے اولیٰ ۵۰۰ روپے

توبیٰ بنیٰ

خط نامہ

صفحہ	شمار	علاقہ	صفحہ	شمار	علاقہ	صفحہ	شمار
دوسرے کو مہرود	۱۹	ابن حجر نے	۸	۸	کہا ابن حجر نے	۳	۳
نامت ابراہیم	۲	دوسرے کو مہرود	۱۱	۱۱	دوسرے کو مہرود	۹	۹
زین العابدین کے	۳	دوسرے کو مہرود	۱۳	۱۳	دوسرے کو مہرود	۱۲	۱۲
ادنیٰ کی جنت	۱۹	دوسرے کو مہرود	۱۵	۱۵	دوسرے کو مہرود	۱۳	۱۳
اسلام میں لا	۱۹	دوسرے کو مہرود	۵	۵	دوسرے کو مہرود	۱۴	۱۴
بہار سے زیاد	۶	دوسرے کو مہرود	۱۲	۱۲	دوسرے کو مہرود	۲۱	۲۱
عقل کی ہم	۵	دوسرے کو مہرود	۲۲	۲۲	دوسرے کو مہرود	۲۳	۲۳
نالی	۵	دوسرے کو مہرود	۲۵	۲۵	دوسرے کو مہرود	۲۴	۲۴
الی البہر	۷	دوسرے کو مہرود	۲۸	۲۸	دوسرے کو مہرود	۲۵	۲۵
بہار میں	۱۰	دوسرے کو مہرود	۳۳	۳۳	دوسرے کو مہرود	۳۲	۳۲
اصول	۸	دوسرے کو مہرود	۲۹	۲۹	دوسرے کو مہرود	۲۰	۲۰
نالی غنہ	۱۵	دوسرے کو مہرود	۵۱	۵۱	دوسرے کو مہرود	۱۹	۱۹
جو کر کے	۲۳	دوسرے کو مہرود	۵۲	۵۲	دوسرے کو مہرود	۵۱	۵۱
ع کے دوسرے	۵	دوسرے کو مہرود	۵۴	۵۴	دوسرے کو مہرود	۵۳	۵۳
شاہد کے	۱۳	دوسرے کو مہرود	۵۵	۵۵	دوسرے کو مہرود	۹۱	۹۱
کے اوپر کے	۳۳	دوسرے کو مہرود	۵۹	۵۹	دوسرے کو مہرود	۴۲	۴۲
کی اپنی نام	۱۱	دوسرے کو مہرود	۶۲	۶۲	دوسرے کو مہرود	۴۸	۴۸
عظام سند کے	۸	دوسرے کو مہرود	۶۵	۶۵	دوسرے کو مہرود	۴۹	۴۹
دوسرے کو مہرود	۱۳	دوسرے کو مہرود	۶۸	۶۸	دوسرے کو مہرود	۶۳	۶۳
دوسرے کو مہرود	۱۲	دوسرے کو مہرود	۷۸	۷۸	دوسرے کو مہرود	۷۹	۷۹
چاہا	۸	دوسرے کو مہرود	۸۰	۸۰	دوسرے کو مہرود	۸۴	۸۴
دوسرے کو مہرود	۹	دوسرے کو مہرود	۸۵	۸۵	دوسرے کو مہرود	۸۵	۸۵
دوسرے کو مہرود	۵	دوسرے کو مہرود	۸۶	۸۶	دوسرے کو مہرود	۸۶	۸۶
دوسرے کو مہرود	۲۱	دوسرے کو مہرود	۸۷	۸۷	دوسرے کو مہرود	۹۰	۹۰
دوسرے کو مہرود	۱۳	دوسرے کو مہرود	۸۹	۸۹	دوسرے کو مہرود	۹۳	۹۳
دوسرے کو مہرود	۲۲	دوسرے کو مہرود	۹۲	۹۲	دوسرے کو مہرود	۹۴	۹۴
دوسرے کو مہرود	۷	دوسرے کو مہرود	۹۴	۹۴	دوسرے کو مہرود	۹۵	۹۵
دوسرے کو مہرود	۵	دوسرے کو مہرود	۹۶	۹۶	دوسرے کو مہرود	۹۶	۹۶
دوسرے کو مہرود	۱۳	دوسرے کو مہرود	۹۷	۹۷	دوسرے کو مہرود	۹۷	۹۷
دوسرے کو مہرود	۱۹	دوسرے کو مہرود	۹۸	۹۸	دوسرے کو مہرود	۹۸	۹۸
دوسرے کو مہرود	۶	دوسرے کو مہرود	۱۰۰	۱۰۰	دوسرے کو مہرود	۹۹	۹۹



تاریخِ قادیانہ اشجادیہ	تبیلاً لکھنؤ میں ختم المرحومین	والصلوة کا قادیانی ہادی کو	حاکم اللہ فی ارضہ کثر
شعاع شرفی معنی ماریا دی کثر	جاءوا بالاسلام عند سيارع	محجۃ اللہ رسالہ ہی ہادی کو	سکینہ برہانہ لکھنؤ لکھنؤ
اسپہد کاشانی ہوتے ہوتے	جانی مال سپہ جہا کے فدا	دیکھو دلو اسکی کیا دیتے ہوتے	حق کو پیار لوں پہ اسلام
دابلیت ملک کو اب کہتے ہوتے		یاد میں دین میں اندھیر کے	

میں نے اسلام کی پرورش میں صواب اسلام کی جان شادان تاریخی واقعات دیکھے۔ دلوں پر پورے ہندو تہذیب و تمدن پر ہندو کی تاریخی نگاہ کی داد دے رہی ہیں۔ سچ تو یہ ہے اس عالم کو پورے جسے جہلی بودے پہلے میں تاریخی آبیائی امام صلیب کرام کے خون سے دیا ہے اور اسپرل فلڈ کر دینا جان قربان کر دینے والوں کے نزدیک جہلی کہتا تھا اس کا کچھ تفصیل سے بیان بننا سب مقام حسنہ دویمین آجنگا انشا اللہ تعالیٰ۔

ہنگامہ سے کوہر شاہ امام جلی بسی توحید از عرب عجم
 ہنگامہ سے کوہر شاہ امام جلی بسی توحید از عرب عجم
 ہی اعتقاد توحید کو جو اتادہ ما ایندہ کرت عبد بنی کہستی محکم اور انیا ملہم الصلوۃ والسلام کا اعتقاد با زمر
 عیار آ رہا تالیث پر زبان کرویا۔ اور سنہ کین دھوکہ ڈال دیا کہ اعتقاد کو سہارا۔ اور دیا۔ اور دوسروں سے
 اور اسکی کراٹا۔ جو کہ توحید و عقلا و لاتی ہے کہ تاج ہے اسکی بحر جوں۔ نمانی توحید کے تکیف و غیزہ کا
 اعتقاد رکھنے والے بھی زبانی جموں سے توحید کا کلام کہہ رہے اور باوجود انشاء مشک کلام کہہ رہے۔
 ناخون رہتے ہیں۔ انکار نے کے اس نوسے خیال سے ہو کہ وہ سے نہ لگت جی حیران

ہم ہمارے روح اور شہادہ کی ہمت کر رہے تھے۔ جو اس میں دروزان و مستقل خدا کے لئے ہے۔ پہلی ایک جماعت تو
عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھہرا چکے تھے۔ کچھ مخالفین نصاریٰ کو اپنی تان بھن الفاظ کتب عہد جدید سے
خدا کا اکلوتا پوتہ بنانے کی کلفت اور ہٹا ہٹائی۔ کرات و عناصر پرستی اور طہارت جیسی کچھ بوجھنے کا شرک تو
عالمگیر ہو چلا تھا۔ خاص قصبہ کا ذہیر دہر یا نہ کوئی عرب میں توڑنا تھا نہ عجم میں۔ مدینہ منورہ الین پہنچنے سے کچھ
حقیقی مانع نجات اور شرک صوری کا انحصار اپنے رسالہ تقسیم افلاک شرک میں چھپا رکھا ہے کیا ہے۔ چنانچہ
عہد رسالہ مذکور کی مع دیگر کتب ہے۔

مستقل شرک کی چھ تین ایک شرک مستقل کا اور وہ ثابت کرنا وہ
مستقل معبودوں کا ہے (یعنی ہر ایک کو اپنی جتنی میں دوسرے
سے بے نیاز خود بخود موجود الہی ماننا) جیسے شرک مجوس کا
اور دوسرا شرک منجس اور جو شرک ایک ایک کو اپنی جتنی میں دوسرے شرک نصاریٰ کا
اور تیسرا شرک نزدیک کر دینے کا ہے اور وہ بوجہ غیر کا ہے۔ تاکہ
وہ غیب اپنے بھائی کو اللہ کے قریب نزدیک کر دے جیسے شرک (زمان)
وہ پلٹ کے مقتداؤں کا۔ اور (چوتھا) شرک تقلید کا ہے اور وہ
عبادت غیر اللہ کی ہے غیر کی تائید ای سے جسے شرک (زمان) مانا جاتا
کے پھولوں کا اور (پانچواں) شرک اسباب کا ہے اور وہ منسوب کرنا
تائید کرنا اسباب عادی کے لئے جسے شرک خلافت و طہارین اور
اوتھار ہے جو اس میں منکے تابع ہیں۔ اور (چھٹا) شرک اطراف کا اور وہ
عمل کرنا ہے غیر اللہ کے لئے۔ اور حکم پہلی چاروں قسموں کا جن میں مجوس
اور نصاریٰ اور لگے اور کچھ جاہلیت کے مبتلا ہیں۔ (کفر مانع نجات)
ہے بالافتاق اور حکم چہرٹی قسم کے شرک (صوری) ہا بالافتاق
ہے۔ کفر (نئے) کہ کھانے سنانے کو گناہ ہے۔ اسی شرک بہرہ پر کو
افتقار کے عبادت کرتا ہے۔ مگر وہ یا کا رادس عبادت کو ان لوگوں
کے لئے کرنے اور کو معبود بنانے پر بہرگز راضی ہوگا لہذا شرک
نہ خود شرک تقلید کا یعنی دوسرے کی تقلید نہ خود کا مانو والا ہی موصوفہ
مفسد شرک ہی کی جیسے ہی دوسرے کی تقلید نہ خود کا مانو والا ہی موصوفہ

اَدَّاءُ اِشْرَاقِ سَتَّةَ شِرْكَ اَلْاِسْتِقْلَالِ
وَهُوَ اِبْنَانُ اَلْاَلِهِيْنَ اَلْمُسْتَقْلِلِيْنَ
كَشْرِكِ اَلْمَجُوسِ وَشِرْكِ اَلْبَنِيَّيْنِ
وَرَكِبَ بِالْاَلِهِيْنَ اَلْبَنِيَّيْنِ كَشْرِكِ
النَّصَارَى وَشِرْكِ اَلْقُرْبِ وَهُوَ
عِبَادَةُ عِزِّي اَللّٰهُ لِيُقَرَّبَ اِلَيْهِ كَشْرِكِ
مُقَدَّسِي اَلْحَاوِلِيَّةِ وَشِرْكِ اَلْقُلُوبِ
وَهُوَ عِبَادَةُ غَيْرِ اَللّٰهِ تَبَعًا لِلْعِزِّيِّ
كَشْرِكِ اَلْمُنَاسِيْرِ اَلْجَاهِلِيَّةِ وَشِرْكِ
اَلْاَسْبَابِ وَهُوَ اَلْاِسْتِثْنَاءُ اَلْاَسْبَابِ
اَلْاَسْبَابِ اَلْعَادِيَّةِ كَشْرِكِ اَلْفَلَاسِفَةِ
وَالطَّبَاثِيْنِ وَفِي شَرْعِهِمْ عَمَلٌ اَلْاِسْتِثْنَاءُ
وَشِرْكِ اَلْاَسْبَابِ وَهُوَ اَلْعَمَلُ
لِغَيْرِ اَللّٰهِ وَحَكْمُ اَلْاِسْتِثْنَاءِ اَلْاَسْبَابِ
بِالْاِجْمَاعِ وَحَكْمُ اَلْاَسْبَابِ اَلْمَحْصِيَةِ
مِنْ عَمَلِهِمْ بِالْاِجْمَاعِ وَحَكْمُ اَلْاَسْبَابِ
اَلْمُقْصِلِ فَمَنْ قَالَ فِي اَلْاَسْبَابِ
اَلْعَادِيَّةِ اَنَّهُ تَوْشِيْ بِالذَّاتِ وَطَبْعِ
فَقَدْ حَلَّى اَلْاِجْمَاعَ عَلَى كُفْرِهِ

قَالَ اَتَمَّهَا تَرْبُوتُهُ اَوْ دَعَمَهَا اللّٰهُ فَمَا
 فَهُوَ نَاسِقٌ مُّبْتَدِعٌ وَفِي كُفْرِهِ قَوْلَاتٌ
 اَنْتَ مَخْصُصٌ اَنْ يَعْتَقِدَ اَنَّ الْاَشْيَاءَ
 تَوْعُرُّ بِاِعْطَاؤِ تَاثِرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَمَا
 وَلَا يَعْتَقِدُ اَنَّ اللّٰهَ اَوْ دَعِيَ فِيْهِهَا
 الدّٰثِرُ مَرَّةً فَيُوْثِقُ تَبْذِيْلَ التّٰثِرِ
 الْمُوْثِقِ اَبَدًا لَا حَاجَةَ اِلَى اِعْطَا
 التّٰثِرِ اِلْحَادٍ اِلَى اَنْ جَالٍ وَاَقْلَرُ
 مِنْ اَوَّلِ اِلَى آخِرَةٍ مَلُوفٍ هَذَا الْبَابُ
 اَنَّ الشُّوْطِبِيَّ الْحَقِيْقَةَ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى
 فَيَكْفِي لِلْعَاقِلِ اِيَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُ
 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي مَوْضِعٍ مَّخَاطِبًا
 لِّهٖ صَلَّيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم
 اِنَّ مَسْئَلَةَ اللّٰهِ بَصِيْرَةٌ لَا يَفْهَمُهَا
 اِلَّا الْاَهْلُ بِهَا اِنْ يَرَوْهَا لَمْ يَخْفَوْهَا وَلَا
 لَوْ كَانَتْ يَعْضِلُهَا بِحُجَّتِهَا مِنْ تَشْيِءٍ
 اَتَمَّ اَلَيْسَ حِجْرُ الْمَكِيِّ فِي الْفَتْحِ الْمَدِيْنِ
 سَنَ حَرِّ الْارْبَعِيْنَ اَنْ الْمَرْحُومِ
 مِنْ هَذِهِ الْاَلِيَّةِ تَوْحِيدُ اللّٰهِ تَعَالٰى
 فِي الْحَقِّ اَتَقْتَرَفُ حُصُولَ النِّفْعِ
 فَلَا ضَرَرَ وَلَا نَفْعَ وَلِلْمُتَعَمِّقِ اِلَى رَافِعَةٍ
 هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَدْ لَانَ عَمَانُ
 رِيَّاسَةِ الْمَوْجُودَاتِ فِي يَدِهِ وَهَكَذَا
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
 اَحَادِيْثٌ مِنْهَا حَدِيْثٌ وَاحِدٌ

نہو مان عبادت الہی کو دوسروں سے اپنی غرضوں پر موقوف کرنے کے
 لئے کیا لہذا عاصی ہوا اور حکم باطنی میں مستم کا تفصیل رکھتا ہے
 پس جو کہے اسباب عادیہ (کے بارہ) میں کہ وہ اپنی ذاتی اور طبعی تاثیر
 اثر کرنے میں تو حکایت کیا گیا ہے اجماع اوس کے کفر پر اور جو کہے کہ
 وہ اسباب عادیہ اثر کرتے ہیں اوس قوت سے جسکو وہ لیت فرمایا اور
 رکھ دیتے اُن میں اللہ نے توفیق فاسق اور بدعتی ہے۔
 اور اوس کے کفر میں دو قول ہیں۔ ترجمہ رسالہ مذکور کی عبارت کا تمام ہوا
 خلاصہ یہ ہے کہ اعتقاد رکھو اس امر کا کہ چیزیں تاثیر کرتی ہیں اور ان
 چیزوں میں اللہ قوائے کے تاثیر عطا فرماتے کے سبب اور یہ اعتقاد
 نہ کہے کہ اللہ نے اُن میں ایک بار تاثیر سوب دی جو پس اس سوبی
 ہوئی تاثیر کے سبب ہمیشہ اثر کرتی تھیں (نہ) نئی تاثیر عطا فرمائی
 محتاج نہیں (یہاں تک کہ کہا) اور قرآن مجید اول سے آخر تک پہنچا
 اس باب میں اس سے کہ مؤثر حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے۔ پس
 کافی ہے واسطے عاقل کے ایک آیت اوس سے فرمایا اللہ تعالیٰ کے
 بند حکمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرما کر
 کہ اگر ضرر پہنچائے تجھ کو اللہ تو اوس کے سوا کوئی اور نصیب
 کا کہو لئے والا نہیں۔ اور اگر ارادہ کرے تجھ کو پہل دی دے گی
 (یعنی نفع رسائی کا) تو کوئی اور اس کے فضل کو روکنے والا (نہ کوئی
 والا) نہیں پہنچا سکتا اسکو جسکو چاہیگا ابن حجر مکی نے اس کی شرح
 فتح المہیں میں بینک غرض اس آیت سے کیا تی ثابت کرتا ہے اللہ تعالیٰ
 کی ضرر لاحق کرنے اور نفع پہنچانے میں۔ پس نفع اور ضرر پہنچانے
 والا اور عطا فرماتے والا اور منع کرنے والا فقط وہی اللہ تعالیٰ ہے
 اسلئے کہ باگ تمام موجودات کی اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور ایسے ہی
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمائی ہیں بہت حدیثیں جن میں سے
 ایک وہ جات حدیث ہے جسکو روایت کیا ہے شریفی نے کہ

لما معروا الى الترمذی انما شکک
فاسئل الله واما استعنت
فاسئل الله ان لا املک
ایحییہ الخلق من الخاصة
والعامه والانباء والاولیاء
وسائر الائمة لواجتماع
علی ان ینفخوا فی لبثی لعل
ینفخوا فی لبثی کتب الله
علی الخلد والجلد والجلد
قال فی التنبیء من المشکوک
من قال انما الی الکوکب حکمة
الوجود لذلک واما الخلد
فما لعل الله الا انه فوض تدبیر
المصالح الی اسفل الیها انهم

حیث ما شکک تو مانگ اللہ سے اور جو شک مدوچاہے تو پس مدو
مانگ اللہ سے بیشک اسطرح ہی تمام خلق خاص اور عام انبیاء
اور اولیاء اور سارے پیشوا اگرچہ ہو جائیں اسپر کہ نفع پہنچائیں تمکو
ساتھ کسی چیز کے (تو) نہیں نفع پہنچا سکتے تجھکو مگر ساتھ اسی چیز کے
جسکو کہہ دیا تجھے اللہ نے الحدیث اور اسی سبب کے ذریعہ تفسیر کہیں
اور مجملہ مشرکین وہ ہے جو کہتا ہے بیشک وہی تو اکب ممکن الوجود
میں اتنی ذات میں اور فوہد اور پیدا کر نیو الا ان کا اللہ ہے مگر
اللہ نے سوچ دیا ہے نیچے کے جہان کی تدبیر کو طرف اوکلی ترجمہ
ایں مجر کی مشق کا تمام ہوا علامہ سیوطی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ قائل
اس امر کا لا سباب نادیدہ ہے وافہ مذکور وعبیت فرمائی ہوئی تو ہے
انکے میں بار بار کرنے میں انکو تاخیر جب یہ عطا فرماتے جائے گی
حایت نہیں خالق مبتدع ہے جسکے کف میں دو قول ہیں اور امام
سبغہ محمد بن ساری کی اس تفسیر سے اور آنت قلت لنا الخلد فی
داعی الہین من دون اللہ الیہ کی تفسیر سے اور آیت سبب
ولا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وعلیہم
فیہما من مشرق ومالہ منہم من ظہر کی تفسیر سے صراحتہ ثابت ہے کہ وہ معتقد ہے اسکا کہ کو اکب وجود
حادث اور مخلوق ابی ہونے کے اللہ تبارک کے قلوب میں سے عالم اسفل کے تدبیر کرتے ہیں۔ یہ کام اللہ نے
اوکلی سپرد کر دیا ہے تو وہ جمعی مشرک بزرگ جلی بنی کافریہ۔ اور یہ ایک مذہب ہے منجملہ جابر مذہبوں میں
کے وہہ اس فرق کی یہ کہ پہلی صورت میں اللہ سبحانہ کی صفت فعلی ملکوتی بلکہ تدبیر ہی ہستی ایک نوع ہے
ذات باری سے جدا ہو کر مخلوق کو ملنا لازم نہیں آتا اور پہلی صورت توفیق میں لازم آتا ہے۔ پس اسباب
عادیہ حراہ وہ سوچ جائد و غیرہ کو اکب ہوں یا دیوتا اور فرشتے یا انسان اور مخلوقات طبعی انکی تاثیر کے جتنی
پتیر میں اثر کیا ہے منکے ہی خالق اور مدبر اس مذہب پر نظیر نیچے۔ اور یہ مخلوقات غلو فی الہی ہونے سے
کل مبالغہ کی اس مخلوق کے اللہ سبحانہ اس مخلوق کا معبود بھی نہیں کہ اسنے کہ جو حکما خالق ملکوتی تدبیر
مہی اور کما معبود۔ اسی استدلال پر بھاری کو اللہ سبحانہ کی الوہیت کی نفی کرنے والا ہے یا ہے امت اولی
منقولہ صدر میں کما سبائی اور کوئی اسلامی فرقہ اس کا قائل نہیں مان صاحب الاسد اصلی نے شرف جہا

اہل اللہ میں اس روش کو اختیار کیا ہے چنانچہ الامن والعلی مطہر فاطمی کے صفحہ ۱۴۸ میں ارمی فرماتے ہیں۔ اور پروردگار تعالیٰ انور تکوین کی اساد بھی شرک نہیں قابل اللہ تعالیٰ فالمدبرات اور ہ قسم ہے ان مقبول جندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں انہو فاعلمی بقرات اہل کے ذیل مارک میں مرتبہ ہے کاسکاتہ اللہ یوم الیہا لا ھما من السبا کھا یعنی اساد تدبیر کی طرف انہیں ملائکہ کے اسلئے لئے روئے اسباب میں تدبیر کے انہو۔ نہ فاعل تدبیر نکلون کے اور مجازاً ایسی اساد کتاب وسنت حواف وعات اور محاورات میں نکتہ متصل ہے۔ مشین کا بنا ہوا کپڑا مشین کی بنائی ہوئی دیاسلانی مشین کا سیاہ کپڑا مشین کا بر لا جاتا ہے اور یہی کہو یہی بین خود بخود اسی ہی عقل ہے اس کو اس کا وہم بھی نہیں ہوتا کہ یہ ان مشینوں کے جلد ہونے کے ان مشینوں نے خود ہی کپڑا بنالیا ہے۔ دیاسلانی بنائی ہے کپڑا سی یا ہے۔ ایسے ہی کتاب فیا لون سے لنگ (مردی) اور جلدی (دعوت کی شریک) کو اولاد کی دانا خیاں کر کے اولاد کی خانی ٹھہرا کر بوج و ہر سے مہ لاف الامن کو اقسام اساد پہنچانے پر دیا ہوں سے اسی الامن میں بڑی سٹائیت تھی آپ اس اساد میں ایسی سوئی بات نہ سمجھے یادیدہ دولستہ گریز فرمائے حق چٹا گئے وہم باہر نہ یجملون اس قرآنی کے بموجب فرشتے اللہ کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اور عمل کسب کی ضرورت ہے نہ یہ حق مسقت کمانی کے کن یعنی ہوا کہکنا موجود کو جو کر پسنے کی و تکوین اس مینر ہونہن مسکنی کتاب وسنت و کتب عقائد میں کہیں ہارونہن ہوا کہکنا ہوا اللہ کے مقبول ہندے ہی بے محنت مسقت کمانی کن بکیرنا موجود کو موجود کر ایسے ہیں۔ ائمہ اہل بیت کے ساتھ انوکھوں کو واسبتہ جاننے کی بحایت بے سود ہے وابستگی معی سدا کی کی جیسے فاعل کو ساتھ ہوتی ہے مقبول کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ مطلب یہ نہ وہ پہلے ہی اس سہرا مانی ہو جائے ہن جو تکوین الہی کے تحت آئیے انوالا یہ رضا بقضا کا مشرت فاصان ضاکا حصہ ہے۔ سیدی ابو زید مسبطی اور یونٹ اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اس مقام سے خبر دی ہے یہ ہن کہ وہ سکون کس قدر کائنات کے ہو گئے ہن چند خیالات پر صاحب الامن کے کچھ عرض معروض اخیر جس میں ان کی رائے اللہ تعالیٰ

توحید القرآن نمبر ۳۔ سو حق تک نئے قرآنی توحید کے متعلق چند جدید اسلوبوں سے پہلو و نکل دیکھا ان کا مائل تو صرف اس قدر تھا (۱) کہ موجد مسک ہے (۲) اللہ کا) شرک معی ہے (۳) مدعوہوں کا) اسلئے استدلال رہبان کی اہم ذمہ داری مسک کے سر ہے۔ موجد اس سے بالکل سکھ و ش (۴) اسکے عدا سے تنبیہ کی کہ تمام کائنات کی مسک مشین چلانے کے لئے اسی طرح عالم کی ایجاد کے لئے ایک خدا و عقل کافی سمجھتی ہے دوسرے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی (۵) ہر اسکے عدا سے دعوت کیا کہ وہ حق میں نہیں

بلکہ توحید کا سہہ شکر کی نظیر سے بہر حال انسان کے حق میں مفید ہے اور شکر کا سہہ کو سہل و مہلک ،
 میں نے تقصیر کے ساتھ تینوں اسلوبوں پر اٹھا اسم کے گزشتہ عنوان میں بحث کی ہے ۔ بہر حال قرآن مجید
 اب اور آگے بڑھتا ہے بلند آواز اور نچا ہو کر دنیا کے تمام مشرکانہ دماغوں کو ایک زبردست دھمکا دیتے ہوئے
 دعوے کرتا ہے توحید ہی یقینی اور نہ ملنے والا خیال ہے ۔ بتجائی صرف اسی بن ہو کہ اس عالم کے لئے ایک ہی
 موجد ایک ہی خالق اور جہان کے رہنے والوں کے لئے ایک ہی مبدو مانا جائے ۔ شکر ایک وسوسہ ہے
 جسکی منت میں فقط بڑائی اور سادہ ہی نہیں بلکہ لطافت اور زہوق بھی ہے ۔ شکر صرف خرابیوں میں ہی
 بتا نہیں بلکہ ایک چھوٹا عقیدہ رکھتا ہے ۔ اوسکی تمام کارسزایاں چھوٹی ہیں ۔ توحید میں اگر صدق و راستی کے
 سہہ کسی کمزوری اور بڑائی کا وہم نہیں تو بحیثیت اسی طرح شکر کے گہرائیوں میں باطل و رطل اور بہو و گی و خلافات
 سوا اوسکی قسم کا سامان نہیں تخلیل کئے کہ ہم فرق مجید کے اس فکر و تعب و رفیع تر منزل دلیل کو مر میں بیان
 میں لائیں ایک تہیدی گفتگو کو دماغوں کے آگے سپیلا دینا ضرور سمجھتے ہیں اس کے بعد مقصد فرمائی
 باسانی روحوں میں اتر سکتا ہے واللہ الموفق حاکمیت قاسمیہ کے اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے جبکہ
 اس وسیع کا رفاہ عالم اور عظیم الشان مسئلہ نظام کائنات میں غور کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اس دنیا کی کوئی
 ایسی چیز نہیں جسکی کائنات انسان محتاج نہ ہو ۔ بتتے ہوئے دریا بکھنا ہوا آفتاب ۔ ٹھیلی ہوتی زمین ۔ چلنے والی
 ہوا میں انفرض جس چیز کو ہم کہتے ہیں صاف نظر آتا ہے کہ بنی آدم کو اوسکی حاجت ہے ۔ اگر بانی نہ ہو تو ہم
 نہ جائیں ۔ ہوا نہ ہو تو ہمارا سانس ترک کر دینا ہے ۔ زمین نہ ہو تو ہماری غذا میں دوام نہیں
 حوا ۔ پوشاک ۔ سکونت کے اسباب کھائے پیا ہو سکتے ہیں ۔ آفتاب کی کرنوں کی بارش اگر گرجا ہے
 تو روشنی کے تمام فائزات سے ہم محروم ہو جائیں گے ۔ نہ ہمارے درختوں کے پھل کھائے میں نہ کھیتوں میں
 کھیتی کی برہمار غلہ کی پیداوار کا نظارہ نظر آ سکتا ہے ۔ اور صرف ہی نہیں بلکہ ہزاروں کئی تریوں میں آگے واکے
 ہونے جنگلوں کی کچ میں پیدا ہونے والی خربڑوں کے سفلے اگر انہیں علم نہیں تو اکثر ان طبعوں سے بوجہ
 کہ مٹھاری بیماریوں کی کتنی شفا میں اس میں مقبور ہیں ۔ انفرض سوچنے والوں نے سمجھا ہے کہ اس کائنات کا
 ہر جزو وادہ علوی ہو یا سفلی بنی آدم کی خدمت گزاری میں مصروف ہے ۔ شہزاد کے عارف پر جب یہ مسئلہ
 تو عرصہ دور زمین ہیاختہ اُسکی زبان پر جاری تھا ۔ ابراہیم دومہ خورشید فلک دربارندہ تا توانستے
 کہنے رہی و بخت خدایہ جلیل القدر و اسیس سماوی کے محافظوں نے مختلف بیرون بن اس ملک کو
 فرمایا کہ اِنَّمَا اَللّٰہُ نَبِیَّا خَلَقْتَ لَکُمْ وَاِنَّمَا خَلَقْتُمْ لِاٰخِرَةِ دینا ہمارے لئے پیدا کی گئی ہے انفرض
 آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو ۔ قرآن مجید نے ایک حکم نہیں بلکہ بیت جگہ سہرا کا کیا تسبیح

سمن قر آسمان وزمین کے نظریہ کا بابا رکھ کر گئی ہی سمجھایا کہ کائنات کا ہر ذرہ انسانوں کی ضرورت
 لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر اس کا کوئی حصہ درمیان سے نکال لیا جائے تو جی آدم زندہ نہیں رہ سکتے۔
 ایک ہوا ہی نہ انسان ایک سکڑ زندہ نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اسکے محتاج بہت سے اس کے ساتھ ساتھ
 جانینگے۔ بہر حال یہ اب یہی مسئلہ ہو گیا ہے کہ انسان دنیا کی ہر چیز کی طرف اپنی توجہ اور کمال کے لئے
 سرانہ متوجہ ہے۔ ہوا کو اپنی ناک کے رست سے دل تک پہنچا کر اس کی حدت میں کمی پیدا کرتا ہے۔ پانی کی نکلی ت
 سیرانی چھل کرتا ہے اچھل جاوات نباتات حیوانات بہتہایت آزادی کے ساتھ تصرف فرماتی۔ اُسکی ہوتی
 دوہ سے گھی سے بلکہ گوشت (اور پوست وغیرہ) سے بھی فائدہ ادا کرتا اور اسے اپنا محتاج بہا کر دیتا ہے
 اب اسکے بعد رکھ کر کہ اگر اس کائنات کی پکاوٹن (العیاذ باللہ) چند خدا شرمک ہوں شلہا ہوا پیدا
 کرے تو مال اور ہو۔ پانی کا خالق اور ہو۔ زمین کا موجد اور ہو آسمان کا فطر اور ہو انسانوں کا خالق اور
 ہو تو کیا اسکے بعد یہ نظام قائم رہ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ سوچو اگر زمین خود تیار و تفلک کا مادہ نہیں تو تو قرآن
 کی روشنی میں دیکھو وہ دعوے کرتا اور اس سوال کے جواب میں اعلان دیتا ہے کہ اگر دنیا کی صورت
 اس طرح تسلیم کی جائے اور چند شرکاء اس پر حکمران ہوں تو کائنات کا یہ بندہ بندہ یا شیرازہ آن کی آئین
 درہم برہم ہو جائیگا۔ دنیا تباہ ہو جائیگی۔ آسمان وزمین کا بگڑاں ہو جائیگا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے
 لَوْ كَانَ فِيقَهُمَا إِلَهٌ لِّلَّهِ لَنَنفُذُنَا فِيهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ اور زمیون میں جب خدا علاوہ اللہ
 تعالیٰ کے ہو گئے تو یہ نظام برباد ہو جائیگا یہ تو گواہ بصورت دعوئے میل کا ایک جذبہ ہے۔ اب اسکی تکمیل
 یا اس میل کو یوں ملل کرتا ہے اِذَا كُنْزُكَ هَبْ كُلَّهُ اِلٰهُ خَلَقَ وَلَعَلَّ الْبَعْضُ عَلٰى الْبَعْضٍ يَتَوَفَّن
 ہر ایک خدا اپنی پیدائی ہوئی چیزوں کو لے بھاگے گا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرے گا اس آسمانی
 محبت کو صحیح طور سے داغ میں جگہ دینے کے لئے ذیل کے مقدمات پر نظر ڈالو (۱) ثابت ہو چکا کہ
 انسان اپنی بقا و کمال میں کائنات کے ہر ذرہ کی طرف محتاج ہے جب تک ان کو استعمال میں نہیں
 لایا گیا وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتا (۲) عقل نے ہر شے کو موقوفہ و موقوف کے اجتماع نے یہ طے کر دیا ہے
 کہ خدا ظلم سے منزہ اور پاک ہے (۳) پس اگر جہان کے ہر ذرہ کا خالق الگ الگ ہوگا تو ہر ایک خالق کو
 اپنی مخلوقات کی حفاظت دوسرے خالق کی مخلوقات کو جبر و قہر سے ضروری ہے ورنہ ظالم کا جرم آہر
 عائد ہو گا آخر اس سے نیا وہ بے درو ظالم بادشاہ اور کون ہو سکتا ہے جو اپنی رعایا کو دوسرے بادشاہوں
 کی رعایا کے ماتحت سے قتل و مارتا دیکھے اور کچھ نہ بولے۔ اسکے عہد ظاہر ہے کہ انسان جو وقت اس
 کے لئے ہے وہ خود کو خلیفہ بنائی کو ہوا کہ حیوان کو اپنے سرف میں لایا گیا تو ان چیزوں کا خالق ان کو

اُس سے بجا بجا نہ بجائے تو غلام گنا جائیگا پس اگر بجا سا تو انسانوں کی بنا ہی لانعم آئی کہ وہ بہتر
 ان پانی ہوا و سبزہ مخلوقات کے زندہ ٹکین رہ سکتے۔ اور اگر وہ اپنی مخلوقات کو دوسرے خدا کی مخلوقات
 سے بھرتا ہے تو ان کے لئے عذاب و عذابوں میں اپنی اپنی مخلوقات کی حمایت کے لئے جنگ لگاتی
 ہے۔ دونوں کی مخلوقات اس تضاد میں وجہ سے برباد ہو جاتی۔ ایک دوسرے پر جرحہ جاتی۔ اور یہی
 وہ جنت ہے جس کی طرف فرکان ہے ہمارے خیال میں اسلئے کہ کوکان فی جہنم اللہ تعالیٰ علیہ السلام
 پس جبکہ یہ عالم اسلئے آدم سے اب تک موجود ہے۔ اسلئے کہ اولاد بلا کسی مزاحمت دنیا کے ہر جز پر منتفہ ہے
 یہی دلیل ہے کہ اس پر ہی کائنات کا خالق مالک ایک ہی ہے اور جو خالق مالک ہے بعد لہذا وہی ایک ہی ہے
 دوسرے سمجھنا اسلئے کہ وہاں ہے۔ یہ ماخوذ ہے مولانا سیدنا شمس الدین عظیمی دامت برکاتہم کی تقریر
 سندرجہ و تقاسم غیر ملکہ سے۔ افسوس ہے اوس کے خیال والے کی کج خیالی پر جو اپنے خیر میں
 آئے ولی چیزوں اور غائبی کل کے سحر کے قدرت الہی پر لگی ہوئی اشیا کو اس وجہ سے بوجھتا ہوا کہ
 کہ ان پر ہمارا عارضیات ہے اور غائبی قوائے شاز کے استحقاق عبادت میں اپنے جذبات روزن کو متذکر
 یہ تو ایسی مثال ہے جیسی لکڑی اسلئے کہ بھاڑنے سے پہلے کے لئے کھارہی کے آگے ماتہ جوڑ
 اور نکوت کرے کہ تو بکومت بھاڑ اور بجا سے معافی نہ مانگے۔ اور بھار اوکی اس حق فراستی پر فوراً اس لکڑی
 کو بھاڑ دے تو کھارہی کے آگے کی ماتہ جوڑ اور اسکو زمین بجا سکتی۔

حقیر اور ساتھ ہی کہتے ہیں مقبولہ تہات ایک ایک ہے	گردانی ہیں جو جہت پر ہم بت پرستی کہتی تھی زور و زوم	دووں کو سار گزینہ عاری بت کو غفلت تہا ہوا اور نگر	حلال ہلکی خزانہ جم کے جم گہر گہر تھی دن قلم اور صم
لیون ضرورت ہونے پر نہیں	نور حق کو طالب حق محترم		

علامہ سیوطی کو حضرت کبر سے منہ پر روایت ابن عمر کے واسطے کہ فار کے گرد چاندن طوط تین سو
 ساٹھ تھیں تھے۔ اور کہہ کے اندر بھی تین سو ساٹھ ہی تھیں جنکو فتح مکہ کے روز خدا نے حضرت علی علیہ السلام
 علیہ والہ وسلم نے بھی دیکھا تھا۔ اور ابو نعیم کی دلائل السنوۃ میں حضرت ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی روایت میں کہ جب کہ جہت پر بھی تین سو تون کے ہو چکا ذکر ہے اور مواہب لہ نیل کی روایت میں ہے
 کہ اندرون کعبہ اسقدر بت تھی کہ آپ داخل ہو سکے احمق کفار کا اسقدر کثرت سے تون کو جمع کرنا یا تو خدا
 کی کثرت کی وجہ سے تھا یا وجہ تھی کہ خانہ کعبہ بالاتفاق اہل حجاز خانہ خدا تھا۔ پس لازم ہو کہ ہر ایک صاحب
 اپنا ایک ایک کیل باب شاہ کی عدالت میں پہنچا کر اپنی حاجتوں پر درسی کراے۔ اور یہی مطلب آیت
 ہوا کہ شفعاء عند اللہ سے تشریح ہوتا ہے۔ یہی کھد کہا کرتے تھے کہ یہ بت چاروں طرف

پوری کرانے کی اللہ کے پاس سفارش کرتے ہیں اللہ سبحانہ نے فرمایا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا
 کیا اللہ اکیلے کافی نہیں اپنے بندہ کو یا قہر تہی کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے خلاف کہ پاس بنانا جو
 جانتا تھا انہو مافی الاحسن لمحضاً ولسقطاً قرآن کریم نے حیرت شفاءتہ بالافاضلہ فرمایا کیا ہے وہ
 اللہ حدہ کے کافی ہونے کے معنوں سے باہر نہیں جسکی تفصیل اور وقتہ شان کے بیان کا محل حصہ
 سویم ہے اس کتاب کا بان نصاری کے اعتقاد کفارہ کی شفاعت بن سعاد اللہ سبحانہ کا کافی
 قرار دیتا ہے اور نگارہ کے بدلے میں بگناہ بکرا جاتا ہے اور یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَجَعَلَ مَا يُرِيدُ
 اور کلام معقبہ لحکمہ جسکی شان ہے یعنی جو چاہے کرے اور حکم کرے اوس چیز کا حکم ارادہ کرے
 اوسکے علم کو کوئی مثال نہیں سکتا وہ تعالی شانہ اعتقاد نصاری پر دروغی کا روح کی مثبت جو اوس سے
 ارادہ کیا ہے اس میں نامراد و ٹھہر تاہے معبودان باطلہ کی کثرت کے خیال نے ایک معبود بنالائے اور
 معبودان باطلہ کے باطل ٹھہرانے پر جو معبودان باطلہ کی بدولت جو معبودان باطلہ
 دکھلوا دیا ہے قرآن سے دریافت کیجئے اَوَّلُ الرُّسُلِ سِيّدُ نَافُوحِ مَا يَصْلُوهُ وَاَلَا لَعْنٌ لِّمَن اَبْطَالَ
 بدولت کیا بھارت گذر گیا وہ کونسی ایذا ہے جو مشرکین عرب نے اس ابطال کے صلہ میں سید المرسلین
 صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہنچائی ہو ایک جماعت صحابہ کی جیسے ہمارے سادات حضرات اہل و عار
 سر و سمیٹ

جبکہ بیان رمضان ہر برسی میں باندھ کر گھسیٹ لیجانی اور انکے سینہ پر چھ رکھ کر آگ جلانے اور کھینک
 پانی میں بے بے غوطے دیتے کوڑے مارنے جلتے ریتے میں ڈالنے اور دوسری ایذا میں پہنچانے کا
 حصہ دویم میں آئیگا انسانا اللہ تعالیٰ جبکہ منکر کلچو کا بجا بیگا۔

توحید کا کلمہ شاکانوں کو ایسا ناگوار اور بری معلوم ہوتا تھا کہ کسی کو سننا گوارا نہ تھا۔ جب آپ نے
 لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی دعوت دی مشرک بدلاؤٹھے کہتے ہے کیا ساری قوم بدوٹوٹا یا پت
 کر کے ایک ہی معبود ٹھہرایا۔ چنانچہ سورہ میں آیت میں حکلی ہے وہ آیت میں فقہیہ دلائل میں یہ ہے۔

اَجْعَلِ الْاِلٰهَةَ الْغَاثَ اَحَدًا
 حَيْثُ قَالَ لَهُمْ قُولُوا لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
 اے کف یسعیہ الخلق کلہم
 اَللّٰهُ اَحَدٌ اِنَّ لَهَذَا شَيْءًا عَجَابًا
 کیا انے کوئی جہت سے جو وہی عبادت کے بدل ایک ہیں
 کی عبادت اس ہمیشہ سے کہ فرمایا کہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کہتے کہتے
 کرنے کا ساری مخلوق قاتلوا ایک معبود بدشک یہ تعجب کی بات ہے
 اور جی کہتے ہوئے کہتے ہم اول ہیں سے۔ الباطل اس کے

سنا۔ مراد اس سے حکم کوئی ہے۔

عجیب والمنطلق الملاحه صہم من
محاسن اجتماعہم عند ابی طالب
وسما عہم فیہ النبی صلی اللہ
والہ وسلم قولہ لا الہ الا اللہ ان
اُشہو واصبر علی البکوار انتہو علی
عبادیتہا ان ہذا المذکور من النسخہ
لنشی مبراہیننا ماسمعنا لہذا
فی الملتہ الآخرۃ طائے فی ملتہ
علیہ ص ۳۳ حلاہین ای ملتہ
علیہ لایہا اخر الملل وھم لایو
تولون بل یقولون نالت ثلثہ
کذا روی عن ابن عباس ومقابل
والکلیبی (رکالین)

باس کہتے ہوئے کہ مجاہد سے اس مجلس میں نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے یہ منکر کہہ کر لا الہ الا اللہ یعنی نہ اور عبادت
تھا کہے سو اکوئی جنہن دیکھتے ہوئے ایک دوسرے سے
کہ جلوہ در صبر کرد اپنے معبودوں پر رہے رہو انکی پوجا پر بڑیکہ
جو ذکر کیا جاتا ہے تو حیرت انگیز ہے ایسی ایک سی خدا کی عبادت کا
یہ ایسی چیز ہے ہم سے جسکے (سوائے) کا ارادہ کیا جاتا ہے جنہن
سائے اسکو کچلی ملت میں جو امت میں زمین - رکالین میں سے
اسکے کہ یہ ملت مسیحی انبیاء و سلف کی امتوں سے ہے۔ سے
اور وہ نصاریٰ ایک معبود جنہن مانتے ہیں بلکہ اللہ کو تیسرا ہے
منجہ میں معبودوں کے مانتے ہیں - ایسا ہی مروی ہے ابن عباس
اور مقاتل اور کلبی سے ترجمہ تمام ہوا اور بت شریف کے دس
احکام لوحی جن میں سب سے بڑا اہم ہوا انسان منجہ مدارجات
اعتقاد ہے توحید کا باہن مضمون کہ اسے موسے سے تیرے حقو

میرے سوا اور معبود نہ ہو خارج میں دوسرا معبود نہ وجود ہونا تو کیا خیال موسیٰ سے بھی اور سے معبود
کے موجود ہونے کی نفی کی جاتی ہے تو پہلا اور دوسرا اور تیسرا معبود ماکر نبات کا اسید و رہنما آفتاب نجد
کی روشنی کو شب بخیر ہٹا رہا ہے - انہوں اعتقاد توحید جو پہلی اولیٰ ہے تمام آسمانی کتابوں اور انبیاء
ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت اور تعلیم کا اس میں روشنا نکاس کے لیے ہی اعتقاد تخلیق کا ہے کیا
ہے بہت سے معبودان باطلہ کی عبادت کے جواز کے لئے مشرکین عرب کو بھی ہی اعتقاد جبلت پناہ
سوجھا - اور جن قبائل کا ذکر دوسری بیت میں ہے انکے بتوں اور انکی بت پرستی کی کیفیت وغیرہ کا بیان آئندہ
آتا ہے۔

نالہ عورت کو کعبہ ملی سان	کرنا دونوں پہ جگر صہم	گت بڑی انکی دکھا نیکے	انکو رکھا رہہ تاؤ رہہم
کیسی عورت بنو اوکو لگے	عقل پر پتھر پڑے حرت غم		

تفسیر روح البیان میں ہے اساف ایک مرد نالہ ایک عورت بن کی جن میں باہمی ناجائز دوستی کا تعلق تھا
یہ دونوں جاہلیت کے رسم و رواج کے موافق جگہ کرتے گئے۔ داخلی کے وقت ان نالایقین سے نہیں
کے اندر نہ کیا۔ ان پر اللہ کا تہر ٹھٹھرا۔ دونوں پتھر کے ہو گئے۔ اوپر اوپر باہر کہہ رہے تھے۔

چند روز بعد یہ یوں بت اہل مکہ کے لئے معبودین کے بڑے نور غور سے اونکی پرستش ہونے لگی
 آئینہ ہی انکو چٹا دیکھا۔ مگر اللہ سبحانہ نے آپ کے مبارک ہاتھوں سے انہیں غارت کیا دینا کے
 بت پرست اپنے بزرگ نیک لوگوں کی مورقین بنا کر پوجتے ہیں۔ مگر عرب کی عقل پر ایسے بھڑے نہیں کردہ
 بدکار زمانہ کا خدا کی نعمت میں گرفتار عین کعبہ کے اندر نہا کرنے والوں کو معبود بنالیا جان بوجہ کہ بیت اللہ کے
 طواف کے ساتھ ساتھ ان ناباک مورتوں کی بھی پوجا کیا کرتے تھے۔ سب جڑی غلطی عرب کی شان ابھی چھٹی
 جہاں بیت پرستی کے واقعات دینا سے نزلے ہیں **مسند دارمی** میں وارد ہے قَالَ هَاجَرْتُ مَكَّةَ
 الشَّرِيفَةَ فِي الْحِجَابِ هَلِيلَةَ إِذَا سَأَلْتُ عَنْ سَمَلٍ مَعَهُ الرَّبِيعَةُ إِحْجَارٌ ثَلَاثَةٌ يَقْدِرُ دَهْأُ وَالْمَرْجُوعِيُّ
 یعنی ہارون دنا سے بن عرب کی جاہلیت کا بہ حال تھا کہ کہیں مسافر بن جا رہے تھے اسے اٹھاتے
 تھے پتھروں سے استنجا کیا۔ جو تھے کو بوج لیا۔ وہی استنجہ کے ڈھیلے تھے اور وہی خدا اور معبود۔

دودہ کہیں کچھ یاد کیا ہے	اس کے کوٹا منہ پر تیرہ تھانہ	لو غری نے بول تو مباد کیا	کہا جڑاواتر پر تراہم میں صہم
اس سے بھی عبرت نہونی ناویف	کتیو یہی راز کعبہ الصمیم		

مسند دارمی میں جاہر سے روایت ہے عَنْ حَاجِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُوَلَّاتِي أَنَّ أَهْلَكُ
 بَعَثُوا مَنَعَكَ لِقَاحٍ لَيْنٍ وَقَدْ خَرَجَ إِلَيَّ إِلَيْهِمْ هَوَّ قَالَ فَمَنْعَتِي إِنَّ أَكْلَ الْمَرْبَدِ غَنَاءٌ فَتَنِي
 أَنِّي حَاجَا لِنَكْبٍ وَأَكَلُ التَّرْبَدِ وَشَرِبُ اللَّيْنِ لَعَنَ بَالُ عَنكَ الصَّنَمِ وَهُوَ اسْتَوْدَأَ ثَلَاثَةَ
 نِيْلِي كَيْتَ بِنِ كَمْ حَبْتِ مِيرَ آقَانِي بِيَانِ كَيْ كَا بِيَكِ وَفَعْدَ زَمَانِ جَاهِلِيَّتِ مِنْ سَهَارِ كَهْرٍ وَأَوْنِ بِنِ أَرِيكَ بَاكِدِ
 دودہ دوسرے میں کہیں دیکر مجھے ایسے معبودوں کے پاس پہنچا کہ جاؤ انکی مذکور و حسب الحکم میں خیاراً
 لیکر چلا راستہ میں جی جاہا کہ یہ نعمت میں کہاوں مگر ان بتوں کے ڈر کے مارے نہ کہا سکا اسی طرح جبکہ کہا
 رکھتے ہی کتا ان بتوں کے پاس آیا۔ دودہ بیا۔ کہیں کہیا اور چلتے وقت اس بت کے منہ پر موت کیا۔ اور وہ
 اساف اور ناملہ تھے انہی وہاں جہالت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ایسے واقعات سب جی عبرت تو کہان بلکہ اس
 منہ مناک واقعہ کو ایک نئی اسرار سمجھتے تھے۔ چھر ٹھوڑے عرصہ کے بعد یہ بت یہاں سے اٹھا کر صفا مردہ
 چارونپر رکھ دے گئے۔ اب تو ان بتوں کے نام احرام نہ رہتے تھے۔ ان کا طواف اور حج ہونے لگا۔ چنانچہ
 یہ منصوص آیت إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنِّي شَعْرًا مَلِكًا وَحَتَّى تَقْبَلَهُمَا مِنِّي بِحَدِّهِمَا۔ تہاچہ بن ابن ابی شہر
 کی مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ بڑے بتوں کی پوجا چھوڑ کر انکو نکال انکی جگہ پر بتوں
 کی بھرتی ہو گا زمانہ جاہلیت کا دسوا تھا۔ دلائل ابونعیم کی روایت میں ایک حدیثی کے اسلام لانے کی
 وجہ بیان ہوتی ہے کہ وہ سولہ بت پرستوں کو چار بار سے کہے کہ کیا ایک اندر سے آواز آئی انھیں

ابن جریر بروایت محمد بن قیس کہتے ہیں کہ یہ لوگ بنی آدم میں سے نہک تھے اور اون کے پیرو تھے جو ان کی اقتدا (یعنی پیروی) کرتے تھے جب وہ مرتے تو اون کے تابعین نے کہا کہ اگر ہم اون کی مقصود میں نبالین تو ہم کو عبادت کا شوق زیادہ دلائیں گے جب ہم اون کو یاد کرینگے اس نظر سے ان کی تصویریں بناہیں جب یہ تابعین مر گئے اور دوسرے لوگ آئے شیطان نے انہیں وسوسہ دیا اور کہا کہ وہ لوگ تو اون کی عبادت کیا کرتے تھے اور انہیں کے باعث میتہ دے جاتے تھے۔ پس اون لوگوں نے اون کی پرستش کی ۵۶ منہام کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے کہا کہ وہ ۵۶ اور موانع اہل بیوت اور بیوت اور نہک لوگ تھے وہ ایک مہینہ میں مرتے۔ ان کے۔ اور اون کے اقارب کا گشت خلافا ایک نے قابل کی اولاد میں سے کہا کہ لوگو اگر تم کہو تو تمہارے لئے پنج اون کی صورتوں کے موافق بنا دوں مگر مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ اون میں جان ڈال دوں بسے بہتر (تب) اس نے ان کے لئے پنج تراشکر کپڑے کر دیے اور حال یہ ہوا کہ آدمی اپنے بھائی اور چچا کے پاس آنا اور اس کی تعظیم کرنا اسکے گرد و وڑتا (یعنی ان ہاتھوں میں سے جس کے عزیز و اقارب زیارت کو آتے تھے) خانہ کتبہ میں لے جاتا تھا کہ یہ قرن گذر گیا اور یہ بت بزد بن ہبائل بن قبتان بن الوث بن سلیم بن آدم کے عہد میں بنائے گئے تھے۔ پھر اس بیٹری کے بعد دوسری بیٹری کے لوگ آئے جنہوں نے ان کی تعظیم پہلے قرن سے زیادہ کی پھر دوسرے کے بعد تیسرے قرن نے کہا ہمارے اگلوں نے جو ان کی تعظیم کی تو صرف اسلئے کہ وہ خدا کے بیان ان کی سفارش کی قطع رکھتے تھے۔ اسی لئے تیسری بیٹری والوں نے اولی پرستی کو اور ان کا کھڑک لگایا تب اللہ تعالیٰ نے حضرت ادیس علیہ السلام کو اون کی طرف بھیجا اور انہوں نے اون کو زمین کی طرف بلایا پس انہوں نے حضرت ادیس علیہ السلام کو جہنم لایا تو انہوں نے ان کو اونچے مکان میں اونٹن لایا۔ (جہاں اسکے) لوگوں کا حال ہمیشہ سخت ہوتا رہا (یعنی کفر میں رہتے رہے) ۵۷ ترجمہ افانہ

دب گئی ریتوں میں غبار طوفان	یا جیج وہ اکہہ داسی منہم	عمر کا کچ بٹایا فاب میں	ریت میں کے میں ناچن منہم
جیج کو سو میں لے لار کھے	انکی ہوجا برنگا جیج کے جم	دیدار انداز کے بیٹے خوف کو	وہ جوتا صورت انسان منہم
عمیرہ دواسے لپکا کانا	کلب دوسریں ہوجا منہم	بوکولی جیج مالک نے کہا	ابنی اکھو دیکھا اوکھا منہم
بائے بھی کہا و کو دلا	دودہ وہ تیرا نہ لے قدم	راوی کہتا ہے کہ خالد بن لب	اور تو تیری وہ گوارا نہ تیری منہم

کلمی نے ابو صالح سے اور اس نے ابن عباس سے جو روایت کی ہے۔ اس میں قوم کو نوح علیہ السلام کے ایک سو بیس برس تک خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کا ذکر ہے۔ پھر موت نوح سے ماٹنے پر قوم کے ذریعے کا اور طوفان کے آنے سے بتوں کے جہہ پہنچ کر پہر ہوا سے ریت کے تلے دب جائیگا بیان

کلی کہتے ہیں کہ عمرو بن لُحی کا بن تھا اور ایک بن اوس کا دوست تھا اوس نے اوس سے کہا کہ تو تمہارے بیٹے
 کے سے خیر سلامتی کے ساتھ حیدر سفر کے جبہ جادوان تجھ کو بت دیا رہیٹنگے اُنکو تمہارے من لے آ۔
 اور مثال مت لے رہے عرب کا وکلی بوجا پر بلا تیر قول مانا جائیگا۔ عمرو جہزہ گیا اور ان بتوں کو کہو اور پھر اُنکو تمہارے
 میں لایا یہاں تک کہ تمہارے میں اوترا اور حج میں حاضر ہو کر تمام عرب کا وکلی شہادت کی طرف بلایا اوس کا کہنا
 عرف بن عذہ بن زید مللات نے مانا۔ عمرو نے وہ بت اُسکو دیا جبکہ نام وہ بت عوف اوسکو اور ٹھالا یا اور یہ
 دو بت اُنکو مل کے وادی قمری میں تھا اور عوف نے اپنے بیٹے کا نام عوف رکھا اور وہ کے نام پر بل
 اُس کا نام رکھا گیا۔ اور عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اُن کا خادم مقرر کیا۔ پس اوسکی اولاد ہمیشہ وکلی
 خدمت کرتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لایا۔ کلی نے کہا ہے کہ جب تک بن ساریہ لگے گئے
 دو کو یکہ ہے۔ میرا باب مجھ کو وہ دیکھو وکے پاس پہنچا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ دودھ اپنے خدا کو
 ملا دے میں اوس کو بلا دیتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے خالد بن ولید کو دیکھا کہ اُنہوں نے اُسکو
 نوڑ کر زیرہ ریزہ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو اُسکے دھانے کو
 پہنچا تھا۔ عذہ اور عامر کی اولاد نے ان کو روکا آپ نے ان سے جہاد کر کے اُنکو تیغ کیا اور وہ
 کوڑا کر لڑے لڑے کر دیا۔ کلی نے کہا ہے کہ میں نے عامر بن عازہ سے کہا کہ مجھے وہ کا
 حال ایسا بیان کر کہ گویا میں اُسکو دیکھ رہا ہوں اوس نے کہا کہ وہ ایک بڑے مرد کی صورت تھی
 جس کا شمار سنی لباس و کپڑوں کا تھا۔ ایک کو وہ تہمت کئے تھا اور ایک کو چا دسا دسا و سب ایک تلوار
 حکو حاصل کئے تھا۔ اور شان زمین کمان ڈالے ہوئے تھا اور سامنے اوس کے ایک نیزہ تھا میں
 جہت اُٹھا اور ایک نرکش تھا جس بن تیر تھے الخ

ضمیمہ یاد دہانہ کہ عہد عتیق و عہد جدید سے تحریف نے امان اور ٹھانڈی ہے۔ مگر نام رکھنے
 میں کسی نبی یا فرشتہ کا بندہ نہ کوئی کتاب بتلاتی ہے نہ کسی نبی نے ایسے نام رکھنے کی اجازت دی
 انا جیل تک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو جبریل بخش نام سے یاد نہیں کرتیں قرآن مجید سے یہ نام
 بخود ناصحاب الاثنی عشر و اعلیٰ اکی دھتیکا دھتیکا ہے۔ عبدالعزیز نام رکھتا یہودین اور عبدالمسیح
 نصاریٰ میں اور وہی داس و عزیز نام یہودین رکھے جاتے تھے جبکہ ابطال اور ذم قرآن مجید نے
 پہلے ہی کر دی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ مَا آتَاكُمْ مِنْهُمَا فَخُذُوا حَبْلَهُمَا وَشُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا
 اِلَّا أَنْ تَرْتَبِعَهُمَا فَاِصْبَحْ مِنْكُمْ صَافً۔ اُن دونوں کو دہشتا صبح و سالم ہٹے اسے اُنہوں نے واسطے
 اُسی اللہ کے نہ تک اوس میں مسکود یا تھا اُنکو آخرت تک یہی اللہ کی عطا فرمائی ہوئی اولاد میں

مناکر لکھتے ہیں اسپر تو دیکھا چاہئے وہاں بیت کا جن کتابچے نجدیت کی آگ کہا ننگا جملے آگے
حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ سیاست دکھایا اور نجدیت کی آگ
پیر شاہ ولی اللہ صاحب کے بانی کا چھینٹا یوں دیہا ہے کہ شاہ صاحب ازالہ الخفا میں قول عمر کنْتُ
عَبْدُہُ وَاذْہُ نَہُ نقل فرما رہے ہیں حکایت ترجمہ آپ ہی نے دو جگہ یوں کیا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تھا حضور کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتگار رہتا تھا وہ تو بیگم
مکتبے بہریت کی قید اس سفر کے بیان میں بیچ بندہ ہونیکے کیسی بندہ تو ساتھ ہو جب بھی بندہ
چرا ہو جب بھی بندہ ساز ہو کہ یہاں عطف تفسیری عبد کو خادم کے معنی میں متعین کر کے عبودیت کے
معنی کے احتمال کو اٹھا رہا ہے ایسے ہی بندگان کوئے تو میں کہ تیرے کوچہ کے خادم ہیں اور پھر بہ
تسمیہ بھی تو نہیں جس میں اصل عبودیت ہے چونکہ شاہی بانی اور اہل چالاک کی گئی ہی۔ لہذا ہم بھی نہیں
شاہ صاحب کے بانی کو جسکو مولف الامن آگ بھجوانے پہلے میں خرمن پر پرستی و نصیریت
ہو نکلنے میں کالہ بن فی اثار کا کام دیتا دکھائی دیتے ہیں۔ یہی شیخ المشایخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجة الله الیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وہم من اعتقد ان الله هو السيد اور انہیں مشرکوں میں سے وہ ہیں جو معتقد ہیں اس امر کے
وہو المذکر لکنہ قد یخلع علی بعض کہ سردار اور مدبر تو انتہی ہے۔ لیکن کوکبی اپنے بعض
عبدیۃ لباس الشرف و التآلف بندوں کو شریف ہونے اور معبود بننے کا خلعت عنایت
و یجعلہ مسترفاً فی بعض الامور فرماتا ہے اور انکو بعض امور خاص میں شرف کا اختیار دیدیتا
الخاصۃ و یقبل شفاعتہ فی ہے۔ اور ان کی شفاعت بندوں کے حق میں قبول فرماتا ہی
عبادۃ بمنزلۃ ملک الملوک بیعت جیسے شہنشاہ کہ ہر جانب میں ایک بادشاہ صوبہ دار بھیجتا ہے
علی کل قطر ملک و یقلدہ تدبیر اور تدبیر اور انتظام اس ملک کا یا شہنشاہ امور عظام اس کے
المملکۃ فی ماعد الامور العظام ذمہ کر دیتا ہے۔ پس رکنی اور کھڑائی سے زبان ہو سکی ان کو
فتلجای لسانہ ان یستمیتہم بندگان خدا نام رکھنے سے اسلئے کہ اس جن وہ دوسروں کے برابر
عباد اللہ فی سبویہم و غیر ہم ہو جائیکے تو اس سے گذر کر ان کا نام اللہ کا پٹا اس اللہ کا
تغذیل عن ذلک الی التسمیتہم محبوب رکھتا ہے اس پٹا نام ان کا بندہ کہتا ہے جسے عبد المسیح
ابناء اللہ و محبوبی اللہ و سمی نفسہ اور عبد العزیزی۔ اور یہ مرض جہو یہود و نصاریٰ و مشرکین کا
عبدالہ و ملک کعبہ المسیح و اور بعض غالیوں کا دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منافقوں

و عبد العزیز بن عبد الرحمن
جمہور الیہود و النصار و المشرکین
و بعض الخلاۃ من صنادق
دین محمد صاحب فی یومنا ہذا

سے ہمارے اس زمانہ میں ترجمہ تمام ہوا۔
دیکھو تو یہ وہی شاہ صاحب ہیں جنکے پانی کا چھینٹا لیکر وہاں
کی آگ بجھانے چلے تھے۔ وہی غیر اللہ کا بندہ نام رکھنے کو حق
جمہور یہود و نصاریٰ و مشرکین اور اپنے زمانہ کے دین محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقوں کا تیل لے رہے ہیں۔ اب فرمائیے

یہ تو ثناء دودہ نہ اگلا نہ کھانا ہوگا جن کو اپنا حاقی بنایا تھا کہ انہوں نے ہی ایسے نام رکھنے کی بدولت غالی
منافق ہونے کا خطاب دیکر عمرنگ یہود و نصاریٰ و مشرکین بنا دیا اور وہ بھی کبارین و لکھتا تھا

صالحی اللہ جمہور کر رہی ہے جسکے ذیل وہی فرماتے ہیں مترجم گوید ان تصویر است حال آدمی را کہ
نزدیک لعل محل بیت افلاک درست کند و چون فرزند بود آید آنرا فرزندش سازد و در تسمیہ اش کہ کند

و از پختہ و استند شد کہ شرک و بتیمہ فوجی از شرک است۔ چنانچہ اہل زمانہ با غلام فلان و عبد فلان نام ہنست
و اللہ اعلم حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دہلی بھی ایسا ہی فرماتے ہیں صاحب الان نے جن کو
دیابت سوز و غم پایا وہ ابن حجر کی عبد البنی عبد الکعبہ عبد الدار عبد علی عبد الحسین نام رکھنے کو ایہام
شرک کی وجہ سے حرام فرماتے ہیں علی قاری وغیرہ کفر فرماتے ہیں اور فضول علانی میں اس کو منع

فرمایا ہے اور ذالک ابن ابی قحطاف علی المانع حشیشہ حقیقۃ العبودیۃ کما لا یجوز عبد اللہ
یعنی ادا کفر علما اس کے ممنوع ہونے پر میں سبب اعتقاد حقیقت عبودیت کے رہا یہ صورت اختلاف
ان کے حق میں جو صفت فعلی کو کہیں الہی بن تو لیں اور عطا کے۔ فقہاء تو اس لئے جن کا تدبیر وغیرہ
صفحتی تخصیص الہی میں بہ اعتقاد ہے انکو عبارت حقہ اللہ الہ کی شرک بتلا ہی ہے۔ اس لئے
کہ خدا کی تدبیر فراموش نہ کریں محنت مشقت کمائی گی امتحان سے سزا ہے جس ناموجود کی سبب کہ ابن ابی
فرمایا نہیں اور وہ موجود ہو انہیں اختلاف مخلوق کی تدبیر کے وہ کمائی کا اثر ہے ذکر کا۔

تو سوائے کہ بوجہ والی ذیل	اور نیز شاہ اندر خیر کے ہاتھ	بوجہ و کو لکی تو ممراد	بوجہ غنی لکھو تب بجا بول
اور بوجہ ہاں کا تبارک	ذی الطاع کی پاد بوجہ کا مہم	بوجہ غنی لکھو تب بجا بول	حق زمانہ تو نہ بجا بول

لے قول حضرت الخاقانی فی فتح الغریب تحت قوله لعالی ولا یستحوالہ اللہ انداھا
نہا من خود بندہ فلان۔ عبد فلان میگوید درین شرک تسمیہ است و قال شاہ ولی اللہ فی المہذب لالہ
فلانوا انفسہم عبد المسیح و غلام فلان الخ و قال ابن حجر المکی فی شرح المنہاج و محرم فلان الخ
لا تسمیہ لیس لیس اللہ و لکن عبد البنی و عبد الکعبہ و عبد الدار علی الحسن لایحی الشریک
و قال علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر اما ان التسمیہ من التسمیۃ عبد البنی فظاهر کفر لکن ابن یلد
بالعبد المملوک انہو فی الفضول العلانی ولا عبد فلان الخ انہی

ہی بخاری کی دیکھا آگ میں | عمرو بن عامر کو ملنا (پرام) | اپنی آنکھوں کی پٹی تھامیں | دین ابراہیم بدل اسکے دم

بقیہ روایت سابقہ کا یہ ہے اور عمرو بن لُحی کا کہنا مضر و زار نے بھی مانا اس لئے اس نے سوغ نامی بیت
(حسب کمالین میں عمدت کی شکل پر بیان کیا ہے) ہڈی کی قوم میں سے حارث بن تیم بن سعد بن ہڈیل
بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے والد کیا اور یہ بیت لُحی بن ثعلبہ بن تہامہ بن ہڈیل بن
مضر کی قوم اس کو پوچھی تھی اور اس عمرو بن لُحی کا کہنا مدح کے بھی مانا تو اس نے نبوت کو انعم بن عمرو المرادی
کے والد کیا یہ بیت بن کے شاعر تھا ہجج کی قوم اور ان کے دوست اس کو پوچھتے تھے اور اس کا کہنا (متبیلہ)
سہلان نے قبول کیا تو یون کو مالک بن مرثد بن عیثم کے والد کیا اور یہ صہوان کا لونین تھا اور سہلان قوم
اور اون کی موافق لوگ میں بن سے اس کی پرستش کرتے تھے اور اُس کا کہنا حمیر نے مانا تو اس نے نسر کو
ذمہ دین قوم کے ایک شخص سے مرکب نام کے والد کیا اور یہ بیت سیاح کی ایک جگہ نخل میں تھا اور قوم
حمیر اور اس کے موافق لوگ اس کی پرستش کیا کرتے تھے۔ غرض کہ یہ لوگ اس کی پرستش کرتے رہی یہاں تک کہ وہ نواس نے
اون کو یہودی بنایا اور ان جب بنوں کی ہمیشہ پرستش ہوتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو بھیجا آپ نے اون کو دایا اور توڑا اور صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر خراعی کو دیکھا کہ وہ جنین اپنی آنت کو گھسیٹتا ہے اور
یہ وہ تھا جس نے اول سال چڑھایا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے دین ابراہیم کو بدل لیا آئندہ ہی بیان کی بنا
محمد بن ابراہیم سے مروی جو ابن اسحاق سے نقل کی ہے اس میں عمرو بن لُحی کے دو جنین آنت گھسیٹتے کے
ذکر کے بعد اس کا اکتہ کے مشابہ اور اس مشابہت سے کچھ ہنر نہ ہونا بیان فرمایا اس کے دین اسماعیل بدلنے اور بچہ
اور ساتھ اور وصیلہ اور عامر بن لُحی اور عمرو بن عامر ایک ہی شخص ہے
حکے باب کا نام عامر اول بیت لُحی ہے۔

ہو کمالینی بیان پر شک و | وہ کی صورت تھی سوغ عمرو بن | تھا نبوت کی شکل گھوڑا تھا | نہ تھا کہ کس کی صورت کا نہ

کمالین میں کتب تفاسیر نقل کیا کہ وہ دم کی شکل پر سوغ عمرو بن لُحی کی شان صورت پر
یون کو پورے کی صورت نسر کرکس کی شکل پر بنا کے تھے صحیح بخاری وغیرہ کی صحیح حدیثوں کی باخون کا
مرد ہونا اور لاطا آدم سے ہونا یہ ہے لیکن صورتوں میں تراشنا جانا اور شاید بنا سبت اوصاف
جو جسمیں شیر کی صورت اور جہاوی تھی اس کو شیر کی شکل میں بھی مصنون نے اوتار ہو علی ہذا درجی
صورتوں صورتوں میں

پہلا دریا کا ری پرست | اوس دوزخ کی بجائے کا صم | سہلہ اور بن خنبلہ | آج پہلی یہ بلا قبر نہ عم

سند تیہو فربہ چٹیا طفل کی	کفر و پرکے جیسے بال و شہم	دیکھی جلی چہری چڑھتی ہو کہیں	کسیرین عورتوں کو سہ تہین قلم
راہبوں کے مولوی ارشاد حسین	دیو تہن فکرو ایک عطا کا ہم	بہ چڑھانا فضل فاعل ہے حرام	اور چڑھاو اور حرام اور سکا دوم
جہل کر دی خدا خانہ خواب	کفر و کبر اس کی ہی تہیں جم	سکا لون دیوی میں ہی تہنگ کا	بنگیا وارث علی کا بھی مصم
عزیز جلی کی سناویں کان میں	وہ مجا و لڑیں مگر نہ مای غم	جانبیں ہیں اسلام کے بھوجوان	سرتین کو سنا بنانا ہے ستم
	اس میں دہن عینیں میں ہیشمار	حیف لکھا بھی نہیں کچھ خوف غم	

صلہ ۵۷ شام کہتے ہیں کہ مجھے ایک فروش کے آدمی نے ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن ابی عبدہ سے اور اس کی
نحمد بن عمارین باہر سے روایت کی کہ اوس اور خرچ اور اہل شرب وغیرہ کے عرب جو انکے ہمسایہ تھے
جج کرتے تھے اور سب بھڑے کی جگہ میں وقوف کرتے تھے۔ مگر باسنہن منڈا لے تھے۔ اور جب اپنے
سکان کو واپس جاتے تھے تو اوس منات بت کے پاس آکر وہاں سے منڈا لے تھے اور اوس کے پاس بھڑے
تھے اور اپنے بیچ کو بدون اس فضل کے پوراء جانتے تھے اور منات ذیل اور فرامہ کا تھا پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتح مکہ کے سال بھیجا آپ نے اوس کو دیکھا والا احد بت یہ پہلا
بت منات اٹام دیا کے کنارے شکل کے ایک طرف کو جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک
جگہ ہے کہڑا ہوا تھا الخ ص ۵۷) اُس کے واسطے قربانیاں بھیجتے تھے اور اوس کے واسطے فوج کرتے تھے۔

صلہ ۵۸ بطور اتفاق نقل کیا اسکو ترجمہ سے افانہ کے بتو پھر سر منڈا نے اونکی ہیبت چڑھانے کی بلکہ شکر
جس سلمان کی ایمانی سخاوت میں ہی اوسکی غیرت اسلامی شہر اور آبادی وغیرہ کے بعض مزار تہن کو نکی چٹیا منڈا نے
رکھانے دیسی دیسی چہری چڑھانے کو ہرگز چوریہ کر لی۔ بزرگوں کے مزار مہبط الابرار کو منات کا ہرگز نگ بنانا
کمال ہے ادبی ہے۔ خود اس فاندان کے اہل علم حضرت راہبوران حرکتوں کو معیوب جانتے ہیں۔ ملا علی محمد
مرحوم پیلانوی کے استغفار کے جواب میں مولانا ارشاد حسین صاحب مرحوم اور اوس کے چند تلامذہ
و دیگر علماء راہبوں سے نقل عبارات کتب فقہیہ و آیت و تفسیر تخریج کر دی کہ قبروں کا چڑھاوا اہل اسلام سے
اور چڑھانا فضل فاعل کا جہا حرام ہے سناہنے اپنے شیخ سے۔ اور انہوں نے حافظہ مولوی عبدالرحیم ریس
امروہہ والد آبادی کو دیہ دیوے میں حاجی وارث علی صاحب کی تصویر بنائی گئی ہے اوس کے ہاتھ میں
چھادر انکو مریدوں کی عرض معروض کرتے ہیں یہ ایسا فتنہ ہے جسکی نظر دوسری جگہ سلمان بن نہ لے گی
میدان اوت علیہ السلام نے اس صورتی چون بت پرستی کے مٹانے میں جو کچھ اذیت اور تہائی ہے مسلمانوں کے
لہ اور کان اوس سے نا آشنا نہیں خود سید الکائنات علیہ وآلہ وسلم نے اس بلار بے درمان کو شایہ نہیں
کو شایہ نہیں ہو جو نہ اوٹھایا۔ پھر اُسکو چلانا مسلمانوں کو زیبا نہیں سکاری مسلم من حضرت عبداللہ

ہیں جو بعض سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک سب لوگوں سے زیادہ عذاب تصور بنائے والوں میں
 ہوگا اور بخاری اور مسلم کی دوسری روایت میں دوسری اسناد سے بھی ایسا ہی آیا ہے۔ اور یہ کہ مصور
 کو حکم ہوگا کہ جلاوطن کو مٹنے بنایا اور اسی روایت میں پردہ برابر یک موترین ہونے کی وجہ سے
 آپ کا گہر میں داخل ہونا مذکور ہے (ترجمہ شارح لمخصا) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں
 داخل ہوتے فرشتے جس گہر میں کتا یا تصویر ہو (اصلاح رسوم) آمیزہ نوٹ کی تصویر کو بھی اس میں داخل کیا
 اور ثبوت کو پہنچا دیا ہے

عمر بن ابی اسحاق کو کہہ دیا ہے شہر خارج از مرم اور مار ب کچھو کچھو خیم یون ہمارا لوگ شامی ہیں غنا مجھ سے کچھ بدولت خوش فہم	حیف کا کہہ کیا مجا ورنیکا نہا ہوا چنگا دانے بت اٹھا رن کو خوتا ہوتا ہی منہ کر لیا بت خدا بیت اسفند	مرضی کو آخر ہوا جب نیم دم لاکہ لکھیا کچھ باس اپنا مسخ کر لیا بت خدا بیت اسفند
--	---	---

صاحب بن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ سے کسی علم والے نے کہا ہے کہ عمر بن ابی اسحاق نے کہا ہے کہ میں نے
 اپنے کسی کام میں نکلا جب زمین بقیع سے مار ب میں آیا وہاں اُن دنوں عمارت کی قوم تھی جو بلاق
 بن لار بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ انکو دیکھا کہ ثبت پرستی کرتے ہیں۔ پس اُن کو چہا
 کہ یہ کیسے بت ہیں جن کو تم پوجتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اُن سے مینہ کی درخواست کرتے ہیں
 تو بارش ہوتی ہے اور اُن کے ذریعہ سے حضرت چاہتے ہیں تو فتح ہوتی ہے۔ اُس نے کہا تم ایک
 ثبت مجھ کو دو کہ میں عرب میں بجاؤں اور وہ اسکی پرستی کریں۔ انہوں نے اُسکو ایسا ثبت دیا جسکا
 نام ہیشل تھا وہ اُس کو نگہ میں لایا اور غضب کر کے اُن کو اسکی تعظیم اور عبادت کے واسطے کہا ہشام
 کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے اور اولادوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام
 جب مکہ میں رہے اور اُس بن اب سے اولاد پیدا ہو کر اتنی بڑھی کہ اُن سے بھر گئے۔ اور انہوں نے
 مکہ سے عمارت کے لوگوں کو نکال دیا تو مکہ اور بنزنگ بنوا اور اُن میں آپس میں لڑائیاں اور عداوتیں ہوئیں
 بعضوں نے بعضوں کو نکال دیا یہ لوگ معاش کی جستجو میں اور ہر ہر ہر میں ہو گئے ان مشام کی روایت
 میں ہے ہیشل بن عقیق کا ہیشل النان داسنا ناٹھ توٹا ہوا تھا عرب کو مشام ہی ملا تھا انہوں نے
 اُسکا ناٹھ سوڑکا بنایا تھا جسے اُس کو اول کہہ کیا تھا وہ خزیمہ بن مدک بن ایاس بن سہر تھا
 اور یہ بت خانہ کعبہ کے اندر تھا جسکے سامنے تیرھے ایک ہر مصرع اور دوسرے ہر مصرع لکھا ہوا تھا

جس لڑکے میں شک ہوتا تو ہسل کے لئے فرما کر گئے تیر مارنے صبح نکلتا تو لڑکے کو ملا لیتے
 تلمسین مخلص نالہ دینے جہاں دن کے فیصلے سفر جاتے کی اجازت ممانعت سب تیروں پر بھی میزبی
 بت تھا جسکو اس کی لڑائی میں ابوسفیان نے کہا تھا اعلیٰ یا ہسل آپ نے فرمایا اس کے جواب میں
 کہ اس سے کہہ دانتہ بزرگ اور بزرگ تر ہے (یہ خلاصہ ہی آغاٹہ کا) ہسل کو زمین ملنے کے مارے
 مقام سے لاکھب سے باہر کھڑا کرنا یہ کام تو عمر و بن لُحی کا تھا اور پھر خانہ کعبہ کے اندر کھڑا کرنا یہ
 کام خزیمہ کا تھا اس سے دونوں مردائون میں بھی ہو جاتی ہی۔ اور دوسری روایت جو آغاٹہ میں نقل کی ہے
 اس میں عمر و بن لُحی کے ارب کے گرم سہ سے ہٹا کر بیٹھا ہو جائیگا بھی ذکر ہے۔ ناقل کہتا ہے۔ عرب میں بت بچا
 کے جلد مردج ہو جائیگا ایک سبب یہ بھی معنوم ہوتا ہے کہ جو عرب نے شام کے لوگوں کو سرسبز کھیتی باڑی
 کی وہ بات سے مالامال دیکھا اور وہ لوگ بت پرستی میں ڈرے ہوئے تھے تو بت پرستی کو تو لکری اور غنا کا
 سبب خیال کیا اور جہت بت بہت پرستی پر جبکہ ہڑے ایسے ہی سوہوم لاجون کے سبب متبرک مقام
 علیہ طافے بتور و غیرہ قسم قسم کے چڑھا دون کی بھرا سے بچنے لگے میں لات کی قبر بچنے بچتے آخر کو تہاں
 ہو گئے بت کے نام یاد کی جائے لکھی

بت پرستی کا سبب یہ ہے	جانا جو کہ سے باہر محترم	ایک بھڑ شوقیدان کو اٹھا	ساتھ رکھا گھوڑا سپریم
-----------------------	--------------------------	-------------------------	-----------------------

بت پرست عادت صدر کا یہ ہے اور جس بات نے ان کو بتوں پر توں جھوٹاں کی بوجا پر نادہ کیا تھا وہ
 یہ ہے کہ جب کوئی سفر کرنے والا ملک سے باہر جاتا تھا تو حرم کی عظمت اور مکہ منظر کے اشتیاق سے حرم کا ایک
 بھڑ اٹھ لیجاتا اور جہاں وہ ٹھہرتے وہاں اس بھڑ کو رکھ کر اس کے گرد طواف مثل خانہ کعبہ کے اوسکی
 محبت اور اشتیاق میں کیا کرتے تھے۔ اور باوجود اس کے وہ لوگ بوجہ ارث حضرت ابراہیم و حضرت ابراہیم
 علیہما السلام کے بیت اللہ اور مکہ کی تہنیم کرتے اور حج اور عمرہ کیا کرتے تھے پھر وہ بتوں نے جس چیز کو اچھا جانا
 اوسکی عبادت کی اور جن دن پر وہ حج اور سکویا ہوں گئے (چو نے بنے) اور دن ابراہیمی کو دوسرے دن کو بدل
 ڈالا۔ بتوں کو پوجنے لگے اور اس طریق پر جو گئے جہاں سے پہلے (مشک) تو میں نہیں اور جن بتوں کو قوم نے بوجی
 حتیٰ انکہ حرام جانا اور باوجود اسکے ان میں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے وقت کی باتیں ہی باقی رہیں
 جنہوں کا شک تھا اور قسم بیت اللہ اور ساطرات اور حج اور عمرہ عزات اور مزدلہ میں ٹھہرنا اور ان کی قرانی
 بھیجی اور نزار کی قوم اپنے بتوں کو کہتی تھیں لَبَّيْكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ
 هُوَ الَّذِي قَدَّرَ لَكَ دِمَا مَلَكٌ بَيْنَ يَدَيْهِ يَتَرَكُوكَ شَرِكًا لَّيْسَ لَكَ شَرِكٌ لَّيْسَ لَكَ شَرِكٌ لَبَّيْكَ
 نالک سے اور وہ ایک نہیں۔ اور سب پہلے جسے ذہن حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بلا اور بت کنز کو

اور ساندھ چوڑی اور وسیلہ اور عامی غنہ ہے (وہ) عمرو بن زبجہ اور ربیعہ بن حارثہ ہے اور حارثہ بن خزامہ کا بیٹا ہے۔ اور عمرو کی ماں غیرہ ماہر بن حارثہ کی لڑکی ہے اور یہ حارثہ ہی سے جو قدامتہ کا بیٹا تھا اور منوئی تھا۔ جب عمرو بن لُحی بالغ ہوا تو حارثہ سے تولیت کے بار میں جھگڑا جس کے لئے کشت و خون ہوا اور حضرت اُمّ ایمل علیہ السلام کا اولاد پر مڑنا کی اور ان کا زہر فتح پاکر کعبہ سے اُنکو حلا وطن کر دیا۔ اور مکہ سے شہر دین میں تے نکال دیا اور بیت اللہ کی دیوانی کا مٹی بن رہا۔ پھر وہ سخت بیمار ہوا اس کے وہی بیان ہے شام کی زمین بقا کے گرم چشمہ پر ہٹا کر چھپے ہوئے اور وہاں سے نکل بیت لاکر کعبہ کے گرد کھڑے کر کے بچا لے گا (اور غانہ)

لغات کا بتا صلحی جی جی سناتا | تہا منوئے کیا سبکو ہم

آیت اٰخِرَ الْاٰیٰتِ الْاَلٰتِ کے ذیل تفاسیر مختلف سے غانہ اللہ فان بن اور قاضی بضاوی نے اپنی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کَانَ یَکَلِّمُ لَہُمُ التَّوْحٰی فَلَکَلَّامَاتٌ فَعَاکِفُوْا عَلٰی اَخْبَرِکَ اَمْنِیْ لٰتِ جو خادم تھا وہ سواع بنوٹ بنوٹ بنوٹ زمانہ کے جہنم اولاد اللہ کا وہ اُن کے لئے ستون کو لاکر لایا تھا پس جب وہ مر گیا تو لوگ اس کی قبر پر متکلف ہوئے۔ یعنی اوپر چڑھاوے چڑھوا لے گئے لے اس کی قبر کے مجاور بن بیٹھے جو نکالات کے معنی ستون کو لے والے اور گھول کے معنی لہذا اس میں اس کے اُسے لاکر گئے تھے۔

بقیہ روایت سابقہ کا یہ ہے پھر ان لوگوں نے لات کو طائف میں بنایا اور یہ بیت منات سے بنا تھا اور ایک پرین پتھر تھا اس کے خادم (مجاور مجبوری) نذیت میں سے تھے انہوں نے اوپر مکان بنایا تھا تولد اور تمام عرس اور اس کی تزیین کرتے تھے اور اسی کے نام سے اہل عرب زید اللات اور تیمم اللات نام رکھ کر کرتے تھے اور یہ بیت اُس جگہ تھا جہاں آج مسجد طائف کا بایان بنا ہے۔ اور یہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ نفیث کے لوگ سلطان ہوئے پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنی نہ بن شعبہ کو پہچا اور انہوں نے اُس کو نوچ کر آگ سے جلادیا لات کی قبر کے ساتھ کفار کا وہ معاملہ تھا جس کا ذکر غانہ اور بضاوی کی روایت سے اوپر بیان ہوا اہل بیت کے نام کے بیت کے ساتھ یہ معاملہ تھا۔ یا، اس کی قبر یہی ہے پھر رکھ دیا ہو اور قبری زیادہ زمانہ گزرے ہوئے ہے کہ بعد تہاں قرار پائی ہو پھر پتھر رکھ کر اس کا بچا شروع ہو گیا ہو۔

لہذا عربی بیتہ بیڑ کی حکم نبوی کے لئے بیٹوں کے ضربہ انداز میں اس کا چیر	اُس کی بیڑ وادی تخلیہ ہم دیکھی جن اہل مکہ و مدینہ کو لہذا ہوئی ناپاک دم آنکس سا سنا یا ماحول	حکمر اور تہا بنایا ایک مکان کسائی وایت نام یہاں قتل ہر نام کو بھی سکے کہا بے عزتی تھی نہ ہر نام	اُس مکان میں تھی آواز ہم بولو خالی کو بکرتے ہیں ہم ساک ڈالا پھر چلے اس کا دم
---	---	--	--

بقیہ اوس بیکہ کا روایت سابقہ کے یہی اغانہ سے۔ بعد ازاں لوگوں نے عزیٰ کو بنایا جلات کی نسبت کرنا تھا
 جسکو ظالم بن اسعد نے بنایا تھا۔ یہ صورت وادی غلہ میں ذات عرق کے اوپر بھی لوگوں نے اوس کے نام پر
 مکان بنایا تھا اور اوس میں سے آواز نہ کرتے تھے۔ یہاں کہنے میں کہ میرے باپ نے ابو صلیح سے اور
 اوس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عزیٰ ایک بھتیجی تھی بطن نخل میں تین درختوں پر باکری تھی جب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ کو فتح کیا تو خالد بن ولید کو ارشاد فرمایا کہ بطن نخل میں جاؤ
 تھوڑا سا تین درخت ملنے کے آئین سے پہلے کوٹ ڈالو انہوں نے جا کر دو سکوکاٹ والاد جب خدمت
 عالی میں حاضر ہوئے آپ نے پوچھا کہ تم نے کچھ دیکھا۔ عرض کیا کچھ نہیں فرمایا اب دوسرے کو کاٹو ان کو نثار
 دے اس سے تو آپ نے پوچھا کہ تم نے کچھ دیکھا۔ عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے کو کات ڈاکو
 وہ کاٹنے کے لئے تو دیکھا کہ ایک حبش بنی بالی بکھرے ہاتھ ہونڈ ہو چڑھتا ہے۔ اور اوس کے پیچھے اوس کا
 خادم ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ میں تم کو ہانٹنے والا نہیں تو ناپاک ہے۔ میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو
 ذلیل کیا۔ پھر ایک ضرب ماری اوس کا سر چیر دیا۔ پھر چو دیکھا تو وہ کوئلہ ہو گئی۔ پھر دخت کو کاٹا اور خادم کو
 مار ڈالا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر ماجری عرض کیا آپ نے فرمایا کہ یہ عزیٰ
 تھی اُس کے بعد عرب والوں کے لئے عزیٰ نہیں (اغانہ) جیسا کہ اہل یاسیل یعنی بالا ہو سکتے ہیں
 جیل کی نسبت ابوسفیان نے کہا تھا ایسا ہی عزیٰ کی نسبت بھی ابوسفیان کا قول صحیح بخاری کی روایت
 میں حکایت کیا گیا ہے سو اب الدینہ کی روایت میں سعد بن ظالم عطفانی کا ذکر کا سفارہ وہ ہے پھر لہجہ
 قریب طایف اپنے گاؤں میں لارکھنا اور یہ کہنا کہ وہ ہمارا نذر ہے۔ سفارہ وہ یہاں آگئے ہیں۔ مکہ
 جانے کی ضرورت نہیں۔ رفتہ رفتہ جاہلوں کا اُس کو بوجنا پھر اوس جگہ کا تیرھ گاہ بجانا عرصہ کے بعد
 عمرو بن لہ کا یہ کشف لوگوں سے بیان کرنا کہ آسمان کا خدا موسیٰ کو گرامین اس عزیٰ بت کے پاس رہا ہے
 اور جارح کے موسم میں مکہ میں لالت کے پاس بسر کرتا ہے۔ اسی دن سے اُس بت کا نام عزیٰ یعنی جڑی
 عزت والا ہو جانا اور وہاں جڑی عمارت بنانا مذکور ہے۔ سب شرائط کفایت کے خیال میں یہی بت تھا۔
 ہندو دھرم بھی برہمن کو سر دی گری تیر کرانے میں کفار عرب کا بھی خیال ہے۔ بمعنی مناسب اس معنی کے
 منہ دید سے آئندہ نقل کرے گی۔ سیفیان کے قریب سے کہہ دو کہ نہیں نہ ہونا چاہئے۔ ہمارے شیخ کے مسکن قدیم
 کے قریب بھی ایک بھلے ماں سے خواب سے ریتا شاہ کی قبر کا دب بکر جلوسے ماندوں کے چر بادو کی
 بھر مار سے بچنے لگی۔ قوالی سے بھی نوازا جاتی ہے سو بھلے کے دربار کے گاؤں میں کئی اہل علم و جہد
 مگر کسی کی غیرت نہانی حرکت میں نہیں آتی سو اُس فتنہ شہ کی کمی کی توجہ ہی بیان کر دیں۔ رہا بت کے

اور علی اور غریب علیہ السلام کے حاجتی کا سازب بٹھرا لینے کی قسم سے) یہ غضبناک مذکر بچا محکوم اور اس کے
 نے عذاب پاکر دیکھا تو ان کو نہیں پہنچ رہے تھے۔ بیشک ہم نے تیار کر رکھی ہے جہنم اونکی اور اس کے غیر غفار
 کی جہان کی کہنے سے۔ ترجمہ تمام ہوا تفسیر الی السوین بھی مراد اس میں دینی سے فرشتے اور علی اور غریب علیہ
 اور بقیہ اہل حق اور مدارک میں بخشے اور علی علیہم السلام جب مذکور بالا حاجت روائی مشکل کشائی کا مالک
 تھا اتنی اخصوص قرآنہ ملائکہ علی غریب مریم علیہم السلام صوح چاند تاروں کی سیکو نہیں بتلاہے صحابہ کرام
 کی تفسیر میں ایسا ہی فرماتے ہیں اور ان امور میں ان کی کار سازی کے اعتقاد کو کفر اور ایسا عقلاً
 انہو ایکو کافر چمکائی تبت تبارکراونکی جہان کی کہنے دوزخ تیار بتلائی ہے۔ اور ان نصرا نیت پھرے نہہر سے
 سلطانوں کو بچانے کے وہ تمام مورس میں جسکی لازمانیت کی جبکہ سے مخصوص حصہ قرآنی مال مال ہیں
 ابو ذر غفیرین سے قدرے اوپر نقل کر کے ہدیہ نظر ناظرین کر چکا تو اس نہر کو اہل اللہ کی محبت کے ثمرت میں
 کہو لکھو ملے پہلے افراد کو مسلمانوں کو دنیا مشرقی گلیا مغربی کا مسلمان فہرست کرنا اور انکو دوسرے دوسرے کے
 سنا چا۔ محسوس کرین نصرائی بیت شمس دینا سکھانا ہے اور حنیف اللہ دنیا کا لکھ کر کا مصداق بنا۔ غیر ہند
 کے یوحنا اور انہو اصیتوں میں بن کا برلڈنا منع کرنا خواص الودیث سے ہے۔ غیر اللہ کی بکارت
 کہ تفسیر بن جب آیات قرآنی کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان کے عومات سے اہل اللہ سے بھی ان مسائل
 کے موزع ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے تو ہر اہل حق بدیعونی میں دکھایا جاتا ہے کہ مراد اس سے بت ہیں
 انہو اور دیا۔ اور فرشتے تو ان کو اپنی حاجت روائی مشکل کشائی میں بکارنا اور ان کو حاجت روا
 اور مشکل نشا ماننا بلا لحاظ فرقہ و اساتذہ وغیرہ اساتذہ سب درت وہ ہر جگہ ناظرین کی ہمت جوئی ہمت کے
 جو حکم نہیں اسلئے کہ مولف الامین کی تصریح ہو جب صفات الہیہ اللہ کے مقبول بندوں کی
 صفات میں صرف ذاتی عطائی کا فرق ہے تو جو کسا مثلاً نگوین کا کہ تخلیق اور مارنا جلانا اور تدبیر کرنا
 وغیرہ جسکی نوعین میں اللہ سبحانہ کر لیتا ہے وہی کام بظاہر قدرت الہی محبوبان خدا بھی کیسکتے ہیں۔ تمام
 اسلامیہ سے نرالا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ جسکو معنی نگوین ہی کے خود باطل کرتے ہیں اعلام الاذکیا کے
 معنی میں جہان جبرکی سے نقل کیا کہ صفات الہیہ کے مہنام جو صفات مخلوق ہیں وہ صفات الہیہ کے غیرین
 ذاتی عطائی کا فرق ہے کہ کسی نشین ہو جب صفات مخلوق صفات الہیہ کے میں ہوں مثلاً جسے
 اللہ سبحانہ بلا احتیاج محنت مشقت کمائی کے صرف کن یعنی ہو یا فرما کر ہر نامو کو موجود کر لیتا ہے
 جسے ہی محرابان خدا بھی کن یعنی ہو یا کہ موجود کر لیں مثلاً روح قبض کرنے کے لئے ان کو آنکڑے
 آنکڑے آنکڑے سے بدل بن دبا دبا کر یا خود دوبا دوبا کر جان بچانے کے لئے محنت مشقت کمائی ذکر کرنا

ہرے اور جب ایسا ہوا تو آپ ہی یہ تدبیر یعنی سبب تدبیر تدبیر الہی کے فیض میں تدبیر الہی کی کافی
 جانچ کی کہ جنتیں سے منہ ہٹے ولا یجودوا حفظہم الرحمن اور وہاں مستان من لغوب
 الہی وغیرہ خصوصاً قرآن شہادین اور محبوبان خدا کے دوسرے کام بھی احتیاج ذکر سے غائب ہیں
 اور صفت الہی کا کیسے قد و جود بن نصر فرما کر انبا کا کہ کرانا ہر الہی تمام ہی نہ بندہ کا۔ سورہ آل عمران
 تیسرے بارہ کے جو تھے رب کی یہ آیت ویکمے و لا یأمن کفر ان یقنوا ان لا اله الا اللہ و اللہ یحیی
 و یموت ابائنا ائمن کفر یا کفر بعد اذ انزلناہم من السماء ہر جمعہ اور نہ کسی تکوین اور بشر حکم و رسالت
 و نبوت سے اللہ ہی نہ سرفراز فرمایا اور کتاب دی ہے کہ کھڑا و فرشتوں اور نبیوں کو رب کہا تکوین
 سکھایا گیا عباد اس کے تم سلمان ہو چکے ترجمہ تمام ہوا صریح بعبادۃ الخس اس آیت میں مضمون کہ فرشتوں
 اور نبیوں کو رب کھڑا کرنا اس کو کف سکھانا ہے اذول سے آخر تک قرآن کریم میں دیکھ لو کوئی آیت صفت
 متعلقہ الہیہ ربوبیت کو غیر اللہ کے لئے نہ ذاتی ثابت کرتی ہے نہ عطائی۔ رب یعنی آقا کہنا کسی کی دوسری
 بات پہلے عموماً رب یعنی مختص کھڑے کو فرشتوں اور نبیوں کے جب آیت صدر نے صاف نفی کر
 عطائی نزع کو اس سے نہ نکالا تو نفی مذکور طبعی جہت سے دو ہٹا تحریف معنوی ہو خواہ الوہیت
 میں عطا کا نہ کیسا ان کی سمائی کو الوہیت در کا ہی عبودیت میں اسکی سمائی بھی محال ہے کہ ایاتی
 من التفسیر غیر اللہ کی اس بکار کو جبکہ آیت وحدیت آئندہ لئے عبادت فرمایا ہے عباد کو بچارا
 جائے باجہاد کو باطل کر دیگی اور یہاں تو بات صدیقین میں دونوں اور من دونی سے مراد الہی صیابہ
 و تابین وغیرہ کی مفسرین ملائکہ و معینی وغیرہ و مریم سوج جائد تار و کونینا بلکہ آیت آل عمران میں
 ملائکہ و انبیاء کی تخصیص موجود ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائی عبادت ہے
 پہ فرمایا یعنی پہا اپنے اس قول کے استشہاد میں) د قال رب کبر اعزنی استجب لکھران اللہ
 لیستکبرون عن عبادتی الا کہ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد و یارون سنن والوں نے اس
 میں حکم فرمایا اللہ سبحانہ نے دعا کا اور جو اہل عربین قبولیت دعا کا وعدہ فرما کر دعا سے تکبر کرنے والوں کو
 اپنی عبادت سے تکبر کرنے والا جبکہ اگر اسکا کیا کہ ایسی دعا نہ پڑھا عبادت ہو (غیر اللہ سے جبکہ

سلام حضرت امام مجدد صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب شریف سے آئندہ آنکا کہ سوقت میں بندہ منظر صفت الہی کے
 سایہ کا ہوتا ہے نہ بن صفت الہی کا۔ اس لئے کہ صفت الہی ذات الہی سے متکلف یعنی
 نہیں ہوتی۔ ۱۲

یا دھارم پر سوان کو ہڈی و مضبوطی پکاریں یا مین کے ٹیلے پر کے بیوٹ کو مچ کی قوم اور ادوں کے ساتھی
 پر صین پکاریں اور صیوان کا وٹن والے بیوٹ کو ہڈان اور میتی پو صین پکاریں یا سکر و قبیہ حیر و غیرہ کا
 سہرین جو دہ نہر تھا سوان بن شودنگ کی پوجا گنگا جل و مارن کر کے ہو یا سوان مائل معبود کی گنگا
 جمنہ بد سری و ماراجی کی جے پکاریں کفار ہند یا کوسلا پر سب کی پوجا پکار بھومات لصوص فرانی گہری
 گہری۔ اس سے فاضل مایوئی کا وہ مشہور غرضد فروع ہو کہ یہ آیتیں جو تکی پوجا پکار کی تفسیر میں نازل
 ہوئی ہیں اہل اللہ کی اسلئے کہ غیر اللہ صرف نہیں ہیں اور انہم حافظوں اور سن مفسر و منظر و موصول
 صینے عقلا کے آیت میں موصول اور تفسیر میں جاد عباد و وزن مذکور مادیوں کی پکار کا حوڈ آیت میں صریح
 بیان ہو جب تفسیر مٹا کر جس سے مراد فرشتے اور آیات صدر میں دوند و من دونی سے مراد الہی صما۔
 اوتا بعین و غیر ہم کے مفسرین ملائکہ عیسیٰ۔ غری۔ مریم۔ سورج۔ چاند تار و نکو بتلار ہے مت کما تر
 و سوان بیوٹ یوق نہر و نیار کی حدیثوں اور آیتوں میں تصریح۔ اور پھر کچھ بھی ہوتا تو بوجہ تصریحات
 کہیں اصول مخصوص ہو کہ کا و اوج عموم لفظ کا نہیں ہوتا اور یہاں تو عموم بھی بتیاور ہے اذنان مذکورین
 باؤ کی طرہ و ذرا دیتے والا ہوتے ساتے ان امور کے غرض مذکور کا موقع نہیں بے قابو بات میں پکار بیکار
 قابو کی بات میں حماحت کے اندر ابواب مواساتہ میں پکار ندیہ اور شوق کی پکار گنگا اس سے
 برکاز۔ لہذا یہ عبادت نہیں ایسی ہی مرسلست اور مکاتبت کے خطابات معاہدہ پر سب ٹھٹھانے لگتے ہیں
 اور حضور اقدس صاہ ابی حامی و روحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تو دنیاوی ڈاکوٹ سے
 نہایت تیز ڈاک فرشتوں کی صلوة و سلام پہنچانے پر مامور الصاواتہ السلام علیک یا رسول اللہ
 کلام اعتقاد فاسدیں ہے فتاویٰ بزرگیں مرقوم ہے من قال ان ادواح المشاخر خاصۃ
 لخلہ لیکھ یعنی جو کہے اروح میری دلی حاضر میں جانتے ہیں کا فر ہو جا ہے و رقتل القران ثریلا
 کے ذیل تفسیر فتح الغزین میں سطور ہے۔ (ربن نزع تقرب اللہ کا دوجیز سے باید اولیٰ خاطر علی باؤ کار قلبیہ

و لسانہ ذاکرین باوصف تحالفت اکمنہ و ازبنتہ و مدرکہ و استتہ تا ذکر قلبی و سانی ہر خاک را سلیم کند درم
 قوت نزد یک شدن (الی قولہ) و این ہر دو صفت خاصہ ذات پاک اوقاے است پر حق مخلوق را حاصل

سہ جنگی یہ عبارت ہے او کیا نسبت جناب مولانا افضال الحق را سچوئی بن مولانا فضل حق صاحب مظہار الہدیہ میں
 یوں فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ارح چونکہ ایک جامع شریعت و طریقت عالم ہیں اور عقلا و غیر عقلا (بالی
 و غیر وہابی سب کے نزدیک مسلم ہیں صمد

مثالیہ ایشانرا در مکتبہ فخریہ سادات و در مسافت بعیدہ کار بار سے عجیبہ مائز ان مکتوبہ بطور ۲۰۰
 کہ صاحب آن صور را ناہیا اطلاع نیست ع از ما و غنی بہانہ بر سائنات اندہ حضرتہ مکتوبہ فی قریۃ کانی
 قدس سرہ سے فرمودند کہ عزیز می گفت عجابت کار و بار است مہم از اطراف و جوار جنبہ آئینہ سے
 سیکونکہ ترا در مکہ معظمہ بدہام و در موسم حج حاضر بودہ اید و با اتفاق حج کردہ ایم و بعضی دیگر سیکونکہ ترا
 در بغداد دیدہ بودیم و اظہار اشتیاقی مینماید سن ہرگز از خانہ خود نہ برآمدہام و ہرگز این قسم مہم نہ
 مذیدہام چہ تمہنی است کہ برین سیکند اللہ سبحانہ اعلم بحقایق الامور کلہا زیادہ بر این خطاب ۲۰۰
 اس سے مثل آفتاب نمودن کس گیا کہ مقدمہ مقام ہونہ ایک ولی کا ایک ہی وقت میں ظہور جو واضح ہوتا
 اس میں بجائے خود تودہ ولی حقیقہ ہوتے ہیں بانی تماموں میں اولی مثالی صورتیں ہوتی ہیں -
 کہ حقیقی حقیقی صورت کو تو اولی خبر نہیں ہوتی - آنحضرت نے اپنے والد ماجد کے فرمان سے بھی یہی
 ثابت کیا کہ اولی کے عزیز نے سنا یا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کچھ موسم حج میں مکہ معظمہ میں دیکھا او ساتھ
 ہنا حج کیا ہے - اور بعض کہتے ہیں کہ اسی موسم میں بغداد میں دیکھا ہے اور حال یہ کہ کس اور وقت
 میں کہے باہر نہیں گیا نہ ان لوگوں کو میں نے دیکھا - اللہ سبحانہ کی قدرت الٰہی صورت شاہی سے عجیبہ عزم
 کام لیتا ہے مولف کہتا ہے جہاں کو تباہی سے بچانا مفلوہوں کو ظالموں سے بچانے سے بچانا اللہ تعالیٰ
 جس صورت سے جو چاہے کام لے - صورت مثالی سے یعقوب علیہ السلام کی وہ کام لیا کہ یوسف علیہ السلام
 کو مہیکہ سے بچالیا - جابر سے کہ ان صورت شاہی میں فرشتوں کا ظہور کرے اور بعض موقع اوس ولی کو بھی
 اطلاع بخشی اور حضرت شیخ محقق دہلوی کے کلام (و ان تخص مقدس کہ آسودہ وحی است بجان جاہل
 و این صورت کہ در تخیل و انداختہ اند صورت مثالی است) سے بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے اگرچہ محل
 ظہور صورت مثالی خارجی مقام نہیں تخیل ہے خیال کرنے والے کا مقام میں - اور اسی کے ۲۰۰
 مکتوب میں فرماتے ہیں - ولذا ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرض تمام کفر و شر
 ہر کسے را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ او سے آید و از وسعت و وسعت و وسعت
 بلا توسط او هیچ کس با آن دولت سے رسد مثلاً نور او در رنگ دریا سے محیط تمام عالم را از گرفتہ
 است و آن دنیا گویا مسجد است اصلاح حرکت ندارد و شخصیکہ متوجہ آن بزرگ است و با وہاں
 دارد یا آنکہ اگر ان بزرگ متوجہ حال ظاہری شدہ در وقت توجہ گویا روزنی و عمل طالب کشادہ میثود
 و انان راہ بقدر توجہ و افلاک از دریا سیراب میگردد و الخ ۳۰۰ قطب عالم کے نور ارشاد و
 ہدایت سے تمام عالم بہرہ ور ہے جس کی کو رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل ہوتی ہے

اوسى راہ سے آتی ہے جو اسطہ اوس کے کوئی اس دولت کو نہیں پہنچتا اور یہ لوزا شاو و ہدایت گویا دریا سے محیط نجد ہے جو ہرگز حرکت نہیں رکھتا۔ جو شخص اوس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا وہ بزرگ متوجہ حال طالب ہوتا ہے تو توجہ کے وقت گویا ایک روزن طالب کے دل میں کھل جاتا ہے اور اوس روزن کی راہ ہی اوس دریا سے لوز نجد سے بعد توجہ و اخلاص کے سپرب ہوتا ہے۔ بہر حال یہ توجہ اور تصرفات اور فیوض و برکات اوس احاطہ علمی کے ثبوت کو سہارا نہیں دے سکتے جبکہ عزیزی میں نجد خواص الوہیت بتلایا ہے۔ اور جسکی بنیاد پر توحیح اور فادای نیازہ اور ہند نامہ میں ارون مثلخ ہر جا حاضری اور ہر جگہ کی یہ بصیرت کے جاننے کے اعتقاد کو کفر و شرک اور گہری گمراہی فرمایا ہے آیت سے استدلال فرما کر علی قاری مسیح ازہر میں فرماتے ہیں۔ کل فقہا متفق ہیں اسپر کہ جو کچھ سات سارون سیاروں وغیرہ سے دعا مانگنے کی جنس سے یا اونکو مخاطب کرنے یا اونکو سجدہ کرنے یا اونکی تقریب مناسب لباس اور انگشتر لون اور بجز کرنے کی قسم سے اور مثل اسکی ہوتا ہے یہ بلاشبہ کفر ہے ترجمہ تمام ہوا ملفظا و بیان فرمایا ہے جس سے ثابت ہے کہ ہر ایک کام امینین سے جدا جدا کفر ہے۔ خواہ کوئی یون دعا مانگے کراسے سدا سادات مرتب میرے فلان دشمن کو قتل کر یا اونکو خطاب کرے پکارے یا دوسرے امور مذکورہ کری کا فر ہو جائیگا

بھیر بکری آؤ کی چھتی نیاز	چل کو دکھلا دیتے تھم	سارے جامی و صلید ساندھت	تھی بھیر بھیر بہا یم اور غم
کل فادیت کی رنگ میں	برس بدستونہ کرتے۔ کو خم		

جو نیکہ عرب کی ساری جائداد و اثاثہ بھیر بکری کے گلے تھے اسلئے وہی بتوں کی نیا بڑھائے جاتے تھے اور آسمان کی طرف اوجھال اوجھال میں کون کو اون کا گوشت کھلایا جاتا تھا۔ چنانچہ وفد خولان جب سامان ہوئے تو اوٹھون نے جاہلیت کے عزم اس کا قصد اس طرح بیان کیا کہ یا رسول اللہ ایک وقت وہ تھا کہ ہم اوس عورت کو جسکو اپنے ماتھوں بنا کر عزم اس نام رکھا تھا حاجت روا سمجھتی اپنی کھیتوں پر بیٹھو میں اوس کا حصہ بھر کرتے اور سپر چڑھو سے چڑھائے کو برکت اور وسعت کا وسیلہ جانا کرتے تھے۔ بہن خوب یاد ہے کہ ایک بار ہماری بی بی ایسا سخت محتاط تھا کہ ہم مردار اور دھنیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ آخر جب بچوں کا بلن اکٹھونے نہ دیکھا گیا تو سب ملکر سو ادھ جمع کئے اور عزم اس کے پاس آئے کہ اونکو قبول کرو ہم سے راضی ہو جاؤ۔ ہمارے بے زبان بچہ ترس کھا و غضب کی نگاہ اوجھاؤ۔ مینہ برسنا و مٹھائی مصیبت دور کرو اوس کے بعد ہم نے وہ اونٹ ذبح کر کے ہوائی جاوڑن چل کو دکھلا دے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے حق تعالیٰ کی اوس وقت اوس گوشت کئے برہمنوں سے زیادہ حاجت مند تھے۔ مگر یہ دونوں میں بڑی ہوتی شیطان کی بات کا اثر تھا کہ خود بھوکے بیٹھو بچہ پڑا نہ ہے دبلے فاقونکے ملک ہو

ناتوان بچوں کو پہلا پہلا کر کاندھوں پر چڑھائے ہوئے تھے۔ اور گدہ کو دو ٹوکوت کہا تھا ہوا بکھر خوش
 ہو رہتے تھے۔ اب یہ فتنہ عظیم تھا کہ اس حرکت کے بعد بادل اُمنڈ آیا۔ اللہ نے مینہ برسایا جس کو ہم
 علم السن کا کام سمجھے اور یہ عقیدہ لئے ہوئے لوٹے کہ دیوتاؤں کو بڑی قدرت ہے۔ اور ان کا راضی رکھنا
 خدا کے راضی رکھنے سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ یہ خدا کی پیشکار میں اور پیشکاروں کو حاکم کے مزاج میں
 بہت کچھ دخل ہوتا ہے۔ غرض دنیا تاریک بنی ہوئی تھی۔ رسومات نے مذہب کے قایم مقام نہ کر لوگوں کو اتنا
 گرویدہ بنالیا تھا کہ ان رسومات کی مبرا کی اور مذمت سنے کی اونکو سہارا نہ تھی۔ سن گھر سٹ رہیں جیسے عقلا
 کو ہنسی آتی ہے اور ان کے عقیدے شہہ ہوئے تھے۔ بے درپے دس بچے جننے والی افنی سنا یہ
 کہلاتی آباد کر دیا جاتی۔ اوس پر چڑھنا اوس کو بیچ کرنا حرام۔ مہمان کے سوا اور نہ کو اور کا دودھ منافع
 تھا اوس سے جو بچہ ہوتا وہ بھی اسی کی طرح ساند بنانا کا کلمہ چوڑا جاتا بچہ کہلاتا (بیسے جانور شل
 ہندو کے ساندھن بجا رہوں کے جیسے بھہ کرتے تھے) پاک ناپاک حلال حرام میں کوئی امتیاز نہ تھی عوام کو
 خدا کا مالک بلکہ کو اپنا مالک بنا کر بیچہ سے مردار کو اوسے سمجھتے۔ زندے اونٹ کے کوٹان زندے
 دنبہ کی چکنی کا ٹکر کہا جاتے۔ جانوروں کی دروہ صیت میں مبتلا ہونے کا ترس نہ کرتے۔ اسی طرح حس زنا اونٹ
 سے دس بارہ بچے لئے جاتے وہ بھی باندھنا چھوڑ دیا جاتا۔ اوس کی اونٹ نہ کرتے۔ عام اوس کا
 نام رکھتے۔ اسی طرح بونکے نام کی اونٹ بھی کہتے تھے۔ عماروں کے حوالہ ہوتی۔ محتاج اور مسافر کے
 سوا کوئی اوس کا دودھ نہ پیتا اور جو اونٹ اپنے بچے کا بچہ دیکھ لے مگر کچھ کڑا دیکھا جاتا۔ سفر داری واپس
 آنے والا اپنی سواری کے اونٹ کی کمرچیر ایک مہرہ یا ہڈی نکال لیتا گویا ست پوری کر دی سواری بار بار اسی
 سے ایسا اونٹ بھی عام نام رکھ کر محفوظ ہو جاتا جیسے مرتبہ دودھ پھیان دیکر ساتویں مرتبہ پھیا بکری دینی والی
 بکری کی پھیل پھیل۔ اوصیل کہلاتی۔ دد بکرے درمیانی بیاہنوں کے بتوں کی بنا۔ چڑھتے جاتے
 (ان مردہ رسومات کھانے قدرے روپ بدل کر جاہل عماروں کی کمر بلسے اسلام کا نام بہ نام کر کے
 لئے یوں، جنم لیا ہے۔ معین متو پر دہلی ہیلی۔ چیری۔ مین بر مرغ۔ بعض پرنف۔ و شیر مٹی وغیرہ چڑھائی
 جاتی ہے۔ البتہ ان کا مشروع طور چوڑھتر حضرت بوعلی شاہ قلندر قدس سرہ کے نام کی بڑی انور شاہ
 پڑا کھرت اور ان کے نام پڑنا سا لو کی تیا بہر ہیلی۔ قلندر کی سستی۔ یہ ان کی ڈا ہی حتی کہ بڑے بڑے بونکا
 روٹ بہادری نون کو ظاہر دیوان ہندو کی سوا لیاں گرج دودھ سے وغیرہ جو کچھ تو مسلم پھر سرورج بہت اور
 یا چھوٹی جاتی ہیں۔ یہ سب یا کھار یا نہایت کی اوہیں رسوئی میں منکوت کر پھیر کر زمین پر پڑنے لگے
 نہوا) سوانٹ والا ہر سال ایک اونٹ بون کے نام پہنچ کر تھا۔ اس قربانی کا نام فرج تھا۔ فرج یا فرج

اسب سال پورا ہوتا تو کسی جاوڑ یا پرند کے کسی حصہ بدن سے اپنی نرسنگاہ رگڑ کر سوگ کی کال کو غری سے
 نکلتی۔ سنگینان جھولی میں ڈال گلی کوچہ لوگوں کے مارتی بھرت تب وہ جانتے کہ اسکی مدت تمام ہوئی
 منت لگ اوس ت نواح کی خواہش کرتے تو وہ جس سے چاہتی نواح کرتی۔ اس مضمون کو اس سم جاہلیت
 کی حدیث میں مذکور بیان کیا ہے جسکو چھوڑوں اماموں نے روایت کیا ہے۔ حمید بن اسلم سے تلخیص المصاح
 حلہ باب الحداد والاسبغہ کی فصل کی پہلی حدیث لکھو دیہ ما ذہبے ہمارے شیخ کی کتاب
 المواعظ اور الرشاد وغیرہ سے) یہ سب کچھ تھا مگر شریف عورتوں میں زنا جب بھی پسند
 کی بات مانا جاتا تھا کامیابی

اچھی شراب ایک باکرہ تیار ہوا	لوگ نے ٹسے نگوں بد و بدم	سود خاری بچو میرا لوگات	سکھن اویرتی کا کہنا تھا دہرم
حلت بھرتی تھی کب نیاز	ذوق سحر دار کو کرتے مصفم	شاعر کی مانتھیں بھی صلح جنگ	سینہ دلت شاہی کرتے ہم

اہل جاہلیت کے ساطت اس درجہ بگڑے ہوئے تھے کہ بیع حصاة اور بیع علامہ میں بلی شہری کی رضامندی
 اور اختیار کوئی چیز نہ تھے۔ ذکا نادر خریدار سے کہتا کلکری پھینک میں تھان پر گر گئی وہ ایک دہم میں تیرا ہوجکا
 بیع ملائمتہ اندھیرے میں تھان وغیرہ چھوٹے سے ہو جاتی عکاظہ پرندہ سی سیلا میں روز رہتا۔ قیدی سی ملیں تھے
 بازار کا کوئی رشتہ دار فدیہ دیکر چھڑا لیتا۔ اسی بازار میں اقرع بن مابس مذہب سا ملان حکومت کو فرماں
 اور حکمائے حوالہ کر کے قوم اور قبیلہ کا سردار مقرر کرتے تھے۔ ایک بیع جنس الخلیفہ اونٹنی کے بچہ ہونے
 پھر اوس بچے کے بچہ ہونے کے وعدہ پر ہوتی تھی۔ سود کھلم کھد یا جاتا تھا۔ حواکھینا کمالات انسان میں شمار
 کیا جاتا تھا جو نہ کھینتا نکو تار تھا بہت قسم کے جو سے مروج تھے۔ دس ہاں سوکھا جو اڑتی شان رکھتا تھا جس
 مال نہ تھا بی بی بچے داہر لگتے جاتے۔ کھینٹو والام کو لوٹدی غلام بناتا۔ شراب بلاسنے والو، عورتیں
 خوبصورت ہوتی تھیں جو دور شراب میں ناجنتی رہتی تھیں۔ پھرستی اور بیہوشی میں کچھ بھی ہوا سو دیکھنے وال
 کون۔ ناقص کہتا ہے کہ شراب غریب کے محبوب چہانے اُسکی دھڑپ لینے میں اوس کے سببے
 والے جو دونوں کی لیتے ہیں۔

صحیح بخاری کے باب میں شتم الخمر و التسمیہ بغیر اسمہ کی ایک حدیث میں خمری شراب کا نام ام الفراح

صاف شامان افسارے کا جو سے من مای جان۔ بنام دینا۔ اور بہت بڑا اس کی سے شادی کرنا ہوگا۔ اور جو کرنا
 جاتا تھا اور پادروں کی عادت بورڈول وغیرہ ہوئے کا بیان اور جو خواتین ہندوستان میں ناورد و نامانی است
 جو شادی ہونا وغیرہ دہم پیکون و تواریخ سے، جسے بے کل پرانہ ہندو۔ علاوہ کا ناما ساریا و اقراردقی لینے کی کوئی
 یا تہائی کے بیان سے، آئندہ آئے گی۔

میں خوشبو یوں اور شادیوں کی مان رکھنا کفار کا حکایت کیا گیا ہے۔ جھنگ کا نام دھوا چم کو بہشت کا پہلا
 کہنا بھی قریب قریب اسی ہے (تقریر کلام) جاؤ رکھنا گھوٹا ہوا ہوا پہاڑ پر سے گزیرا ہو یا درندہ کا پس خورہ
 سب ٹہرے۔ خیال پرستی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ پہلی میں مانتا ڈالکر اپنا نجانے حکم کا نکلنا تو کام کرتے
 منع کا نکلنا تو کام کرتے جتنے فیصلے کئے پائے کہہ کے منوی کے پاس تھے یہاں اور بخوبی تو کیا اُنکے طرے تھے
 کہ اونکی زبان سے نکلی ہوئی بات دیکھ کر ہی نہیں سکتی۔ اتنا نہیں سوچتے کہ جب آئندہ کے بُرے بے بدولتوں کو
 معلوم ہونے لگے کہ میں وہ پستین کیوں نازل ہوئیں، جبکہ دنیا کا ان سے بندوبست کر دیا گیا ہے
 عروہ لھی جسے عرب کو شرک کی گندگی میں سانا ہے وہ کاہن ہوتا تھا کہات ہی کی بدولت اس کو عرب نے
 مغرب کی طرح مانا یہ بدھ پس جسے ملک قوم کو دین دنیا دونوں میں تباہ کیا ہے اللہ کا منوی اس درجہ فیاض
 تھا کہ موسم حج میں ہر سال دس ہزار اونٹوں کی قربانی سے دعوت عام کرتا دس ہزار چرواہے کھڑے
 پہنا تا اسی لالچ ہاسکی جلاتی ہوئی بت پرستی چلتی رہی۔ یہاں تک کہ علاوہ مذکورہ بالا بتوں کے کہہ کے اندر
 سرگرمیوں ایک بت تھا جس کو وہ سوئے سے جاگنے کے وقت سفر سے آنے کے وقتوں میں پر جا کرتے تھے
 ملکستان کے سفر کو جاتے جا رہے ساتھ جاتے۔ تین کا جو نہا جاتے جو خٹے کو بوجھتے۔ نہ بجاتے تو جو بھر
 سفید اور خوبصورت پاتے اسی کو بوجھتے۔ پھر نہ ملتا قربت کا ٹیلا بوجھتے۔ ٹیلا نہ ملتا قربت کا ٹیلا بنا کر
 اور سپرد میں اونٹنی کا دودھ دو بکرے کر کے ٹیلا بنا دیکھ بوجھتے۔ کچھ نہ ملتا ستو کا بت بنا کر اسی کو بوجھتے
 سا دھ پھر بے صورت کے انصاف کھاتے اور بھی قربانیاں کرتے حلوائے مانڈے کے طاق جڑ پاتے
 بنو کو مار پھیناتے۔ شتر مرغ کے انڈے جڑ پاتے۔ مینے مانے۔ جو شخص ان بتوں کے سیلوں میں شریک
 ہوتا تھا بدھ بپ سمجھا جاتا۔ جو شریک ہوا رٹوالے کے مہنت اور عیادوں میں رسوخ پاتا مہینوار قوم بچا جاتا۔
 بتوں کی بوجھ کے طریق بھی مختلف تھے۔ کسی کی پوجا سجدہ سے۔ کسی کی اوکے گرد گھومنے طواف کر کے سے
 کسی کی چومنے اور بوسہ دینے سے۔ کسی بت پر قربانی کر سنے سے۔ کسی پر دودھ مکھن۔ حلوائے مانڈے جڑ پاتے
 اونکی پوجا کرتے تھے دھوننا بوسہ دینا۔ کھونا۔ اگرچہ افعال عبادت میں مصروف نہیں۔ لیکن کالوسہ لپٹا چھونا
 پیار کے طور پر گرد گھومنا محبت کے معنی میں ہے اور مرغ مرغی کے گرد گھومتا۔ کھوتے کھوتے تری کا
 بوسہ لیتا ہے۔ بزرگوں کی پیشانی و ماتھوں اور نشتوں کو جو مٹے بوسہ دیتے ہیں جیسو حجر اسود کے درمیان
 چونکہ قرار نامہ دربارہ توحید لکھا ہوا حضرت آدم علیہ السلام کا محفوظ کر کے رکھا ہوا ہے حکم اللہ کی کبریائی
 اور قربانی کو لکھ کر عبادت پر اور کر کے مٹے جو ناجائز ہے۔ نہ اویں پھر کی جے ہو لکھ۔ لہذا یہ افعال عبادت
 نہیں۔ اور نہ تو یہ چوں کہ یہ افعال عبادت کی نیت سے کئے جاتے ہیں اسلئے ان کو طریق عبادت کے سلسلہ میں

بیان کیا ہے ورنہ واصل پر کام عبادت کے نہیں)
 بار بار ابا ہوا ہے کہ باہر سے کتے نے آکر بون کے سامنے رکھے ہوتے (وہ کہن کے چڑاوسے کو
 کہا جی لیا مگر ان کے اس عقیدے میں کمی نہیں آئی کہ یہ خدائی چیز کا رہا ہے حاجت رو ہیں مینہ برساتے
 غور توں کے رحم میں پہنچے ڈالتے حل کی ڈر کہیں کوڑ کون سے بدل دیتے مصیبتیں ٹالتے ہیں۔ نخیلات
 رہیات کا اتنا غلبہ تھا کہ کوئی کام ٹکوں ٹوٹے تو ٹکے سے خالی نہتا۔ جب سفر کا ارادہ کرتے پرندا ڈالتے
 داہنے بازو کی طرف کو اڑتا جاتا سفر کرتے بائیں جانب کو اڑتا ٹھک جاتے کوسے کے کھر بران بولنے کو
 جدائی کی اطلاع سمجھ کر منہس ٹھہرتے۔ بیماری کو اڑ کر لگنے کو حق سمجھتے چپکلی وغیرہ کے مریضوں سے الگ
 ہو جاتے۔ سہل کے صومع سے جو پاویل میں مری پھیلنے کا اعتقاد کرتی۔ یہاں کے چچے برن ہو دیتا اوس کے
 بھرنہ انیکا کو ٹکا تھا۔ سا فرم کر کچھ کو دیکھتا تو کہتے اسے راستہ سے لوٹنا چڑیکا۔ بڑے شخص کی موت سے
 سوچ گھن یا جا بگھن ہونا ملتے۔ کمال پڑتا تو سب اور عشر کی لکڑیوں کا ٹکڑا گاسے کی پونج میں بانہ
 آگ دیکر ہاٹ پر چڑا دیتے۔ پھر مینہ کی دعا میں ملگتے تھے اس کے چچے ہر لیتے۔ گویا گاسے خدائی دیکھا وہاں
 اوکی شفیع تھی۔ طرح طرح کے خیر منتر منتر بھی اول بن رلیج تھے۔ جن میں سہا سوچ جن۔ ہوت اروح
 جینہ سے مدد مانگتے تھے۔ جنات اور اروح جینہ کے چپٹ جانے کا علاج لگتے جن جن کے جہڑے
 یا مڑ کی بڑائی ہڈیاں ڈالتا تھا۔ ساپ بر بوع قفد کے مارنے سے جن کا اثر ہو جاتا اعتقاد کرتے
 دوا سے آرام ہوتا تو جنات کی معینت چڑا لے۔ اور مارے ہوتے ساپ کی دیت جیتے۔ مٹی کے اونٹ
 پر بیہون لاد کر ساپ کے سوراخ میں پہنچاتے۔ اونکا اعتقاد تھا کہ جبر جلع کرنے سے اولاد تو ہی پہاڑ پیدا غیر
 فکی پیدا ہوتی ہے۔ رونڈے کا علاج اونٹ کی کوٹان اور کچھ کا کھانا تھا۔ اونکی ہلاک ہر انگشت شہادت
 چھیکر منتر پڑھ کر دم کرنے۔ خاوند کے پائون تلے کی سٹی آٹھا کھنا خاوند کے جلد واسپ نے کا نعل تھا محبت
 ہمیشہ قائم رہنے کے لئے مرد عورت کا موقع پہاڑ دیتا عورت مرد کی چادر پہاڑ دیتی۔ خاوند کو جانا تو
 ایک دوڑ کسی درخت کی خراشاں میں بانہ جانا واسپی پراو سکودیا ہی ہانا تو بی بی کی بو پاکن اس خیال
 کرنا اور دوڑا کھلا یا ڈھیل پانا تو کتا میری بی بی اپنی عصمت کو بی بی دوسروں سے دل لگا کر میرے عقد
 نکل گئی اس وہی خیال کی بدولت پاکدامنین فاحشہ کھلا تین۔ اور بیکار چالاک عورتیں پاکدامن قرار پائیں

طے انار سینچر سات بوٹان کلجی کی کہلانا رنڈے واسے کو یہی کھاسکی اھلیہ ہے طیب حافظ دیندا
 علا جا اسکو بدون نینین یوم تبا سے کو کچھ مضائقہ نہیں۔

مقلات مرت بیانی عورت جسکی اولاد نہ جیتی وہ اولاد چینی کے عمل میں کسی شریف مقتول کی لاش اپنے
 بانوں سے روندنی جس لڑکے کا دانت ٹوٹا وہ سورج کو دانت دکھا کر اوس سے اچھا مانگا جسکی جنم
 نہ ملتی اوسکو کوئین بن جاہانگ کر بھارتے۔ کوئین کی گونج منکر کہتے زندہ ہی وہ جواب دے رہے
 کسی کا ہاؤن سو جاتا تو وہ اپنی پیار کیو بچاڑتا خیال بنتا دیر لگتی اسنے مین من اور جاتی نام پیار کے
 نام بھاریکا ہوتا جس فریق میں لڑنے کی طاقت نہوتی اپنی عورتوں سے طریقین کی تصوف تمال کے درمیان
 پیشا بکرو تا اسکو لڑائی کی آگ بجھے ماکو ٹکا سمجھتے ناچار صلح ہو جاتی۔ ہونری دار گھوڑے پر سوار ہونری
 گھوڑے کو پسینہ آجاتا تو یہ خیال کرتے کہ سوار کی عورت یہ مرد سے ضرور ہمیش جا لگی عورت سے بگناہ
 ہو کر جدا ہو جانے سے اوس کو بدکار بنی کا موقع دیتا پہ اپنی شاحت کے اعتقاد میں بچتے ہو جاتا دیا
 اور جنات کے اثر سے بچاؤ کے لئے گدھے کی آواز بولتے۔ بڑا و بگول تو وہ بنانا اونٹنی کا بانوں بانڈ کر
 دو خطا پہنچا۔ حصار تھا۔ اونٹنی کے کان میں اوسکی مان کا نام لیتا بد گئے کا علاج تھا۔ سارے گھوٹا
 پہونے آنکھ پہنچان تو نکلین کسی ادمت کے اور طار دیا جانے دوسرا تندرست۔ ہزار اونٹ والا
 فطر لگ جانے کے بچاؤ کے لئے ایک اونٹ کی ایک آنکھ پھوڑ دیتا دو ہزار ہو جاتے تو دوسری ہی
 پھوڑ دیتا۔ سانپ کے کاٹے ہوئے کے گلے میں عورت کا زہر ڈالتے۔ جہانچہ بجاتے۔ کلمات کفر شریک
 و تالون میں گرہ لگاتے۔ سانپ اور فطر بہ سے بچانے کو بچہ کے گلے میں خرگوش کے چٹنے کی ہڈی۔ لوہی
 بلی کے دانت ڈالتے۔ زچہ اور بچہ کی حفاظت کے لئے شمع گوند کے لفظ پٹیا فی پرا و ماسی کی لکیر
 بچہ کے منہ پر لگاتے۔ مختلف قسم کے منکے گون میں پہنتے۔ اونکی مختلف مائیں مانتے۔ حبیب جن
 منجانی بخار متخیر فلو بکے منکر کی منتر پڑھے جاتے۔ ساری بڑائی اور مغارت کا مدار شعرون ہر تھا
 شرا اپنی جادو بیانی سے برسوں کے بکڑے ہوئے دلو کو بہا ہی بہائی بنا دیتے۔ دوا الفت دے قبولین
 ایسی جنگ برپا کرتے کہ ہزاروں بچو کو ہمیکر عورت کو گوبوہ بنا کر چوڑتے۔ جب کوئی فواوز عورت
 کہنے لگتا تو اوس قبیلہ کے تمام آدمی جمع ہو کر عید مناتے۔ عورتیں ناچی گاتیں تماشے دکھا جن دوسرے
 قبیلوں کے لوگ بہر کا دیتے۔ عمدہ کھانے پکا کر کھلائے جاتے۔ کسی کی بچو کا املاہ کرے غالا شاعر
 آدھے سر میں نیل لگا ایک بانوں میں جہا پہنتا ایک نشان کرتا۔ چونکہ عربیہ اور عذسری کے ولدا وہ
 ہجرت سے بریلین ہوتے۔ جب کوئی شاعر قید میں آتا تو اوسکی زبان دورے یا ستم سے باندھتے۔

حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھلاہ کہنا بانوں سو جانے میں پیارے کے نام پینے میں کا خیال بنانے کو
 تہا نہ خیال اہل جاہلیہ ۱۲

شہر کی دوڑ میں سب کے نکل جانے والے گھوڑے کا سینہ شہر کے خلاف سے رگڑے۔ گزور قبیلہ
دوسروں سے دبا کھانے کی لذت مر جانا بہتر سمجھتا۔ دیت پر مشکل سے راضی ہوتے۔ ناجاری میں
جی آسمان کی طرف تیر بھینکتے بے خون نگاہیں آنے کا جملہ لگا کر خون ہمارا ہٹا ہوا ہے۔ ہانڈی کی ولاد
اگرچہ باپ سے پیدا ہوئی باندی علام نہاے بغیر نہ چھوڑتے۔ اون میں سے لائق کو آنا دکر کے بیٹا بناتے
ناراض ہو کر بیٹے کو بیٹا ہونے سے خارج کرنے کا اعلان سید یا جنہ کے بھرے مجمع میں دے قتل خطائی
دین کا مطالبہ اس کا اوک سے اوک سے اس سے اٹھ جاتا۔ آنا دکنے ہونے سے غلام کو بھرنے لیتے
اون لیکر کسی کے گھر میں داخل ہونا مجرم کرنا کوئی چیز نہ تھا۔ صرف بعض شرفاکی عورتیں پرہیزگار تھیں
باقی سب بے پردہ۔ دودھ دوہنے والی عورت اور اس کا فاندان نظر حقارت سے دیکھا جاتا۔ مال و ملت
عام نفیس سخاوت۔ شجاعت۔ حکم عفو شرافت نسبی وغیرہ میں بڑائی مارت۔ مردوں تک کو گناہ تو
قبیلے آسے ذی رتبہ کی پیشانی کے بال مار کر چھوڑتے۔ اون بالوں کو محبوبوں میں دکھانے کو بہ
گلاں آویں گے ہیں جسکو شجاعت سے نیک کیا تھا۔ اور سخاوت سے چھوڑ دیا۔ عرب میں دو عیدیں منائی
جاتیں۔ عمدہ لیاں پھینکتے۔ سلام کے ساتھ بھول ایک دوسرے کی نذر کرتے۔ ہا بلیت کا سلام دینے تک
کا اور تھا اور شام تک کا اور رات کا اور دن کا اور صبحے انگریزی سلام نہایت دلت کا ہوا ہے۔ عورتوں
میں کھال گندھوانے عام دستور تھا۔ سوچنے سے بال اوکھتہ کریمو نکو بار ایک کرتین۔ وہیں سے
دانت گہرا کر سونے کی بچن لگاتین۔ رجب ذیقعد ذی الحجہ۔ محرم کے مہینوں کی تعلیم کرتے۔
ان جاراہ میں لوٹ مار حلال تھا۔ مندر تھا۔ خود غرضی ان مہینوں کو دوسرے مہینوں سے بد لکھ
تھا وغیرہ کا سوچ بھی نکال لیتے۔ اسکا نام بھی تھا جسکو پہلے سانسے والا حذیفہ فلس تھا حج کی رسم
اونہیں رسم قدیم سے تھی۔ نکراؤ میں بشمارہ عین پنجہ دیکھ ادا ذکر کی حقین جنکی تفصیل مفقول سنہ میں
موجود ہے۔ یہ نمونہ ہے زمانہ جاہلیت کے ان عقاید و اعمال عبادات عبادات و معاذلہ وہیمات و
تخیلات کا جنہیں عام باشندگان عرب ڈوبے ہوئے تھے جن کا اثر چاروں طرف پھیلا دوسروں کو اپنی شہیدہ
طافان میں غرق کئے جا رہا تھا۔ اس بگڑی ہوئی قوم کی بد حالی وہ اعتقادی کا نقشہ حقوڑا سا کھینچ کر
دکھا دیا جس سے اسکی تصویر فوت خیال میں آسکے۔ پس اب ذرا توجہ کے ساتھ سوچو کہ ایک بڑا ملک سے
حسین دوسم کے آدمی آباد ہیں۔ عمدہ دار۔ مالدار سلاطین اوکلی حالت تو یہاں تک گزرتی ہے کہ اون کو
نمار کی صورتوں کی وحشت ہو۔ انکو ملک کی باؤنیر میں آتی ہے۔ مال و سلطنت کا مذہ اوکلو عالم جہا شمار
نہاتے ہوئے ہے۔ رعایا کی پاسبانی اس کے نزدیک کسی کا نام ہے کہ رعایا کو اپنا غلام بلکہ بندہ سمجھیں اور اپنا
انکو

سکا مقدم بلکہ خداونکے نزدیک لین کوئی چیز نہیں نہ آنے والی زندگی کوئی شے ہے جو یہاں فکر ہو نہ درج کا
 و چوڑی جو ڈین نہ صحت و نفعی ہے کہ طبع کریں نیکہ و بد افعال کی اعتبار منقول ہے۔ اور ترقی و نبات سے تو ہر حال
 و کمال کی کم ہوتی و نہارت ہے نبوت کوئی چیز نہیں جو مانی جائے اور نہ حسن آخرت کی بھار کوئی قابل سماعت امر ہے
 جیسے کان دھرا جائے۔ دوسری قسم وہ جو دنیا کے کھلائی ہے جسکو علم و درجہ اہل امتیاز و پختہ زبان کہا جاتا ہے نہ
 یہ لوگ، مذدالے مجاورت ولی فائے خدا کے جاسے تھے۔ انکی حالت یہاں تک گرمی ہوئی تھی کہ شگ و کفر اسکے
 یہاں اعتقاد تو یہ اور وحدانیت کی جگہ پر گیا تھا۔ بدعات و رسومات و اہم کے دلدادہ ہو گئے تھے۔ چونکہ
 خواہر اقبال کو ادب و اعتماد اور اعتماد تھا اس لئے کفر و شرک و بدعات اور انکی عین میں اسکے داؤ لگات
 سبے میں کی صورت میں مقبول تھے۔ انھوں نے محبت جاہ و نمود و بخت میں اپنی بڑائی اور کارروائی و کجی اُسیر
 اپنے مائیں کو بدل یا سان تو ہتم پرستوں۔ خواہشات نفسانی کے بندوں کا پھر میں تھا جسکو کچھ ذکر و تمیز نہ تھی
 اب تباہ اون کا کونسا پہلو تدرست تھا جو نظر و کھلے بچائی طبیعت کو امان کی مہم نہ ہو۔ ان کے کان
 آنکھ دلی سب کچھ تھا مگر حق کو دیکھ کر سکر حقیقت حق اور اک کر کے کا جو ہر قلبی جہالت کی تاریکی میں کھو چکے تھے
 کفر و پوہستی کی ظلمت کے ایسے گہرے سمند میں ڈوبے ہوئے تھے جس سے نجات نہ ہوتی تھی۔ ایسے غم
 کے اندر پیدا ہو کر اُن میں میں مشوفا یا بیوالا و دیم بچہ بناؤ کس عقیدہ اور کس خیال کا ہونا چاہئے جسکی تربیت
 کے لئے باہنا سا یہی سر پہنچو اور ملک بھی ایسا کہ جہاں علوم کا جو چاہو کیا کوئی کہہ نہ سکتا ہے کہ اسکی حالت باہی
 قوم سے متاثر اور بدلتا ہوگی۔ کیا یہ توہمات جن کو آنکھ کھولتے ہی اپنے کنبہ اور فائدان کی غوروں۔ ہر بچوں
 شریک ہو سائیں کیساں دکھینا اُس کے فتنے سے دل و فتنہ بنا کر لے گئے۔ کیا ایں کو باہی جان عزیز پاری ہوگی
 سب لوگوں کی موافقت کر کے اون کا مذہب بننا اوس کو بچھا معلوم ہوگا کیا کوئی ایسا شخص جو اسکو ان
 باطل عقائد و خیالات سے ہٹائے جہر اوس کے ملک نے ہر درش پائی اور یہ بچہ بھی اویں میں پیدا ہوا رہا
 جھوٹا اچھا ہوا اور اوس کو ان عقائد و خیالات کی خرابی بچھانے والا بھی اس دشمن کوئی نہ ملا ہو۔ باہتمہ
 ان کے عقائد و اعمال و توہمات و تمذبات سے غلطہ بیزار پیدا ہوا ہو۔ اور نیز جی میں بلکہ سب کا صریح
 و مادی بنا کر کھڑا ہو گیا ہو۔ انکی ایک ایک توہم پرستی کو جن جن کو بڑا بتایا ہو اور بڑائی کو کہول دکھایا۔ اسکی عبادت
 بہ فزوالی کی ظلمت کو مٹا دوسرے بدلنا سکھایا۔ اسکی مسالمت میں تربیت کی انکی بدعات علمی و اعتقادی مٹا دی اور
 علمی ہر رسومات سب بیزار پیدا دی کی طرف میں اور برائیاں ظاہر کریں بجائے اسکی اہل میں دینا اور آخرت و دوزخ
 نفع و عینے والا ہر شخص کی حیثیت کے موافق قابل برداشت و خیر برکات طریقہ سکھایا اور ان کے متاثر
 اور مٹا ہونے کے نقصانات بجائے اس کے عقائد کی مٹا دیں۔ ان کے روحانی امور ہر نہ کے

ہمارے علماء کو کتاب کے اوراق کی طرح بھونک کر مٹانے کے لئے بلایا جڑ مشفقانہ طور پر بارہو گیا اور ان کے دل سے
 برسی کی گندگیوں کو دھو دیا۔ بدعات و رسومات قومی و ملکی جموں میں جی بڑی سیرانی کو ایک سخت بغض و نفرت سے
 بدگو ملیا میٹ کیا اور انکی آنکھیں کھول کر انہیں نور بھردیا۔ کانوں میں حق نبوتی کا مادہ ڈال دیا۔ ہاتھ پاؤں کی رگوں
 میں حیات حق کا خون دوڑا دیا اور ان کو متحرک قابل گرفت و رفتار بنا دیا۔ دلوں میں پاکیزہ حیات کی روح بھونک
 زندہ دل بنا دیا۔ عقائد و فہم ہوش خواں کو ایسا منور کر دیا کہ جالاک سے چالاک بنی اور کلو دھو سمانہ دے سکا
 کہا اس شخص اعلیٰ محکم کو جتنی پرستش تھی اور اس کے سارے گناہوں کو اعجاز نامہ کہہ گئے۔ دنیا کا رنگ دیکھو۔ خود نہ دیکھو
 تجربہ کاروں سے واقعات پر نظر ڈالو۔ دو۔ تیس۔ چھو۔ چھوٹی سی برادری میں بڑی ہوتی بد رسم سردار مانے ہوئے
 بڑے بڑے کے ساتھ۔ نہیں تھی۔ ایک نوجوان کہ یہ لکھ کر مخالفت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اور تجربہ کار بڑے سے میاں تو چھوڑ دینے
 آتی ہے اس کو کیوں چھوڑ دیں تو اس کمزور مخالفت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اور تجربہ کار بڑے سے میاں تو چھوڑ دینے
 اپنی ذرا دھی کو دھپ میں سینہ میں کیا تھا اپنی خیر خواہانہ اصلاح میں کتنے اچھے و بیش کسے تھے جس کو دیکھ کر
 کا میاں بی ہوتی ہے یا نہیں پس ای ایک انکا تو بہر اصلاح عرب اور اشاعت اسلام کے اس انسان
 میں انکی تعمیر کو قیاس کر دیکھا سمار وہ ہاں نفس معجزہ محکم تھا جسے عیسوی سال کی چھٹی صدی کے اخیر میں آنکھیں
 پیدا ہو کر اسی قوم پرست ملک میں پرورش پائی جسکی کایا پلٹنی اور اولاد نکو دنیا کا آئنا بنائے کے لئے دیا میں آہستہ
 ہر طرف سے بیٹھ سال زندہ رکھ کر انکی صدی کے وسط میں اپنی سوانح کو ایک سچا اور پائیدار معجزہ بنا ہوا چھوڑ کر
 مطلق و مضمون رخصت ہو گیا۔ واللہ اکبر اللہ کا فضل امت محمدیہ کا حامی و مددگار ہوتا تو یہ خیر روحی فداہ زیادہ
 مستحق تھا کہ اگر غریب و عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کی زبان سے ابن اللہ کہلائے گئے تو یہ حیرت خیز کار نکندار
 اپنی امت کے نزدیک خدا قرار پاتا لیکن ایسا ہوتا تو اس کمال میں شخص ہوتا جس کا ہم ثبوت دے رہے ہیں پس
 بال کمال و عظمت سب کو اقرا ہے **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ**
 رسومات مذکورہ کے بیان کرنے سے یہ بھی نفع ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ آج زمانہ کی مروجہ رسومات
 زمانہ جاہلیت عرب و ہند کے اندھیرے کا کتنا رنگ اور اندھیرے رکھا ہے ستر میں کی زیادہ من ترانیں بڑھتی کا
 یہ سبب ہے کہ ان کی کچھ جہت تک واقف بنی ہوا۔ کہ حق تعالیٰ نے نوجاہل و خونت پسند بادشاہ کے پنجہ سے کمر کوہنیت
 کی رائے کو خط لکھا۔ خواجہ بادشاہ جسکے صوبہ دار میں لبرھو نے جو دیوانی حقائق کہہ کر مزاحمت و ہلک
 مسدود کیا۔ اس پر خود ان کا لفظ شہر میں آیا کہ عالمشان گرجا گیا کہ اس کے لوگوں کو اس پر مجبور کیا کہ مسیح
 کو ماننا اس کی عظیم گریہ۔ لڑائی میں لبرھو کو کامیابی ہوئی۔ گو صوبہ کے عام باشندے اس کا خوف اور احترام
 کرتے تھے۔ لیکن ان کے قریب قاعدہ میں تھا اللہ ہی ہے۔ اس نسلانی کلیسیا کو قافلہ کی آگ اور لکڑی

ح. اویا۔ جسے ابرہہ کے دل میں اشتعال پیدا کیا اور جب تک مکہ کے مقدس گھر کی اینٹ سے اینٹ
 نہ بجا دوں گا آرام سے نہ بیٹھوں گا سب پرہاڑی اور شکر حرا بیکر مکہ پر چڑھ آیا۔ باشندگان منہ کو لٹو کر مالیت
 نذر شاہی میں لیا۔ باشندگان شہر مکہ شہر چھوڑ پہاڑوں۔ غاروں جنگل کے واؤٹس جا چھبے۔ جب صبح ہوا
 ہوئی ابرہہ سے فوج کو مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور جنگی باغی چنے سے صنوبر مکان منہم کر اسے جاس
 تھے آگے بڑھائے۔ یہیں زبردست باغی محمود نام چند قدم چل کر بیٹھ گیا۔ نبیلان نے مار مارا دیا۔ مار
 اسے مکہ کی طرف پہلے کا نام لیا یہاں اس پریشانی میں سب مبتلے تھے کہ دھتکہ جہدہ کی طرف سے چروں کا
 غول تودار ہوا جن کے بھول اور چو بھول میں سنگین سے اور کنکر بایں تھیں۔ اس غل نے سر دھچک اور پھر
 کنکریاں پھینکنی شروع کیں ان عذاب الہی کی کنکریوں نے ہندو کی گویوں کا کام دیا۔ جس سوار کے سر پر
 بڑیں بھیجا جو نہ تیریاں کاٹی ہوئی تھوڑے کے پیٹ سے گذرتی ہوئیں زمین پر گریں ہزاروں سپاہی اس طرح
 ہلاک ہوئے۔ باقی ماندہ بھاگ نکلے۔ پہلا عذاب ختم ہوا تھا کہ دوسرا عذاب آیا۔ سمنہ کی طرف سے طوفان تودار
 ہوا اور سید اب عظیم نے بھاگتے ہوئے کو حنہ خاشاک کی مانند ہاکر سندیں بیچ ڈالا مفرور سپاہیوں کے
 پاؤں میں دیکر ابرہہ کا غضب و عصبہ جو رہ رہا ہو گیا۔ آخر اسی بے ہال و پرہیزگار کی طرح کا ندھے پر ڈالے صفحہ پہنچ
 ابرہہ نے چند مہینے تربت تڑپ کر جان دی۔ دن کے بعد اس کا بیٹا کیسوم گدی پر بٹھا دیا گیا۔ جو مکہ
 یہ ایک مہتمم بالشان و اقدار تھا جو آج جودہ سویریں نکلتا رہتی صفحہ کا جزو بنا ہوا ہے۔ اسے اہل عرب نے
 اسکو سال کا سید قرار دیا۔ امانتہ دافعات کی تاریخ کا حساب اسی سے شروع کیا یہ سال عالم العین کہلا یا
 اور سی سے سنا ایک دود آخر تک گئے جانے لگے۔ یہاں عبدالعزیز نے پہاڑی سے اور کرلا شول
 کو دو گندہوں میں دفن کیا۔ جانا ہی سونے جو اہل ان کے ڈھیر جمع کر کے بھجورہ مذی سب ہوٹو نہ لے کر کیم کو
 عہدہ عذاب کے حصہ کا مال اسقدر تھا کہ عہدہ مالدار بن کر تمام فاندان کی زندگی بسر کرے کو کافی ہو۔
 اصحاب نبیل کی اس ہلاکتی دنیا کا بھی کو سورۃ العنیں میں بیان فرما کر قریش پر احسان جناب اس سے بے اعتنا
 شکر گزار ہی اس کا یہ تھا کہ وہ زمین الہیہ کے احسان مند بکر کیسی کچی عطیت برقرار رکھنے جسکے احترام
 کی مرستہ نہ ہو کہ خیر الہیہ کی نجات ملی اور خاش خاضع بندہ عبادت الہی میں ترقی کرتے۔ مگر افسوس
 جسے نہ ان میں تکتہ ثروت غرور پیدا ہوا قلبی کے ساتھ کہنے لگے۔ ہم ایسے باعزت لوگ ہیں
 جنکی خاطر بیسی اور بیسی کی حاجتوں شکر جزا رکھنے والے اصحاب نبیل نکونار ہوتے۔ اسکو ب۔
 ان میں طرح علی ہشتین حرفات رئیس اور بھی پیدا ہوئے جنکو عام اہل حجاز نہ بکھر تسلیم کرتے تھے کہ قریش
 کا جو بھی کام ہے خدا کو پیارا ہے۔ جب قریش کی عزت و عظمت نے اہل ملک کے دل و نہر قبضہ کر لیا اور

اور ادنیٰ ہر جہری سے بڑی ادا بھی خوبی کے ساتھ دیکھی جائے لگی تو جو کچھ طبی ظاہر ہو وہ ہتھوڑا ہے۔ چنانچہ اس باب میں جو کچھ زہرات و توہمات پرستی کا ذہن دکھایا گیا ہے وہ فتنہ منکر و بدعیہ داسیہ کو حکمہ دینے والی اسی حالت کا ایک شعبہ تھا اور انھیں کی اصطلاح کے لئے جناب مولانا علی قادری رحمہ اللہ نے دنیا میں شریف لائے تاکہ سب سے پہلے ان کے قلوب کی گندگیان اور فساد سموری و معنوی اُنکے دودھ کر کے نورانیت سے منور کریں اور جب ان کی طرف سے اطمینان ہو تو لا اُخریب و لا اُضر ہر اطراف عالم کے جہان جن و انس کو نصرا و مستقیم دکھا کر معرفت الہی کے مراتب طے کریں۔ ناقل کہتا ہے طیرا ابابیل کو شکر نیرہ ابی سے نوہکی ہلاکی پر چرا مستجاد کیا جا رہا کہ یہ محال عادی ہے اس عناد اور فلسفیت کی ٹھوکر کہا بوالی افتاد کی جہاں انا اسم علیہ غبر و غیر جن پور سے طری اور اسی ہیں۔ انوس انسان کا سکھایا ہوا بھلا کنوئیں میں کوڑی پیسا چھینچا ہوا کرتے ہوئے کورا ستم میں سے بچا لادو۔ طوطا توپ میں بنی گنگا توپ چھوڑے۔ محسن میں پان بائیسے۔ اور اس کے سوا اور بہت سے عجوبہ تلاش تماشا گاہوں میں جو بھی ہوئی آنکھیں دیکھ چکیں و کھو اوپر استیجا نہ ہو انسان کے سکھائے ہوئے پرندوں کی کرتب سب ممکن و درویش استیجا ہو تو کس پلٹنے کے سکھائے ہوئے ہیں۔ بے خیلا کیسے تاک کر سر پر کشکیان چھوڑیں اور ان لنگریوں نے کیسے گولی کا سام دیا۔ حال کا بھریہ جنگ کا ہون کا کیا ایسے کرم خوردہ دعا خوان کو آنکھیں ملنے سے بطنی فانی ہوں کر بچا۔

جینا یا تین شادی غم کی تھیں	گوئی تو تپنے کی دام و دم	ہوئی جینا تو گرتے لوٹ مار	خج کر ڈھرتیا زین تم
-----------------------------	--------------------------	---------------------------	---------------------

خوشی کی تقریبوں میں چندہ کھانے کئے جاتے تھے پہلا کھانا دیرینہ الخیر دروزہ و سجات پلے کی خوشی میں ہوتا۔ دوسرا عقیقہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن۔ تیسرا کھانا اعلان نام خشنکی دعوت میں دیا جاتا جو کھانا ذوالخلاق نام عام برادری مختلف قبیلوں گوتوں کو شادنی۔ تیرا اندازی۔ شاعری وغیرہ میں کمال حاصل کرنے پر دیا جاتا۔ پانچواں کھانا دیرینہ اللہ اک نام منگی کی تہہ میں دیا جاتا۔ چھٹا کھانا مسیان بی بی کے کچی جمع ہونے پر دیرینہ اعرس کے نام سے دیا جاتا ساتواں ویکٹر مکان بنا۔ سٹکی خوشی ہوں کھلایا جاتا۔ آٹھواں کھانا سٹخ کھوئی ہوئی چیز ملنے پر دیا جاتا۔ نواں کھانا تھنہ دوستوں ملاقاتوں کو کھلایا جاتا۔ دسواں کھانا سفر سے بحیرت واپس آنے کی خوشی میں ہوتا اور فقیر کھلاتا۔ گیارہواں کھانا قریبی ہوا کا حق تھا۔ بارہواں وہ فیاضی کے طور پر کھلایا جاتا۔ تیراوان کھانا غریب ہر سال رجب کا جائزہ لینے کی خوشی میں ہوتا۔ چودھواں کھانا تقری جیکے لئے خاص خاص لوگ بلاتے جاتے تھے۔ پندرہواں کھانا بڑا دوست دشمن سب کو کھلایا جاتا۔ سترہ کے کھانے دفناتے کا بھی رواج تھا۔ نوکر نہ والی مزدور پر ہر پہلی جاتیں وہ مردے کی خوبیاں شجاعت سخاوت فیاضی۔ شرافت کو اشعار یا معنی عبارت شریف

بیان کرے۔ بناوٹی روزناموں میں رُلا تیں۔ کنبہ کی تمام عورتیں اپنے سر کے بال ٹھوس کر ۱۱ ہفتہ کھول
 کھڑی ہو کر سیت کا نام لے لے جیتیں چلاتیں پچھاڑیں کھاتیں۔ چھاتیوں کو تیں بال کھینچتیں۔ سر کیان پٹتیں
 مونہہ نوچتیں رضارے پٹتیں۔ خبازہ کے ساتھ کنبہ سنگے بالوں ہوتا جب خبازہ قبر پر پہنچ جاتا تو اوس کا
 ولی امام کی طرح اوس کے سامنے کھڑا ہو کر اوسکی تفریوں کنبہ کے صدمہ کا روزنا روتا۔ جو لوگ دفنا کرتے سب
 مسیت والے گھر مسیت کے رستہ داروں کی لائی ہوئی بھٹی کھاتے اس بھٹی کا نام قرصینہ تھا۔ بعد اس کے روزنامہ
 صبح کے وقت درجہ کوئی ماتم برسی کو آتا تو خبازے بر لوفہ کرنے والی لچھے دار غم کے گیت گا گا کر بجلی کو سر پر
 اوٹھا لیتیں۔ اس بھٹی کے علاوہ غنی کی تعزب میں چھ صنیافیتیں اور بچی کی جانی حقین۔ تیسرے۔ نوین
 بندر ہوں۔ پالمسویں دن چھٹے مہینے اور برسی جن کو اہل محاذ دوست آشنا برادری کے لوگ مسیت والے کے
 گھر جمع ہو کر کھاتے تھے اور ان تعزیموں کو تہہ لویں۔ بندر ہوں پالمسویں۔ چھاتی برسی کے نام سے پکارے
 تھے۔ عرب میں رئیس اور بڑے شخص کی موت کا اعلان دیا جاتا۔ اوسکی قبر کے پاس گرد پاکو اونٹنی گردن مشور کر
 اوس میں ذالہ بجاتی بلیۃ اوس کا نام ہوتا کہتے قیامت کو مردہ اٹھ کر اس پر سوار ہو گا۔ اور بہتر سے لوقیات
 حشر شدہ جزا اس کے منکر تھے کہتے بوسیدہ ہڈیوں میں بھر جان نہ آئیگی۔ قبر پر صندق اور خیرات کو غصہ و حسرت
 کے ساتھ نذر سمجھتے قبر پر قربانیاں کی جاتیں ان کے خون سے قبر ترک جاتی۔ مڑے کے جنم او دل
 ٹھنڈا کرنے کو شرب اوس کی قبر پر چھڑکی جاتی۔ کہتے مقتول کی کھوپڑی گل کر اوس سے نامہ اور صدی تو
 کی شکل کا ہرند پیدا ہو کر دوتا چھٹا بھر تھے۔ قابل سے بدلا ملنے پر اسکی پیاس بجھتی ہے۔ یہ اور ہرکی جادو
 قلیبہ کی نظموں کے ذیل مسطور ہو ماخوذ ہوا الرشاو علدا غنبر ایک تاء سے اور احسن الموعظ اور ہمارے
 نسخ کی کتابا لہ اعطے چند جزا سے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المبتدیان لایحیا مان
 ولایوکل طعنا تھا قال الامام احمد یعنی المتعارضین بالصیافۃ فخر اوریاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فی شعب الایمان ۱۷۷ مشکوٰۃ لا تقبلوا دعواۃ المتبتدیین بصیغہ بھی بھی صحیح و سید
 بن واد سے ۱۷۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فخر کرتے دکھا بتکوا ایک دوسرے پر بڑھ چلے کو دعوت کرنے والوں کی
 دعوت نہ قبول کیجائے اور نہ کھا یا پاسے کھانا اداں کا۔ فرمایا امام احمد نے (متباریان) کے معنی یہ ہیں
 کہ فخر اور دیرانی راہ سے صیافت کے ساتھ دو با ہم معارضہ کرنے والوں کی صیافت نہ قبول کی جاوے
 روایت کہا اسکو یہ بھی لے شعب الایمان میں (مشکوٰۃ)

خوشی کی تقریبوں میں مدبرہ مٹھانے اور ضیافتیں اور سات بھتیان اور ضیافتیں علمی کی تقریب میں
 بیچ زمانہ جاہلیت کے جوہر کو ان کی عقیدت کی نفیس متین تواریخ اور گزری انکی اور نہ کفر و جاہلیت کے
 دور سے ان کاموں اور رسوم کی نسبت جن کا جاہلیت سے ہی تعلق تھا ملت ابراہیمی و اجازت شریعت
 مصطفویہ سے کیا حکم رہا۔ اس پر بطور ضابطہ تو دی کہ ہوڑا ہوڑی ایک دو سرے پر بڑھ جائے نہ ہوتے
 خمر و ریاض کے طور پر جو دعوتیں ہوتی ہیں اور ان کو قبول ہی مت کر دجیسا کہ حدیث سے گذرا دوسرے رہنا
 صحیح مرفوع مقص قوی رسومات جاہلیت کے عموماً مٹانے کے لئے یہیں ہے جسکو ردایت کیا ہے
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بعثنی فی تحقیق المغازف والمزامیر
 والصلیب وامر الجاہلیہ جبہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی بعثت کی علت سماعت اور مزامیر اور صلیب اور جاہلیت کے زمانہ کے رہی کا موخا شاہد بھی
 ہے۔ لیکن بایں مینافقوں۔ جہتوں اور ادنیٰ خصوصیات اور تقینات میں سے متنبہ سے وہی بچکا
 جسکی شرع محمدی اجازت دے۔ اور یہ اجازت دینا نقل صحیح و قابل اخذ ثابت ہو جائے جیسے حقیقہ
 یقین (ساتویں) مفتوح روز اولاد و اطعام ولیمہ اور شکر کا کھانا کھانا اکرام کے ساتھ اور پہلے
 دن اہل بیت کو کھانا پھینکا نہ کہ غذا و غذا کھانا اور صلہ رحمہ و ذات خیرات جو دستا لوجہ اللہ تعالیٰ
 اور کوئی ملن شرعی ہو تو دعوت کا قبول کرنا ان امور کی ترغیب اور شریعت کے ثبوت میں نہ ہوں سے
 کتب احادیث کے ابواب پر ہیں۔ تقریحات فقہیہ وجود ہیں۔ امام محمد کا عقیدہ کو کردہ کہنا کسی کو: کشکے جبکہ
 رسومات جاہلیت سے حقیقہ بھی ٹھہرا۔ اور رسومات جاہلیت کا مٹانا تجملہ اتم مقامہ شائع ہوا تو وہ خلسہ
 محقق بنویست جیسی بچکا جب اس کی اجازت کی نفس ہم پہلے نفوس محقق اور جاہلیت ہوگی۔ پس یا تو مفسر
 امام عالی مقام میں ایسا ہے نہیں یا اطلاق حقیقہ میں کراہتہ لفظی کی وجہ سے کلام ہے اسکو نہ کہ
 کہنا چاہئے اور زیادہ اہل مسئلہ میں دیکھیں منظور ہو کہ تہ بوطہ فقہیہ و مشرور مونا و صحیح وغیرہ خصوصاً اہل
 المذہب و فہم بصیر کو اس سے سبق ملتا ہے کہ جب حقیقہ جسکے ثبوت میں حدیثیں موجود ہیں اس میں امام محمد کو کلام
 ہو تو ولیمہ انخرن دروزہ سے نجات پانے کی خوشی کا کھانا اور ولیمہ المساک نام منگنی کی تہبیب کا کھانا
 اور غفرہ نام ہر سال جب سہ ماہ مذکبی کی خوشی کا کھانا اور ولیمہ بنی اس میں سے کدہ پر پہلے دن کی
 بھتی کھانا اور بیچے اور نوین اور مدبرہ و اہل اور جاہلیوں دن اور شکر نامی اور برسی کی بھتیان ضیافتیں
 کھانا وغیرہ جنہاں بیت زمانہ جاہلیت کی تحفہ تہنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ مانچکے صحابہ کرام اور اصحاب قرآن
 شریف نے انکو طریقہ مسلولہ فی الدین بتائیں چھہ ایا اور ان سے کسی سا شاذ و نادر جو جاملی ہو رہی تو فوراً

او سپر رد انکار توجہ ہوا جیسا کہ ختمہ کے ملاوے میں چنانچہ امام احمد بن حنبل سے ولایت ہے
 کہ حضرت عثمان بن ابراہیم کو کسی نے فتنہ میں بلایا پہلے جانے سے انکار کیا۔ آپ سے اسکی وجہ پوچھی
 گئی تو آپ نے جواب دیا کہ چاہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیہ وآلہ وسلم میں نہ فتنہ میں کبھی جاسے تھے اور
 نہ اُس کے لئے جلتے جلتے تھے (اصلاح الرسوم) حضرت سید الدین محبوب سبحانی سیدنا شیخ
 عبداللہ اور حیدر بن رضی اللہ عنہما نے غنیۃ الطالبین شریفین فرماتے ہیں **دَعْوَةُ الْخُفَّاءِ دُعَاةُ بَنِي**
خَنْزَلَةَ کی دعوت کمینہ اور دنی چہرہ ہے انہی۔ میت کے بارہ میں دستہ زمان نبوت کا محمد والدین فیروز آبادی
 شافعی نے مفہ اسناد میں اور شریعت میں عبدالحی محقق دہلوی حنفی نے اسکی شرح میں ایسا بیان کیا ہے
 اور عادت نہ تھی میت کے لئے غیر وقت، نماز (جنازہ) میں جمع ہو کر قرآن پڑھتے اور چند ختم کرنے کی ذمہ داری
 اور نہ دوسری جگہ اور یہ مجموعہ بدعت کا اور مکروہ مانا مقم پڑھی اہل بیت کی اور تسلی دینا اور صبر کرنے کو فرماتا
 سنت و مستحب ہے لیکن یہ اجتماع (لوگوں کا) صحیح میں اور دوسرے مکلفات اور خرچ کرنا مال کا بیعت
 یہ تمہوں کے حق میں تو بہت ہے، امام احمد اور میت کی تعزیت (یعنی ماتم پڑھی) کی حد میں روز تک ہو اور میں
 روز کے بعد تعزیت کر دے۔ اور بعض نے سات روز تک تجویز کی ہے۔ اور تعزیت ایک بار سے زیادہ
 نہ کرنا چاہئے جو ایک بار ماتم پڑھی اہل میت کی کچھ دوسری بار نہ کرے ایسا ہی مروی ہے ہمارے امام
 ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عزا کے لئے بیٹھنا اور واہ اور راہ پر بحث کر دہ کی جاہلیت کی رسم
 ہونے کی وجہ سے اور گھر یا مسجد میں بیٹھنے کی رسم ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
 اور زبیر ابوبکر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد کعبہ میں محزون بیٹھے تھے اور لوگ آئے تھے یہ کہیں نہایت اسل
 کیفیت سے کہ اب دستور ہے اور ایام حدود میں کرتے ہیں (بسیا کہ بعد تجہ کے وہیں بیسویں چالیسویں
 چھ ماہی برسی میں کرتے ہیں) نہ تھا اور برسرِ قرآن پڑھنے میں (قاری کو بیٹھنے کی) انکاف ہے۔ اور جو کچھ
 زیارت کرنے کے وقت پڑھا جاوے، اللہ تعالیٰ ہر روز کے تمام اعمال کو جو اس کے لئے روزانہ
 اور راہ پر بیٹھنا جاہلیت کی رسم ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوا تو تجہ۔ قیل۔ پندرہویں۔ چالیسویں
 چھ ماہی۔ برسی۔ عرب کے زمانہ کفر و جاہلیت کی رسم ہونے کی وجہ سے۔ اور تجہ۔ دسویں۔ بیسویں
 تیسویں۔ شریعت میں۔ چالیسویں۔ چھ ماہی۔ برسی ہونے کی رسم منکھل ہونے کی وجہ سے نہایت مکروہ
 ہوتی چاہئے۔ اس واسطے جب سے یہ کہیں بیٹھنے کے بعد زلفہ ہو کر چل پڑی ہیں اس وقت سے ان پر
 رد و انکار و تحیم و فقہ و محدثین کا ہوتا رہا ہے۔ اور جاہلیت کی رسم اگرچہ مشروع چیز کے ساتھ ملکر
 ظہور میں آئی نہ اس پر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت انکار ہوا ہے۔ بلکہ ایسا نہ پڑھا

کرنے کا صورتیں منع ہو جانے کی مقدار ظاہر فرمایا ہے۔ چڑھو مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت، کو مفسر
 ثالث میں یہ حدیث دھن عمران ابن حصین وانی برزقہ فالأخرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم فی جنازہ غزائی قوما قد طرخوا الدنیا فہم میثون فی مہین فخال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أبغض الجاہلیۃ تأخذون ابصنیع الجاہلیۃ تشبہون
 لقد ہممت ان اذنکوع علیکم دعوی ترجعونی فی غیر صورکم قال فإخذوا الدنیتہم ولم یعنوا
 والذالک رواہ ابن ماجہ **ترجمہ** عمر ابن حصین اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں
 کہ نکلے ہم ساتھیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک جنازہ (کی ابتداء) میں پس دیکھا حضرت
 ایک قوم کو کہ جا دیں اوتارائی سے (اور صرف) کرتوں میں چلتی ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے کیا جاہلیت کے فعل برعل کرنے ہو یا جاہلیت کے کام کے ساتھ مشابہت کرتے ہو البتہ
 البتہ قصد کیا میں اس کا کہ تمہاری بدو ما کرنے کہ بلیت کر ہو جاؤ تم اپنی صورتوں کے غیر صورتوں پر۔ کہا
 بس لے لیا اوتھون نے اپنی چادروں کو اور آئینہ ایسا کیا۔ روایت کیا اس حدیث کو ابن مہر نے
 صرف جاہلیت کی رسموں میں سے اٹھای کیا تھا کہ جا دیں اوتارے تھے جب حضور نے بدو ما سے مذکور
 سے دس یا ان لوگوں نے فوراً چا دیں لاکراؤڑھ لیں اور پھر ایسا نہ کیا تو پھر دوسری کہیں جاہلیت کی منافی
 ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترک فرمائی ہوئی صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے پیروں کی آج کو تک
 زندہ کرنی حلال ہو جائیگی۔ کہاں تو بچے وضیمہ۔ نویں۔ بندہ ہوں۔ چالیسویں۔ چھلڑا۔ برسی کی
 سات بھتیاں زمان جاہلیت میں عی کی جڑی ان بان کے ساتھ مرقع تھیں اور کہاں ایسی میٹیں
 کہ بجز تعزیت اور اہل بیت کو پہلے دن کھانا دینے کے اہل بیت کے پاس جمع ہونے اور اہل بیت کو
 کھانا تیار کر کے صحابہ کرام کو جو جاہلیت میں شمار فرماتے تھے امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں
 ویکثر اتحاد الضیافۃ من الطعام من اهل البیت لا من غیرہ فی الدنیا والآخرۃ وروی
 بلدۃ قتیبۃ طراد و احمد وابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر بن عبد اللہ عن عبد اللہ قال کنا
 نغزل الاجتماع الی اهل البیت وصنعہم الطعام من الضیافۃ **ترجمہ** اور اہل بیت
 سے کہانے کی حیثیت لینا اور ان کا ضیافت تیار کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ وہ مشرک ہی شادیوں میں
 متعلقہ نہ ہیں۔ اور یہ جبری بدعت ہے بدلیل اس حدیث کے جسکو روایت کیا ہے امام احمد اور
 ابن ماجہ نے سابقہ نسخ اسناد کے جریر بن عبد اللہ سے کہا اوتھون نے شمار کیا کرتے تھے
 ہم در صحاب رسول اللہ اکھٹے ہوئے لڑائی میں سے کہیں اور آئے تھے لکھا نا تیار کرنا مکروہ ہے ترجمہ

تعام ہوا جاہلیت کی رسومات کے مٹانے میں آپ کا یہ ارشاد کہ میں اُنکے مٹانے کو سمجھتا ہوں اور برکت چاہتا
 اتباعِ جنازہ میں چادرین اوتارنے پر منع صورت کی بددعا کی دیکھی وہی میت کے کھانا منے منع کرنے میں
 وہ اہتمام جو حدیث کے ان لوگوں کی صراح ستہ سے عنقریب آتا ہے جبہر عمل ضحاہ کی یہ شان کہ صحابہ کرام نے
 نماز جنازہ کے غیر وقت میں اہل میت کے پاس جمع ہونے اُنسے کھانا لینے کو فوج کی میں شمار کر رکھا تھا صرف
 تعزیت کو جاتے اور چلتے ہوتے۔ اُنکے پاس بجز تعاقبہ امر اجتماع نکرے تھے۔ قرونِ ثلاثہ میں جو یہ حال
 ثواب الی البت ہوا وہ پابندی ایام و طرزِ جاہلیت کے نقد نہ ہو سکتا تھا۔ اگرچہ کثرت کھانا کھانے والوں کو
 بانی فی سبیل اللہ کر دیا اور میت کو اوس کا ثواب بخش دیا۔ مگر یہ ہوا کہ اوس طرح پر کھانا کھا ہوا جس سے کھانا ہوا کے
 چشمِ انتظار اور نہ کی طاہر کسی دستورین کی وجہ سے اس کھانے کی طرف سے لگے ہوں۔ الفضل نے زیارت
 متبرک کے وقت جتنا چاہا قرآن شریف پڑھ کر ثواب بخش دیا اس کام سے کئے کسی متبرع میں بد یا بندی تاریخ اکبر
 ہونے نہ سکیں نہ اہل میت کے گھر اہل میت پر نہ اور خون نے اپنی خور و نوش اور فحشک و چھٹا کا ہار رکھا
 اور نہ اہل میت نے جو خوشی یا کسی دباؤ اور دستور کی وجہ سے نقد یا کھانا بشیرت و غیرہ اُنکو دیا تو قرونِ ثلاثہ
 اور مجتہدین آئمہ مدجہ زمانوں کے بھی تخصیص ایام و غیرہ کی پابندیاں مٹائی ہوئی شرع کی کیسے مشروع
 ہو جائیں گی۔ اور وہ جو عاصم بن کلثب کی روایت کو سنن ابی داؤد و امام احمد سے پیش کیا جاتا ہے کہ ایک موقع پر
 اہل میت کے یہاں کا پہلا تیار شدہ کھانا آپ نے بھی کھا لیا ہے گو بعض دیگر قلمہ اگلا یہ ہے۔ یہ رحمت
 ساتھ بھتیوں میں سے ایک بھتی و حنیفہ کے جواز کی نہیں ہو سکتا اسلئے اس موقع کے بعد پھر کبھی آپ کو
 و حنیفہ کھانے کھلانے جاری رکھنے اجازت دینے محقق سے استغناء فرماتے کا اتفاق نہیں ہو
 ممکن ہے کہ جیسے اہل میت کو طعام پہنچانا مکرم اخلاق سے ہے اس میں آپ نے اپنے آپ کو
 اور اپنے ساتھیوں کو بخلا اہل میت شمار فرمایا ہو یا میت والے اور بیمار دار کے پہلے کھانے کا ہار
 اور موت گنجائش کے خوف سے جو بعض کفار نہیں کھاتے ہیں اس کے ابطال کا اس میں قصد فرمایا ہو
 اسلئے کہ کھانا پہلا طیار شدہ اوس میت والے کے گھر کھایا تھا یا ہر سے نہیں آیا تھا۔ اسلئے اسلئے
 اسکو منہی عنہ اور محجوب سے سنتے نہیں کیا اور پھر پہلے دیکھی بھتی بھی تو دوسرے کسی صحابی کے یہاں نہیں تھی
 جو جائیکہ دستور ہو جاتی۔ شیخ علی متقی صاحب کبر الاموال کے رسالہ و دعوات البغیہ میں مرقوم ہے
 الاول اجماع الفقہاء بالقرآن علی المیت بالتخصیص فی المقبرۃ او المسجد او
 البیت بدعت مذبومۃ لابنہ لم یقل من الصحابہ رضی اللہ عنہم مشیئا
 ترجمہ اول اجماع ہونا قرآن پڑھنے کے لئے میت پر ساٹھ تخصیص کے مقبرہ یا مسجد

یا گھر میں بدعت مذمومہ ہے اس لئے کہ اس میں سے کچھ بھی بہت بدعتوں میں جہاں الامور میں
 نہ تھیں نہ القراءت نہ ولا یعطى لہم شیء کما فی المنہ ویکبر التخاذل فی ہذا
 الا یامر وکذا الکھا کما فی حیرۃ الفتاویٰ **ترجمہ** اور میں نے جہاں میں قرار رکھنے ہوئے

اور نہ وہ جیسے انکو کوئی چیز جیسا کہ منہ میں ہے اور مکروہ ہی تیار کرنا حیرت کا ان دونوں میں اولیٰ ہے
 مکروہ ہے کھانا اور کھا جیسا کہ حیرۃ الفتاویٰ میں ہے اور فتاویٰ بزاز میں ہے کہ مکروہ ہی تیار کرنا (اہل بیت کا)
 کھانے کو ڈوگولی کو کھانے کے لئے پہلے دن اور تیسرے دن اور بعد مہتوں کے اور سبے جانا کھانا
 طرف قبر کے مومنوں میں مکروہ ہے۔ اور مکروہ ہی مقرر کرنا دعوت کا ہر سے قرأت قرآن کے اور جمع کرنا
 صلی اور نذر کا ضم کے لئے یا سورہ انعام یا سورہ اہل کی قرأت کے لئے انتہی۔ یا نذاج جب مصل میں دیتا ہی
 یا کوئی تو مار ہوتا ہے تو بعض جگہ کھانا تیار کر کے قبر کی طرف لے جاتے ہیں وہاں قبرستان کے خدمتکار کو
 دیدیتے ہیں یا حاضرین کو بانٹ دیتے ہیں یہ مکروہ ہے اور بہتر قرب اگر قبر پر چڑایا جائے تو چرمانا اصل
 قائل کا اور چرمانا دو دن جب احرام میں افہی یہ مونسنا کھانا رشاد حسین الرافضی وغیرہ میں مذکور ہے

در علم بلد نہ **جمع الروایات** میں سطر ہے فی شرح الطہا جہ الامام الموددی **ترجمہ**
 علی المقلۃ فی الیوم الثالث، ولتقسیم العزۃ والتعود واطعام الطعام فی الاقامہ

المخصوصۃ کالثالث، والخامس، والتاسع، والعاشر، والحشرین، والاسرہین
 والشہر السادس، والسنتہ بدعتہ (مذمومہ) **ترجمہ**

امام موددی رحمہ اللہ شرح تنہاج میں ہے جمع ہونا قبر پر تیسرے دن اور بانٹنا کلاب کے بھول اور اگر کسی

مہمان اور کھانا کھانا ایام مخصوصہ میں جیسے بیچہ بانچون نوان دسوان بیواں جالیسوان ذلی
 برسی بدعت ممنوعہ ہے۔ ترجمہ تمام ہوا۔ بدعتوں میں ایک قبر پر تیسرے دن جمع ہو کر ہول ادا کر کے
 بتیان بانٹنا جبر دوہری لکیر ہے۔ دوسرا مسئلہ کھانا کھانا ایام مخصوصہ میں جیسے بیچہ تا برسی جیسے تہی
 لکیر ہے ان دونوں کا حکم بتلایا کہ بدعت ممنوعہ ہیں۔ پس نوکات اور ساطعہ مرحوم کا پچھلے مسئلہ کو بھی
 قبر پر بیچہ بیچنا کہ وہاں جا کر ان ایام مخصوصہ میں بیچہ بانچوں۔ نویں۔ دسویں۔ بیسویں۔ جالیسویں
 چھابی۔ برسی کے کھانے کھانے کو قبر پر بیچنے کی وجہ سے بدعت ممنوعہ یعنی مکروہ فرمایا ہے نہ ایام
 مخصوصہ کی وجہ یہ کوئی تحریر ہے دونوں مسئلوں کو دو عاظہ سے جدا جدا بیان کیا ہے۔ قبر پر
 بیچہ جدا اور گھر پر بیچہ تا برسی کے کھانے جدا۔ اور اگر یہ ایک ہی مسئلہ تھا تو دو بیچے کیسے اور پھر
 ہمارے فقہاء و محققین کی تصریحات صدر کے ہوتے راتے ایسی دہاندی کب چل سکتی ہے

ابرمال ثواب عبادت بدنی و مالی کا موازنہ کو مشروع طور پر ہونا چاہئے نہ جاہلیت کی رسموں و رائج
مخصوصہ کے خلاف نہ میں ان کے مثالی دوسے گواہوں کے ہم کھائے جبکہ ہم ان دنوں کو
مناہن کر مشروع طور پر قربانی کر دیا ملاوٹ نہ کر دیا عمر کھانا کھلاؤ یا دوسری قربت سب سب
ثواب پہنچاتے ہیں اگر کتب فقہیہ میں منہج ہے انا نخلہ و انت تہرج عنہ اسے علیہ السلام
لہ اکھلا لا ینفع علی ملک الذابہم و اللہ ثواب اللہ (الشیخ) یعنی اور اگر
بجور تبرع اپنے ال سے قربانی کی میت کی جانب سے جائز ہے دوسرے اُسکے کھانا اور قربانی
میں اسے اسلئے کہ وہ ملک ذابہ پر واجب ہوتی ہے اور ثواب پہنچاتے ہیں اس کے لئے ترجمہ تمام ہوا۔
اور اگر قربانی کی میت کی وصیت پر میت کے ترکہ سے نوازا کر کو صدقہ کی صورت میں کھائے۔

قال فی رد المحتار والمختار انہ ان باہر المیت لا یحلی کل صنفہا واکلا یا کل انتہ
اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تو ترکہ میں سے جو صنف کھانا سوا سے چھین کر تکفین کے درست نہیں اور اگر نہ
نا بالغ ہوں تو ان کی اجازت متبرہ نہیں سدی کو اس کے مال پر سے صنف کھانا اس میں حلال نہیں۔ بالغ اپنے
مال سے کریں درست ہے۔ اور وہ جو بعض کتب فقہیہ میں نقل کیا ہے کہ میت کا کھانا دل کو مردہ کی بات ہے
اور حدیث بخاری میں آیا ہے کہ صدقے میں کھل میں اسے قودیت والے لوگوں کے اور صحیح
ستہ کی حدیثوں میں جو میت کے کھانے سے قبیح قرار دی ہوئی ہے۔ اس کی توجیہ میں فرمایا حضرت
مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے فرمادی عزیزی ہیں۔ مراد از طعام مست
طعامی است کہ تا قبل روز میمورا اندو و بعد از اوقات طلب است کہ بیشتر از پنجام سو پنج موت میت و ہم
بعد از ان خیال سر پنجام حمام و تقسیم آن فیما بین الاقربا یا میان مساجد و مسکن فاطر مشہود
کس نیکو این طعام با ہما سر سدا وقت موت میت شروع و چشمہ و ختمہ برین طعام میباشند مخصوص
شرع است کہ از اوقات عبرت گیرند و بند پذیرند و در تفکر کثرت مشغول شوند و از غفلت ہوشیار
شوند و این مقصود از ایصال صحت با کفایہ معفو و دیگر و در حدیث صحیح آمدہ است و در صحیح ستہ

موجود است ہمین قدر اسے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن طعام المیت علیہ صفحہ ۱۰۵
ترجمہ ہمیں مراد میت کے کھانے سے وہ کھانا ہے کہ چالیس روز تک کھلاتے ہیں اور (اگر کھانی ہو)
و لکھو مارے گی وہ یہ کہ میت کے موت کے ساتھ کے وقت کو پیشتر اور بعد میں اوس سے خیال سر انجام
طعام ادا کر کے کھانے کے باشندے کا ادا کرنا یا مسجدوں کے باشندوں کے دامنگیر خاطر متاثر ہو جن
لوگوں کو یہ کھانا پہنچتا ہے وہ میت کی موت کے وقت سے جنم ملے گا کہ جسے جسے طرف اس کھانے کی

ہوتے ہیں (اور مقصود شیخ یہ ہے کہ میت کی موت سے عورت کپڑیں نصیحت پائیں۔ تغلکات آخرت میں
 مشغول ہو کر غفلت سے ہوشیار ہوں۔ اور یہ مقصود صورت مذکورہ میں بالکل نیست و نابود ہونے سے اور جو
 کچھ حدیث صحیح میں آیا ہے اسی سے (یعنی بخاری و مسلم ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ) میں
 موجود ہے۔ سیدہ زینب کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میت کے کھانے سے ترجیح تمام مال
 یعنی میت کے کھانے مٹی سے اسی قسم کے کھانے فراہم ہیں اور یہی وجہ زبان جاہلیت کی عیسیٰ کی
 ساتوں بھتیوں کے شائع کی ہوئی ورنہ ایصال ثواب طبع و دیگر عبادات مالی کا جو مذاہق تک
 اربعہ میت کو پہنچا اور احسان ٹھہرنے اور شرعاً ثابت ہے اس کی پہنچائی ہو ورنہ اقدس صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے عبادت مالی کا اتنا جزا کام کہ کنواں کھدوا یا کھدوا کر اتم کو ثواب پہنچا۔ یہ کس کے لئے وقف
 کروادیا اور جو تکلام سعد کے ترکے سے اونگی وصیت سے۔ بنا تھا الہیہ اولیٰ کا بانی و اوقت اور غنی و فقیر
 سب کو روا ہوا اور پہنچے قرآن پڑھانے کے کام کا نیا پس جو کھانا ہے مال سے کوئی میت کو ثواب پہنچانے
 کے لئے تیار کرتے اس کو باہنا و تار نے میں کھائے ہوئے کے معاصرین کھانا ضلالت نہیں
 پس اس کنوین کی طرف نہ پہلے سے کسی کی خواہش قلبی و چشم نظر لگی ہوئی تھی اور نہ کوئی دستور اس کا
 اسید و رنار یا تھا کہ اب ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال فرمائیں اور کنوان بنے۔ اور اس کنوین
 کے تیار کرانے پر بدلے اور معاوضہ کا ڈنڈا بھر با بقا جیسا کہ عیسیٰ کی بھتیوں حنیانوں پر ہوتا ہے اور پنا
 کھایا ہوا بنایا جاتا ہے۔ جیسے شاذ و نادر تجریر تکفین کی شرکت اتباع جنازہ ماتم پرسی کی اجرت المعروف
 کا مشروط میں جبیب سلونی منہ پڑھایا جاتا ہے۔ ہرے نفس امارت نے یہ کام علی خالص لوحہ امد کرنے
 کو ادا نہ کئے زبان جاہلیت و عب و عجم کی طرح کچھ نہ کچھ ڈھب کھانے کا ضرور لگا لیا۔ اور ان کھانوں کے لاگو
 اور اونکو امدان سے جو ادا ہوتا ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہے اور اجماع پر مشید نہیں۔

تعارف سے متعلق فرماتے ہیں

تفسیر مغیری میں مرقی ہندی قاضی ثناء اللہ پانپاتی قدس سرہ فرماتے ہیں واکفنا لا یجوز ما یفعلہ
 الجہال بقیدی کہ اولیاء اللہ علیہ السلام المؤمنین والظہارۃ حولہا و انحاء الشہر و المساجد
 علیہا و من انجبتہا بعد الجہال کا اعلان و نسبت تھی فلک سرہ اللہ **ترجمہ** اور
 ایسی ہی جائز نہیں وہ جو گذر گئے ہیں جہال اولیا اور مشہد و کلی قبر کے ساتھ سجدہ کرنے اور ان قبروں
 کے گرد گھومنے۔ طوائف کرنے بھاری ہونے اور ان قبر پر چڑھان کرنے اور ان قبر و نہر میں
 نہاے ہوئی قسم سے لگا رکھنے ہونے سے بعد سال کے مثل عیدوں کے۔ اور نام رکھتی ہیں اور جن جماع کا

عرس ترجمہ تمام ہوا ملا علی قاری کی شرح مناسک میں فرماتے ہیں لا یطوأت

لے لاید و در حول البقعة الشریفہ لائق الطوف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فتحرم

والعلماء ترجمہ بظراف کرے یعنی گہوٹے نہیں گرداگر دلیقہ شریفہ دھڑاقدس مبارک

نبوی کے واسطے کہ طواف ادا نہ ہو میں یہی حکم بنیہ کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں تو اسی لئے (حوا)

ہوگا گھومنا اگر داکر و تورا بنیاد و اولیاء کے اور کچھ اعتبار نہیں اور سکا جو کرتے ہیں عوام بھلا اور اگرچہ ہوں

وہ مشایخ اور علماء کی صورت میں ترجمہ تمام ہوا طواف کی ممانعت میں۔ مولوی احمد رضا صاحب

بریلوی بھی ہوا فتح علاء علی قاری کے ہیں ویکلون کا قوس دیا ہوا بجواب استفتار خانہ کرم نش

صاحب مراد آبادی سلمہ بعد اس عبارت کے چند کتب فقہیہ سے ایسا نقل فرما کر اور نیز یہ کہ ہو جائیگا

بعض کتب فقہیہ کو اگر اسے خانہ کعبہ کے کسی دوسری مسجد کا بھی طواف کرے گا تو اس پر خوف ہے کفر یا کھانا

سنج مستقیم میں پنج اقسام بتدین کے مرقوم ہیں و منہم من ذلالت علیہم المشیخۃ (ان قولہ)

سَمَوُہ یَوْمَ الْفَرَسِ وَلِیْلَۃُ لَیْلَۃُ بَاسِحَامِ یَصْرُوبُ الْحِیَامُ وَلِیْسَتْ مِنَ الطَّعَامِ وَلَا یَا لُتْ

بِالْمَیْمِہِ اِذَا نَامَ اُنْہی ترجمہ اور منجد بتدین وہ ہیں جنہ کو ہم یہی کہتے ہیں بری دینی

بزرگوں کی اولاد میں گئے جانتے ہیں یا بزرگوں کے جانشین ہیں (دلی قولہ) اور نام رکھتے ہیں (رسال)

تمام ہوئے ہر جو ان کی وفات کا دن آتا اور یوم وصال کہلاتا ہے) اور دن کا دن عرس کا (دو دن ہیں

کے وصال کے دن کے محاورہ سے لیکر) اور اس دن کی رات کا شب بارعام نام رکھتے ہیں کھڑے کر کے

ہیں اور کھائے پکاتے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے چند قسم کے گناہ کر کے کی ترجمہ تمام ہوا نافیل

کہتا ہے

ترکے نقش قدم نے کر دیا نقش بہا مان کو بنا یا نقشہ فلو بریں کلیر سے میدان کو

ایک مشہور رندی کی زبان سے جسے اوی یوم عرس اور لیلۃ بارعام کے ایام میں مسخا ہوگا اور سہر فقہا

کی تقریرات مودعہ عن کلمات میں معنی نہ رہی ہر جگہ کہ یہ فقہاء اہل علم لا علی حشہ اور دفع بہتے کی چیز ہیں

مگر دیندار کے لئے بدعتوں کو اپنے دلوں میں بچا لیا کچھ دشوار نہیں حق و باطل کی امتیاز کے سبب بغض و کین

اس میں سے اٹھ جائیں گئے)

بعض رسائل میں تلک المرام سے نقل کیا قال الشیخ الامام الاحمد بن محمد رحمہ اللہ

الشیخانی ما یقع فی بلاد العرب من سب طائفی و ضرب الحیام عند معراج الا و لیسوا کما

والعوام لیستمدون بہم و یجشون و یصرون الذی یحرمون و لا یحرمون و لا یحرمون

تحفہ فریاد فریاد شیخ امام اہل اہل محمد بن ابراہیم شیرازی نے جو عجم کے شہر و منیر
فرس بجائے اور چنے کھڑے کرینا اولیاد ارام کے مقبرے کے پاس روانہ ہے اور عوام لوگ بڑے گنتے میں
والہ سے) بوسیلہ کے اور ماخوذ کرتے گزرتے ہیں طرف اونکی یہ سب کا وہی اور کدو بھی کونسا جو
قربان زیادہ ہر طرف حرام کے ترجمہ تمام ہوا چونکہ یہ جو دہلے مانگے اون ہیزان نہیں جو شخص بالبابی میں
پس بوسیلہ کی مانگے ہو مختلف مینہ و متاخرین میں بان بید و فرس: ہر عجم مقابر کے پاس اسکی
کراہتہ میں سیکو کھا نہیں۔ اگر کسی مہر بان کو۔ طہان ہو کہ یہ ہر فہمیدہ ہیں۔ کہ ہجہ اذی ضیاءات کا فہم
یہ جیسا کہ تقاریرت کھٹا کھٹا نے والو کو ہوا کہ تلبات تو ہوا وئی ہوانی طبع کراستے طبق ہر سنت بھی
اونکی روحی غذا کے لئے پیشکش کرتے ہیں عن ابی ہریرہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم لا یجعلوا یومکم قبولاً ولا یجعلوا قری عید او صلوا علی فان صلوا
تجلیحی حیث کنتم رواہ السنائی فی منہجی المقال ومعنی یجعلوا قری عید امام
سید ابن کفتمہ کہ اور ان تفضیل و تین وقت است برائے زیارت چنانکہ مرعید بابو بلکہ تمام سال
درت عمر وقت زیارت است و یا مردن شبہ با عباد است و انہار زینت و تین و اجمل چنانکہ
در عید یا ہر روز است۔ بلکہ باید کہ زیارت رد ما و سلام اقتضا کنند نیز قال الامام الخلیفہ الحفیظ
ابو عبد اللہ علیہ السلام ان کان یوم القصر والخیر یعود کل سنۃ والناس یعودون الیہ جماعاً
واحقیقاً من الاوقاف لیسعی عید العودۃ مرۃ بعد اخری ففی النہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم امتد عن الاجتماع علی قبرہ الکریم کا جتما عہدہ لا قلمہ ہر اسم العید
کفعل اہل الکتاب و دید ہر بقبر انبیا ائہم و المعنی لا یجعلوا قری کا لحدید

۱۔ مولانا علی بن قاسم ندوی نے تنبیہ المرام میں لکھا لا یجوز الا استئذانہ یا اہل القبور علیہم السلام
یعنی استنات مانر نہیں اہل قبور کے وسیلہ سے اور یہی مذہب جمہور کا اور غربانی تینین اللہ صلی اللہ علیہ
سارے الامام ابو حنیفہ میں باقی القبور لاهل الصلاہم فی سلم و یجالب و یتکلم
و یقول یا اہل القبور ہل لکم من خبر (الوقالہ) فسمع ابو حنیفہ یقول یجالب یجالب ہر ہر
ہل احاجوہ قال لا فقال لہ سمعنا لک سمعنا لک و تریہ لک کیف تکلم احبابا کلا لا یستطیعون
جواب اولاً ملکین سئلوا ولا یسمعون صوتاً و قرا و ما انت ہر ہر من القبور

ترتیباً واجتماعاً انتہی مرتبہ حققت، اوپر پہرہ سے روایت ہی کہتے ہیں کہ سنا ہے رسول اللہ
 علیہ السلام کو (بفرماتے ہوئے) نہ عظم اور نہ اپنے گھر و خانہ قبرین اور نہ عظم اور میری قبر کو عید - اور درود بھیجیے
 پس درود بخوارا پہنچا کر جو جہان کہیں کہو گے تم (دہاں) روایت کیا اس حدیث کو امام سنائیئے اور مذہبی
 مقال میں ہی معنی لا تجعلوا قبری عیدہ کے امام شکی نے ایسے فرماتے ہیں کہ مراد اس (د قبرکم کو عید
 بنانے کے) خاص کرنا اور معین کرنا وقت کا ہے زیارت (مشریف) کے لئے جیسا کہ خاص کر عید کے لئے
 ہوتا ہے بلکہ تمام سال و مدت عمر وقت زیارت کا ہے اور یا مروشا بہ ہو جائے ساتھ عید دن کے ریت
 اور غسل اور اکٹھے ہونے کے اظہار میں جیسا کہ عیدوں میں دستور ہے - بلکہ جانتے کہ زیارت اور دعا اور
 سلام اقتصا کریں انہی (اور زیارت کر کے چلتے ہو) عیدوں کا سا یک فقی جھگڑا قبر مقدس پر نکرین)
 فرمایا امام خطیب حافظ البکر بغدادی نے ہر گاہ کہ دن عید اظہار اور عید قربانی کا ہر سال (ربہ تجدوا افعال
 لو تشاربنا) اور یوں بھی جا رہی طرف سے اس کی طرف لوٹتے میں متغی اور اکٹھے ہو کر اس کے نام رکھا گیا
 ان عیدوں کے دنوں کا عیدان لان کے لوٹ آئے کی وجہ سے ایک بار بعد دوسری بار کے تو منع فرمایا نبی صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو اپنی قبر بزرگ پر اکٹھے ہونے سے شل کھٹے ہونے ان کے واسطے
 قائم کرنے ہر اہم عید کے مثل فعل وادات اہل کتاب کی اپنے انبیاء کی قبول کے ساتھ اور معنی لا تجعلوا قبری
 عیدہ کے یہ ہیں کہ نہ عظم اور میری قبر کو نہ عید کی ریت دینے اور بناؤ کرنے اور اکٹھے ہونے کی راہ سے
 ترجمہ تمام ہوا ہر دو امام کے تلامذہ سے ہے ہر دو معنی ہر حدیث کے سالیانہ اجتماع کی قرآن میں پہنچی معلوم
 ہو چکی ہوتی ہوئے جس آیت کے سالیانہ عیدیں ہر سال آتی ہوتی ہر جائز ہر ہو سکتی ہیں اور یہ امام
 ابو بکر اور امام سہلی ایسے نہیں ہیں - حکم صحیح و صحیحہ ریت کے رکھنے ہوتے معنی بیان کر دینے میں جتنے قول کو
 وہابیہ کی انتہت لگا کر نا لیا جاوے وہابیہ سے انہیں ناراض مولوی احمد رضا خاں صاحب
 بریلوی جنکی شان میں بیج اپنی کتاب الامن وامن کے یہ ارقام فرماتے ہیں امام علیہ السلام

لہذا یعنی اپنے گھر کو برکت نمازی محرم نہ کہو نفل وغیرہ انہیں بھی بڑھایا کہ وہ گھر قبر میں ہی جو اول میں نفل نفل کوئی نماز
 نہ پڑھتی چاہئے ۱۲

۱۳ صیغہ عید اظہار کے لئے پہلی تاریخ شوال کی وقت جا سکتی ہے اور عید الضحیٰ یوم بخیر میں شوال کی وقت جا سکتی
 ہے ۱۲ یعنی لوگ عید کے دن عید گاہ میں غفل کے غفل آتے جاتے ہیں اور اکٹھے ہو کر نفل ضعیفی عید کے
 دن کا ادا کر کے ایک ساتھ ہی چلے جاتے ہیں انہیں سے منع ہو گا

نقی الملت والتمین علی بن عبد اللہ الکافی رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد الملکی جکی امامت و جلالت محل خلاف و نسبت
 نہیں یہ ملک کہ بیان مذکور میں دیکھا کہ امامی مہم ہی مصدق فتوے میں انھیں بالاتفاق مجتہد تسلیم
 صلاً علیہما السلام کے مقابلہ میں وہ روایتیں سال کے سرے پر شہداء کی قبور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کا زیارت اور سلام کے لئے تشریف لے جانا مذکور ہے جس روایت کی چار سے تین طبقے اوپر کے
 خالی رہا اور چوتھے طبقے میں وہ روایت آن بزرگ کیسے قابل اعتناء ہو سکتی ہے خصوصاً اس صورت
 میں کہ حدیث لا تجزئ لقری عید اواس معنی کی اور دوسری طوق سے دوسری حدیثیں جن میں سے
 قدرے بہینہ بیان کر کے ایک حدیث سلف و خلف میں محکم غیر منسوخ معمول بہا غنیمت چکیں تو اوں کو
 طبقہ پہلی سے دھکے والی وہ روایت کیسے مقصص کر سکتی ہے جس پر ایراد وارد ہے قال الامام
 بن الصمّاع فی التخریر و ذکر العلل فی مترجہ ادا الفہم واحد لا یجوز قد سألہ خلق کثیر
 بالاسسالی وھو یمایو فی الدواعی علی فکھن معنی احساسی یقطع لکناب
 الخیر و یجوز فی الشیخہ لکن مترجمہ فرمایا امام ابن الہمام نے تخریر میں اور بحر العلوم کی تفسیر میں
 جبکہ کیلا ہو جائے کوئی ایسی خبر دینے میں جس کے دریافت کرنے میں باہم نہ یک ہوئی ہو خلق کثیر اور وہ
 خبر دس قسم کی ہو کسی نفل پر دعا کی بیابان اوں میں سے جو اوں خبر مذکور کے ساتھ تھے اوں خبر کے
 دریافت کرنے میں تو غایت ایسی خبر کی یہ کہ کہبت قدنا یعنی یقیناً ایسی خبر جو نہی اللہ اوں خبر کا دینا
 صحیح خلاف ہی اس میں شیعہ کا ترجمہ تمام ہوا۔ اب اضاف کیجئے اور کچھ بوجہ سے کام لیجئے کہ شہداء
 کی قبور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کی خبر سے ایک شخص چوتھے
 طبقہ کا اوپر کے راویوں کا نام لیکر جس خبر کے چرچے سے تین طبقے اوپر کے خالی اور نہ ہل قرون
 نہ نہ کا بطور ثبوت ہی اس پر عمل ثابت اور نہ بطور روایت۔ اور وہ خبر بھی ایسی نہیں جس کو پروردگار
 مکی ہوں دھولے کی عید قبور شہداء پر تو صحابہ امی سنت کے تارک کیونکر ہو سکتے ہیں اور ہر شہید
 مختصاف تاریخ میں شہادت پانے والے کے شہید ہونے کے دن سے سال مراد ہو تب تو یکے
 بعد دیگرے بہت سی عیدیں قبور شہداء کی جن کو آج عرس کہا جاتا ہے وقوع میں آئیں جنکو
 خلق کثیر دیکھی حالانکہ اس خبر میں پہلے طبقہ کا صحابی تو کیا اس خبر میں شریک ہو سکتا جو تھے
 طبقہ کا بھی کوئی شریک نہیں تو یہ خبر اس خبر کا دینا والا معلوم کیسے ہوئے ادھر کی عبارت سے توچھو
 اور یہاں تو خلاف شیعہ کا بھی کام نہیں آ سکتا اسلئے کہ یہ خبر کسی نہیں ہو سکتی سے نقل ہو او کہ کیا
 جیسے کہ کچھ خلفائے ثلاثہ اس کا انکار نہ کر سکے اسلئے یہ روایت مفسدین شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے

شروع طريق ميت كمن قرآن خزان او قل فانه قرآن كايه وبنا قلعة انقرة الميت
 عن عبد الرحمن بن العلاء بن الجراح عن ابيه قال قال ابي الجراح ابو خالد يثني
 اذا انا مت فالحديث فاذ وصفتي في الحديث فقل بسم الله وعلى ملته رسول الله ثم سكت
 على التراب سناخه اقرا عند راسي بقاء تحت يدي واني متشبه افاني سمعت
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول فذلك اذك الصديق في سمعته فكبير
 اسناده صحيح **أنا المثنى** حبيب فويله رواية الطبراني في المعجم فقلت قال اجل ثنا
 الحسين بن اسحاق التستري قال حدثنا علي بن بحر بن عبد الله بن بشر بن اسحاق بن سفيان
 عبد الرحمن بن العلاء بن الجراح عن ابيه فذكره قال في رواية يثني في أبي مع
 الزوائد رجاله مؤثقة قلت وله شاهد من حديث عبد الله بن محمد بن علي بن محمد بن الحسين
 صلى الله عليه وآله وسلم يقول اذا مات احدكم فلا تحسوه واسرئوا به الى قبره وليقرء
 عنده راسه بقاء تحت القبرة وعند رجليه غنائة القبرة ورواه البيهقي في مشيخته الايمان
 وقال والله صحيح الله موقوف عليا فقلت في الباب روايات اخرى قال الله عز وجل
 في شرح الصدور اخرج الخليل في الجمع عن الشعبي قال فانه لا انصاف لانه مات
 لغيره الميتا ختموا الى قبره يقرؤن له القرآن واخرج ابو جعفر في السجدة ثانيا في ثانيا
 قل هو الله احدى عن علي بن مهران في المقابر قوله قل هو الله احدى احد عشر مرة ثم
 وهب اجره لادموات اعطى من الاجر بورد الاموات واخرج ابو القاسم سعد بن عبد الله
 الزنجاني في فوائد عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب وقيل هو الله احدى واليه كرم التماسه ثم قال
 اللهم اني جئت ما قرأت من كلامك لا هل المقابر من الاموات والاموات كانوا
 شفعا لهم الى الله تعالى واخرج القاسمي ابوبكر بن عبد الباقي الاصبهاني في مشيخته
 عن سلمة بن عبد الله قال قال حماد المكي خرجت ليلة الى مقابر مكة فوجدت راسي على
 قبر فتمت فرايت اهل المقابر حلقة حلقة فقلت قامت القيامة قالوا ولكن حبل
 من اخواتنا قرأ قل هو الله احدى وحبل فوابه لنا ففحق نفسه منذ سنة واخرج
 عبد العزيز صاحب الحلال سنده عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 عليه وآله وسلم قال من دخل المقابر فقرأ ايسل - حقت الله عليهم وكان

لہذا بدد میں فیہا حسنات قال السیوطی ہذا ان کانت منعیقۃ لکن مجموعہا بدن
 اتی لذلک اصلاً۔ ۱۔ التعلیق الحسن صفحہ ۲۶، کجھت اسانید ترجمہ روایات الباری ص ۱۰
 فرمایا ابو خاتمہ روفی، اللہ عنہ نے اسے میرے بیٹے۔ جہاں میں مرہاؤن تو نبلی قبر کھودنا میری پسوجہ
 رکھتے تھو میری قبر میں تو کہنا بسم اللہ وعلیٰ علیہ السلام۔ پھر پھر مٹی چڑھا دینا پھر پڑھنا
 میرے سر کے پاس فاتحۃ البقرہ (یعنی التمر سے صفحہ ۱۰۸) اور فاتحہ اوّل (۱) یعنی
 اَمَّا الْقَائِلُ بِرَسُولِ رَبِّهِ مِنْ عَمَلٍ كَثِيرٍ وَحَثِيْرٍ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰی رَاْسِهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمُ کو فرماتا
 اسکو روایت کیا اس حدیث کو تہذیبی نے معجم کبیر میں۔ اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے یعقوبی دوسری
 اسناد فعلیہ پر اسے بعد ذکر کر کے اس حدیث کا کہتے ہیں کہا حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں رجال
 اس اسناد کے فقہ کہتے ہیں اور واسطے اس کے شاہد ہے حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما) سے ابن عمر فرماتے ہیں سنائیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرما تھے جب میرے کوئی
 بھائی فوت ہو کر اوس کو اور جلد لیاؤ اوسکو اوسکی قبر کی طرف اور جائے کہ پڑھے پاس سر میت کے
 البقرہ اور اوس کے پاؤں کے پاس فاتحہ بقرہ۔ روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں
 اور کہا صحیح ہے کہ حدیث موقوف بن عمر پر اور کہنا ہو میں (نعمت) اس باب میں روایتیں اور بھی ہیں۔
 فرمایا سیوطی نے شخص الصدوق میں روایت کی خلیل نے جامع میں شعبی سے۔ کہا جہاں مہربانی تھا
 میں کوئی میت مختلف ہو جائے اوسکی قبر کے (چاروں طرف اور پڑھنے اوس میں سے قرآن اور روایت
 کیا ابو محمد سمرقندی نے قل ہو اللہ احد کے فضائل بن حمزہ علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت کیا
 جو گذرے قبرستان میں پڑھے قل ہو اللہ احد گیارہ مرتبہ پھر بخشہ ثواب اس کا مردوں کو دیا جاتا
 اور شہداء مردوں کے اور روایت کی القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابو ہریرہ سے
 کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فضل ہو دے قبرستان میں پھر پڑھے فاتحہ الکتاب
 (یعنی الحمد شریف) اور قل ہو اللہ احد اور انشاءکم النکاح پھر کہے اے میرے اللہ
 سنجائیے ثواب اہل کا جو پڑھا تیرا نام قبرستان والے مومن مردوں عورتوں کو وہ غنیمت ہوں گے اُسکے
 اللہ کے پاس اور ہامیت کی قاضی ابوبکر بن عبدالمہدی نے اپنی مستحبات میں مسلم بن عبیدہ سے
 کہا تھا وہی نے نخل میں ایک بات لکھ کے قبرستان کی طرف تو ایک قبر پر رکھا سو گیا تو وہ قبر پر

(خواب) میں مردوں کو حلقے باندھے ہوئے پس کہا بیٹے کیا قیامت قائم ہوگئی ہو لے نہیں و لیکن ایک مرد ہمارے بھائیوں میں سو قل ہوا اللہ پڑھ کر نواب بخش گیا تھا سہو پس ہم بانٹے رہے ہیں اوس کو ایک سال سو۔ اور روایت کی عبدالعزیز صاحب فلال نے اپنی مسند کے ساتھ السنن رحمہ اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو داخل ہووے قبرستان میں پس پڑھے یسیر بلکہ کر دجاء اللہ اٹسنے اور لیکن اوسکو بٹھارادیکو جو قبول میں ہیں نیکیاں فرمایا سیوطی نے یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن مجموعہ اوں کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ اسکی کچھ اصل ہو۔ ترجمہ تمام علم فرمان نبوی سے فاتحہ خوانی کی یہ ہیئت ثابت ہوئی کہ لوگوں زیارت عبادا سے وظیفہ سمنہ نہ سلیم) سورہ فاتحہ اور قل ہوا اللہ احد اور الہکم التکا فرمے۔ پھر انکے پڑھنے کے بعد دعا مانگے کہ اے اللہ میرے بھائیوں میں نواب اسکا قبرستان والے عین مردوں عورتوں کو اب آپ کی بتلائی اس صورت کو جویں متغیر کرے قل فاتحہ کو بھی دعا کی ہیئت میں ہی داخل کر لے تو وہ علیم نبوی میں اصلاح کرتا ہے اور جو محل آپ نے قل فاتحہ خوانی کا بلا انقاد مجلس فاتحہ خوانی علیم علی صنف اور اب فرمایا ہے اوسکو یہ محل اور متغیر المہمہ کہتے دیتا رہے۔ عین کی بھیتوں اور اموات کی فاتحہ خوانی کی نسبت جو ہمارے زمانہ کے علماء میں اختلاف اور نزاع میں ہیں مجوزین نے اوشیں عوام کو اور مذہب پر لٹکا جا دیا کہ یہ لوگ اموات کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ پس ہر مصنف خدا ترس جو اپنے دین کو مذہب و رویت و رضائیت سے بچانے میں اپنے دین کی خیر سمجھتا ہے امور ذیل میں وہ غور کرے حق فاض اور طریق صواب کو قبول کرے۔ مثلاً ما نفیس بدعت مردوں کی قل و فاتحہ خوانی و قرآن خوانی کا وہ طریق بتلاتے ہیں جو آثار السنن وغیرہ کی حدیثوں سے انصار صحابہ کے برتاؤ سے ثابت ہے۔ پس جو لوگ بہ عمل قرآن خوانی فاتحہ خوانی مشروع طور پر بتلائیں پیغمبر کی تابعی اسی بنیاد پر لٹکائیں اوسکو تو اس خیر خواہی اور امداد اموات کا ستر بنایا جاوے۔ اور جو نئے نئے طریق اپنی ایجاد کی اس فاتحہ خوانی قرآن خوانی میں ایسی کریں صحابہ کے خلاف اماموں کے خلاف کو یا زبان حال کہیں کہ پیغمبر کے سیکڑ طریقے اور دستور جاری ہیں تو دو چہل ہمارے بھی وہی وہ دینی وضع کے متغیر کرنے والے خیر خواہ اموات بن پٹھیں البسہ ہی میت کی بھیتان جو زبان جاہلیت میں ہا بندی تویہ بچو دستور مروج تھیں۔ عرب اور عجم کے کفار و مشرکین میں اور شائع نے اونکو شاکر کسی دوسری تاسیو میں اوں بھیتوں کو تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ احوال نواب عبادت بتی دمالی میں کسی تاریخ کا عقیدہ نہیں دیتا۔ بلکہ ان پابندیوں کی وجہ سے میت کے کھانے کی طرف کھانے والوں کی چشم افشار اور غور ہن دی

گئے رہنے کو مقصد مشروع کے خلاف چھوڑ کر ایسے کھانا کھاتے ہیں سے میت کی منع فرمایا تو حج رہی بھتیان
 بہ پابندی قوانین مشروع کرنا حضور کے مناسبت ہوئے کو زندہ کر کے پیچھے کا مقابلہ کرنا اور اماموں اور
 پیشواؤں سے نزلی حال چلنا ہے اور کھانی ہوئی بجا جیون کا بچار سے مردوں کے بہانہ بدلا دینا
 مردوں کو دھوکا دینا ہے اور اس کا نام مردوں کی حیرت خواہی رکھنا ایسا ہے جیسا کوئی بجا کا نام
 حیا اور اورے وفا کا نام وفادار رکھی۔ امنس جن نام مشروع بائبل میں یسوعیوں کے حق لکھا ہوں
 اول کے مال و جموں میں بھرے جائیں وہ دینی وضع بتائیں جائیں۔ قل ہوا اللہ کا قلاب تہائی و لائن
 کی برابر احمد شہد افضل الد عالم جب حدیث ترمذی مردوں زندوں سب کو نفع ادسکی ایسی ضرورت
 کہ اوس نیک کوئی رکعت نہ دو فون کے مضائل کے بیان میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں وہ کوئی مسلمان جو
 جس کو آئینے انوار ہو کلام بے محل چڑھنے میں ہے نہ بر محل میں ہم لوگ ترائ و حدیث کے معنی لینے میں
 مافور کے مکلف پیشواؤں کے مقلد میں احادیث معجزات سے آزادانہ استدلال کر نہیں سکتے یہ لوگ
 خود رانی سے زلا مقصد ثابت کرنے لگتے ہیں ہم اوسے کم ہی مثال کے طور پر بلکہ دکھائیں بموجب
 حدیث مذکور جب پھر شریف افضل عالم ہوئی اور بموجب حدیث صحیحین اکثر و اللہ اعلم فی السجود
 فقہان استیجاب لکھ کر کثرت سے سجدے ہیں دعا کرتے کا حکم و قبولیت کا وعدہ ہے پس اس سے تو
 فائزہ خانی سجدے میں بلا مکلف ثابت ہوئی۔ مگر تمام سامت اور خلعت سے نزلی رہی لہذا کوئی اس کا قائل
 عامل نہیں پس طعام معجزات پر دعا کرنے کی حدیثوں کو بے دودہ ناوہ خرابی لائے گا جیسا ذکر آتا ہے
 ہمارے زمانہ کے بعض فضلاء نے یہاں سے رسم فائزہ کی مجموعی ہیئت کدائی کے ایک طریقہ رقیہ
 کا بھٹہ اگر جو انکی طرف اشارت یا صراحت فرمائی تھی۔ اور فی الواقع اگر اس میں کوئی دوسرا نفع ہو تو
 رقیہ میں سحر بہ حجت ہو لایا حالہ جسکو اس عمل سے نفع ہو گا اور اس کو جائز اور میل ہو گا۔ مگر یہ تباہی نہیں
 اس لئے کہ جب کھانے اور اس فن فائزہ وغیرہ کی تبادلت کا آخیا اور معجزات کو تو اس پر پنا یا جاتا ہے تب تو
 یہ تبادلت و غیرہ عبادت بدنی اور مادی کی سجون مرکب ہوئی اور اصل عبادت خصوصاً بدنیہ میں بموجب
 تصریح امام غزالی و علامہ حنفیہ رحمہ اللہ نقل ہے بدعت نہیں ہوئی مگر سنیہ اور بموجب عبارت محبوبہ
 فنادی لکھنوی وغیرہ اس میں سے تو وہی مشروع ہو گا جسکو شرع مشروع رکھے اسکو براعت
 اور اہل حقہ اہلیہ مشروع نہیں تا سکتی اور اصل عادات میں یہ کہ اوس میں سے کوئی بغیر مشروع
 نہ ٹھہرے گی جب تک کہ مشروع منع نہ فرماتے تفصیل اولہ شرح اور ربط کے ساتھ اس مسئلہ کو ہمارے
 مینج نے اپنی کتاب القادحیرات عن رائدہ العبادات اور نمونہ المہجرات عنہ طبعہ المحدثات

میں بیان فرمادیا ہے۔ اور کتب بسوط فقہیہ و اصولیہ میں ہمارے فقہاء اور اصولیوں نے
 اسکو کھوکھرا کر دیا ہے۔ حال کی مالیفات میں صحیحین وغیرہ کی احادیث کے پھر پھر
 الفاظ نقل کر کے دیں جو ازواج و استجاب فاتحہ مرسومہ میں پیش کئے جاتے ہیں و صحت یدہ علی
 تلك الحسنة و تكلم بها شاء الله الحديث و اخرجت له عجبتا فبصق فيه
 و بارک ثم عمداً الى يومئذ فصق فيه و بارک الحديث و امثال ذلك یہ حدیث
 ابواب معجزات کی ہیں جسکا مختص نبوت ہونا ایسا امر نہیں جو مسالوں کے عوام اور خواص پر ہوتا
 ہو اور نہ لازماً حق ہو کہ اگر مالیدہ بدست مبارک رکھ کر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر نہا محصول قدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گندھے آٹے میں آب دہن مبارک ڈال کر دعا برکت فرماتا
 پھر ہانڈی کی طرف موتی ہو کر گوشت میں جو آب دہن مبارک ڈال کر برکت کی دعا فرماتا اگر آپ سے حضور نسبت
 نہیں رکھنا بلکہ یہ طرز طریقہ مسلوک فی الدین بنائے امت کے برتنے کو نہ انہی تو ان خصوصاً صریحاً پرہیز
 کرنا اور اہل سنت عظام کے دلدادگان و ائمہ مجتہدین نے نہ وراپ نہیں کیا اور نہ ہلکا اسکو دستور العمل
 چھڑایا ہوگا سب چھڑائے اس میں طے ہوتے ہیں۔ جو زین فاتحہ مرسومہ اسکو نقص فرمائیں اور آپس
 کوئی نقص صحیح و ضعیف ہوگی نہیں تو اسباب معجزات کی نقالی پر جمیع خیر ابدال کو اتنا نہ فرمائیں اب معجزات
 رسالت بنیادی کوئی رفیع الشان چیز ہے اور پھر ہمیں خود ہی رسل عز و جل موجود ہی اول حدیث کے
 اخیر میں ثم بعد ان عشرة عشرة و قال اذ کروا انتم اللہ بنا کل شئ مالیدہ موجود ہی جسکا کھلا ہوا ترجمہ یہ
 پھر آپ دروکل (صحابہ) کو بلا کر فرماتے رہے کہ ہم اللہ کے کھاتے ہر فرد اس طرف سے جو اسکے
 متصل ہے۔ ترجمہ تمام ہوا اپنے لائق کام آپ نے کیا صحابہ کے لائق جو کام تھا صحابہ نے کیا اللہ سبحانہ
 عز و جل جو کام تھا وہ اللہ نے کیا کہ ایک بیالہ پھر مالیدہ ہے تین سو صحابہ شکم سیر ہوئے ہوا پیدائش
 تھا جنہا حصہ اس لائق تھے بلکہ اور زیادہ ہو جائیگا مکان ہو تھا یہ خود اسی حدیث کا بیان
 نہ کسی کی اپنی تائی اگر مالیدہ ہوا ہاتھ رکھ کر کچھ بڑھ آئے اور گوشت میں ہتھوڑا کر دے برکت
 فرمادی ہوا کی طرف سے ہوا تو سب سے پہلے صحابہ پھر تابعین ائمہ مجتہدین ایسی سنت کو کہتے
 ترک کر سکتے اور جب عجاظی شان مانکر کیسے بھی اسکی نقالی میں ہاتھ رکھ کر مالیدہ پر کچھ نہیں چھلو
 نہ کھاتے میں حق کر کسی نے دعا برکت کرنا طریقہ مسلوک فی الدین نہیں رہا تو انکے لئے بہر تیا دین
 کب یا جمل ہو سکتا ہے بعض مفسرین نے مراد یاد دہنے جو یہ فرمایا کہ اگر اس حدیث کے بموجب دعا برکت
 کرنا سنت چھڑکا تو کھانے میں حق کرنا اس سے پہلے سنت ہوگا اسلئے کہ دعائے برکت سے پہلے

حدیث مذکور میں یہ کہنے کا ذکر ہے اس پر صاحب فیضان نے نہایت سختی سے کام لیا اور حق کو کئے کے مطابق کوئی نہیں بلکہ نفس حق کو کئے پر انکار فرما کر لکھا کہ حق کو کئے کا ذکر نہیں بلکہ آیت میں (سبک) لکھنے سے مراد ہے اس پر مظاہر حق کی عبارت میں کی مگر مسیح حضور کی طرف نسبت کرنے میں آب و ہن صفہ فارسی برائے فکر نام نہایت ادب کے لئے ہے اور اس کا ترجمہ اگر سنہی میں کیا جائے تو حق کو کئے کی کہا جائے گا میرزاں مر قوسم جو النضاق والبراق وادع اور مولف الوار سا طبع مجوز رسم فاتح مولوی عبدالمسیح کی حمد بارگاہی ہے چونکہ کو کئے براق اور بلاق وال ہے تو کار اردو کے منہ کا اچھا ہے اس سے وہی نام لیا گیا جو صاحب ابتداء السنہ فی فرمایا تھا۔ آخر اس مذکورہ جال ذوال برستے دین کی بڑے بیوقوفانہ خلاصہ کلام یہ کہ فاتح خوانی قتل اور سورہ تبارک کی ثواب رسائی کا طریقہ وہ ہے جو انارلسن اور سکی شیخ کی روایتوں سے گذرانہ وہ جو اپنے اوپر سے

کوئے جانائے فاک لکھتے ہیں اپنا کسبہ جدا بناتے

کا الزام پڑھتے مرنے کے اتھو۔ محض اور لمفط والی البطنی الکتابین المذکورین سے جو کلمہ ہمارے ساتھ ہے ہوتے صحابہ کرام کے برتے ہوئے طریقہ اہل فتور کی ثواب رسائی کے لئے قتل و فاتحہ خواتی میں محض لوجہ الہی شان ہے اسکے معاوضہ میں کھاؤں ماؤں کا ڈول نہیں لہذا نفس سے کسب لوبھی نے اس فاتحہ خوانی کو روکھا پھینکا سمجھ جیب سلونی کر سنے کی فاتحہ خوانی کا ڈول لکھا یا کہا کہ فاتحہ ریشہ ریشہ شیرنی وغیرہ لہذا کھانے سامنے رکھو اکو دل نہیں کر لی فاتحہ خوانی شروع کی صورت ہی بدل لی سامنے کھانا رکھا ہوا ہے۔ اور ہاتھ کھانے پر اٹھاتے ہوئے فاتحہ خوانی ہو رہی ہے کل کا دیا نہیں بلکہ لکھ جھیر کر کرنے کے لئے قرار نہیں اکثر تو بصورت المعروف کا مشروط بھی ہے شاہد کسی نیک سخت کی اور کچھ نیک تہی ہو و اللہ اعلم

مکہ احس بکرتیب کی قال کر گئے تو یوں قبیلوں کو ہضم

جنگ جاہلیت بھی اسم باسمی تھی کہ قبیلہ دو قبیلوں میں بیابیس برس جنگ برپا رہی طرفین کے ستر ہزار آدمی تیر کی آئی اور تلوار کی دھار کے بار آور گئے سبیل اس کا یہ تھا کہ اونٹ نے کھینچا ہوا کھیت والی عورت نے اوٹ اونٹ کو مارا۔ اونٹ والے نے اس عورت کی سی تان کاٹ ڈالی جب طرفین کے قبیلے ٹھمرے ایسے ہی گھوڑا بکالے پڑرائی شروع ہو کر طرفین کے قبیلوں میں ساتھ برس جنگ برپا رہی قبیلے کے قبیلے ختم کر گئی۔ جب اسلام نے عرب کی زمین پر قدم رکھا تب اس جنگ کی آیت بھی۔ سیر تو ایچ میں یہ اور اس قسم کے اور بہت سے قتال عرب کے

مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔

مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔
مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔

عمر کی کھینچنے کے نہانے دانت بچلنے کی حدیث اور گندی اور ولایہ ابونعیم کی روایت سے سورع ثبت کے اندر سے آواز آنا کہ ایک نبی اولاد عبدالمطلب سے اس جہان میں التشریف لائے میں اور اس پر ایک شخص ظالم نام کا مسلمان ہونا پھر ان کا نام راشد رکھا جانا اور پھر قول ہوا بانی کتب سیر و تواریخ سے جند و استین امام ابن القیم نے افغانہ میں نقل کی ہیں جسے بعض یون اور اسکند ہون کے اندر سے شیطان کی آواز کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت حمید سعدی کی روایت سے یہی کہ اندر سے اپنی ہاکی کی آواز آنا حصہ دوم میں آیت انما ارسلناک فیہ کی یہ بھی مذکور ہے کہ کوکب پرستوں میں کے سمجھد لوگ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ ارواح کو اک کی ان کو کبی یون میں بول رہی ہے اور ان کے نا سمجھوں کا یہ خیال ہے کہ ثبت ہی بول رہی ہیں۔

مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔
مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔

یہ مضمون افغانہ اللہ خان اور چند کتب سیر و تواریخ کی روایتوں کا ہے۔ اصفہان ملک فارس میں نہایت آباد شہر ہے عمارتیں اوسکی درجہ آب و ہوا نہایت عمدہ اور صفا سخت گاہ ہے ملک میں کا ابرہہ بادشاہ صوبہ کابل کا نہیں گندا ہے۔ اصفہان کے ایک بیخان میں اور صفا کے تین مندروں میں زہرہ ناچنے لگنے والی کی نہایت خوبصورت تصویریں تھیں جن مندروں اور اون مندروں کے اندر کی صورتوں کا توڑ ناما نا اللہ سبحانہ نے حضرت سیدنا عثمان خلیفہ سوم کے دم قدم کی برکت سے آسان کیا کہ اس شہر فرنا میں سورج کی دیرت بھی جتنی جگہ ہاتھ میں ایک چوہر لک کی تھیں روٹن و تاربان تھا جسکو معقم باندھنے لگا۔

مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔
مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔	مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔

مذکور میں جنکی بنا محقق جماعت برہمنی۔

سید لکھتے ہیں: اسکا بہت بڑا اثر ہے کہ سوجن ہی جانہ کی جگہ پہنچاؤں میں بڑے بڑے سورجن کے گرد
 گھوم رہے ہوتے ہیں۔ اور جیسے سورجن کے پاس سوجن سے ہزار گنا بڑے سورجن اور یہ سوجن بھی جانہ کی طرح واقعہ اور
 مخلوق کی سی ہے۔ نہ تو اس کے گرد بڑے سورجن گھوم رہے ہیں ۲۲ سورجن اس کا ایک دور فہم ہوتا ہے۔ اب تو اسکی
 زندانی کی حالت کا حال ہم دیکھا یہ خلاصہ ہی بالخصوص وقت فی تقریر پر تھا۔ فکٹ کا نیز سورجن کی حقیقات میں اقامہ
 مذکورہ ہندو قادیان میں واقع کیا وہیر کی باقیانہ نہ نہ کہ یہ فکٹ تو کھلی گئی۔ اور بدوں اپنشدوں و غیر
 وہم بہت کم ہیں اور وہاں سورجن کی کثرت بہت سی ہے۔ عوام پر بھی کڑی نظر کیا گیا اور اسے اُٹا دیا
 اور اٹاؤں سے بھر جائے والے اسٹو کی نسیف کی تہا قیں اور کھوکریں تو کھل گئیں سورجن کو ہمیش
 پر رخ نکال کر اس کے پانیوں کے دل بہلانے کا رڈاؤں کیا کلاس و اعتدال کی مثل اور اس سے
 بڑھ کر کڑی نظر کرتا اور بہت سے سورجن حلالی خدمتگار بندے سے مجبور و ناچار قنات ہو گئے اور بہت
 اسے کہا کہ جوئی اور بول تاک کو تو یہاں تک بلایا ہندی جبہ یہاں ہے چلی جائے۔ اور سورجن کو
 یہ مجبوری کہہ دی گئی کہ وہاں وقت سے با اختیار و نڈل بھڑکیں تیار کر سکتا کہو اور کھا و دھن
 سمیت کو سیدنا جانے کئے۔ اسکو دیکھا ہے حکم تھیں کہ الشمس والقمر لہ ہمارے خدمت پر
 مامور ہیں بلکہ یہ خادم کیستے خدمت اور تہذیب و تہذیب۔ یہاں ایک امر اور قابل گزارش ہے وہیں اگرچہ اوتیہ
 اور سورجن نام کے کئی ادیان بیان ہوتے ہیں۔ مگر یہ کہ سورجن ایک ہی بیان ہوا ہے۔ حالانکہ اپنے موجود
 سورجن نارائنوں کی کلاں اور کپڑا اس کا موضوع اور وظیفہ تھا اول سے وید سے زبان اور اول کا
 سرانجام لکھا تو کسے نکلو کی درمیں۔ نہ حالانکہ وہی دولت ملک دم فخر ہے کہتے ہیں کہ ہمارے علم نجوم
 بقاعدہ علم نجوم ابھی کتب میں علاوہ سات سیاروں کے دو سیارے اور بتلا گئے تھے سو ہی درمیں
 ایجاد ہونے پر وہ دونوں تہذیب و تہذیب درمیں ہیں دیکھ گئے۔ مگر حریف وہم بہت کم سورجن
 اور جانہ کی کثرت کا کوئی سبب بھی دکھائی نہیں دیا کتب سماویہ علم مہیت کی کتابیں نہیں اس
 کثرت کا انہار اول کا وظیفہ اور زمینیں خصوصاً ایسی حالت ہیں کہ ایک عالم سورجن ایک ہی بتلا رہا ہو۔
 اور اسکی کثرت کا انہار موت علی کسی مہر دی امر کا ضروریات دین سے بھی نہیں خواہ مخواہ اس
 کثرت کے انہار و آسانی کتاب کو آگفت ہانا حکمت کے خلاف ہو۔ اسواسطے قرآن کریم کی متواتر
 قرآنیوں میں اس کا نام نہ ملتا ہے۔ اندام باریک نوت اولیاء اللہ نے بھی اسکو ہی کوئی نہ
 پر ملاحظہ کیا جسے بوستان ہیں۔ دریا کہہ پیکر جو چورہ ہی یا جو خورشید و مہ از سہ دیگر ہری
 اور لیٹے ہی عارف مدحتی نے مفتوی تہذیب میں افادہ فرمایا کہ سورجن کی مسلسل حساب

میں نہیں تو زمین میں تو اسکی مثل تصور کر سکتا ہے۔ مگر اللہ سبحانہ کی مثل جیسے خارج میں نہیں
ایسے ہی زمین میں بھی تصور نہیں۔

مگر قربان جانے قرآن مجید کے اس کثرت کا بیان جن کا وظیفہ تھا اور ان سے اس کا اظہار ہوا اہل بصیرت
برائوں کا نفس ظاہر کرنے کے لئے قرأت غیر متواترہ میں اس کا اظہار بھی فرما دیا جو پچھونچ سورہ الفرقان کے
حمزہ اور علی کی قرات میں سُر جاً بصیغہ جمع سورہ کی کثرت کا اور چونکہ ہر سارہ اول میں جلتا ہوتا تھا کہ تا
اور پھر حضرت محمد کو کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو سب سے زیادہ جاننا ہو جائے باقی وہ جاننا سبوح ابتداء تک لہذا اس کثرت میں
جاننا کی کثرت بھی اتنی جدا کر کے جمع لاسنے کی ضرورت نہ رہی اور جو اسکی بھی جمع بغیر سیر می ملو تو اس
وغیرہ دو قاریوں کی قرات میں قمر بھی بصیغہ جمع آیا ہے جسکو امام رازی نے تفسیر کبیر میں قمر کی
جمع کھنہ کر جانے کی تاویل سے ٹھکانے لگایا اور متہ صون کے اعتراض سے
آیت کو بچایا ہے اور ایسے ہی سورہ جون کی کثرت میں یہ تاویل کی کہ بڑے بڑے تاریل کو سبوح کہنا
مگر اب تو دوسری کی دید کا ٹھنڈا دبا ہے کیا اب تو ان قراتوں میں سورہ جون اور جانہ کی کثرت کو اظہار
ہمارا درست دگر بیان نہ کر دے اعتراضات اور طعنہ زنی پر او دہا رکھانے والا اب موقع یہ کہ کہ یہ
سے سرگوشی کی جائے کہ حیف تو نے وظیفہ کے اظہار کو ایسا کھٹا کھایا کہ لاک زبان تکسا وں کا
ذکر نہ آیا اور تجھے انکی خبری کب تھی یہ خبر اس نے کو تھی جبکہ یہ کلام ہے دونوں قراتوں مذکورہ بالا
میں تاکہ **الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سُرُجًا وَنُجُومًا مِّنْهُ لِيُبَيِّنَ لِّلْبَشَرِ مَا كَانَتِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ**
سُورَةُ الْحَجِّ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے بنائے آسمان میں سورج اور سورجوں میں ہر
سورج اور ہر سورج سے جانہ ترجمہ تمام ہوا سر جاکو متصل جلالین میں سے **وَمِنَ السَّمَاءِ سُرُجًا**
بِالْحَمْدِ لے نیتات **سُورَةُ الْحَجِّ** اور ایک قرات میں (حمزہ اور علی کی کمالین)
سُر جاً بصیغہ جمع آیا ہے یعنی نیران (بہت سے سورج) اور اس تحقیقات کو بسط کے ساتھ
دیکھنا منظور ہو تو ہمارے شیخ کا رسالہ مستقل اس میں دیکھو۔

اغانہ میں کہ کہ لوگ سورج کو فرشتہ نفس عقل والا بھی مانتے ہیں (یعنی جو گیانی دیوتا)
جنے موالیثا یعنی نباتات جمادات حیوانات کے جسموں کا وزن کا یا صرف جسموں کا بنانے والا

۱۔ یعنی جیسے سورج ہمارے دیکھتا ہے ایسے اسکی مثل اسکی بزمیرا مگر نہیں دیکھتا کہ دیکھے جہاں کی
دوسرے دیکھے جہاں سے مائلہ خارج میں دیکھتا سکین ۱۲

غضروں یا اون کے کڑھوں یا صرف سورج اور ہوا کو مانایا انکو صفت تکوین الہی میں شریک نہ دیکھا
 کارخانہ تخلیق مانا۔ الوہیت کے استحقاق کی معرفت میں ایسا باعینا نہ شریک جو ہم کیا عقل سلیم کے
 مرتبہ ابتدائی کے بھی لائق نہ تھا۔ اور خواہ الوہیت کو ادبیز تھکا یا حین کو اپنے ملا صد اشرف المخلوقات
 انسان ملکہ او کی جن کی برابر بھی قدرت اختیاری نہ تھی۔ دنیا کے کاریگروں کا سبوں کی کاریگری
 میں غور کرو بانی مٹی سے مصور و تصور برہنا آگ سے پتارنگ چڑھا تصور پر طیار کر لیتا ہے۔ کھارستی سے
 بندیدہ جاک و او سے برتن بنا پچا لیتا ہے لوہار لوہے سے بندیدہ لہاری اور نار و عیزہ طوق زنجیر بناتا ہے
 بڑھئی لکڑی سے بندیدہ آری نہاتی برہنہ بولا وغیرہ میز کرسی تخت تیار کر لیتا ہے۔ اس سے کسی
 مکنہ عقل والے کو بھی یہ دم نہیں ہوتا یہ تصویریں بانی مٹی آگ ہوارنگ نے اور یہ برتن مٹی اور چال و راو
 نے اور یہ میز کرسی تخت لکڑی آری برہنہ نہاتی بولا وغیرہ نے یا ان بیگون مٹی بانی لکڑی لوہا وغیرہ
 کے خزانوں نے مصور کھٹا بخار لہار کے ساتھ میں بابے ساتھ بناتی ہیں اور جو ایسا کہے
 بیوقوف کہلا یا جاتا اور مٹھکی مٹا ہے۔ قواس عقل سلیم کی روشنی سے دیکھنے والو محض عقل سلیم
 اور فہم شاف کی رو سے کہہ دو تخلیق اجسام خدا کی کام ان عناصر و کرات عناصر کے سر کیسے منڈہ
 دے جاؤ نیکے حوال کا رقاہ تخلیق میں خود خلیج ہو رہے ہیں اور نہ بنے جاتے ہیں اور جسی صرف
 حرارت و برودت وغیرہ کی جاہی ہے وہ بھی حرارت و برودت وغیرہ جہی دے رہے جب لینے والا خود
 اوکلی فراراک دیکر جبر نقصان کر رہا ہے اور جب اس کو پندر لکھا خبر جائیگے فنا ہو جائیگے اور ان
 اشیاء کا ان کے ساتھ سے بنانا بھی ٹھیک نہیں اگر یہ کام شرکت ہی چلا ہے تو بڑھئی کے ہاتھ
 لگا سے بنیہ لکڑی نہاتی برہنہ بولا سے حصہ رسدی میز کرسی تخت آداب و دلچھ تو بوا دیکھ تاکہ باقیانہ
 کو اپنے حصہ کے موافق بخار بنا کر لوہار کے بغیر بخار کے ان سے پچر تک نہ ٹھیلگی اگر حصہ ہزار برس
 تک لکڑی پر دہرے ہیں یا لکڑی لٹکے اوپر پڑی رہے۔ اور یہی خیال دوسرے کاریگر و مکی استجب بھی
 کر لو اور اسی سے فلاسفہ اور طباعین اور اونکے جہلوں کی فلسفیت کا اندھا بن شرک اسباب کے
 قول میں پرکھ لو پس جبکہ قسم اول کسی میں بیش ممکن کو شریک بنانا حماقت ہوا تو ثانی کارخانہ تکوین
 میں غیر اللہ کو جوستیل اللہ کہتے ہے شریک ٹھہرانا باقوت شریک بارگاہ الوہیت سی ہڈ کا تو او
 کیا ہوگا۔ اور نیز چونکہ عناصر اور اٹھ کر ہے اجسام میں اور اجسام کے کام جسمانی قوانین

۱۔ - ہرچ میں قوم دارتارے وغیرہ ایندھن کی جگہ نہ چھکے رہتی تو کبھی کبھی لوز ہو گیا ہوتا۔

سے نکل کر صدمت ہو گیا لہذا کہ ہم ہمیں کو نیا نہیں سکتی غایت پر ادنیٰ حرارت پر دھڑکتا رہتا ہے اور
اوں کو صورت نگری میں اتنا بھی دخل نہیں جتنا تصور کو نہ اتنا جتنا ایک جہت سے کہ اور نہ اندر کو
کر رہو تو کسی نے مشکا اندھے اور بچہ دان کے اندر فلک بار آبی آتش کی لگنے اور بھٹی یا پانی
مواند دیکھا اور نہ اندھا اور بچہ دان بچہ کی شکل کے ہیوت کا سا اچھا اور بھٹ پر دھم دھم سا ہے کہ
بس کا بھی نہیں بیرونی را اندرونی اعضا نہیں جتنے قزاقین سے کہ ناک کا کان دل اور لہجہ
پھیپہڑے وغیرہ اور انکو اندکات کو ناگوں حکمتوں انھوں پر مشتمل اور بے ہوشی و بے اختیار اور
سے بن پائی گئے ہیں انھیں جن کو خود بھی پہچانتے کہا مانتے ہیں اندھے سے کہ اندھے بچہ کر اپنے دوست
ہشمن کی بھان جو ناک سب سب نہ اندھا سب کی امتیاز کیا نہیں۔ ونا جہت سے شہر و دیہات اور
تبدلی ہے۔ کیونکہ یہ اس پہچان کو اندھے کے کہ نہ سہی سے لانا مارے پھیل کو۔ سے کو دیکھ
مان کے پروں میں چھپ جاتا اندھا سب کو پہچان سکتا ہو۔ آتا ہے اس قدرت میں یا تو لگا چھا
کے سما جاتا یا کو لگ سمرتی کے (۱ و ۲) مشکوک ہیں کہ ہم کرے۔ سے ہم دیوانوں
ہوتا ہے اور صبح سے بارش ہوتی ہے اور بارش سے نباتات پیدا ہوتی ہے اور نباتات
کھلنے سے پتی بنتی ہے۔ اور سب زو مادہ حقیقت ہوتے ہیں۔ اور طوفان میں لہجہ اور
اوسوقت باغوں غنہ اور روح اور پر مشور اس میں متفق ہو کر قیام کرتے ہیں انھوں جو کہ ناگوں کی سے
کارگیر کے اٹھ لگے سب مشتمل ہوتے ہیں کارگری کو بنانہ دیکھا تھا اور بچہ ان بچہ کی سے جسم بنا۔ ہیں
اندرونی بیرونی اعضا وغیرہ بنا دیکھا سنا نہ تھا ناچار ہم نے حواس میں باہر غصروں اور صبح کے
پر مشتمل پر مشتمل کو متفق ہو کر ان کے ساتھ قیام زمانے کی ضرورت ہوئی تاکہ دماغ غمہ کر اور اسے
کی لگدی سے بچہ کی صورت بناوے۔ جب قادر مطلق سب شے کیان جہت سے منزہ ذات عالم کی کو
صورت بنانے کے لئے بچہ دان میں قیام کی ضرورت ہو تو صبح کو فاق اجسام ماننے والوں کی ضرورت
کہ صبح کو تو بدعہ اوے بچہ دان میں بچہ کی صورت بنانے کی ضرورت ہوگی اور چونکہ صبح کا قیام دماغ شوا
لہذا وہ خالق اجسام کسی حد تک حد تک سے بن نہیں سکتا۔ اور قادر مطلق کی قدرت کا ملکہ کا مال اول
احتیاج سے منزہ ہے جسکو ناگوں کی نے مخلوق کا رنگ و نکی کاری گری پر تیاں کر کے اوس
عالمے شانہ کی طرف منسوب کیا ہے سب غلاب قدرتوں نے برہتی چڑھتی قدرت والا تو بھی
مانا جائیگا جب اوس کا حکم کن وہ کام نہاد سے ہر ساری کائنات کی محنت سے کمالی کے مجموعی
قانون سے بھی نہیں سکے اور ایسا نہ کر سکے تو قادر مطلق سب شے کیان کی سے کہ لہذا

وغیر ہم حکم اسلام کی تقریریں تو اس باب میں دیکھو شرک اسباب والوں کی فلسفی کہولدی جو

تہذیب ہندو کو برکھو دیا	جیسے دیکھا حلالہ ان کی قسم	ناڈہ جگر ٹکٹا کہہ دیا	لوڑا ڈوہ بونیں بتا جو قسم
اس کی عضو و خلق کا	انا جب دیکھا سال و حیم	کر لیا خود پر قیاس اند کو	سوتا جگتا بھی کہا سچ قسم

ہم اہم روح کو کہتے ہیں اور پریم آتما خدا کو جسے واسطہ پریم دادا یعنی بر دادا اس سے معلوم ہوا کہ سوز کی معرفت کی غابت یہی دکھ کہ انھوں نے خدا کو کا کتا سے نرالا نہیں مانا بلکہ مجھ میں اس روح اور اس کو اسے درجہ کی روح مانا ہے اور جب ساری کائنات ان کے اعتقاد میں اسی میں سے نکلی اسی میں گھس جاتی ہے اور استحقاق میں بھی ظہورات طبی اور اعلیٰ چیزیں اس کی برابر بلکہ بعض جگہ وہ محروم اور حقہ کی ملک کی دھوم۔ غرض جو سب ذی ارواح روحانیوں کا حال وہی اور سکا انیو یعنی موجود ہستہ سے گمراہ فرمایا سہی گو اس سے آپ نہ بچیں اور پروا سے چھین موچہات کا دھوان یہ دمک پھیلار تاتے ہستی ماننے عالم کے سماچار وید جگوان نے یوں لکھا ہے ہین رو مکذیب براہین احمدیہ حصہ ۲ میں سینا رتھہ پرکاش دیا نندی کے صفحہ ۷۷ کی عبارت بھاشہ منقول ہے اور اس میں اس کا ترجمہ یہ ہے پریشور دنیاں اور دنیا پریشور میں آباد ہے اس واسطے اس کا نام لبو ہے۔ وید بھاشا بھو کا صفحہ ۱۳۳ بھشن وید منتر شروع ہے الخ یعنی پریشور میں تمام مخلوق کا قیام و قرار ہے اور اہل عرفان سرگوشی

میں جا گھٹتے ہیں ص ۱۱۲ بھو ویدادھیا ص ۱۲ منتر ۱۱ پرینی بھوتاتی پرینی لوکاں پرینی سہ وایا پرینو شاتج اوپستھاسے پرینم جاتر تیا تمانا تمانم اچھیم دوش ترچھہ انوی ۱۱ وہ پریشور بھو لہ عسری دنیاں بھو پر اس لوک لوکا منتر یعنی ہر ایک کرہ امین پھر پر اس جملہ اثیا میں بھو پر۔ دشوں جہت میں اور خلا صد مکا فوں میں الخ بوج رو جو ٹکی بے خوف پریش کر سنے والا یعنی جس طرح گندے آٹے میں بانی ملا ہوتا ہے اسی طرح کل عالم میں وہ لبو پریشور رہا ہوا ہے۔ ایک ذرہ بھی اس سے خالی نہیں اور یہی ذیل کے منتر پر دیوا پر بھو سے ثابت ہے الخ ص ۱۱۵ حیکا جی چاہتے منتر کو روح ترجمہ منقول منہ میں دیکھ لے قرنی طرہ تفسیر آیت بابت سے سبق بیکر منشی لکھرام نے منتر مذکور کی مٹی یوں ٹکٹے لگائی کہ عسری دنیا لوک لوکا منتر تمام مکا فوں گو دشوں جہتوں تمام چیزوں تمام عالم میں بھو پر رہے سے مراد یہ ہے کہ وہ بڑے علم سے سب جگہ حاضر ہے منشی جی نے وید پریشور کی پاکالی بڑا ہے یہی دست گیرہ کرنا پسند تو کیا کام ہے۔ مگلاں ناوٹ کو

نہ اس واقعہ کی تصریحات ویدہ خلق کو آئینہ طاق اور حق کو آئینہ خلق کی اعلیٰ تاویل کا بھی موقع نہ کہہ سکتا

یہ پرمان وید بھگوان کا کیسے بنے دیکھا کہ جس طرح گندہ ہے آٹے میں پانی ملا ہوا ہے اسی طرح کل عالم میں وہ بسو پریشور رہا ہوا ہے اور کل اویسی میں سے کھڑی اور اویسی میں گھس جابجا اور بسو پرکھو دوانا پریشور کے کہاں پائینگے قرآن کریم بیان ذات و صفات و اسماء و افعال الہی میں کسی کی نسبت پائی کہ عزاج نہیں **وَاللّٰهُ عَلٰی شَيْءٍ وَجِيْطٌ** کہ کو قد احاط اللہ بکل شئ علیہ سے سمجھا دیا اور کسی کو احاطہ ذاتی کا خیال بطور ذوق و وجدان ہو تو اس کو لیس مکتلہ شئی کہلہ سے مضابطہ تشریح سے نہ سیکھ دیا اور حلول کا اعتقاد نصاریٰ کا جب قرآن مجید میں بابلغ وجہ رد کردیا تو آج کل ان اسکے کسی کلمہ پاس ماب میں سہارا کہا سکتا ہے۔ اور اس موضع میں ہی جسکی کل سیکل ہو گئی اوسے کون سنبھال سکتا ہے۔ انجام کار شئی لیکھ لرم ہی کی زبان قلم سے وہی ٹپک پڑا جدید کی جھٹی میں بھرا دہرا تھا آب الفاظ وید کا یہ ترجمہ نرسہ نہیں کہ وہ اپنی طاقت کا بھی پریشور ہی انتہی۔ اسپر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنی طاقت کا بھی خدا اور خالق پر لو اس کے کے ساما کر کیا ہیں۔ جب وہ بطاقت تھا۔ سب کچن ہے کچ میں طاقت رفتہ رفتہ ہی آتی ہے آریہ انوکھے ٹکڑ بھی وید کا جزا نار نارگ میں بسا یہ ارگ نہ دوتا صبا منتر میں تھا وید ہی بیان قلم کل گیا جب تمام عالم کو پریشور کے آئن یعنی حصے بکلائے والے وید کے اندر احاطہ طبعی کا کوئی منتر نہیں اور بریتاے بیان منکو وید کو اس کی حاجت بھی نہیں اسلئے کہ وہ برہم زن و بدو کا ہے بجائی تعلیم کا ہے۔ تو انوار قرآنی کی روشنی وید میں بتلانا بیکار رہا اور اس کو باو بیارے طال ستان دہری کی کتاب ملک عدم میں ایسا دیکھا تھا کہ پریشور میں سے اکاش وبران ٹکڑ کا نیات کا سلسلہ چھو جاتا ہے اس حالت کو پریشور کی جاگنے کی حالت کہتے ہیں پھر جب مہا برہے برما وہ عالم نہایت لطیف اور بارک ہو کر پریشور میں گھس جاتا ہے اور یہ عالم سنان بچا جاتا ہے تو اس حالت کو پریشور کے سوئی کی حالت کہتے ہیں رفتہ رفتہ اس میں پھر طاقت آتی ہے تو اس میں سے اکاش وبران ٹکڑ دی دور دورہ شروع ہو جاتا ہے انتہی ملحقا و ملحقا اسی کے مہینہ میں یہی ایٹور ایلکٹ جس سے تمام دنیا (عالم) پیدا ہو کر پھر اسی میں ملتی ہے وہ شروع میں ایٹور سے بھی زیادہ بارک لطیف صورت نکلتے ہوئے اکاش کے موافق غیر محدود و خدایں بھرا رہتا ہے وہ ہماری طرح ونگو جاتا اور رات کو آرام کرتا ہے۔ قیامت کے بعد اسکی رات ممتی ہے انتہی ملفظہ پری دیا واپر ہوی رگو بد منڈل کی تیسری ادھیا کے درگ ۴۰ کا چہ بیسواں منتر ہے۔ آریہ جوین میں اس کا ترجمہ یہ کیا ہے اسے پریشور ہم بسو پوینی خود بسا میں اور سب کو اپنے میں بسا سنے و اسے ہوا و کل بسو پوینی

بالکل ہوا ہے اگلی تو ہی سب کے اسلام کا باعث اور صورت اور سرور ہی اور ستیا رتھ مطبوعہ بار
 دوم کے صفحہ ۱۱ پر ہے کہ گورنر کے پھل میں کپڑے پیدا ہو کرادی میں رہتے ہیں اورادی میں چاک
 ہیں ویسے ہی پر مشور کے بیٹ میں خلعت ہی اتھو وید کی حقیقت میں عبارت میں بطور ہاتھ تیار
 سے نقل فرما کر لکھا نہ معلوم وید کا مصنف اور سنہ سے باہر کیوں نکل آیا اور پھر کیوں داخل ہو کر
 غل مچاتا ہے۔ مگر افسوس دیا مندرجی نے یہ نہ بتایا کہ جس طرح گورنر خان میں اور شلخ پتر میں اور
 پتر آگے تک سلسلہ کہتا ہے اسی طرح پر مشور کے بیٹ میں مخلوق اور پر مشور گورنر کی طرح کون سے پتر
 میں لنگ رہا ہے اور آریہ اوس کے سر پائین یا سینہ سے یا نیش کی طرح کسی دھرم مینی کے
 میل سے پیدا ہوئے ہیں یا ان کی بل کسی دوسرے جہاز پھیل رہی ہے۔ وید چارہ صنفوں کے
 بنائے ہوئے ہیں جبکہ جو عقیدہ تھا اوس نے وہی درج کیا جو ہمدوست رفیق و اطلاق مطلق
 اتحاد والی کا مشق تھا اوس نے وہی لکھ مارا اور جو آواگونی تھا اوس نے آواگونی کی جانی جسے جھگڑ
 میں آرنی سلکانی تھی اوس نے ارتک بنائی اور زمین شمر میں بارس کے پھل جاسے اور جسے
 گورنر سے چمکا کر اڑائی تھی اوس کو وی سوچی و خریدی مضامین نامہ کی نیالی کہا لے آتی ہے
 فکر کریں بقدر ہمت اوس دیا ہندی ترجمہ متراسے وید سے لکھا اسی بناوٹ اپنی علم سے
 سب جگہ حاضر ہونے کی ڈبے لٹی اوی ملک علم میں ہی پیدا ہونا چاہتا ہے کہ اپنے ہونیکا نام ہے
 اور مرنا اون کے جدا ہونے کا ۱۹ موجب اس کے جب اکاں اور ان پر مشور میں سے نکلے تو
 پر مشور اون سے اور وہ پر مشور سے جدا ہو جانے کی وجہ سے مر گئے اور جب اکاں اور پر ان
 پر مشور میں کھسک کر کھٹے ہوئے تو اب پر مشور پیدا ہوئے تھو پھل ایں لنگوں میں پر مشور کی نسبت
 ایسے مما چار ہوتے اون سے قدم و ازلیت باری کے ثبوت کی اس بنیالی خام ہے جن لوگوں
 خود پر خدا کو قیاس کر کے اوس کے اعضا سے لکھا ہے کہ کتابت ارضی و سماوی اکاں اور پر ان
 کا اور پھر سا بن کی طرح گل جانا ان کا مالک اور کھانا نام ہوا اور پھر گھوڑا دھریا حاملہ کی طرح سے
 گرا ہٹا سونا جاگتا سران گر پھر مرنی کے گل سے ٹا ہوتا وغیرہ لوازم جانبت اوس کے تھے مائے
 حکا سے بجائے ویدا وین مختلف خیالوں مذاقوں والوں کی سن بر چا وانی الف بیلہ ہے۔ آج
 اویں کو آسمانی دایان والوں کی دیکھا ویسے آسمانی کتاب بنایا جاتا ہے۔ اس لئے زمین و آسمان
 کے کتابے ملانے اوس کے حمایتوں کے گلے کا ہار ہو گیا ہے ورنہ
 لکھتے جا چاہتے جانی ہاوت نگر کی چھی آئی ہاں جلدی تو ہو چکا ہے پھر گربارو حکم مٹی یا نہاں

پڑے بیٹھے ہوئے ہیں۔ دیانند جی کے مناسے پر جہاں سے سید ہلکے سیدھے گئے سیدھے ہیں۔ جس سے
 مشکل سے دیانند جی نے خانہ ساز ناچھ ڈال ادھر کو سرکار میں بٹھائے ہیں۔ کیوں نہ زمین پر
 قلب انسان کامل عرش الرحمن دل میں اوس کے خیال کے رہتے کی وجہ سے ہے تو عالم بالائے
 عالم قدس میں عالم قدس کا قلب عرش الرحمن نہو کیا مٹی اس قلب پر اوس کے کمالات کی تجلی مانی تو
 مردا ہوا اور ابیز ہو۔ بھلا جو دھرم بپتک اوس کو زمین پر اوتا سید یا دس اٹھکی کے فاصلہ پر بیٹھا تھا
 اوس بپتک پر ایمان و شغاف رکھنے والوں کو راستہ پر اعتراض کا منکب پڑ سکتا ہے۔ قرآن و حدیث
 نے اوس کو عرش پر بیٹھا ہوا نہیں بتلایا۔ فہم و علو وغیرہ کوئی لفظ بیٹھنے کے معنی کی بونک و بنو والا
 وار نہیں ہوا۔ تخلیات منتر مذکور کے کہ اوس میں تو معاذ اللہ اوس کو اوتا سید یا بیٹھا سب کچھ کہہ دالا
 اور اس سے زیادہ ائمہ آتا ہے سکھنا رگ اوس کے رہنے کی جگہ یہی بتلادیکا قرآن میں تو استغفر
 آیا ہے جو کفر المعنی وسیع الشان ہونے کی وجہ سے شان جہاں ندادی کا منظر ہے اوس کی تہذیب کا رنگ
 ہر مشابہات میں تیزیہ کو ملحوظ کرنے والی آیتیں اس آیت سے قبل بعد نازل ہوئے دلی قرآن کریم میں
 خود موجود ہیں جیسے **وَاللّٰهُ يَخْتَرُ الْحَيٰثِ الْعَالَمِيْنَ** یعنی اللہ بے پرواہی جہاںوں سے۔ پہلا جو سب
 جہاںوں سے بے پرواہ ہے نیاز اوس کو عرش پر آرام کی کیا حاجت لیس مکثہ مثنیٰ اللہ سے نہ شکر
 کی جو شہ ساداکہ کوئی اوسکی مثل نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں اور پھر اس رسالہ میں خود
 نزول قرآن کے وقت ہی مفصلہ ہویا ہے کہ کوئی نسبت لفظی و معنوی ایسی جس بوسے احتیاج باری
 پائی جائے اوس سے اللہ سبحانہ کی ذات پاک ہی وہ اوس طرف سے منفی ہے۔ جہلا یہودی جب
 ہفتہ کے دن اوس کے عرش پر آرام کرنے کا اقرار کیا اتفاق مفسرین و تفریح احادیث اور کلام
 خیال کے ابطال میں یہ آیت نازل ہوئی **وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا**
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَمَا مَسْنَأْ مِنْ لَّعْنَتِكَ **ترجمہ** بیشک بیشک پیدا کیا ہے آسمانوں
 اور زمین اور انکی درمیانی چیزوں کو چھ دن کی مقدار میں یا چھ مالتزلان اور انہیں چھوٹا چھوٹا
 اور ماندگی کے شے نے لانا **لَا تَاْخُذْ كَاْسِتَّةٍ وَلَا تَوْمٌ** اور انکی میرا لکس اوس کے پاس نہیں

۱۰۰ تحریف سے اگرچہ بائبل سے ان اور تھا ہی ہے تاہم ایوب کی کتاب میں دیکھتے باب ۲۰ ورس و کہا
 خدا کی عزت باہر ہے کیا تو انکی مانند جی اور انکو گرج سکتا ہے حشر ۹ باب ۲۱ ورس ۲۲ زمین پر اوس کا
 نظیر نہیں انج ص ۹ مشابہات تک میں مائت کی نفی تاہم اس سے ثابت ہے۔

چھٹک سکتے ورنہ یقیناً کائنات کا حفظ و حراست آسمان و زمین کی حفاظت اور سکون و سکون بھی بھاری نہیں بھلا جو
 دہم پر توجہ دیکھا جائے یا بجایا ہو آسمان کے بار مقام قیام پر مشور کا تباد کو یا آریو کی نازہ گڑھت کو مسک
 اُسے عدم ہو جاتا ہے چونکہ جس میں نقطہ روح یا چونکہ عنصر ہلکتے ہر مشور کا قیام چھ دان میں سمجھا دے وہ اور
 استوی براعشر میں کیا جرم مشور کا ذرا اور قیام چھ دان میں بتلایا ہوا یا کو لک اسمرتی کا اوسے یاد نہا۔ پہلا
 جیسے بنی بنائی روح و جسم کی ترکیب سے میں ایسے متاعوں میں قیام کی ضرورت بڑی اگر اوس روح یا ذرہ
 بنانا پتے پڑ جاتا تو نہ معلوم کون کون سے مصالح اوس میں جرح ہوتے اور کتنے برسوں جنگوں تک گس
 پٹ میں قیام کرنا پڑتا۔ ستر ہر گریہ کا پورا پتہ منشی لکھرام نے نہ کہ چھپانے کی غرض سے کہ نہیں یا
 اور طرہ یہ کہ اوس کو کلام الہی بنا ڈالا (اور اوس میں سورہ افلاک کا سبنا دیکھنے لگے) مگر آٹھ کھلی تو
 کچھ تھا بھل بین کیا منظر کیا والی کہاوت ہو گئی کسمبھی دیو اسے ہوا اسکا ترجمہ آب ہی کا کیا ہوا
 جسکو باطل کو رہا ہے تکیب کا صفحہ ۱۸۰ دیکھو جبکا خلاصہ یہ ہے جو سینار کا پتی ہے ہم اسکی بندگی کریں
 اور آب کے گرد دیا نندجی کا ترجمہ دید بھاش کے صفحہ ۱۶۱۹ میں یہی (اکمل عبارت منقول منہ میں ہوگی)
 خلاصہ اوس کا یہ ہے اسے اولاد آدم جسے ہم لوگ ادس ہرن گریہ خالق کل کی بندگی کرتے ہیں فیسے
 تم بھی کرو اگر یہ یہ دونوں ترجمہ بھی صحیح نہیں لاوید جنکے ہاتھوں سے دست بدست چلا آتا ہے گواہ تک
 سند کا سلسلہ متصل تین (گریہ بھی دونوں ترجمے اور کی معنی گیری سے نزلے ہیں معنی معنی گیری ہیں
 ہرن گریہ میں گریہ لفظ اردو تک میں غنیں معنی میں مستعمل ہے جن معنی میں سنسکرت اور بھاشا میں ہی
 یعنی حل کے معنی میں یعنی سب سے پہلے وہ ہرن کے حل سے کل آن کو دیا جیسا کہ آتا ہے) تاہم ان دونوں
 ترجموں سے ثابت ہو کہ اس کا مصنف کوئی عالم بجا رہی ہے جو اپنی شرح لوگوں سے ہرن گریہ کو
 بچواتا ہے اگر اس کو خدا کا کلام بنا ڈالو گے تو اس مسئلہ خدا کا خدا بنا پڑ جائے۔
 ہندو سادھو سنگھ جی نے عیناً تھ بلیک میں اس کا ترجمہ جو کیا ہے اوس کا اردو ترجمہ ہے
 اس موجودات سے پہلے صلح عالم ایک ہرن گریہ (حل) سے ظاہر ہوا یعنی پر مشور ہرن کی
 صورت بنکر سب مخلوقات سے پہلے آلود ہوا۔ پھر اُن نے جرم پر خدا انسان حیدان نہاتات
 جمادات زمین و آسمان وغیرہ سب کرہن کو اپنی قدرت سے بنایا اوس ایک دیو پر مشور کے لئے
 ہم لوگ قربانوں وغیرہ سے اسکی پرستش کریں۔ انہی۔ دید بھلون کا پران و وقت آتا تھا کہ سب
 کائنات سے پہلے پڑ۔ ہرن کے گریہ یعنی حل سے پیدا ہوا اس سے پر مشور کا حدوث اور
 اوسکی ہستی سے پہلے ہرن ہی ہمیں کا ہونا لازم آتا تھا جس سے تسلسل لازم آتا تھا۔ ناچار اس

حلقہ حاملہ و محمول کی یہ تاویل (آئی کہ سب سمجھا سکتے ہیں) سے پہلے پریشور کی صمدت نکلان براہ راست وید کی حقیقت میں منجی لکھرام کا ترجمہ کر لیا ہوا وید منتر کا صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں مندرج ہے اور اس میں یہ بھی ہے جو اس بات کی تائید سے کہ ہے بجاری کو اپنے من اسحق (داخل) کر کے تاکہ وہ آداؤن سے نجات پاوے منتر پر لکھرام کی لے دے رزکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم میں دیکھو جو اسکا صفحہ ۹۰ سے عبارت سرقہ کر کے اسکا سرواڑا دیا تاکہ یہ کھلیا دے کہ یہ بندہ کا کلام ہے اور وہ یہ ہوا اس پریشور کی منگی جیسی ہم کریں ویدی تم بھی کریں اس کا سرواڑا لکھرام کا وید کی منگی لکھرام کی منگی ہے۔ آریہ مت کے پلوکون کو جب توحید قرآنی اور معنوں سمیت اخلاص نے تسلیم کر لیا اور یہ دوسری نے انصاف سے منہ دیا تو ان مصائب سے وید کے کل میں توحید کے روکھے روکھے جہاں ہیں اور یہ تائیدی بہت چہ یوں سے چلنا ہوا گیا ہے۔ دیا مندرجی وید منتر و پریشور کی گہری جڑ ہائے کیا یہاں سے دم بخود سرگ گئے ہیں لکھرام کا لفظی ترجمہ مع اعراض بننے سے بچنے کے لئے کچھ نہیں کیا آریوں کے پریشور کا وید میں جا بجا قلمیہ لکھرام لکھرام کی رو سے جب تک پریشور کسی قالب میں حلول کرے

کچھ نہیں بناسکتا وید کی حقیقت میں یہ نیم سویشم ہوا سر وید منتر پریشور کے ساگ میرتی ہا اتیم نایم مونسیم۔ تھ میندرو تھام دے سو کرئی بھی) یہ دو گید کے پہلے مندرج کے سکھ ۵ کا پہلا منتر ہے۔ ماسٹر لکھرام اس نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ اس مندرجہ کی بخوبی پوچھا کرو جو آسمانوں کو موبد کرتا ہے جسکی قلب میں سیکڑوں بخاری مصروف ہیں اس اندر کے منتر پریشور اپنی حفاظت کے لئے رتھ میں سوار ہونے کو وہ رتھ جو چالاک گھوڑے کی طرح پنج میں چلیدی؟ آتا ہے منتر کرتا ہوں ترجمہ تمام ہوا۔ دین تو کر لو آریوں کا پریشور کیسے کیسے روپ و کار کرتا ہے اشکال مختلفہ کے بارہ برجون میں تو ایک شکل منڈا بھی بتلایا جاتا ہے جسکی پوچھا کہ پران وید لکھرام اس منتر میں دے رہا ہے لکھرام جنائی وغیرہ کو وہیں بچتا دیکھ سب کو پریشور بنا ڈالا شرک پر توحید کا جال پر شرک کا اول ڈھکدیا۔ مندرجہ کو پریشور بنا کر شرک چھپانا اور باقی رہے جسکے لئے یہ جال لایا ہے پھر وید باب ۷ منتر ۴۰ کا دیا مندی ترجمہ بھاشا صفحہ ۶۰ کہ اسے پریشور آپ

اصول اور قواعد فقیر چلنے سے چس ہوتے ہیں۔ آپ کی ذات میں زمین قائم ہے اور قائم ہا کش ادی پر ہا رتھ آسمان سورج وغیرہ انہا میں آپ کی ذات باطل قائم ہے اتھو چلی صفاتی یعنی ظلال صفات کی تاویل مذوق صوفیہ کا بھی موقع نہ کہا پریشور کی ذات کے اندر زمین و ہر دی اور آسمان سورج وغیرہ میں پریشور لکھرام ہوتا ہے سب کا سب بھرا سورج اور اسکا کش

و غیر کرہوں کے جو اسے ناجائز و نکاحا دیا۔ روئے ترکیب حصہ ۲ میں ہر دیکھو بحر وید کے مندر
 برہمن اسے کھم اسمیت اور پجور وید ادھیا ۲۰ کے مندر ۷ کی تشریح جو مکا صفحہ ۲۰ میں دیا مندرجی
 نے اس طرح کی جو کہ پریشور فرماتا ہے جو یون کل جو وہی میری ہو جاہت تا آخر حیکا خلاصہ یہ ہے
 کہ پریشور کہتا ہے زور میرا زور جو اس سلیم میرے دونوں ہاتھوں کی مانند ہیں تھل تھل تھل فرست میری
 روح کی مانند ہے سلطنت میری پیٹھ کی بلبل ہے۔ را جا اور میر میری ران کی مانند ہیں علم مہندسہ
 کے علم میری کلا تیان اور زان کی مانند ہیں بہا نک کہ بہا یک خبر خواہ خلقاتی میرے اعضا و ان کی مانند
 ہے لیکن ہر جسم ہا میں اس آٹھویں منتر کا ترجمہ مندرج اس طرح لکھا ہے کہ سکھنا رگ میرے رہنے کی
 نگہ ہے اوجھن نہ ہے گردن کان چوڑا کلائی جانگیں گھٹے تمام اعضا میرے ہر جان میں ان نام
 دیو کے اور اسی ادھیا کے پانچویں منتر میں دائرہ می موٹھون والا پریشور فرماتا ہے بعد نقل
 عبارت منتر (ترجمہ ۹) انسان میرا سر درازی ہے اور میرا منہ زور ہے سر کے بال اور درازی
 موٹھیں میری چراغ کی مانند روشن ہیں بادشاہ میری جان ہے آب حیات کی سی میری آنکھیں خوب
 روشن ہیں سر کے کان دور سے سننے والے (خلک) ہیں دیا مندی اصلاح پر بھی وید کے ان منتروں
 سے آریوں کے پریشور کے چوڑا اوجھن کہ ہے کان گردن کلائی جانگیں گھٹے پیٹھ سر
 دائرہ می موٹھیں وغیرہ اور پھر انکا اعضا ترجمانی ہونا اور بادشاہ عالم کی مانند اور برابر اور عین ہونا
 کھلے ہوئے نفلوں میں ثابت ہوتا ہے اسی خلاصہ تشریح جو تا بر جوا اعتراضوں کی جو میں
 بڑی ہیں اونکی روک تھام کے لئے وید میں کوئی مثال نہیں اور قرآن مجید میں جوید و جبر وغیرہ کا
 اللہ سبحانہ کے ذکر ہوا ہے اھلک و جیم اور عصوب کے نام سے ذکر نہیں کیا انشاء عالم میں سے کسی
 چیز کی مانند نہیں بتلایا اور نہ کسی چیز کو اونکی مانند بتلایا مثل اور برابر تھانے کے تو ہم کا بھی موقع
 نہیں اللہ سبحانہ کی ذات یا وصف یا فعل کسی میں بھی جو کوئی غیر اللہ کو اللہ کی مثل اور برابر
 سمجھے اس کو کافر اور مشرک قرار دیا ہے لھذا الذین کفروا بہم بعد لون وغیرہ بہت سی
 آیتیں بحال اسی حد میں منقول ہیں لیس کہ مسئلہ شی وھو السامیۃ البصیرہ اس شخص قرآنی
 میں سمجھا دیا کہ اوس تعالیٰ شانہ کی مانند کوئی چیز نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ اعتبارات میں
 حتیٰ کہ سننے دیکھنے میں بھی باوجود عہد نامی کے اوسکی مانند کوئی سننے دیکھنے والی مخلوق نہیں
 بلکہ ترکیب حصری آیت کی تجھا رہی ہے کہ جس میں کا وہ سبح و بصیر ہے ان میں سے کسی کوئی سمجھا
 و بصیر ہی نہیں اور پھر ان پر وجہ وغیرہ میں تاویل ہم ہی نہیں کر رہے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ

خود سمجھا رہا ہو کیہ کسی بدوجہ و غیرہ کی اسل مشابہات قرآنی اپنے ظاہری معنی سے جن کو تم اپنی بول
 جال میں اعضا معلومہ وغیرہ پر اطلاق کیا کرتے ہو اور انہی پھر سے ہوئے اور تاویل پر محمول ہیں آیت
 وما یعلم تاویلہ الا اللہ شاہد ہو کہ جو کوئی اطلاق الہی قرب کا ہو یا محبت کا وصول کا ہو یا مبدء کا
 یہ کا ہو یا وجہ وغیرہ کا مشابہ کسی اطلاق قلوبی کے۔ بولفہم سے وہ معنی اور حقیقت تینوں اوس سے پھر ہوا اور
 ہر بعد کا نہ ہو سکی تاویل کرنا اصلی تہ اور اگر اور غیر ممکن دریافت کرنے کے لئے اللہ کے سوا کوئی نہیں
 جانتا شیون الہیہ اور موزن بابت ہونے کی وجہ سے اور حقا معنی تین جہاں ہر بشری سے باہر ہے علم اور بیان
 کی جسکی طرف راہ نہیں گو عرفاء کے فوق اور وجدان اوسے مزید ہے ہیں مخلوق کے لئے میدان عبارت
 کا دین سے بھی شیون الہیہ کے لئے تنگ ہو اور ہونا بھی ایسا ہی جانتے اسکی کبریائی بھی اسی کی مقفنی
 ہے جس سے خلاف تنزیہ کا وہم کب مل سکتا ہے بلکہ اسکی شان کی یہ تشریف ہے لکن لکھ لکھ لکھ
 وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ شیء ۱۹ یعنی اوس قتالے شان کو انکھیں
 ظاہر و باطن کے حواس کی ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ ابصار کو ادراک کئے ہوئے تہ اور وہ
 لطیف و جنیر ہے بوجہ ایس مشکلہ مٹی الا یہ جبکہ وہ موجودات و ممکنات عالم کی حقیقتوں سے
 نزالا اور بالا ہو اور جن حقائق عالم کو حواس ظاہر و باطن ادراک کر سکتے ہیں جب وہ اُن حقائق سے
 دربار الہیہ سے تو حواس کے ادراک میں نہیں آسکتا حواس کے ادراک میں آنے اور عقل اور قیاس
 سے حقیقت کا گریبا ملنے کے تو ہی حقائق عالم میں نہ کہ نہ ذات و صفات باری کا دریافت کرنا آیت
 معنی کسی شے کے اپنا ماصاف سمجھا ہی ہو کہ خدا کس قسم نہیں مجردات و مادیات میں کسی کی مانند نہیں
 اگر ایسا ہوتا تو حواس اوس کا ادراک کر سکتے پس اوس کے بدوجہ وغیرہ اجسام خلایق کے بدوجہ
 وغیرہ کی مانند ظاہر پر محمول غیر ماول ہوتے تو بھر اوس کے ادراک کے استحالہ پر یہ آیت قرآن کریم پیش
 نہ فرماتا دیکھی جہاں جانی بوجہی پر پانی خبر بھی کہیں سمجھ بوجہ سے بالا ہو سکتی ہے۔ چوتڑ۔ جانتھیں اوجھ
 اور انکی مانند خدا کو قرآن مجید نے اللہ سبحانہ کی طرف منسوب نہیں کیا یہ دید ہی کا حصہ ہے بدوجہ میں

۱۵ اسکو بیٹے کے ساتھ دیکھنا منظور ہو قدام ربانی محمد الف تانی رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف حضور صا اہل اول کے
 مکتوب ۲۸۷ و ۲۸۹ و ۳۰۸ و ۳۰۹ دیکھو ۱۲۰۳ سا آگہ کو اپنی پرچہ ۲۲ دیکھو ۱۵ میں اعضا جہانی سے منسوب ہونے
 اثبات کی آیت مطلوب بھی یہی آیت مذکورہ تین موجودات اوس پر کہ خدا کس قسم نہیں مجردات و مادیات میں سے کوئی چیز کس صفت
 در اعتبار اور ذات اور ذاتیات میں اسکی مانند نہیں۔

سان وغیرہ جن کو اُس کی طرف منسوب کیا ہو جیسے اعضا معلوم ہر برے
جالتے ہیں و بسے ہی ہر زبان میں اور ان سان میں بھی بولے جاتے ہیں جو خلاف
تشریح نہیں جیسا کہا جاتا کہ زید نے نیکو ہاتھ دے رکھا تو کاہن پورا ہاتھ ہو گیا۔
اول معنی مدقوت زوہری اور دوسرا ہاتھ معنی رات ایسے ہی تمھاری وجہ سے وہ کاہن ہوا
وغیرہ محاورات میں وجہ سبب کے معنی میں بھی آتا ہے اور توجہ اور ذات کے معنی میں
بھی بولا جاتا ہے۔ ایسے ہی آنکھ سے کہیں حفاظت وغیرہ بھی مراد ہوتی ہے کشف اسق
کچھ بڑی کھلی لے نہری بولنا محض نہیں بھید بکلیانے اور ہونا اک امر کے ظاہر ہونے بھی
بولا جاتا ہے۔ کتب لغت سے بہت سے مسائل ہیں یہ محاورات نقل کر کے ہمارا دیکھا ہے
جاکے تفاسیر نے ہر طرح متنی ردی۔ ترجمہ اور معنی لا علیہ ہیں لکن لکھا لکھا
الایہ کو دیکھ بھری کی ادھیہ ۴۷ کے جو پتے منکر جو پیش کیا جاتا ہے وہ اعتراف معلوم کو
آقا سکتا۔ اس منکر دبانہ جی نے فرید بھاشاں اور ایک لائق آریس نے ایضاً
کے ارتھات میں ترجمہ کیا ہے پر مشور واحد غیر تکرار اور خیالی ہے بھی باریک ہے۔ اس کو
جو اس حسن معنی نہیں کر سکتے وہ چل پہل ہے اپنے اپنے کام میں دو ترنواں ہو سکتی ہے
ہی موجود رہتا ہے۔ اس پر ہم میں ہوا بادلوں کی صورت میں پانی کو لئے مٹی ہے پر مشور
کے خیال سے باریک ہونے کی کیفیت کا بیان کرنے والا منکر اور اس پر بھی اس نہیں
ہوا بصورت بادل پانی سے بھرے ہوئے کی بھرتی کی کہیپ بھی لگوا رہا ہے۔ روح کا
سنگھار پر مشور میں سے اس سے سمجھا جائے تب بھی وہی حلول اور اتحاد کا ثبوت غرض ہی
لطیف جماعت اور کیفیت کا پر مشور کے ثبوت ہمیں تمام لطیف و کثیف جموں کی بھرتی
حواس میں سمایا ہوا حواس کے ادراک سے بالا نہیں ہو سکتا۔ پس دید کے کلمہ میں
لا تدلکہ الا بصلا لایہ کے روکھ جانا رو کو اچھٹکا ہو گیا۔ یہ اظہار حصہ اول و ثانی
اور ہوا عطف شیخ سے اور حصہ دوم میں و بدش گھٹک دیو کی طرف اس طرح کرتا ہے آگے

منتر مہارت سنکرت ہے پوچھی آریہ بھوس میں جسکے معنی یہ لکھے ہیں اسے آتشی اللہ توہی
 قمریوں کے قابل و تراویوں میں توہی سلا جاتا ہے جو تیری تعریف نہیں کرتا اور سکی کبھی فتح
 نہیں ہوتی۔ دشمنوں کے مورچوں کا گھات تک توہی ہے اور سب سے پہلے توہی تراویوں میں
 پہنچنے والا اور توہی ہمارے دشمنوں کو جیتنے والا اس واسطے ہماری شکست کبھی اہونگی ترجمہ
 تمام ہوا۔ اللہ سچا رکنا نام لیتے جتنے نفرت وہ بولا تو کیا آتشی اللہ آتشی پریشور کا گئی کو بہرہ
 بھرو ایک جگہ۔ آئی پر جا پر باتے والے آئی کو سراہنے والے نے اگنی پر بڑی کرپا کی دکھیا
 پریشور۔ بنادہری گمرد و سرے عناصر نہ تکتے چھوڑے یہ اپنے مہبود و نکی نامکدی کی خاکی
 پریشور ہوائی پریشور گنگو پریشور نے جمید پریشورنی کو سلیا پریشورنی یہ سب ان پریشور
 اپنے بھی کرپا کی ہوتی جیسے اندرائی پریشورنی اسنو یہ پریشورنی اور ہتے آگے آئینگے اسے
 انھیں بھی اور ہوا سدھو را کچھ تو کیا ہونا وید کی عناصر پریشورنی کا اگن کنڈرٹ کر توحید کا شعل
 پیر الگنا، پیریں تو کھانے کو ہو جانا۔

اسو اس پریش کو دل سے توحید کا رتی بھر بھی پاس ہونا تو شرک کی وارون میں
 تحریف کی انھی آگہری نہ بھر تا کہ شرک باطل کو کھل کر دکھانا اگر یہاں تو اہل توحید و آزادی
 کا لوہا مانکر مہٹ دھرمی سے کام لیا جاتا ہے۔ شرک پر توحید کے خلاف ڈال ڈالکر جھپایا جاتا
 ہے۔ بتایا نہیں جاتا تا کہ ویدک شرک سے نفرت نہو جائے۔ غفلت سے جاگ جانے والے
 منصف منوکو۔ اگنے اگنی کو سراہ۔ رہا پر جسے والے چنگ کے گھنٹام میں اگنی مناولی گیت
 ویدونکے بتاتے ہوئے ایسے ہی منتروں بوجہ گاتے چلے آئے ہیں جنکے واقعات ویدونکے
 ساتھ ساتھ لگے چلے آئے ہیں ویدون کی تبدیلیں رکھو کہ آج کیسے مٹ سکتے ہیں ہیں
 ادھر ادھر سے لئے ہوئے نئے مٹ کو ویدونکے منتروں پر تحریف کا خلاف ڈالنا عینا کرشی
 جالاک کی کوئی کرے۔

۴۔ ۱۰ جلاہ پیر۔ سر نہ بندھو جیتنا اہن اس کو

انہات تنہ یہ و توحید میں لکھ دیکھ لو گنہ گناہ ہی میں کر جو متنی لکھ لکھام سے ہیں کیا اوس
 بناوٹ کا دھنن کے ترجمہ اور دیا نندی ترجمہ سے اوپر توڑ دیا اسلئے منتر سے وہی پر مشورہ کا
 باب چیتنا اور رشتہ دار ہونا اور تیسرے مقام میں قیام کرنا اور اس کے پاس دیوتا کن کا
 جہاز وغیرہ ثابت ہوتا ہے وہ ان پوتا پاتریوں میں شریعت کی چھپتہ میں سکتا اسلئے کہ جو یہ
 کی ادھیاء کے منتر ۲ کا شروع ہے تو کہ پر مشورہ جو ہللا بار چیتنا یعنی جسے ملا جھتی دھرم
 اور ادھی کی ادھیاء ۲ کے منتر اولی کے آخر میں ہے سہ پتہ پالت یعنی وہی پر مشورہ
 باب کا باب ہی اور گیتا کے شلوک ۲۰ میں جو اسے پر مشورہ برہما جی کے جدا جدا ہونے
 اور خدا اسی تکذیب میں منی لکھ لکھام لے اوس کو جو منتر پڑھے ابا لکھ لکھام سے روید کے پہلے
 رنگ کی ادھیاء کے ورگ ۲ کے منتر دس کو جو کی ادھیاء میں یوں بھرا ہے اور منتر ۲
 اور منتر ۲ کے منتر مانا سے پتہ پتہ و شویلیا اور بتی پتہ جانا اور منتر ۲ کے منتر ۲
 اور بتی (پر مشورہ) ہی رنگ ہی اور بتی ہی خلاف ہے اور بتی ہی ماں ہی وہی پر مشورہ باب ہی وہی پتہ
 وہی جملہ جہان ہی اور بتی ہی پانچوں جہاں (قوم) ہے اور بتی ہی بچہ ہے اور بتی ہی جسے والا
 اکثر وہید کا معنی اس پر یہ حاشیہ پڑتا ہے قوم رستری قوم پوٹھی قوم کمالا اور کالیا
 قوم چرنی و دین و سچسی قوم و او پتوں و شورو کہو **تہ** اسے پر مشورہ قوم ہی
 یعنی عورت ہی تو ہی مرد ہے تو ہی کتا اور کتا ہے نہ ہی کتا ہی نہ ہی سے تو ہی اور لاٹھی
 کے سہارے چلنے والا ہی تو ہی پہلا و تپا ہے با تو ہی بس مخلوقات ہے ان کی
 تیر سے منتر میں اور پتہ پتہ کی ادھیاء ۲ میں کہ سمجھو برہم شوا اور پتہ پتہ برہم شوا کی ترنا
 مذکور کنس بناوٹ میں تدوایں تدو چند ماہ تدو لکھم تدو برہم نا پتہ سے پر پانچہ **تہ**
 وہی ہوا ہی وہی آگ ہے وہی سورج ہے وہی واند ہے وہی نور سے وہی برہما ہے وہی
 پانی سے وہی رعیت کا مالک ہے وہی

نام ہاجا نام پر ہاجا نام سا ہو کار ہے نام دوا نام ہی اندر

اسپر دیا نندی حال استہیار نقد پر کاش میں نہا ہوا ہے جس سے باپ ہمیشہ اولاد کی بہتری
 چاہتا ہے ویسے ہی پریشور بھی سب کی بھلائی چاہتا ہے اس واسطے اس کا نام
 والدینی باپ پر لایا اور چونکہ وہ والدہ کی طرح محبت سے پالتا ہے اس واسطے اس کا نام
 والدہ پر اور صفوہ ایس کی اور جو اولاد کا نگہبان اور حیک ہو اس کو باپ کہتے ہیں
 اور چونکہ پریشور سب کا محافظ اور جتنے والدہ کی اس واسطے اس کا نام باپ ہے۔ چونکہ وہ بالوں
 بھی باپ ہے اس واسطے اس کا نام داد ہے چونکہ وہ دادوں کا بھی دادا ہے اس واسطے
 اس کا نام پردادا کی اور جو محبت سے بچوں کی پالتی ہے اس کو مان کہتے ہیں چونکہ پریشور
 سب کو محبت سے پالتا ہے اس واسطے اس کا نام مان ہے چونکہ وہ مادہ کی بھی ماں ہے
 اس واسطے اس کا نام مانی ہے۔ چونکہ وہ مانوں کی بھی ماں ہے اس واسطے اس کا نام
 دادی ہے۔ اور چونکہ وہ نانیوں کی نانی اور دادیوں کی دادی بھی ہے اس واسطے اس کا نام
 داد پر نانی پڑی ہے۔ مگر فوس دیا نندی مرتے اوس نہ بتا گئے کہ پریشور سب مردوں کی جو رو
 سب عورتوں کا خصم سب کا بیٹا کنواری کو فارا بوڑھا (اور حسب تصریح دید و شمع
 دیا نندی اعضاؤں والا جسم والا کس توفیق سے بنے گا دیا نندی چلی ہے آج
 کچھ گزرہ دکھائیں آخر ویدو کوئی الٹ پلٹ کا باز بچا ہن ہی گیا ہے) ناقل کہتا ہے
 کاش پران پریشور میں سے نکلا ہوا پسارا اور پھر تمام عالم اس پسارے کا بیٹا ہو تو
 اس کو بڑی امان کہو یا نانی بر نانی بڑے آیا کہو یا دادا دادی پردادی جتنا جتنی
 مانتا یا کہو یا ناخدا کنواری سب سوتے رشتے میں اور ذاتی نسبتیں اور راجی
 اجڑا اسی کے اندر سے نکلے ہوئے دھندے وید جن بیاؤں کی کھلے ہوئے فطرت
 پھر بار کر رہا ہے بھلا وہ پر گھر بھی روٹی سے بھریٹ کی گڑی جڑا ہے کب جھپ سکتی ہیں
 بلکہ ایسی سب جو نت کہتی پت کھوتی ہے۔ اس کا فائل اگر جہاں کو چھری سمجھے مگر اہل
 تعبیرت کی نظر میں جب سچ کا سچ مل جاتا ہے تو اس کا ضرب کہیں جاتا ہے (تو ان

کیم ان ایمان رہا خیالوں کا پہلے ہی شکوہ کر دیا ہے مضامین کو اعتقاد و شکیستہ میں لے
 ہی چکے ہیں انوں کے مشابہ ہو گیا بتلایا ہے یضاهون قول الذین کفروا لا یعنی
 مشابہ ہو گئے ہیں وہ قول کفار کے اور جعلوا لکھن جبارہ جزعاً میں کہ اکفوان
 ہندکان خدا کو خدا کے اجزا اور اس یعنی حقے اور کرسے مان رکھا ہے آج روغنی کے زمانہ
 میں سورہ اخلاص کے مصنفوں دل رہا ایمانی جلا کو دیکھ سکی رال ٹیک بڑے نو ویدا کا
 رو بہ ہوتے ساتے اس لمبی چوڑی کتبہ داری کے کیسے پھر سکا ہے مختصر معنی سورہ
 اخلاص کے یہ ہیں او محاطب کہدے جبکا اسم ذات اللہ سورہ ایک ہی پاک ہے نیا
 کسیکا محتاج نہیں کسی کو نہیں جنتا اور نہ وہی کا جتا ہوا ہے اس کے اندر سے کچھ
 نہیں نکلتا کہ وہ کہتے اور اوہیں کچھ دخل نہیں ہوتا کہ وہ پڑھے جیسا کہ پہلے تھا و یہاں
 ایسا تو آئندہ کو بھی ایسا ہی رہے گا اس کا نامہ دار بھائی بند اور برابر والا کوئی نہیں وہ
 ہر عین نقص ظاہری و باطنی سے پاک ہے یہی اسکی معنی اور شان کا مختصر بیان تھا
 قرآن میں کی تصریحات میں ایک عظیم حصہ قرآن کا بھرا ہوا ہے صفات کا الہیہ اور تشریہ
 قرآنہ کو دیکھ دیکھو ابھیں کاروب بھر داوا جاتا ہے اور حسب کوئی دیکھی نہیں
 اور ت دکھاتا ہے نوعاد کی آتش خزن انصاف کو جلا اس ہتھان پرانی ہے کہ
 فران تو ما فدا اللہ خدا کو آگ میں بتلاتا ہے اور اس میں آواز دینا ہے خدا انکے
 اس بیان پر یہ چلتا ہے قرآنی کا دبور کزن فی انما اعتبرت برساگر بندار ہا ہے کہ
 دے گئے ہیں وہ شخص کہ آگ میں معنی وز میں جو باوی النظر میں مشابہ نار کے معلوم ہے
 جس سے تمام کہ اس ذر کے اندر فرشتے برکت دے گئے جن کا برکت دینے والا اللہ
 نایدینا ہوتا ہے بلکہ ہر ماہ میں نص قرآنی بتلا رہی ہے کہ وہ ناموسی کو طو کی دین
 جانب سے آتی تھی نہ تو بصورت نار سے جو ادھی طوئی میں اتحاد امن طور سے اور بقواعدا
 پس کس شے الیسی معیار پر کسی ہونی ہے کہت اور پھر امن کا لفظ بھی برائے اظہار کیا ہے

جسے فرق سے الہتین ہی بہرہ باب موجودہ قربت میں اگلے اندر سے آواز کا اظہار
 اول تو ہم بحث نہیں دوسرے اس کے متصل ہی اللہ کے ذی شغل ہونے کی نفی موجود تو
 لازم شکل اس کی طرف منسوب نہیں ہو گئے پس اندر صورت نامر نظر ظل صفت کلام الہی تھا
 جیسے ہر صاحب وحی وقت و دعوے کے ہوتا ہے قرآن کریم اس کی صفات کمال کے ساتھ
 بیان کرنے اور ہر شاہد اس سے اس کو مندرجہ ذیل میں کبھی دست نگر نہیں
 بطور نمونہ انہی لفظوں سے **هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ**
الْمُؤْتِمِرُ الْمُحِيطُ انگریزی الحجاب المذکورہ سبحان اللہ سبحانہ کو ہر ذی اللہ
 جس کے سوا کوئی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں اشیاء میں خلق اور قیام پر براہ الیک متصف
 ان تمام بول سے پاک جن کو حق دریافت کر سکے یا خیال تصور کرے یا وہم اس طرف دیا سکے
 یا قلبی فوٹے سمجھ سکیں تمام عیوہ سے مبرا اسلامی دینے والا امن اور اطمینان بخشنے والا بخیر کمال
 اور توحید پر دل قائم کرنا اس کے اعمال سے واقف سب کا محافظ نظر سب پر غالب
 اوتارہ قدرت پر مقرر سنوارنے والا ہمارے بھائیوں کا اصلاح کرنے والا اصلاح کے سامان
 پیدا کرنا والا اصلاح کی توفیق دینے والا تمام مخلوق عیوب اور مخلوقی اوصاف سے مبرا تمام
 جھوٹے بڑے آسمانی زمینی شریک اور ساتھی سے پاک اور برتر ذات و صفات میں انتہی آگے
 دوسری صفات غلبہ و صفات ذاتیہ کمائیہ کا بیان سے پورے غوغا مع تمام بہر صاحب وحی
 و صحابہ کرام و تابعین مفسرین سلف و خلف لا فرق فرماتے ..

شُرک کی تفسیر اور مشرک کوئی سزا اور توبہ کے بدلے سے قرآن مجید پڑھ کر ان الشِّرْکِ لِبَطْلَانٍ عَقِیْبُہ
 یعنی بیشک شرک بڑا ظلم ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ
 لِمَنْ یَّشَآءُ **ترجمہ** بیشک اللہ بخیریت اس کو کہ شرک کیا جائے ساتھ اس کے
 اور بخیریت اس سے نیچے کے درجہ کے گناہ ترہمہ تمام تھا اور وہ جبکہ شرک کی جہت کی جہت
 معذرت سے نودہ بچار شرک کا رد کر کے اپنا بار ادا ہاں اس سے جسے آج تک سے کہیں اسے

دھکیلا جا سکتا ہے اور سے بقاء ہرانی دیکھا دیکھی لگے پنہ او جاڑا چاہتے ہیں اور جب نہ
 اجڑ سکی تو شرک پر جمی توحید کی گہری جڑا شرک چہا توحید تلے ہیں۔ بعد اتفاق کو قبول
 عقائد میں جو فروع عقائد میں ہیں ہمارے صوفیہ وحدۃ الشہود کے اور اکثر وحدۃ الوجود کے
 مذہبات اور مواجہیں روش مشاہدات قرآنی کے ظلال کی چلے ہیں اس کے تحت قید و
 اطلاق کے فرق کی وحدۃ الوجود اور اعتقاد حلول و اتحاد کی ہلاک کے متلا چند فرقے ہندو کے آرام یعنی
 کا خیال خام پکار رہے ہیں اور کثرت وحدۃ الوجود وغیرہ کے الباطل کو دنیا تر صوفیہ خصوصاً مسموع الباطل
 مولانا شاہ ربیع الدین صاحب محدث دہلوی کی اور الہدیہ الحامدیہ رسالہ مولانا افضل الحق تہذیب
 رامپوری کا اور دعوۃ الاسلام ہمارے مسیح کی ہیں۔ اور مناسب مقام بنایہ عبارت الفاظ
 چلے۔ نمبر ۱ کی فتوحات باب ۳ میں کس عہدگی سے سمجھا یا ہے کہ اولیاء اور انبیاء کی معرفتوں
 میں کس قدر فرق ہو کسی ہی سے وہ اذال کیوں نہیں مقول ہو۔ تھے جو کچھ بھی کبھی عالم سکریں اویسکے
 صادر ہو جاتے ہیں کہتے ہیں کہ کسی موقع پر میری روح ہارون علیہ السلام کی روح کے ساتھ جمع
 ہوتی ہے کہا ہے خدا کے پیغمبر میں ایسے کثرت افراد ہیں جو اس مقام تک پہنچتے ہیں جہاں
 خدا کے علاوہ کچھ نہیں رہتا۔ مگر عجیب بات یہ کہ آپ نبی ہو کر فرماتے ہیں کہ لا تشہیدت لی
 الا عند الله ہذا (اے موصی) پیغمبر مومنوں کو۔ یہ آپ سے کس سے کہا کس نے دشمن
 ہے نہایت کس چیز کا نام ہے حضرت ہارون علیہ السلام بولے بالکل درست ہے کہ تم میں نام
 ہوتے ہو وہاں خدا کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جو جبرین اس
 مقام پر تھیں نہیں معلوم ہوتی ہیں آیا انفس الامر اور واقع سے بھی معدوم ہو جاتی ہیں یا ریش
 ہیں تو باقی ہیں لیکن چونکہ دل کی آنکھوں پر اس مٹی جاکر کی تجلی ہوتی جسکے مقابلہ میں
 اور تمام ہستیوں کی ہلکی مشاہدہ محسوس نہیں ہوتی اسلئے تم نہیں دیکھتے کہ اس کی محبوب
 ہو جاتے ہو یہ کہا عالم تو موجود رہتا ہے۔ مگر ہمیں اس کا مشاہدہ نہیں ہوتا اور جب ہم
 اوسنے رب والوں کو ایسا معلوم ہوتا ہے تو اعلیٰ رتبہ والوں کو کہ وہ انبیاء علیہم السلام میں

تو ان سے اس کی زیادہ امید ہونی چاہئے کہ اوپر تجلی ربانی زیادہ منو نشان ہوتی ہے
حضرت یارون علیہ السلام نے فرمایا نہیں یہی تو معرفت الہی کے نقص کی دلیل ہے کہ
تم ایسے مقام میں ہو جہاں صرف خداوند تعالیٰ نظر آتا ہے اور اس کی آیات اور
نشانیں ہر لمحہ پیش آتی ہیں۔ یاد رکھو کہ جب قدر عالم کا مہود کم ہوگا اسی قدر عرفان ناقص
ہے کہ تمام عالم بھی تو خدا ہی کی ایک نشانی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس قصہ کو نقل کر کے
فرماتے ہیں فَاَفَاذَكِي عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّا لَمْ يَكُنْ عَيْدِي مَرَحِمَةً لِّمَنْ يَرْوِي
علیہ السلام نے ایسے علم سے فائدہ پہنچایا جو میرے ہاتھ نہیں تھا جس سے ۲۰۰۰ سال پہلے وحیہ الوجود
ایک دکھائی دیتا مشاہدہ قلبی سے اور اس کی نشانیں دکھائی دیتا ہستی خدا کی تجلی کے
سورہ مقصور معرفت کی وجہ سے ہوتا ہے اپنے مشاہدہ میں عالم کو محدود پائیسے حالت صحیح
وہ عالم کو نفس الامور اور واقع میں محدود نہیں جانتے تو یہاں حلول اور اتحاد اور انطلاق
اور تفسیر کی وحدۃ الوجود وید کی گمانی اور اپنشد بہری سیانا چوری کا کیا کام محققین صوفیاء
کرام قدس اللہ اسرارہم کی تہ سجات اسکی نفی اور سوالہ پر شہادتیں دے رہی ہیں بدست
دش اباط اس بارہ میں شیخ کبیر کی عبارتیں متن و حاشی میں دعوت کے مقول ہیں اللہ جانتا
تقد و اطلاق دونوں کی قیدوں سے پاک ہو عارف روی قدس سرہ شہسوی شریف
میں فرماتے ہیں ۵

اس کے مرتبہ وہ جو کتب انعام ربانی کی جلد اول کے مکتبہ ۹۱ میں ہو رہے، فضیلت بنا ہی شیخ
عبدالحکیم نے مخلصان خاصہ ماست نقل کروند کہ حضرت خواجہ فیصل ایام حلت می فرمودند کہ دارالعباد
بعض مسلم شدہ است کہ کوچہ توحید و جوی تنگ است شاہد و گیارہ ستارہ چندی ہیں ہمہ میدہم
ایمان تمام نصیب اکون بطور عمدہ است ازین سخن منہم می شود کہ دس کار شدہ تب توحید و توحید
مذاشت و راستہ احوال اگر اس قسم توحید قائم شدہ باشد باکے نیست بلکہ بسیار سے
از مشائخ و مرادہ ترانہ مستخرج ہو آرد۔ مست و باخرا رانان برآمدہ اللہ ستارہ مکتوب ۲۹۰ میں
اس سے زیادہ لکھا ہے اس بارے میں اوپر سے انجاء ترید و انجاء ربوبی کے التزام کو اودا ہے۔ ہاں اس سے
ترقی ہوئی تو اس کو توحید کے سہارے شیخ کی دعوت میں صفحہ ۲۵۵ میں جو مضامین سے نقل کیا ہے
توحید فائق کے ضمن میں ۱۰۰۰ بھی مکتوبی سے ۱۲

حسرت و گل نے جردہ اسفیت بیکل	نے جو بوسے گل کہ باشد جزو گل
لطف سبزہ جزو لطف گل بود	ہائے نسہری جزو آن بل بود

یہ جتنی ڈٹنے کی پوٹ ایمان و عرفان اسلام یہ چھا رہی ہیں کہ خالق اور خالق کے درمیان کتنی قسم کے جزو یعنی تفری اور کل کا علاقہ نہیں ہے نہ وہ قائلے شائد ایک جزو ہی بخملہ اجزاء عالم کے نہ جزو جزو عالم کا علو مثلاً عالم جن و عالم انس وغیرہ کہلائے اور ان کا مجموعہ خدا ہو خدا اس عالم کے جدا دوسری ہستی نہو اب بھی انہیں نہ خلق و خالق کے درمیان ایسی جزیت ہے جیسے سبزہ کی لطافت اور پھول کی لطافت میں ہوتی ہے اور نہ ایسی جزیت ہے جیسے آواز اور آواز والے میں ہوتی ہے ایسے بھی خالق اور خالق کے درمیان نہیں ہیں ویدک دھرم دیو دھرم سہا بنا جاری وحدۃ الوجود والوں کا ڈوبتے ہوئے صوفیائے وجودیہ اسلام کا دھن بکڑنا کاس کے تنکے کے سہارا پکڑنے سے بھی زیادہ پوچ ہے اور اکثر فرق ہوو کے دھرم پر جب تمام عالم پر مشور کے ٹکڑے ہرزے اکٹھے حصے چھوڑے تو انکی بڑائی بھلائی دن باپ سب پر مشور کا بن باپ بحیثیت کمائی ٹھہر گیا نہ پر مشور کی مخلوق انہوں جن پسکوں کا یہ دھرم نیم ہو وہ اور اللہ ہی کے خالق خیر و شر ہونے پر اعتراض کرنے کے لئے اور ہار کھائے اور پر مشور کو بن باپ کما بھلا نہ مقرر ہے اور نہ سوچے کہ خالق پر لازم مذکور نہیں جزو کا سب پر پڑتا ہے نفع اور نقص کا نہیں ہی ہوتا ہے نہ خالق میں رنگ نہ کالا بیلارنگنے سے کالا بیلانہیں کہلاتا سکا کالا بیلادہری کپڑا کہا جاتا ہے جب پروہ رنگ پڑتا ہے اور اہل کتا بن کو اسکے جواب میں کتب عمدہ عتیق و عمدہ جدید سے انھیں کے آئینے دکھائی گئے

ما میں ہیں مشک مجوسی دو خدا	بہن بھائی بنتے ہیں جو رخصم
عنصروں کا پوجنا مامور ہے	ویدت شاسان کے اندر رقم
سیکڑوں آنکھ نہ من ملک میں	آریوں کا یہاں پہنکتا ہی چرم

ہو صفائی سندرک سے کہو نیکو ہم
یہ صفائی کا ہوا کی ہے کرم
کھول ڈالا جو چھپایا تھا دھرم
سستی نے بھاش میں کر کے ہم
تجکو پوچھیں بابت باقی شخصے ہم
آگنی الشوری بھینٹ لو دو بوجھ
وید کی پڑا گیا کیا ہے ستم
گاہے بچھیاں کپ پیل پدم
نہیدنے بھانے سب بھولا کرم

آگ بوجھ سے بھلا جب دید ہو
کھی خیر آگنی بچے یوں کی چھپا
منتروں میں کفر کی بھر مارے
منتروں کے ارتھ پر بدلتے ہیں
گیان ماما ات دے سورج میں
پوچی بچوانی ہوا تو دے سرور
گھوڑے کوئیں آگ سے تم مانگ لو
مارے دریا اور غنا ہر دیوتے
کنکا جنان اور کوئیں شلال کی بجے

عناصہ کرأت لوگ لوکانتر فہرات طبعی بوج بلیج آریوں کا شرک سے نکھر مٹا چھپتے لائی جان کا
نہیں یہ جو کہہ یا کر نے ہم کیا ہم جو کھی چاول وغیرہ منتر پڑھ کر کئی پڑھا تہ میں بیکاری
صفائی کا علاج ہی نہ آگنی بوجا ہوا کے اتنے بڑے کرہ کی صفائی کو ہمارے مہتر یاں بول
کی آگ پر کھی وغیرہ ڈال کر پھن میں اور پھس پھس کفایت کر جانا ایک مضحکہ کی بات ہے
رگو یہ منڈل ایک سکت ۲۴ کا چھٹا منتر میں پوتا باقی سے منتر کیا ہے بھائیگا جبکی دیانند
بھاش سوتر مہیدی پوچی بچوانی باہر بھیت رہنے والی ہوا چونکہ حلالہ اشیا کی حفاظت کرنے کے
سبب جانوروں اور جانداروں کو میر و کھنے والی اور سورج جو کہ ہم لوگوں کو علم اور دولت
وغیرہ دیتا ہے چرچ علم والے لوگ (ہینی ایرانی) اوسنے اکثر کام درست کر لیتے ہیں لیکن
ہم لوگ (ہینی ہندوستانی) اسی طرح ہوا اور سورج کا سیون کیوں ذکر کریں (روکند زب حصہ ۲
صفحہ ۸) شروع منتر میں جب برہمی اور بچوانی ہوئی ہوا کا فقر موجود ہی اور بچوانی میں
استفادہ کو دیکھ اس سیون کی موجودگی ہے وہ آتش پرستی حاضر پرستی کی دہوم بچا رہے ہیں
جب کہ آتش ہے تو یہ سورج اور ہوا کا سیون آریوں کی لوگ دکھا دیکی ٹالم تول سے اندھے

سینے کے سیون کا ہم محاورہ منکر نہیں ٹیک گا مہی سورج اور ہوا ایک جھول کے دو بھائی بہنوں کا
 بچا پائانت کر گیا جسکی شروع منتر میں خود مقرر ہے۔ سورج اور ہوا کے پوجنے سے بارہویں کا
 کام ندرت کر لینا جلا کر سو دھتے آریوں سے سورج ہوا وغیرہ عناصر پوجنے کا دھب لگا کر لایا
 منتر دھتے کی ستارہ ہے۔ دیکھو نامہ گھوڑوں میں یہ جھنڈا ہوا مودہ کا ستون پوجا را فراداری

مہدی فرید سے سو کا ہم انجم **ترجمہ** اسے بند سے سورج تیار ہو اور سورج جیسا
 یا اور ہوتا ہے میں کتابوں وہ بان اور دولت سے بالامال ہو جاتا ہے تو اسکی ستائش اٹھ کر
 (اس کے آگے سورج کی ستائش کا بیان ہے) بڑا دل فرمائی سورج کو پوجو وہی تھا اسائن
 اور جس کا معاون سورج ہوتا ہے اس کو کسی چیز کی نہیں ہتی مگر۔ منتر نیایش بن سے منتر
 کی پوجا اور منتر سے ہر طرح کی حاجت مانگا اور گ وید اشک ایک کے پہلی اوصیاء کے منتر م
 کے منتر ۲ و ۳ سے منتر اور دن کی پوجا اور اسے دھنوں کا نال کرایا جاتا اور پند مانگا وغیرہ
 نفس کیا ہے صفحہ ۶ میں اور صفحہ ۸ میں ہے اسے آگ پوجا ہی لوگ حصول فقت کے لئے تیری
 پرستش کرتے ہیں منجھو منکار ہو سب دیکھ دزد و دزد کہنے بر گو بد کے پہلے مندرکت ۲۱ کے
 منتر دوم کے خاتمہ کہ ترجمہ یعنی تندی منتر کا ترجمہ ہی وہاں ملتے آگنی سے ندرت شاسن
 میں ہے فایم ساب ملخ مشنگل سیرید ریا حشید **ترجمہ** با این ہمہ جہاں کہیں مندرکت
 کہ دیکھو اس کو سجدہ کرو خدا کی نماز سے نملخ ہو کر آگ کو سجدہ کر کے آتش نیایش بن میں

عز و درخام احضنیم اسو کا ہم منتر و ۴ آتشا نیشہ ریم **ترجمہ** آگ
 بزرگ بزرگتر کا میں مجھے بتی چلائی تیری ہوشیاری سے اور تندی ملدی جلنے کی قوت
 مجھ پر اور باقی تربیت یافتہ سادہ مند ہوا و سجدوں کی کہنے والی اسی اولاد خدا کر عمل
 کہہ اور ملے اور کا فوں اور منتر ادا ہو جاوے ندرت شاسن میں پوجا یثور

منتر تیسری پوجا یثور کے بعد کال پوجا ہے اگنی سے پیدا ہوا

ماہر فایم کلج ہم اب بھی لکھیں **مشح** اسے لوگوں چاروں عصر ونگی پوچھا پچالا تو
 اور وہ کہیں کسی طرح کی تنگی مت برتو جہاں باؤ میں عمدہ طور سے چٹھاک جاؤ اور اسی کے قریب
 آریہ مت کے گیت رگویدہ منٹل ایک سکتہ ڈک کے منتر ۳ و سکت ۳۱ کے منتر اول سے
 آگ پانی ہوا کو مال دولت دینے والے پرورش و حفاظت کرنے والے تہرہ دیا نندی
 بصارت سنسکرت و بھاشا رگنکریب کے حصہ ۲ میں دیکھ لو مولف نے کسی عذر کا موقع نہیں
 جھڑا اگر مونس لگنی خاصہ رات طہی کے بجاری انکو چونچ پانچ کر بھی آتش پرست نہیں اور
 سیدہ ناموسی علیہ صلوٰۃ و سلام جنگی جو تہیں کی فکر کیستہ کھڑک بھیت ٹھہر گئی وہ اپنی راکھی
 نلا لگا کر بھی بیٹے آگ دیکھی ہے وہاں سے تاپنے یا تھکنا ہل سیکنے کو آگ لانا ہل گیا اور لگا کر تاپتا ہوا
 کوئی وہاں لگیا تھا اس سے راستہ دریافت کروٹھا اس کے فراتے ہی آتش پرست کہتے تھے جہاں
 اسیہ بکوں بھی کسا جسکے دھم بنگ لگتی پوچھا کے حصول پر آگ سے پاؤں سبکنا ہے ادبی
 بتلا کر اس سے منہ کریں۔

ریشیوں کے آبائی وطن مصنفہ پروفیسر لاپی ہراسے۔ ہادی مدرس علم الہی ہماہر
 کا اقتباس ہے۔ وسط ایشیا کے آبائی وطن میں آسمان اوزن کو ماں باپ مسبود جانم
 پوجتے تھے ان کی مختلف شاخوں میں آسمان زمین کی پوجا پائی جاتی ہے۔ ہندو کی پڑائی کتاب
 رگوید میں آسمان دیوتا کو گئی لغتوں سے یاد کیا ہے (۱) ویوس پتری لاری باب (۲) دیش
 ڈھلپنے والا پناہ دینے والا (۳) اوتی ملاحد و داوتنا نام دیوتے اوتی ہی سم پیدا
 ہوتے مٹے جاتے ہیں (۴) ہتر اگنہ برچہ نام بادل کا مارنے والا (۵) اہرینی ہماہر والا
 (۶) ہچھپا سنی ہانو والا وینو زمین کو رگدیں پھوئی نام سے پوجا ہے۔ رگوید کا ویدک ترجمہ
 اور پوناہیل کا پلے پترا اور لاطینیل کا جو پیشہ ایک ہی مسبود ہی جسکے معنی آسمان باپ
 پڑھتی کہ زمینوں نے مانا مانا ہے تو پوناہیل کی ڈیٹر ویوی کے معنی بھی دھرتی مانا ہیں۔
 آسمان کو باپ زمین کو مانا ماننے کا خیال ہرود اور پوناہیل میں یکساں پایا جاتا ہے۔ رگوید

دھماکے سے چاب لیا۔ فیک اور یونانی قدیم آریا قوم بولود یوشی نامکرتی مٹی جیسا نام
 ایسے اوس دس سیکڑ میں اوس اوس یونانی میں رگوید میں۔ ایا اوس سستہ میں بول
 سستہ میں یونانی میں بان ہوا کہنے میں قدیم آریا جھک پوجتے تھے آریا قوم کی
 سہاڑی شاخوں میں کسی کسی نام سے آگ کی بوجھ ضروریائی گئی ہے دسویں ہم میں ہے
 ناموں کی تفصیل اور معنی یونانی کا استعمال یونانی لاطینی ٹرنڈی فارسی ویدی میں
 اور یوشی اور جت حسن صاحب میرٹھی سلمہ اپنی تصنیفات میں نقل کیا ہے (۱) اہل
 فارس آتش پرست نام سے مشہور تمام شاخوں میں آریوں کی ہری دستور و ناقل کہتا ہے
 ہند کے موجودہ آری بھی آتش پرستی کے قریبہ و قضا نہیں کرتے ہاں غلبہ توحید قرآنی و اعلیٰ
 شریک فرقانی سے قبول حق سے سہائی کی گنجائش نہیں چھوڑی نابارادان گداری ترک کر
 یہ دوزخ آباد ہے کم ہم آگاہ یونان ہوا کی صفائی کے لئے کرتے ہیں۔ مگر یہ ہوا بندی اسے بڑے
 کرہ ہوا کی صفائی کے لئے آریوں کے اس کا معام سہانہ کو ناکافی دیکھ کر مضحکہ صدیاں بجاتی
 ہے اور مشرقیہ جوہن کے وقت پڑے جاتے ہیں وہ اس بناوٹ کو بننے نہیں دیتے
 تقریباً ناقل نام ہوتی یا درمی موصوف کہتے ہیں زندا و سستہ رگوید و نظریہ سے وفتح سے کذب و بکار
 نے صوفت میں میں معبود کی بوجہ کی اوس وقت اوس معبود میں تمام نواہن الوہیت کے اوس
 تصور کیا مثلاً خلق کرنا پرورش کرنا انعام کرنا وغیرہ صفات الہی کو آسمان زمین آگ ہوا
 سوچ وغیرہ مخلوق اور محدود معبودوں پر محسوب کر کے اونکو پوجا ہے۔ لہذا خالق کی
 صفات و مخلوق میں جتنے سے جو قباحت پیدا ہوتی۔ ہے وہ ان کے مذہب میں اور جی خدایں
 خدائی محسوب نہ کرتے۔ بلکہ ہم ان کو وہ نہیں کہتے وہ ایک خدا کے پرستار
 فرجید و خیالی انداز ان کے دل کا ہی تھا جسے آج صفحہ ۶۹ (۱) پارہ ۱ ص ۶۹
 بہت عجیب و غریب خدائی خدایں جب تک مشرک کے ساتھ نہ لے کر نہیں
 جو سخا۔ فائدہ کے معنی ہی ہیں کہ وہ اس میں پوجا ہے جس کا وہ تھا جسے نہ اوس

پھر میں اس کی خواہش الوہیت خدا میں ماننے سے موجد ہو گا مگر بادی صاحب اس میں
 کمر لے کر میں کہ مجملہ خواہش الوہیت ایک خاصہ بھی غیر اس میں مانینگا یا خواہش الوہیت کی تفریق
 و تقسیم کرینگا تب بھی موجد نہ ہو گا مشترک ہو جائیگا۔ چونکہ بادی صاحب ایک فاضل خاصہ
 سمج میں اور ایک رفیع القدس میں ماننے میں ایدان کو خدا میں محسوب نہیں کرتے مگر تینوں کو
 خدا کی کام جتنا خدا ماننے میں لہذا بادی صاحب کے قدر مشترک فیصلہ بموجب ہم بھی قائلین
 کلیت کو موجد نہیں مان سکتے

اسم ذات یثور کا ویدول میں نہیں سُستی نے اوم ویدول سے دوہا دیوتا ساری کے فنا ذابے خدا روپ بھرے سے کبھی بہرہ دیا	لوگوں پر لوگوں کا یہ ہے پتہ اوم وہ تو سر کا جھوٹا اوم کھم وید ہی نے اس کو تو شمس شخص اصلی کا نہیں پاتا جنم
---	---

اور یانندی نے اسم ذات نامعلوم پر یثور کا اوم بنایا مولوی اور حسن میرٹھی نے سہارا
 کا شش سویر میں مولودھیاء ۲ شکوک ۷۷ سے ثابت کیا کہ برہما نے الف کہیں سے
 (واو کہیں سے مختلف مقامات وید سے نکالا ہے اپنی صورت وہ اشارات ہوئی مطلقاً
 لا نام ذات بلکہ کوئی اسم خجلا سہا صفات بھی نہیں ہوتے) جسے بی۔ اے۔ ایم۔ پٹو
 دیا دیانندی اوم کا دوسرے مشتق (بنانے کا) واو لکھ چکے اور اسے اشتقاق کا
 دعوے کر دیا ہے۔ پڑھنے ہندو جبکہ اس سے تری ماہورنی دوتا پر پادوشن مہیشن پر پادوشن
 اور علی گڑھی دیوی مراد لیتے چلے آئے ہیں مولف کہتا ہے اور پڑھنے زمانہ کے آریوں
 حیلہ نہیں کے صدقہ سے پہنچا ہے تو ان اوم خدائی نام کیسے بنائے گئے میناوت بجا یا جی اوم
 وائٹ نہ ہوا حفاظت ہی ہوا و مرہن بڑھتا گیا چون چوں دو الی و انتو چونکہ
 دیانندی کو ذرا پختہ (اسلاف کے خلاف) دیوتوں کے وجود ہے (بہ تعلق سیر سید)
 اکلہ ہے۔ لہذا ایندرت دیانندی کے متعلق پاسنے یو سے برہمن گرتھوں سے ہی اوم

اور میں ستر بھرنے کے تے دید گائے میں منرون شروع منہ سے نکالنے کے
 دو لفظ اصل ثابت ہوتے دیکھ لیجئے شت بچہ کا نڈ ایک ادھی ۴۷ زمین ایک کٹہ
 ۳۲ تر ۴۸ وہ (یعنی دید گائے والا) ہیں ۵۰ میمی شتر سے نکالتا ہے اگر زور سے
 نکالے گا تو اوم کی آواز سے اوسکی آواز مل جائیگی تو دونوں سروں میں کچھ فرق ہونگا
 اوساطے میں سے سر بھر لے ۶ واہ رے پنڈت جی کی ہرأت ہیں اور اوم دونوں
 آواز ادا بھارنے کے شتر اور آئے پر مشور بنا ڈالے مفاد وہیلے ۲ شلوک ۷
 اوم شتر سے اوم سے دید کا راگ ادا کھائے اور اوم ہی سے بھٹائے۔ ناقل کہتا ہے
 جس شتر تال کی پال میں دیانند جی کا ستیا رتھ پر کاش کے تیسرے سمولاس میں
 بصفحہ ۱۳۵ پر پرمان ہر شتر راگ۔ راگنی تال گلام ساز بجانا۔ ناچا گیت کا نا وغیرہ
 قرار دہنی سیکھنا چاہئے اتھو۔ ملن فرامین نیم و ہرم کی محبت اور صحبت کی یہاں تک
 نوبت پہنچی کہ سروں کے نام نام خدا بنا ڈالے۔ اسوج ہے خارش نفسانی کی انتہا پہنچی
 کہ وہ اپنے مرمون کی معینہ بجاتی ہے خیر شتر راگ کے ریلے اوم شتر کو معبود بنا ڈالا تو
 اب سوہتا قول پنڈت دیانند جی کا اوم کھم نیم بھر دید اویلا ۴۰ شتر ۱۷
 دیکھتے دیدوں میں ایسے وقول پر اوم وغیرہ پر مشور کے نام لکے ہیں۔
 قول مولانا ابورحمت حسن میرٹھی کا۔ دیدوں سے اوم ملارہ صرف بھر دید کے
 خاتمہ پر فقط امت کے طوطی ختم کی علامت ہے (دو دوسرے دیدوں میں جو اس سے
 پڑا ہے نہیں) یہ دید کی عبات نہیں ہے۔ بھر دید اسے نے جہاں گا نا ختم کیا ہے وہاں
 اوم کھم نیم کھایا ہے اور کھم نیم بالائی کرو کا نام ہے جو کہ نام کرپوں کو محیط کر دید اسے
 اوس سے حفاظت چاہئے اٹھے جیسا کہ دیگر کرپوں اور جہتوں سے چاہئے تھے
 پنڈت جی ادنی حیات و کرات و خلا برستی چھپانا اور جہات و کرات وغیرہ کو پرشور
 بنانا چاہئے تھیں۔ درندہ ظاہر ہے کہ ۵ باطن ست، پنجہ مدعی گویدہ اوم سا

وید کے کذا اظہار دیا نہ جی چھاندو گئیہ۔ مائٹو کہ۔ کھٹھ منو۔ کیوں وغیرہ کے
مقامات مذکور ہیں احم نام آیا ہے مولانا وید کے ہوتے ہندوں کی پوہیتوں سے
ثبوت دینا (سہارا لگرتا) ویدوں پر اوس پر جہانے کی دلیل ہی کا وید میں نہیں (جن میں
اس اصل الاصول اعتقادی کے ہوتے کی ضرورت اور وہ علم ہم کے بیان کی حیثیت مٹتی)
اور شیخ جس مذکورہ نے پر مشورہ کے نام دھڑکتے یہ قایم نہ ہو سبب باب گناہ کا ہم بیٹا کھو
وید مذہبی ۱۲ و ۱۳ مثیل خلاصہ ہوئے سے کھم اور سب کے برابر ہونے سے ہم پر مشورہ کا نام
ہے مولانا کھم بیچ صفت موصوف ال کے مکتبی سب پر مشورہ خدا کی مانند ہو گا نام ہی
سبب سبب مذہبی کی سبب کی کہ ہوتی ہے آگے چل کر ہم کے مکتبی ہر گاہ حاضر بیان کچھ بیان
کچھ سبب کچھ پر مشورہ کے ناموں کا نام ویدیں جید اگر مکتبی جید بیان کچھ بیان کچھ بیان
عمر یا مذہبی (۱۲) بنانہ تعلیمی ہوتے سے سبب آگے علم ہم ہوتے کے باعث منسوب کا خالق
ہوتے کے (۱۲) بنانہ تعلیمی ہوتے سے سبب آگے علم ہم ہوتے کے باعث منسوب کا خالق
ہوتے کے (۱۲) بنانہ تعلیمی ہوتے سے سبب آگے علم ہم ہوتے کے باعث منسوب کا خالق
کے نام سوا دھما ہے ۱۲ بنانہ ۱۲ مولانا مذکورہ بالا معانی پنڈت جی کی من گھڑت ہی
منو کے شاکل کا ترجمہ نہیں وہ شاکل یہی۔ اسے نت مے کے دو نیتہ گنہ منو مے کے
برجایم۔ اندر کے پر سب پر ہم تو اسے ہم۔ لالہ سوا دیال اندر اپنے
آگے نام ترجمہ کیا ہے کہ مذکورہ اندر ہیں کہ کوئی آگے کوئی منو کوئی پر جاپی کوئی اندر لائی پر جاپی
کوئی پر جاپی خیال کیا ہے آگے، زائل کہتا ہے جن ہم کی اولی اور اصلی کتاب نے جو اس
ادیان (اول) کے عرف میں آسمانی کتاب اور کتاب اللہ کہلاتی جاتی ہے اور آسمانی دینی کتب
اور ان کے عرف میں: اس کے قائم مقام پر مشورہ کا نام مذکورہ یا تو سچا رہے اول پستک
کے مانچنے داسے کسی تو اس عالم کا سر دھرا خیال کریں اس امور کو مینیہ کے کاموں میں جو سبب
اور واسطہ ہر سے تھے اوتھیں کے ناموں کو نام خدا اور ان کو خدا اور منظر خدا اور اوتار
خدا جب جسے خیال میں آیا کا یا یا یا ج اسلامی تجلیات میں جو خلقت خواب و غفلت سے

بیدار ہوئی اور دلائل و براہین قرآنی سے گھل گبا آفتاب ٹیروز کی طرح کہ اس عالم کبیدہ کر نیوالا
 تمام امور کو مینہ کافر ماروا اللہ مسیحیانہ و حدہ لا غیر یک لہ کے سوا دوسرے ہو نہیں سکتا تو غلطی
 بنی الگنی کر جتے اندر وغیرہ چھوڑا گئی اندر وغیرہ کو پریشور نے لسنے کی ضرورت نہ رہ گئی تاکہ آگنی
 ہو اور صرتی مارا آسمان باب میں قتل کرات جہات وغیرہ پھوٹا دبدبشک کی رتوں پر سنے کے
 الزام سے بچنے اور شرک کی بھڑکار کے منہ توحید کے جنت کہ پڑا آسان ہو جائیں اسلئے نیا آریہ
 ست ان زمین و آسمان کے قلابے دنیا کی مصیبتوں کے بل باندھ رہا ہے۔ تقریر ناقص کی
 تمام ہوئی) اسی معاند پران برہانے بھاری اٹھین پریشور بنا دھن پریشور میں سے نکلے ہوتے
 گرھیں توان نام و حروفوں کے نام و حروف نے فیاں کرنے سے بدن نام واسے کے تباہ
 اس کے نام نہیں ہو سکتے بناتہ بلی کتا آگ کی فامہری صورت پریشور ہے وید و لغت وید سے
 ماخذ نہیں الگنی کا ترجمہ بقول رکت کا یہ قدم آگے آگے کیا جاتا ہے۔ جہاں جہاں کسی دیوتا کی
 بوجا کو کسی دوسری ضرورت کو جاتے ہیں تو آگ کو آگے لیکر بیٹھتے ہیں اور جلتے وقت بچا آگے
 ہی رہتی ہے (اسکی لپٹ اوپر ہی کو باتی ہے) اسلئے اس سے مراد موجودہ آگ ہی
 ہے وہ بنات خود روشن نہیں اسکی اثر صفت تیرگی و سیاہی ہے جسکو جلاتی ہے سیاہ کو تیرگی
 دیدی میں رکھ کر روشن کرنے والی چیز کا نام ہے۔ ناقص کہتا ہے اس کے بھاری جب
 اُسے بوجتے ہیں تو اس کو معبود ہی مانکر بوجتے ہیں پس اسکا خدا تو وہی ہوتی اولن کا
 خیال الگنی کو خدا کہے تو ان کو بتا قول سے اس سے وہ خدا کہ الگنی کیسے مان لیں گے
 جواگ سے شہور کو اپنے بار خدمت کی چیز ہیں سے ایک چیز بچتے ہیں باہن تک میکانا
 اس کا کار خدمت جانتے ہیں تقریر ناقص تمام ہری اور پریشور (پس بچ) الگنی ہے تو خود
 جلتا دوسرے کو جلتا کا کا تو یہ ہوگا اسکی عانت تیزی و حرارت سے بھڑتہ چمکے
 چشم پوشی کی جسا آگ پریشور کا نام ہے تو بھڑتہ چمکی نے بڑوں کے زبان اس سو مہ چھوڑ دیا

منتر کی تفسیر کرتے ہوئے اگنی سوم گندھرو اور نشتھوں کو کہیں بتلایا ہے جو منتر کی بی بی
 اولاد حاصل کرتے ہیں ایک صنف ایک کتاب ایک ہی آئی ہیمن پریشور و مان ویرہ داتا
 پرانی تریا کو کہہ رہی کرنیوالا اصل بات یہ کہ اگنی ہی آگ کا نام ہے اس کو دیوتا بناتے جتے تھے
 اور بزرگم اہل وید وہ دیوتاؤں میں پیغمبری کا کام کرتا ہے دوت کہلاتا ہے اگنی دوتم ورنی
 ہے ہوتا م و شویہم اسی جیسے سو کرتم **ترجما** سب کو جلتے والی دیووں کو
 جلاتے والی اس بیج کی سہارا نے والی اگنی دوت (پیغمبر) کہلاتے ہیں ترجمہ تمام ہوا
 (اگنی دوت، دوتوں کا بھائی بھائی کا ہوں ہیں بڑے بڑے مبالغوں سے اوس کی
 بوجا ہوتی تھی ہندو مت سے جب اسکی بوجا ہندوؤں کی تو اوسی دوت کو پریشور بناؤ والا (تو کہہ
 دیدی سنتوں میں جو اگنی بوجا کی بھاری سے وہ نہ فرما سے) حقیقت وہ دیوتا ہے اور اسکی
 شت پنچہ (دیانتی کی معتبر مانی ہوئی کتاب) میں اس طرح مرقوم ہوئے ہیں کہ اگنی نے
 سکا سے پر محبت کی نظر ڈالی اور خیال کیا میں اس سے جفت کھا سکتا ہوں اور پھر اس سے
 جفت ہوا اور لطفہ ڈالا وہ دودھ بن گیا اسی طرح جب سکا سے دودھ جاتی ہے تو اس سے
 دودھ گرم نکلتا ہے اور چمکتا ہوا اگنی کی رنگت ہوتا ہے کہ وہ اگنی کا لطفہ ہے سکا کا ایک
 ادھیان ۲ برہمن چار کنڈ کا ۱۰۔ اگنی نے ایک منہ پانی پر محبت کی نگاہ ڈالی اور خیال کیا میں
 اس سے جفت ہو سکتا ہوں اور وہ اس سے جفت ہوا اور اس میں لطفہ ڈالا وہ سونا بن
 یہی وجہ ہے کہ سونا پانیہن من سے نکلتا ہے اور چمکتا ہوا اگنی کی رنگت ہوتا ہے کہ وہ
 اگنی کا لطفہ ہے سکا کا ۱۰ ادھیان ایک برہمن ۴ کنڈ کا ۵ ناقس افسوس کرتا ہے کہ ہندو مت
 کو حاصل نہیں کیا ہوا ہے اگنی کیسا پریشور ہے جس سے سکا سے دھنائی جسے پانی سے جفتی کہانی
 دودھ اڈل کا لطفہ سونا اس کا لطفہ منوں و اوستی ہے جیسے منی من والا من اندری
 کا نام ہے منو ادھیانے شلوک ۹۲ و ۹۳ ملاحظہ ہو کہ من اسٹیا واس باب لجانے پرچی

آسودہ نہیں ہوتا اس سے صاف واضح ہے کہ دل کہہ رہے ہیں (دل سون، کہنا اتنا کہ ہنود کے
 روزمرہ کی بول چال ہے) اور نیز بقول منوادیہاے اول شلوک ۱۴ برہا جی کی مخلوق میں
 منوادی کا نام ہے جو سب انسانوں کا جدِ اجداد ہی اسلامی زبان میں جن کو نوح کہتے ہیں
 یعنی ہنود سمی کی کا مصنف اور لغت رکھنا اعتبار سے من کے سنی گیان انندی اور جی اوس کو
 پریشور بنا ڈان پاؤں نہیں چل سکتا۔ شت چھ کا نڈیا ۱۱ و مہا ۱۲ اول پہرین ۴ میں
 منو کی بی بی نام منادی لکھا ہے منو کو پریشور قبیلے سے زبردہ برہمنہ رتی بنجائیگی جس کو اسون نے
 بلیڈان کر دیا تھا ایسے ہی من گڑھت (دویدور دیگر دھم لپٹنوں کے سماچار مل سے بلی ہی))
 کہ سب کی پرورش کرنے کے سبب اعلیٰ شوکت و عظمت والا ہونے کے سبب اندرا پریشور کا
 نام ہے یہ لفظ ویدیا لغت سے ماخوذ نہیں درجہ بھت وہ ایک دیوتا ہے۔ بھت جی سے جب بوجا
 اوسکی نہت کی ناچار اسے بھی پریشور بنا لیا حالانکہ اوس کا کام رتاتی وغیرہ نہیں دیر بہاں کرنا
 وغیرہ ہے دیکھو نثر ایام۔ تو مندر میں وہ اندر دیوتا ور کا قائل وہیں مذکور ہوا ہی اوس کا حال
 یوں لکھا ہے پیکلشیہ سوم پانمہ مندر راڈیوئے اُردی را پونہ کالہ **ترجمہ** اندر کا
 پیٹ سوم کارس کبتر پینے سے سمند کی مانند ہوتا ہے اور جھیل کی مٹی کی مانند تریتا ہے
 رگویدوکت ۸ منتر ۷ شت چھ کا نڈیا ۱۱ ادھیاسے ۴ پہرین ایک کنڈکا ۷۔ اندر نے
 خیال کیا کہ اسے سوم سے محروم رکھتے ہیں وہ اُن بکرا سے جہاں کی طرح جو کچھ برہن میں سوم کا
 رٹ تھا پی گیا جس طرح طاقتور کمرہ پر غالب آجاتا ہے اسی طرح سوم نے اوس کو نقصان پہنچا یا
 اور تمام برہن بھوٹ نکالا کٹر کا ۱۳ جب اندر روتر کی تلاش میں نکلا تو نے اگنی اور سوم سے
 کہا اکتھ میرے بھواد میں بٹھا راہوں و تریتھارا نہیں ہے تم کیوں اوس غلام کی مدد میرے خلاف
 کرنے ہو۔ آپ میرے طرف راہ نہیں (کٹر کا ۱۴) و تریتھوٹ گلنے سے لمبا لمبا لیٹ گیا اوس چہرے کے
 بچنے کی مانند جس سے چیزیں نکال لگتی ہیں۔ پانستھہ کال دیا گیا ہوا اندر نے ور سے تن کر لیا
 حکم کیا ہے شت چھ کی ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اگنی منادی اندر روتر راڈیو پوی

(بانی) سوم وغیرہ نرگن پر مشور کے نام نہیں دیوتاؤں کے نام ہیں۔ دیانندی کو وید
 میں ایشور کرپیدی کی قدر و ست پوری قومیت میں نہیں کو ایشور بنایا یا ہے۔ مگر دیا تندی کو اس
 چکر میں یہ سندہ بندہ نہیں رہی کہیں کو منتظر فخر و اور بہ چھو و وید ہوا کہ بیان ہوا
 پنج ستیا رتھ پر کائن کے اسی سوم وغیرہ اول ہر شاں کو بتا دیا ہوں (جو کہ ہے۔ یہ دیکھی)
 غبرگی بی بی کو ولاد مند کر دیتے ہیں آگے بھلا کر اند کو اوی معنی جاہ و مہمت سے نکالتے۔ انا خواں
 دیکھا کہ یہ اند کو شک کے لفظ سے پیدا ہوا۔ دیوتاؤں کی صف میں شامل ہو کر ورثہ کا
 فعل کرنے والا دید میں لگایا گیا ہے دیکھو گو وید مند اول سوکت۔ ایشور پران ہی ہر ہوا
 کا نام نہیں جان اور اند۔ باہر بنا ہوا ہے شش کا نام ہو اسی واسطے جانداروں کو پہلی کہتے
 ہیں۔ اور سندھیا واسطے پران پرانہ کر کا اپنی جان کی حفاظت اوم (کرہ بالائی) کہتے
 چاہتے ہیں اور پھر وید منتر پران کے منور نامی میں کیسے ہر ان کو شود مہل ہے (پاکھماں)
 کرتا ہے (نہ اپنی جان کو باہر من کسی سندھو نے پر مشور پران کو بنا دیا تو جلد ایک کے اوج پر مشور
 بھی ہی ہر ان گن ارواح ہوئے کے سبب ان گن پر مشور ہوئے یا ایشور الارو (روح ہوا)
 باب یا ماں ہو گا روحوں کی کہ روحوں کی پتالی اسکی روح سے جلی ناقل کہتا ہے۔ آسرو
 اور پرم اتما جو کثرت استعمال سے ہوتا گیا ہے ایشور کو کہتے ہیں اس وجہ سے کہ ان کو کہتے
 پتہ چلتا ہے کہ انکی معرفت میں خدا روحوں کے لڑا نہیں ہو۔ بلکہ ایک اسطے وید کی روح ہی
 اور تمام عالم کا کاسہ مانا اس سے اسی کو جاتا بھی ہے) دیا تندی جو وید میں جو
 بہم اور بہم کے معنی گرٹھے اور کو وید و لنت اور نوشتہ و ہولت غیرہ کے خاص نام
 کر کے ماخذ طلبی پر مدتی کی شریں گی جلد کر مولانا فرماتے ہیں آج کی ہر میں بہم کہ
 اور اس میں رہنے والے بہم کو دیوتاؤں کی جانت رہے۔ فوج کہ ان کو کہتے ہیں۔ ان کی
 ولادت سے بچا ہے سونا چھن ہے کہ کہ بہم ہوا وین وغیرہ کی ایک ایک ولادت سے
 ہیں جو کہ انکی ہستی کا مدد ہے۔ اور نہ ہی ان کا نام ہے۔ بہم ہوا ہے اور

برہما کی بابت خود منوں میں لکھا ہے کہ وہ دنیا کا پیدا کرنے والا بذات خود مخلوق ہوا اس طرح کہ
 برہمن پورے ابو دیوسی (پانی) میں تخم ڈالا وہ مثل اٹھنے کے بعد صورت ظلال آفتاب جیسا
 ہو گیا اس سے برہما جی آپ سے آپ پیدا ہوئے اور اس اندھے کے دو چچا لکون سے
 آسمان اور زمین کو ہمہ انے بنایا دیکھو منو ادھیساے ایک شلوک ۱۰ تا ۱۳ الخ پس و پد والا
 برہم لوک بالائی کو ہے اور برہما اول کا مالک جسکی پوجا سندھیوں ہوتی ہے اس سے اوپر کے
 کوہ کا جو سب پر محیط ہے کھم برہم نام ہے سندھیاد وغیرہ اور آپ کے مغیر و حنہ منتر میں اوم کھم برہم
 آخر یہی آیا ہے یا ملک برہما کا آباد کنندہ جسکا دریا ہے ابراوی بھی اس ملک میں نشان
 کے طور پر وجود دیا ہے دیانند جی ہر جگہ محیط ہو چکی وہہ سے دشنو مولانا محاذ کجنگ
 محیط اپنی مراد ساختہ کے اظہار سے ناجاری جگہ ہوتی تو برہمن پور کہاں آہام فرماتے دشنو
 سنسکرت وشن سے نہیں ژندی وشن یعنی خواستہ سے کل شنیوں کا دیوتا جسکے
 چاہتے تھے ہنوسے بھی (ایرانی آریہ گوٹ سے لیکر) وید میں لکایا جو کہ جو سب کو چاہتا ہا
 برہما پیدا کرنے والا دیوتا وشن پالنے والا شیو ہنوی رڈر مارنیو الزام نے لکھتے تھے یہاں باندہ
 کمال میں دشنو بھی برہمن پور وشن گئے۔ حالانکہ وہ بدول اور برہمن گرنھوں میں دشنو کو
 اوتار مانا ہے دیوتا اور ستر برہما جی سے پیدا ہوئے دونوں گروہوں میں گرائی ہوئی اُس
 غالب ہے دشنو ترین دھگیا زمین کھو دی تو آپ کا دشنو براہمن اوٹلی زمین کھو دے پر
 نیچے نکلا پھر ہشت تہہ کا نڈ بھلا ادھیساے ۲ برہمن ۵ کند کا ایک تا گیا رہ برین تقدیر
 کمال میں محاذ یا منتر وشن محصول ہونے کے سبب اگر وید کے بشور کا نام و منتر ہے
 تو اول ردول کا بھی کچھ نام رکھنا چاہیے جو کہ دشنو اوتار کے ساتھ ساتھ زمین پر جنم لیکر
 دنیا کو لغت پہنچاتی ہیں رگوید مثل اول سوکت ۲۶ منتر ۱۰ میں دشنو اوتار کا تین دفعہ
 جاکر دنیا کو طے کرنا دنیا کا اُس کے قدم کی خاک میں جمع ہو جانا مذکور ہے جس سے ثابت
 ہوتا ہے کہ دشنو پریشور نہیں ہوا اقام ہے آگے دیا نند جی نے لنوی منوں میں گڑی

اپنے اسلاف کے خلاف دم چھلے لگا رہا اور یوں ایک کے دو دکھا ہر جگہ محاط ہوئے سے
اوس کا نام اکثر بنایا اہل محاط کو محیط کا محتاج ٹھہرایا ہے جس اکثر کسی تیش وید میں
(اکثر ہے وہ پانی ہے دیکھو ٹھنڈا دھیا ہے ایک کھنڈ ۱۲ فقرہ اکثر اوک نام کا ہے
پانیوں کو پریشور بنالینا اب ہی کا حصہ ہے نور مجسم ہوئے سے پریشور کا نام سورات بنایا ہوا
لئے اس بناوٹ کو توڑ وید منتر سے ان کا مخلوق ہونا ثابت کر دیا اور اب مندر کے مصنون
سمہدوت سے جو اشارۃً اپنی بناوٹ پاؤں چلانا چاہا ہے، سو دھن بے دست دیا کر دیا
ہے کال دیوہ بہن ماتر شوا بہوی استر سوج سونا اتا دیو دیوتا جل اکاش آن دسویا بنوار
اور پستی راہو کیتو کچھ دے وشنو جہ دیو پوجا سنگتی کرن دایشو ہوتا بندھو بتا پر تہامہ
پر تہامہ ماتا اہا یہ گرو ج ست جی اند سروب بہہ کمت مچ لری کستنی ن شت وہ
سہباد غدا کا نہ کچھ نینیل گن جی دیوی مذکر مونث ہجرا تیفن لنگون شری کشی
شری کشی سورستی سر و شکتیان نیا کاری دیا لودو بیت پرم نرگن ہبادو سو مہو
کوئی وغیرہ قدرت جی نے پریشور کے نام ہاگرنام کو نامی کر دیا مولانا نے فرمایا اس
مذکورہ کلمات جہات عناصر دیوتاؤں اور اہل قرابت کے نام (جیسے ماما پتاسے مان
باب سمجھنا عوام تک کو شبہ نہیں ڈالنا) توڑ مڑوریہ پریشور کے سر مندر ہی ہو گیا ہے
اور بھی ذہل نیکے مہن گمرے سودا سدا کہ پریشور کے بتاے راوا اپنے نام کر کے گناے
ہوئے ہیں **هَوُا الَّذِي كَلَّاهُ تَا آخِرِي** دیکھا دیکھی اب نام دہر تو کی جوت
سو جی، اندیشہ ہو کر اس کے صلہ میں امینو رحمت رنجیدہ ہو اور نام دھرتی کو سو سونا کے
ناقل کہتا ہو کہ دیا مذہبی نے اسما مذکورہ بالا کے سیوں کو دین پتھا اور قرب دیوات
دوسر وی تقیموں سے نانا جانا دیکھ کر کی بھر مار سے ناچار ہوتے یہ بھرمایست
نے کی ہندوید کی پت کہنیو کے لئے اُن پچا دیوں کو پریشور کا روپ بھردیا مگر صنو لضعف
کو کون چھپا سکتا ہے اور وہ بناوٹ اہل بصیرت کے رو برو کب چل سکتی ہے جیسا کہ شہادت

تہیں بڑا سکتا دیکھو ستیا رتھہ مولاس نمبر ۱۰ ناظم اتنا بڑا ہی محال ہے چوں کہ اس کا جلد خفا
 کرے یا اول کے انتہام میں فرق آئے۔ اسلام علیہ سبت و ہریت جنین مت
 گئی گئی پھیل گیا۔ گوشت خوردن کی بن جی۔ بچا ہے گوشت لاکمیل۔ بچا ہے دہرمت لاک
 درسا سلاسیہ بچا ہے آتشکد و بون کند مسجد خیر جاتوئے گئے۔ بدن کی عکس قرآن و کابل
 چرم خان جاتی ہے۔ دہرمتا جتنکے سایہ سے بچکر نکلا۔ بچا ہے انہیں کی چلیں بھرتے
 ہیں دیوی شکنتی پاؤں دھوئی لکشمی پیر و باقی وید پانچوں کے تین برنگوں اور پتھر
 ردی اچھو، وہ شہو چند رنگ پران المہارے کا اس کو کسی کی تھکاو۔ کی کچھ پڑا نہیں
 جہاں خضہ است کہ تو کوئی مرده است و یا منت رچی موخرین کی کتابوں میں لکھی سی
 شر بن دیکھنی میں آتی بن شری گنیش نے منہ سپتارام کو مسکارا و پکارشن کو مسکار شری گروچن
 کمل کو مسکار ہومان کو مسکار ونگ کو مسکار پیدوں کو مسکار مٹو کو مسکار سرتی
 کو مسکار ناراین کو مسکاران کو عکس لوگ وید و ساستر کے خلافت ہونے کی وجہ سے غلط
 سمجھتے ہیں اسپر مولوی ابو حیمت حسن میرٹھی فرماتے ہیں گنیش اور شیو اور ستر و تی
 اور ناراین کو تو ابھی آپ ہی نے بریشور کے نام بنایا تھا (ناقل کتبہ ہے) انکو نام ضلوعہ کی
 دیوتا و عبادت ادا پرستی چھپانے کے لئے مسلمانوں کے رو برو کہہ دیا۔ انکے پوجا پر
 دیا سندھی کو کیسے راضی کر دیا کو حید قرآنی دل میں گھر کر گئی ہے۔ مگر مثل یہ ہے کہ اگر
 گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل مولوی صاحب آپ بھی معافی دیجئے۔ جب چاروں دیوؤں شکتی
 گوچہ نام و دیان و شکتی لوگ ساکنہ مونیاس ویدانت مہاشا مہا بھاشہ و غیر
 قدیم کتابوں کے شروع میں سردن سری گنیشا سے منہ لکھا ہوا چھاتا ہے تو آپ تناخرین
 کی کتابوں کا عیب اس کو کپڑوں جیلا قے میں تھیرنا ش تمام ہوئی۔ پس جبکہ چاروں
 پریشور کے نام چھترے تین ناموں سے کتاب کا شروع کرنا یا ان کو مسکار دوجب
 قرینہ و موقع کہیں سجدہ عبادت اور کہیں سجدہ سلاقی کا کام دیتی ہے آپ کے نزدیک بھی

(بردے اصفان) قابلِ اعتراض نہ تھی اب رہا سینا رام اور رادھا کرشن وغیرہ کو منسکار
 سودہ دید جاننے والوں پر نفی نہیں پھر ویدکا ادھیاسے ۱۶ بولادیکہ حصہ صاف منتر ہے
 ذیل (۱) منوگئے بھیو دسب گنوں کو منسکار کن پتی بھیشج وہ منو (اسے گنیشوتم
 سب کو منسکار) منو دسے بھیو درات پتی بھیشج وہ منو (سب وراقی قوم کو منسکار
 اسے درایتوں کے صاحبوتم سب کو منسکار) منو گری شے بھیو گر پتی بھیشج وہ منو گری
 ستوں کو منسکار اسے گری شے صاحبوتم سب کو منسکار) منو دوپے بھیو دشو روپے
 بھیشج وہ منو (سب اچھی نخل والوں کو منسکار اسے بہت سی شکلیں دہارنے والوتم
 سب کو منسکار) ۲۵ (۲) منہ سٹہہو اسے چ (اور سٹہہو کے لئے منسکار ہو) سیو بھیو
 چ منہ (اور سیو بھیو کے لئے منسکار ہو) منہ شکر اسے چ (اور شکر کے لئے منسکار ہو
 میسر اسے چ منہ (اور میسر کے لئے منسکار ہو) منہ شوا اسے چ شوتراے اور
 شوا کے لئے منسکار ہو اور شوتر کے لئے منسکار ہو (۳) منو پچھے (چمکتے ہوئے کو منسکار)
 بری دپچھے دہر طرف ٹھکتے پھرتے کو منسکار) شاو نام پتے منو (چروں کے
 بادشاہ کو منسکار) منو شنگن اشودھی متے (تلوار والے ترکش لیکر چلنے والے کو
 منسکار) تکرانام چ منو نہ سری کالی بھیو (ڈاکوؤں کے سردار کو منسکار) روجر گمانو
 کو منسکار) جگہام سدھیو (قاتلوں کا بندوبست کرنے والوں کو منسکار) سن مام پتے منو
 رعایا کا دہن چھیننے والے راجاؤں کو منسکار) منو اسی مدھیو کلنچر بھیو (کوہل
 دینے والے (چروں) لیٹوں کے سردار کو منسکار) (۲۱) منبر اول میں صد ہا گنیشوں
 سمیت دسری قوموں اور روپ بدلنے والوں کو بھی منسکار کہی گئی اور منبر دوم میں شنگرجی
 اور روجی کو منسکار روج ہے منبر میں چروں ٹھکوں لیٹوں تک کو منسکار مذکور ہے
 جب ان سب کے لئے منسکار لازم آئی تو معتقدین کو اپنے بزرگوں کے منسکار کا بھلا
 ادا سے فرض واجب ہے۔ نیز جبکہ (منبر) میں ہر بڑی برہمن ہے تو یہ منسکار اسی کو

ہے جو ہر خیر میں ہی پس جبکہ درگاہِ وغیرہ بھی میں ہر ہوا تو درگاہ کو منسکارت بھی اوسے کو منسکارت
گو بجا ہر عنوان دوسرا نظر آتا رہی اور بالکل دیدوں کے موافق ہی کہ حسب مندرجہ
اب استیذان و اسماء سروریت کچھ جگہ نام جگہ پر مشور ذرہ ذرہ میں بھر پور
تو ذرہ ذرہ منسکارت کا شوق پس بھر پور منسکارت کا شوق بجا اور اس پر اعتراض خطا ہے نہ تو
مقتضا ناقل کہتا رہی ناظرین یہاں غرض قائل سے کام لین دیا نہ جی کو توحید اسلامی تمام
ابنار و مسلمین (صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے دین کا اتالی اعتقاد و فرض
ایمانی من بھایا سما چار بچار میں آگیا تھا دیدیں سے نا اشنا تھا خدا کے نام اور کام سے
خالی۔ دید کو ۳۳ دیوتاؤں۔ جہات کرمات عناصر وغیرہ کی پوجا پاٹ بھبت۔ قربانی
جھٹکوں کے لیے جوڑے گیت گانے کی مشغولی میں خدا کی خواب دیکھتے تک کی قدرت
نہ تھی پڑت جی نے نوید و خبر جی کر یا کی دیوتا جہات کرمات عناصر وغیرہ کی پوجا پاٹ
اعتقاد و توحید کی گہا تک جب مٹ نہ سکی اور ہر برائی پریت نے گل بیاں ڈالیں
ناچار پڑانی چھریا کی پت رکھتی جی میں ٹھان دیوتاؤں جہات کرمات عناصر وغیرہ کے
ناموں کو اون ناموں والوں سے جھین جو وید کی فہرست میں مہودیت کے مرتب میں آئے
تھے پر مشور کے نام بنا کر مودوں میں دم مار دیا۔ مگر جی کو جانا تھا کہ یہ بناوٹ ہی بناوٹ
ہے اور یہ ریت کی بھبت باتوں کے پات حقائق نشا سوں گھر کے ہییدوں کی نظر میں
قائم رہنے ہرے ہوئے نہیں وہ سرے کو کہا مانتے اپنا ہی توحیدی خیال اچھا کر بیٹھا گھٹ
اور شو اور سورتی اور نارائن وغیرہ کے ناموں سے کی ب مشروع کرنا اور انکو منسکارت کا خطا
شرک کے کھٹنے نے حق کہلوادیا اور اپنے ہاتھ بنا کر وی جال اوھٹیں باھٹوں کو ادھر دایا
بناوٹ جھپٹن کرتی ہوا پر بوند ہا نہیں کرتی جگہ باھٹوں دیداہ سے آ رہا ہے اون کی
تفسیریں نشر ہیں وید و خبر موجود ہیں وہ مٹ نہیں سکتیں تو کی کیسلیاں آج انہ اور امان
کیسے مان لی جا بنگلی جگو محنت خود مضمر نہ کر سکے وہ دوسرے باکیز طبع لوگوں کو کیسے

جھبیاہنگی راویا کرشن سے اُن کی وجہ پہنچی ہے کہ کرشن کے کلام سے جیسا کہ ترجمہ کرتے ہیں
 سے اتفاق میں منتقل ہو کر مناسخ کے باطل عقیدہ کا اعلان ثابت ہوا ہے۔ کرشن کو دھرم
 جنت و نیر کا اقرار ہے جو دیا مندی کی نظر میں خار ہے تو راویا کرشن کی مذکورہ روایت پر دیا مندی
 کے دیکھ کر فریاد کیا ہوگا۔

<p>آج بلہاری نہیں کرنا کرتے جت گڑ ڈالا یہ ہے رب کا علم ہو گیا احسنہ اجمال کا بہم یہ شری گنیش بٹک پرست ہم</p>	<p>ٹھوکرین اندھیر کی کھائی ہوئی نام جن کی جائزہ دیکھ گنیش اس بات کو نہ تھا سچی جانستہ بول اٹھے سدرتی جاتہ نہیں بھولے بھلے نکم گئے اسکو پرکھ</p>
---	---

دیا مندی ریشیوں کی کتابوں میں لفظ اوم اتہا دیکھے جاتے ہیں ۱۰۱۵
 مولانا صاحب اوم اتہا الہامی ارشاد نہیں مصنف اس کے پابند نہیں اور بھاریکے
 لفظ اوم سے سر نہجانا (گرچہ گوئی کی غنقا ہٹ ہے مگر خطا کا نام نہیں لیکن کئی کتابوں
 اتہا کے معنی ہیں امانت دینی اسے پرانے بیدہ لفظ اپنے معنی کے لحاظ سے مضمون یا قبل
 کو چاہتا ہے جو عموماً حمد و ثناء ہوتی ہے یا سچائے اس کے شری گنیشانی ائمہ وغیرہ ہوتا ہے
 جبکہ ہر ایک رشی کی کتاب میں مرقوم ہے مہا بھاشہ مہانسا و شیشک یوگ ساکنہ منو
 نیاسے - و بدانت - رگوید - یجورید - سام وید - اخفرون وید - شت پتھ - گوپتہ -
 مام و دھان وغیرہ قدیم کتابیں فلسفی اور طبوعہ ممبئی بنارس کلکتہ وغیرہ قدیم ہندو کی لکھی ہوئی
 اور چھپوائی ہوئی ملاحظہ فرماتے سب میں وہی شری گنیشانی ائمہ شروع ورق سرے پر
 نظر آئے البتہ اُن کتابوں پر مرقوم نہیں ہے جو حال میں دیا منداور دیا مندیوں نے بنائی ہیں نقل
 کہتا ہے جب بڑی عرف ریزی سے گنیش دیوتا ایشورینا ہائے تو اب اول کا نام شروع
 سرورق سے شائے کی دھن کس لئے ہو رہی ہے و کہتی پکڑو کہہ کا اٹالہ کتے بغیر نہ چلی

ایسے ہی اگنی کو کہتے ہیں مٹیور بنا دہل ہے وہ بناوٹ بھی اُلٹی ازار گلے کو نکال رہی ہے سامع
 کا پہلا منتہ اگنی کو مہوائی مہولی چیزیں کہلا نیکو بگڑا ہے جیسا کہ آنا ہے ۔ کوئی دیا مندرجی سے
 پوچھے کہ یہ کیسا ایشور ہے جسکی کہاتے ہیں نہیں جیتی رگید کے پہلے منتر بموجب دیوتوں کو
 مندرجہ پہنچانا اس دوت کا کام ہے دیا مندرجی پر بڑی بھاری بڑگئی یا قواب وہ اگنی کو اگنی ہی
 رہنے دیں درنہ اُنکو جنکو اگنی مندرجی پہنچا تاہت بڑے ایشور یعنی پریشور ماننا چڑیچا اور لوت رام
 کو بڑے رام کو کی نہانی پرانی باول جلائی بڑیگی تقریر ناقل تمام ہوئی ۔ دیا مندرجی اگنی اٹ
 اگنی سے تری سہانا سے جہارون دید شروع ہوتے ہیں ^۶ مولانا جہاں سے دید
 نقل ہوئے شروع ہوتے ہیں وہاں تک کے پشتک دیکھ لیمے ہر ایک نیک کے سرے پر
 شری گنیش کے منہ وغیرہ لکھا ہوا نظر آئے گا الفاظ مذکورہ کا تہ نہیں ۔ بعد اس کے پہلا منتر رگید کا
 یہ ہے جبکہ کہتے ہیں منی ہر منور کے ساتھ ساتھ دیکھے اگنی میسر ہے (ہم اگنی کو سہرتے ہیں)
 بڑو منتر (جو بہت بڑا گرو) جسے دھوم (یجر کا دیو) رتو جم (دکان) ہوتا رہ (مندرجی پہنچا ہوا)
 رتنہ ناما کلم بڑا دولمشد ہے انتہی سام دید کا پہلا منتر یہ ہے اگن ایا ہی (اے اگنی
 دہوتا آیا) دیتی (مہوائی مہولی چیزیں کہانے کے لئے) کرنا ناما (دوسرا ہی ہوتی) ہوئی دھوم
 کی چیزیں) واسنہ نے ہوتا (دینے کے لئے تم اپنے ہوم کی چیزیں لینے دینے والے ہو)
 ستسی (تشریف لائے) ورتشتی اس یج مین دوسرا منتر یہ ہے تو م اگنی جیبا نام ہوتا دوشہ
 منیام مہتہ دیوسے بھرمائے جنے دینی مندرجی پہنچائے والا) مقرر کیا جاتا ہے ۔ دیوتاؤں کے
 یج میں جی اور انسانوں کے یج میں بھی ۔ یہاں دونوں جگہ اگنی سے مراد ہوم کی آگ ہے ویک
 مصنف نے اس اگنی کے نام سے دیکو شروع کیا ہے نہ خدا کے نام سے ناقل کہتا ہے
 ویک فلسفہ کو کمال دہر کی سوچھی تاگ پانی بھرے برتن کے نیچے چلاتے رہو انجام کار بانی
 اڑ جائے گا تو گویا دیوتوں کے پاس یہ آگ اس بانی کو بطور نذرانہ پیش کرنے کو بھیجی ہو
 دیکھ جوت پوجا دیوتا پرستی کے رسیا یہ خیال چھتہ کر بیٹھے کہ ہم جو گھی جاول وغیرہ ہوم کی چیزیں

یوتاؤں کی مذہبیت میں اپنی حاست رانی اور کل کشائی کے لئے واجب کو پہنچا ہوا کام
 بھی آگئی سے ہی کو لہذا ہم کی چیز پر اہم کی جتنی میں جو تک چھوٹ چکا تک طمست میں بیٹھے کہ
 دیو کو نکو پہنچ گئیں اور جنیاں کو خاک و کچے کی تولا میں انرا ہوا تھا ہوا جتنا یہ دیر میں جو آگ کے
 گیت کا داغ آج آسمانی کتاب پر ہے جاتے ہیں اور چونکہ فطرت مذکورہ بالائی تلج کھو آج
 روشنی کے زمانہ میں تاریخ کیوت ساؤٹ کر گئی۔ اور یہ تمام عالم اللہ سبحانہ کی صفت تکوین
 کا پورا اور اس کے ارادہ کی منہری مراد کھل مثل کیا تو اب دیدوں میں خدا کے نام اور کام
 کی تلاش ہوئی چونکہ اس منہم مستجاب اچائی مدد سبب تسمائی و روحانی کا اس میں پتہ نہ تھا نا پنا
 دیکھتے روکھ اس نام اور کام کے دید کے کلریں جہانے پڑے۔ آگنی کو پرستور نہانے میں وہ
 نہیں بنی اور گنیش اور شیو وغیرہ اسماء مذکورہ بالا کو پرستور بناتے ہیں وہ نہیں بنتے۔ وہ یک فلسفہ
 کی سرشت بہتہ و فیرو پیکو ہیں کچھ تو ایک عالم ہی ہے۔ انظر آیتھا کلمے کا دودہ چونکہ گرم نکلتا ہے
 لہذا آگنی کا لطفہ حالانکہ دودہ تو ہمیشہ گھوڑی آگھیا کینا تک کا بھی گرم اور سعید ہی نکلتا ہے
 مگر ان کو آگنی سے پاکیزہ منور ہونا دیوتا کا لطفہ کہتے دیدک ہم رکتہ ہے۔ سونا پانی میں ڈالا ہوا
 پانی سے جتنی کہلنے کے وقت کا آگنی کا لطفہ لہذا سونا پانی ہی سے نکلتا ہے۔ افریقہ کے مہن
 حصص میں جوزمین اور پہاڑ سے سونا نکلتا ہے اس فلسفہ کو اس کی سہہ بہ نہی یہ فلسفہ
 اور آسمانی کتاب سے مقابلہ ارسطو کا فلسفہ جسے بہت سے کلامی حوزہ دماغن کو متوالا بنا دیا
 ہے جب وہی آسمانی آواز کے سامنے نرمی فطائی کے سوا حق رسی کا کام نہیں دیتا تو گیت
 کو ن بچارے ہیں آخما بیطوی فلسفہ کی ہی تو یہ ٹھنک حتی کہ جب تک بدن روح کے
 قبول کر لے کی استعداد نہ ہو یا کہ لے خدا کشا ہی چاہے وہ روح کو قبول نہیں کر سکتا اور جب
 یہ استعداد اس میں پیدا ہوئی تو اب خدا بھی اس میں روح پہنچانے پر مجبور ہی اس کے
 روح کے روح اس میں داخل ہوسے بغیر کتی نہیں اور اس فیلسفی دلیل بہ دینا تھا آگن میں گیلی ہوا
 لکری ملا کر ڈالو سوکھی چلیا گیا کیونکہ قابلیت اور استعداد جلنے کی موجود ہے اور گیلی نہ چلیگی

اسے کہ دینین قابلیت نہ کورہ تہین انظار ہی قانون مجبورون کا فاعل مختار فاعل و مطلق جہاں
 یہ احتمالہ حملہ فلسفیانہ روپ بھر کر کیا ہوا۔ من الشجر کمالا حضرت نارا الانہ سے اندہ پانچے ہی
 کو گر کر رہ گیا۔ آخر آگ سے گرمی پانی سے خشکی جدا نہیں کر سکتا یہ ویدک فلسفہ بھی فادسی کا
 ہم آہنگ ہے جو روسی اور جاپانی بھلیجی سے ڈٹا نظر آتا ہے۔ اس بھلیجی سے آگ کھلتی ہے
 جسمین گرمی نہیں ہوتی۔ بدن ہر ڈالکر دیکھو ہرگز نہ جلیگا۔ جب کا یہ لڑن دنیا آگ سے گرمی جدا
 کر لیں تو وہ فلسفہ کیسے حکمت ہو سکتا ہے جو خدا کو اس گرمی کے جدا کرنے سے عاجز ٹھہراوے
 اسی اسٹو کا قول تھا کہ سوچ بے مثل بے داغ ہے ابو دہرین سے ادسکی مثل کر دہن دیکھ
 سکتے۔ بلکہ بعضے اوس سے ہزار گنے بڑے ہیں اور یہ سوچ بھی سیاہ و اعون والا ہے۔ اس کو
 بابو پیارے مل ملک مد میں لکھکر بول اوٹھے کہ اب تو ادسکی خدائی میں بھی کلام ہو گیا۔ افسوس
 ایک شائن دہر میں نے ہی اس بارہ میں جو ویدکے گیت تھے ریت میں ملا دے یعنی رو کر کئے

حق کو مستقیم بہ دہرم کہتا نہیں ناوڈ گنگ ہو اگر مچ دھار میں سڑک میں ڈوبے عرب کے نشتر کین غیر کو دریا میں غرق دے جھکا منہ کا کیسا سزا کا کفر سے کوئی کام ادن کا نہیں اللہ سے	صرف اسبابوں کا یہ بھرتا ہے دم وہ ہی ہے درگے وہی درگے کی کم وہ کبھی دریا کی جے بولے نہ ہم ہار کر مٹی اٹھا بھرنے دم ڈوبنے بھی درگتے درگے کی ہم یہی دم بھرتا ہے یہ ویدک دہرم
---	--

بڑے فلاسفہ کوئی یہاں سے کہ عالم ہمیشہ سے یوں ہی چلا آیا ہے اور یوں ہی رہے گا جو وہ فلسفہ
 اگرچہ قدامت عالم کا قائل ہے۔ لیکن یونان کے فلسفہ کی طرح نہیں۔ لیکن عیسائی یہودی
 مسلمان یہ یونان مذہب آسمان کی مٹی کے زمین کی مانند قائل ہیں انکے نزدیک عالم قدیم

بابو پیارے لال کی ملک عدم سے الاستغولی ہو چکا کہ پہلے اکاٹن دہران پر مشورین سے نکلتے ہیں ہر ان
 دونوں سے نکلنا یاد رہا پھر کا بانا جو کہ ہر ب نا ہو کر اس کی دہرائی رہ جاتے ہیں وہ پر مشورین میں گھس جاتے ہیں
 اسی طرح داخلنا جی ہوتا رہتا ہے اور یونانی فلسفہ ایسا نہیں کہتا۔ ۱۲

میں بہشتی کئے لئے جتنے درخت تھے جدا کر کے صاف کرتا ہوں۔ اسے کچھ رقم کوڑوں سے الگ
 ہواؤ۔ اسے کسے سوچ دیتا پاکیزگی اور بیکہ کی غرض سے جتنے جنگل چٹنے کو دیوے تو اندر کے
 حصہ کا دودھ بٹھائے حال یہاں تک کہ وضع محل وغیرہ کی کمزوری سے پاک جہاں اور گھر آگھر
 قابو نہ لے سکے۔ یہاں کے گھر میں مدام باپت رکھ دو دوہوں بڑھ پوہوں پھل اسے فچی تو یہاں سے
 ہرچہ دیوں کی چوبانی کر۔ سرخی سے دہی ظاہر ہے کہ ہلکا ستر چمک کی شاخ کاٹنے کا دوسرا
 صاف کر کے کا تیسرا کچھروں کہ شاخ کے ذریعہ اون کی ماؤں سے جدا کر کے چھوٹا ستر اندر تو
 کے لئے دودھ بڑھائے کی درخواست میں گنواؤں سے اور یہ کہ سوتا دیونج کے لئے تھے حاصل ہواؤ
 کچھ بڑا اور گھر نہ سلطہ ہی پانچواں شاخ کو بلند مقام پر گوڑوں کے سامنے کھنے کا ہواؤ اور
 فچی سے اس اتجا کا کسے فچی تو یہاں کے چوباروں کی حفاظت کر۔ اس میں نام خدا اور خدا کے
 نام سے کتب شروع کرے گا کہ مطلق نہیں ہے یہاں کہ اب پویشور کا نام اس ستر سے نادر
 در سے ہی پڑت صاحب کا ترجمہ دم چھلے دار وہی سے کو مون دور مہلی مدعا کے مخالف
 اور شت پتھ کے حوالے سب بے اصل اور بے محل ہیں وجہ یہ کہ ستر اور شت پتھ میں اور ہی نہیں
 بلکہ وہ ہیں (اسلامی ہدایات و تنبیہات سے چونکہ کسی کسی دہر مانانے بنا بھر کے شروع میں لگا
 دینے ناقص کہتا ہے اور سے ویدک فلسفہ تو نے ایک بے شغور فچی سے کو تو کلی حفاظت
 کر کے کی لود کا ناسکھا یا اندر رکھے لئے دودھ بڑھائے کو گتہ سے کہتا کھانا یا سوچ کا جنگل چٹنے کو
 انا بتایا ہے انوس اول تا در مطلق عالم کے بنانے تھا سے پائے والے سے ایسا بے نیاز
 گویا کہ نہ اوس کسی حاجت کی طلب سکھائی اور نہ کسی مصیبت سے بچانے کی انتہا کرنا بتلایا
 گویا دودھ بہت بڑھانے میں بھی خدا سے سرو کا نہیں گویا آب برائے لگی ایسے ریلوں خدا کا نام
 نہیں۔ سہکی زمین میں خدا کے نام کا ستر نہیں۔ اب پچھتا کا ہوس سے جڑاں چٹائیں
 کہیت۔ اگر کوئی کہی کہ علی کو الی بتاں تو میں دہی کے دھڑی سے ہم جہاں جہاں ہیں
 کھٹکی ہلو کوئی دھانائی باز بڑا کھڑا ہو جہاں ہے تو اسلامی ساروں و سوا جہاں اسے چوکے

بہت دیر تک دیکھ کر کھانے پر فرقوم نہ جاتا ہے۔ دہن جاگن نہ رہی ہے۔ بنی رہی کی آوازوں کا
 سختی سبب آہستہ مگر دب آنکھ کھلی نظر پرانی ہتھکوں وید کی ہڑائی تفسیر وغیرہ کئی تو ادوں نظر بند ہی کے
 باعث ان میں سے بہت تک نظر نہیں آتا تو اس قول کو انصاف تو نالی نہیں سمجھتا۔ انھوں نے دیکھ کر پہلا

ستر ہی ہے لہٰذا شینا مار ہی یعنی وشواتی دیو بانی و بھرتہ و اسی پتر پلا سے شام کو دانت سے
 دو ماٹوے تو **ترجیح** جو تین سات یعنی کہیں بہت سے روپ پھر لے والے سہ طرف گھومتے
 کچھ نے ہیں بانی کا الگ اول کا زور میرے بدن میں اب دھال کرے درتہ سناستی نفعی لغوی
 تمام ہیں یہاں بھی مسئلہ جرن دیوتا پرستی درشن کر رہی ہے خدا پرستی کا نام نہیں و ہم گمان
 نہیں بندت جی جن بھوت پریت سے منکر تھے وید کا مصنف بانی کے ملک سے اچھن کی
 طاقت حاصل کر کے سہ طرف گھومنا چاہتا ہے۔ خدا کی طرف نہیں آتا۔ بندت جی کی انوکھی راہ
 کی راہ نہیں جاتا اسکا مندر چہ مستیا رکھنے کی اصلی حقیقت ویدوں کے مصنف جین مت
 والوں کے بزرگوں کی طرح خدا اور نام خدا سے نا آشنا تھے شتواں مغرب سے عرصہ دراز تک
 ہند میں داخل ہوتے رہے اول کا عقیدہ تھا کہ پڑکھو کی پاک روچیں چاند سورج و نیوہ کوکب آگ بانی
 و نیوہ عناصر مختلفات کے دیوتا و نیتیاں (اد پر تک کے گڑھے) جو انکو بوجھا ہے وہ اس کے مطیع
 ہو جاتے ہیں ادھر پوری مہربانی کرتے ہیں اذ کھول لے اوپر کمال بھر دیا کر کے سندیں قدم کھا
 اوکھے گئے گنا شروع کیا۔ وہ گیت بہت سے ہو گئے ان کے گانے کا نفع بھی رسم تھا۔ سب
 اسے رسم بچھتی بچھ کے لئے کبھی گھوٹا کبھی بکرا کبھی گائے جھوڑے وقت مقرر ہوا کہ اس رسم لے
 کا آئیں لانے کے وقت اپنے منور دیوتاؤں کی استتیا رکھانے پہلا دیوتا اگنی جو برہم ادوں کے
 پرستہ تھے کا ہم کرتا تھا۔ دوسرا دیوتا ویا۔ اندر غریبا۔ تیسرا آسمان پر گیا رہ زمین پر گیا رہ خلا میں
 دیوتا اُنکے ماتے ہوئے تھے۔ سوا دسوا سے ہم شلوک ۲۸ میں لکھا ہے کہ رگویا کے دیوتا دیو
 ہیں بھروید کے دیوتا انسان ہیں۔ سام و ید کے دیوتا مہروں کی روچیں ہیں۔ ایتناؤں سے مراد
 باپ مادی و دائرہ آستا وغیرہ ہیں۔ باپ دادا کی روچوں سے مراد پتر پلا جینکے لئے شادہ کا ارت

تیار کر رہا ہے۔ دیہوں سے مراد وہی میتیں ^{۱۱} دیوتا ہیں جو ہریت مجموعی مشہورہ معروف ہیں اور ان کے ساتھ ادنیٰ بی بیوں اور خیموں میں جیسے ہم کے ساتھ ادنیٰ ہیں بھی ان کے ساتھ ادنیٰ بی بی افغانی بھرویدادھیہ ^{۱۲} منتر ^{۱۳} میں رہ کر اسی طرح میں مدد فرمائی کی دعوت و تپا ہے کہ اے (تسونا) اسٹوئی کا مدغم درو (اکادستی تری بھی) بارہ ٹکڑی سمیت گیارہ تپان تپیشٹن ^{۱۴} دیوتا بھی (دیوتاؤں سے) (مٹھو پیٹھ) مدد پینے کو (ایاتم) یہاں آیا کر۔ اس سے اسٹوئی کہہ دیجئے جو ثابت ہوتا ہے ناقص کہتا ہے دید میں جس دیو جوت عند کر وہ دیو کی از رویت ^{۱۵} پاپا ہے کا مدد چوٹا چھوٹا مونا گیتہ دیانند جی نے دیکھا جب دعوت کرو یا نہ بد دیوتا و دیوتا کا نام پاپا پیٹھ کا نام ہے۔ اس لئے کہ حق عبادت پر مشورہ ہے اس پھر پھر اسے۔ بد کر الازام شرک۔ سے کیا دیا اور سائن دھرم کی طرف جھکا دیا یہاں اس معمولی کارروائی سے برصیور کا گھر آباد ہو جائیگا برصیور کے ساتھ برصیور نے یہ محنت بچائی گی چنانچہ اسٹوئی کا روٹھا ایک جوتا دیوتا، ثابت ہوگا اندر میں کو دیانند جی نے برصیور رہا تھا اور ان کے ساتھ اندر لائی جی آئینہ مشرف لائی تھیں سہ سہجات اللہ عظاما اصفیٰ ۵ تقریر ناقص تمام ہوئی۔ اس کے علاوہ ادبھی مقام میں جسے ۳۱۳ دیوتاؤں کی تعداد وضع ہوئی ہے۔ بھرویدادھیہ ^{۱۶} منتر ۲۹ ملاحظہ ہو (سوتا برکتی آہن) سوتا دیو پیٹھ دن کا ہے (اگنی درستی) اگنی دوسرے دن کا (ترتی دیو) تیسرے دن کا دیو (ادیو یا چوٹے) چوتھے دن کا ادیتی دیوتا (چند مانہ پچھے) جب پانچویں دن کا (دوسرے پچھے) رہے چھٹے دن کا (دسپنے مروت) ساتویں دن کا مروت (دسٹے در مہستی) آٹھویں دن کا وندہ ہستی (چنانچہ جمہرات کو ہندو برہمن دو دن کی تقسیم میں اسی وجہ سے بولتے ہیں) (دوسرے منتر) دین کا منتر (دسٹے مروت) دسویں کا دن (اکادستی اندھ) گیارہویں کا اندر (دو ادستی و سولید پوا) بارہویں کا دسویں دیوتا ہے۔ علاوہ برین چند دیوتاؤں کو فاس دنوں سے منسوب کر رکھا تھا۔ اور حسبِ حکی بوجا کرتے تھے ازل کو اسی نام سے منسوب کر لیتے تھے کہ یہ اسی دیوتا کا داعی ہے کہ ادنیٰ میں سوسپ کی پوجا حسبِ دن ہوتی تھی اور اس کا نام ادنیٰ ماری دیوار لیسے ہی پشپتور اور پشپتا

موم کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام سوموار جبکہ مخفف سوتا رہی چندروار اور جس دن شکل کی پوجا
 ہوتی تھی اوسکا نام منگلوار اور جس دن بدھ کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام بدھوار اور جس دن ورسہتی
 کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام ورسہتی وار اور جس دن شکر دیوتا پوجتے جاتے تھے اوسکا نام
 شکر وار تھا۔ مسلمانوں نے جہاں مندروں کو مسجد بنایا وہاں مہنتہ کے دنوں کو ان سہ ماہیہ
 ناموں سے پاک کر کے موحدانہ دستور (اول ناموں میں بی) بجایا دیا منہجی نے وہی اسلامی
 رویش اختیار کیا جیسے ادھوں نے زمین سے چھوئے مشعبدوں کے مسجدوں کا عقد کیا یا اہل
 و پسے ہی آپ نے بھی دیدوں پر قلم علیا کر اگلے مشعبدوں کے ناموں کا قصہ مٹایا دناقل۔
 دگر ادن کے سٹے اور سردار قون کا ٹھکانا مثاناق بوسے باہر بات تھی اور ادن ناموں کے
 ساتھ جو خاص ایسے اوصاف منہج وید تھے جو شان اوسیت کے مٹانی تھے اوتھوں نے
 اس منہج عنکبوت کو دید کے چولے پر کھٹہر نے نہ دیا) بجز دہاد دھیا بے ۹ ۳ متر ۲ گھنٹہ سوا

چندراے سوانا کشری سوانا اوکھیہ سوانا اور ناے سوانا پوناے سوانا) ترجمہ

ہر جہت کے لئے سوانا چاند کے لئے سوانا پتھر والوں تاروں کے لئے سوانا ناوت واسے کے لئے
 سوانا سب جہات کرمات پتھروں سے وابستگی اور سکے دیوتاؤں سے عقیدت آل سے ظاہر
 ہے یہی رگ وید کے ہارجی وگل گئی وغیرہ منہجوں سے واضح ہے اُسے یوں التجا کی جاتی ہے
 دوشانتی انتر کشم شانتی پر کھوی شانتی اپہ شانتی اوشد یہ شانتی و سہتیہ شانتی و شوید

لوانا شانتی برہم شانتی سروم شانتی سانت رہو شانتی ساما شانتی وہی ہی ترجمہ
 اے سوچ کے رہنے کی جگہ شانتی یعنی راحت بخش دوشانتی بخش اے انتر کشم
 کے میدان شانتی بخش اے آپ پانی کے کرہ شانتی بخش اے اوشد یہو بونیو شانتی بخش
 اے و سہتیہ محلات کے دیوتا شانتی بخش اے و شوید یہ سب کے دیوتا شانتی بخش اے
 برہم لوک سپک بلند کرہ شانتی بخش اے سروم جگہ لوگو شانتی بخش اے شانتی راحت خالی
 راحت بخش وہ شانتی کہ جو میرے گھر میں راحت ہی راحت ہو ترجمہ تمام ہونا ناقل

کہتا ہے ویدک دھرم کا فلسفہ دیکھو راحت رسانی کے اسبابوں سے راحت مانگی جاتی ہے
 بہانہ کہ راحت سے راحت گھر بھر مانگ کر اس ہاتھ جوڑو کو ختم کیا اس راحت طلبی کی فلسفیت
 کی مثال یہی ہے کہ جیسے مقتول کے جو عنقریب قتل کیا جائیگا تلوار کے آگے ہاتھ جوڑے ڈنڈوت
 کرے کہ مجھے ساقی دے قتل نہ کر اور قاتل کی طرعت بالکل انفعات نہ کرے اور مکی پرواہ نہ کرے
 تو وہ اس بنے پرواہی پر اس کا سر چلدا دڑائے تو اسے ہنگاموں کے جگنو تھیں بھگوان لگتی کہہ دو
 تلوار سبکو سنا رہا ہے قتل کرنے سے قاتل کا ہاتھ روک دیگی بجھل باسی بڑھتی پھیلیاں کھائے والی
 قوم دیدہ ویش بہ کہہ والی کہ سینھل کا درخت جھکے پاسے جڑ کو ہولی ہوتی آج فلا سفر بنائی
 جاتی ہے ان کے ویدی گیتوں کو عین حکمت تانا جاتا ہے۔ ماضی میں دیکھا۔ دیکھی قتل اور
 حکمت کے واقعات کے منہ پر ہیں چادر پرویدگار لاسے اور ایندھ کا میگا۔ یہ کوئی حکم نگر جی نہیں
 کہ جو قدرت کا ملہ اسباب کو اپنے حکم پر جابرانہ طور پر لٹکائے۔ اسوس ان ہنگوں کی زبان سے
 حق قاتل سے مانگ تاں گ التجا کا کوئی گیت بھولے سے بھی نہیں نکلا۔ حال بنایا دیا لو ب کچھ
 دیتا ہی نہیں تو اس کا نام داتاؤں کی فہرست میں کیونکر آتا جو دانت سرکش باہی حشولات کے
 دیوتا جڑی بوٹی جہات کرمات وغیرہ سے رہے ہیں وید میں اوہین کی کوکا شیر کی دھوم مچ
 رہی ہے۔ حکیم رام کرشن جی کہتے ہیں کہ ہنود کے نزدیک مخلوقات کے پیدا ہونے میں مثبت
 ایڑی کو کچھ دخل نہیں میں کہتا ہوں بموجب منتر ہلے مذکورہ بالا وغیرہ اس منترے شاز کی نگون
 از تخلیق تا تدبیر کسی کا بھی ویدک دھرم جہان میں دخل نہیں بلکہ ییو تا کے قائم مقام بلکہ کوئی بہن
 گائے دوہے گائے کے پاس سی لیکر جاتا رہی کو مخاطب کر کے کہتا ہے دیو سے تو اسو پتر

سوے ستوڑہ باھو جھیا م پوشتو ستا جھیا م آدوسے ادیتی راتاسی **ترجمہ**
 اسے رہتی سوتا دیو کی تحریک سے اسوی کمار دن کے دونوں بازوؤں سے پوسن دیوتا کے
 دونوں ہاتھوں سے میں جھکو بکڑنا ہوں تو ادنیٰ آسے لئے سی ہے (انگ منتر میں گائے کو پکارتا
 ہے (اڑا ہی اومت اہی سر سویتی اسو سے ہی۔ اساد سے ہی اسو سے ہی ترجمہ

اسے گائے چلی آ اسے اوتے چلی آ اسے سورتی چلی آ اسے سوند رنگ والی چلی آ چلی آ
چلی آ دوسرا ازان پھیلی ٹانگوں میں سجے کی رتی باندھتا ہوا کہتا ہے کہ ادھی رات سنا سنا
اندرا اب اسٹینڈ بوشاسی طرہ اب بدیشہ مڑتے اسے رستی ڈال دیتی تھی اسے کے لئے تھی آ
(افسوس) گائے کے سر کا تن چر اسے بکھرے تو ہوا کی شکل ہوم کے لیے دودھ چھوڑ دے
(بکھر دودھ دہتے کہتا ہے اسٹوے بھیا م بنو سو۔ مہ سوتی ہنسا اندر اسے پوسہ سوا ہندرت
بار ترجمہ اسے دودھ اٹھائی کا روں کے لئے نکل آ رستی یونی۔ اسے لئے
نکل آ اندر پوتا کی بی بی کے لئے نکل آ (سوا ہندرت) اور جو دودھ کے قطرے دودھ کا
میں نیچے گر چیں وہ اندر کے لئے سدر ہوم ہوں چھ گائے کے کھنوں کی سیاہی کا منتر پڑھتا جاتا
ہے اور دودھ نکالتا جاتا ہے کہ اسے گائے تیرا کھن (باکھ) سایہ راحت ہے فزرت پڑھتا ہے
کھی کا خزانہ ہے دولت کا بخشنے والا ہے دولت کی کھیتی سے ڈال اپن سخی ہے۔ سا جی کھن
(باکھ) کی بدولت ہم تمام انسانوں کی زندگی کے اسباب ہم پہنچاتی ہیں اس کھن کو اس بچہ میں
ضرات کر ڈال (اروا انتر کشرم اوسے) اور میں آسمان کو جاتا ہوں گائے کی خوشامد ہے
کہ دودھ اچھا دے اور آسمانی دیوتوں کو پہنچے اور وہ خوش ہوں۔ ترکیب یہی دوسری کی
کتابوں گرہ سوتروں۔ ست پتھ۔ گوپتھ۔ ایتری کا تائن وغیرہ ہر دیوتا کی پوجا اور ہر برہم
کا پتہ ملتا ہے (اس بکھر مارے ناچار ہو کر) بندت دیا منڈے اس سے انکار نہیں کیا نہ ایک
وید کے ساتھ دیو بالاسوجود ہے اوس میں دیوتا تفصیل دیتا ہے گئے ہیں پتہ رستی۔ نے
بکھر بھارتے ہوتو اسامی التباس کیا ہے۔ نزولت میں خاص ایک کا ٹڈ ہے اوس میں وید
کے دیوتاؤں اور دیویوں کا نام بنام ذکر آتا ہے اور یہاں کہ مذکورہ بالا منتر و عین دیوتاؤں
اور دیویوں کا وجود پایا جاتا ہے ویسا ہی بحر و پادھیا ہے ۴۸ منتر ۲۰ میں لکھا ہے کہ گئی دیوتا

۱۔ (بکھنوری) جگائی جاتی ہے گویا یہ کہے بغیر رستی رستی ہی ہے اسے کی بھلا فلسفیت ہے یا دیوتاؤں کی پڑ
جو تم کہو انصاف دہی ہم مان لین ۲۰

دیلو دیوتا سوریلو دیوتا چندرانا دیوتا وسودیتا رور دیوتا اوتیچا دیوتا هرور دیوتا وشویدیلو
دیوتا رسیجی دیوتا اندر دیوتا - ون دیوتا - دیوتاؤں کے بابیٹیں جو یورپ کے علمائے
تحقیق کیسے دیباہہ رکوپہ ڈاکٹر میکس مولر اور دیباہہ رکوپید پارسی لسن اور تاریخ ریلو
ہنٹر اور تاریخ لٹھ برنج اور تاریخ ہند و روم ہند و راجہ سارنہ بھارتی ملاحظہ ہوں ان کے
مذہبہ انوکھنکا اور دیوتا مالک ہرید کے ساتھ روح سے ملحقہ ہوا اس سب روشن ہو جائیگا کہ لگتی
دیوتا رلیوتاؤں کے نام میں انہ اشور کے بحرید پورا اشیات ۲۲ نمونا اور مشرق و ۲۲ نام
۱۸ جنہ صدا دیگھوربان سے کسم تکی کچھ ضرورت نہیں خود ہی روشن ہو جائیگا کہ اسماء مذکورہ خدا تبار
کے نام میں ہیں دیوتاؤں کرامت جہات وغیرہ کی ہیں ۔

دینی پر ہمیں کسی کو لکھا ہوا ہے کہ
 ہم پر ہوشاں کے اور پر پر ہوا ہوا
 کالی گردن والا آگنی دیو کو
 دیو کو جتا ادینی دیو کو
 ہے سر دیا غاص دھار دیو کو
 دیو دیو پر جھبٹا بچھیا کا کیا
 ہے دھواں سا آسمانوں کے لئے
 اور جھٹکا جتا بجلی کے لئے
 ایشیاں کے جھٹکے کو ہے چٹا ہزار
 کاتے کا جھٹکا برہمپت کے لئے

میں نے دیکھا کہ وہ ایک اور شخص کے ساتھ گیا تھا جو اس کے ساتھ تھا۔

دیوی پر بھینسا مارتا پٹنجاہی کو اور بکرے میٹھے مار کر مہا پن کا تا اون کے خاندانوں کو کھانا
 ہو گا اوس پر اس وہک پر مان کا عمل رات پونہ نہ رہیگا قربانیوں کے بارہ میں ویدک
 سماجاریوں میں سام وید کے پہلے دستہ کا منتر ۵ منتر یو پریم پریشتم آیتھم رتھم نہ اگنی
 وہ اسوا سے یعنی اے لوگوں میں مہا پن پیارے یہاں سب سے پہلے آتو اے اگنی کو کھارے
 کے بلاتا ہوں درکش گریوا اگتھا کالی گردن والا اگنی دیو کے لئے (و بھروہ سو سیا) بھروہ
 نیوے کی رنگت والا سوم دیو کے لئے (سوتپا واپو ییا) سفید رنگت والا واپو دیو کے لئے (ادرجیا
 ادیتیا) بے لعل ادیتی دیو کے لئے (سرو پادھا تر جی) نندہ نخل والا دیا زو دیو کے لئے (و لستریہ
 دیوانام پتی بھیم) بچھا دیو کی بیویوں کے لئے (کرشنہ جوما) کالا زمین کے لئے (دھومرا
 انتر کشا) دھواں ماسلمان کے لئے (بھورھنتہ) ذریا ہا (بڑھنے والا دیو ہل کے لئے) (مٹلا
 وید تانیا) سفید چٹنا بجلی کے لئے (النی قولہ) اگتھے (قرآن کرتا ہے یجر وید ادھیاس ۲۶
 کے منتر اے ذیل کے جملے فقرہ فقرہ کر کے دکھاتے ہیں جو اچھل کی اردو بھاشہ ملی علی زبان ہن بجلی
 اون جانوروں پر فطرت کے ناموں سے کھڑا سامی تفاوت رکھتے ہیں جن پر ویدے اون کا مٹلا
 کیا ہے جن میں کسی حرف کی حرکت محاورات اسندہ کے ماہر و پونہ و پونہ لڑیگی اور وید کے کھلے
 ہوئے سماجاریوں پر کڑی بالا حیرت پر کاپورا ہوا چپ نہ سکیگا (سوامی مہنان اگتھے)
 سوم لگے لئے ہنس قربان کرتا ہے (سمنکرت اور اردو دولون ہنس ایک شہور پر نہ بکا نام
 سبکو اگتھے قربانی سوم کے لئے ہو رہی اب اگر ہنس کو مثلاً گنگا جیل بہلیا کدو یا مونی تبار
 تالم ٹول کرے کچل تک کو اپنے اوپر مٹھائیگا اور صدق دیانت کا جو کھم گنوا ہیگا اور ایسے ہی
 آئندہ ناموں کے ہتھ پھیریں طارنا جیگا (والیسے دلاسا) منتر کے لئے شتر مرغ یا جڑن
 (مرغابی) (دورنا سے جکو کا کن) درن کے لئے جکو اچکوی (ایسٹھ) قربان کرتا ہے
 (۷۲) اگنی کرؤن ایسٹھ) اگنی کے لئے مرغ قربان کرتا ہے (ولسنجھی بھیم الوکان) (ولسنجھی
 ۷۳) ولسنجھی منکلا کا دوا جیسے کھینچتی اسی مادہ میں سب لڑکی کو گیتیا کرنے والے برہمن کو کہتے ہیں
 جملوں کو لکھا ہے اور اسے لئے کہ تو جھلت ہو برہمن وغیرہ سے سونا ہے اسے

کے لئے اُن کو آگے لگائی اور سوم دونوں کے لئے نیک کتھ استوئی کما دین کے لئے مورا اور مترا اور
ورن کے لئے کبوتر قربان کر لئے (۷۳) آگے منتر ۲۶ میں ہے (آگنی مگر مہیتی بارو شان) گھڑکی
آگنی کے لئے پارس نام پرندہ ۱۱ تا منتر ۲۹ ہدی کی حقیقت میں ۱۱ ہیفو ۱۹ دیکھو پر جاہتی بارو شان
پر جاہتی کے لئے انسان قربان کرتا ہے جو پڑا کتا نام نام دیوتاؤں پر قربان ہو رہی ہیں جن
منشروں میں گویاں گاسے کے اُوکان اُوکے کُجھان کُجھ کے لوان بیڑے کے کوٹھان کُٹھ کے
اشتران سستہ اونٹ کے کبوتران کبوتروں کے معنی دیتے ہیں ایسے الفاظ ہیں جنہیں محمدؐ اُسید
اردو زبان میں بعض جگہ بلا لغات اور بعض جگہ قدرے لغات اور بعض جگہ سمجھامی مادہ کی
سمجھائی دیکھا اُن الفاظ کو تحقیق کے کمری جیسے ہیں پھنسنے سے پہلے کے لئے پس ہے اور جگہ
وید منتری سے پوجی اپنی پوجی ہونا ثابت ہوئی اور سورج سے علم عقل صحت تندرستی
اولاد دینے والے کے منتر اتھا ہے تو اب دیوتاؤں کو سورج بجلی وغیرہ کو جانور دن پرندگی
قربانوں سے پوجنا ماننا دیدہ کا ماننا پڑے گا اور جنہاں پوجاؤں کی بھلائی کا شرک ندب کا
تو دیوتاؤں کو کُرات جہات وغیرہ کی اینٹھ مڑور سے بے انتہا گہرائی کا سمندر شرک بھلا دید
کا کیسے پٹ سکنا ہر نوعیک جو بزرنگ روپ جس میں الہی کے ذرے ذرے سے عیاں ہے
وادی کا حصہ ہر اوس کا جسکی کوئی کل شرک سے ڈالی نہیں۔ بطور نمونہ ہرھو آیات قرآنی
وَلَا تَاْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ اِلَّا بِطَرِيقٍ حَلٰلٍ وَّ اِنْ تَرَوْا مُدْرِفِيْ اَيْدِيْهِمْ اِلَى الْاَمْوَالِ فَامْنُوْا مِنْهُمْ
اِنَّهُمْ لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْكُمْ لَئِنْ كُنْتُمْ عٰدِلِيْنَ فَاُولٰٓئِكَ لَا يَصْلٰحُ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّكُوْنُوْا اَعْمٰلًا مِّنْكُمْ
لَا يَخْلُوْا عَنْكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا اَعْمٰلًا مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ لَا يَصْلٰحُ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّكُوْنُوْا اَعْمٰلًا مِّنْكُمْ
لَا يَخْلُوْا عَنْكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا اَعْمٰلًا مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ لَا يَصْلٰحُ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّكُوْنُوْا اَعْمٰلًا مِّنْكُمْ
نام پر پوج نہوا موارے) اور بتوں اور کھانوں پر جو فوج کیا جائے وہ حرام ہو۔

مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے فتاویٰ عزیزی سے نقل کیا گیا اصل دہلوی نے
ہوارق میں و فی الحدیث لعن اللہ من ذلجہ اللہ لکھ احمد دا بعد املعنا من
ذبح لعنہ اللہ تعالیٰ رولا ابوہ اود و فی شراہ ابی عبید و سبتان الفقیہ و کثر

العباد انہ لا یجوز ذبح البقرۃ والغنم عند الاعتدال ولولہ علیہ السلام
 لا عقر فی الاسلام ہکذا فی سنن ابی داود وکذا لا یجوز الذبح علی النباء
 الحدید وعند سائر الدلائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھنٹی عن ذبائح
 الحنن لانہم لیکرمون مخافۃ انہم یملکوا المریدین جو ذبیحہم الحنن فابطل النبی صلی
 رحمہ عنہ وھکذا فی کتب الشافعیۃ کما قال المؤدی فی شرح المسلم ص ۱۹۰ فی
 المدر المختار ھکذا بہم لھذا وہ الامیر و محو کا کو احیاء العتقاء یحرم لانہ اھل بہ
 لعنہ اللہ تعالیٰ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ علیہ ص ۱۹۰ **توجہ** اور حدیث میں ہوسنت کرے
 اللہ اور سپر جو ذبح کرے واسطے (تقریب عبادت و چاہو ہی) غیر اللہ کے روایت کیا اس حدیث کو
 امام احمد نے اور نیز ملعون جو ذبح کرے غیر اللہ کے (تقریب کے) لئے روایت کیا اس کو ابو داؤد
 نے ابو عبیدہ کی عزت اور ستان الفقیہ اور کینز العباد میں ہے کہ جاتر نہیں ذبح کرنا کافے بکری
 کا پاس قبروں کے میں فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ عقر نہیں اسلام میں ایسا
 ہے سنن ابی داؤد میں اور ایسے ہی جاتر نہیں ذبح کرنا نہار جہد پر اور ذبیحہ ہدائی دار کے
 اسلئے کہ آپ صخ فرمایا جو ذبح جن سے اسلئے کہ وہ (مشکرین عرب) بخوف اپنا دھبی جن کے
 ذبح نہ کرنے کی حالت میں جنوں کے اکرام کے لئے ذبح کرتے تھے بس باطل کر دیا اس کو آپ نے
 اور منع فرمایا اسی واسطے کہ کتب شافعیہ میں جبکہ فرمایا امام نووی نے منع صحیح مسلم میں اور مختار
 میں ہے اور جو ذبح کیا وقت شریف آدمی امیر بادشاہ حاکم کے) اور اسکی مانند کسی بڑے
 شخص کی آمد کے وقت وہ حرام ہے اسلئے کہ وہ اھل بہ لعنہ اللہ میں داخل ہے اور اگرچہ
 اور سپر اللہ تعالیٰ کا نام (بھی) لیا ہو اسلئے کہ یہ صورت ہے بھینٹ دینے کی سی) اور اگر ذبح
 کیا واسطے جہان کے حرام نہیں اسلئے کہ وہ سنت قلیل غلبۃ اسلام کی اور اکرام صیف کا اکرام
 لوجہ اللہ تعالیٰ (نہ صورت بھینٹ کی) ترجمہ تمام ہوا۔ سد و وغیرہ کے بکے میں جو ذبح
 علماء زمانہ میں اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بعض اہل علم غیر اللہ کی نذر بھینٹ کی نیت کو سد و

بکری حج، اللہ نام برفیج ہو تب میں موثر نہیں جانتے اس جانور کے حرام ہونے میں قابل حلت
 یہی صاحب اوراق البصیر ۲۰۲ لکھتے ہیں رسالہ نذر مولانا محمد حسین لکھنوی سے نقل کر کے
 و نذر شیخ سعدی دامثال آن حرام است و نیز و مانند آن کہ نیام شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ اگر
 وقت، فوج ناسن گرفتہ باشند گوشت مر داری و دو خوردش روا نباشد قال اللہ تبارک و تعالیٰ
 عالم نیکو اسم اللہ علیہ و آلہ کفری و اگر نیام خدا بہ اسم اللہ اللہ اکبر فریج کردہ باشند اگر چہ
 رد دل نیت، فاسد دارند ظاہر خوردش حلال باشند۔ لیکن متقی و پرہیزگار را باید کہ خورد
 والا جانوران گمان بر مذکوبین نذر حلال است پس گھراہ شوند انتہی لفظیہ ۲۰۲ مولانا محمد حسین
 صاحب خلف مولانا محمد حسین صاحب موصوف الصدوقی دینی تفسیر سے ایک رسالہ میں ۳
 مطبوع ہو چکا ہے اس سدو کے نذر رسالہ نے جو سے بکری سے کہ اگر چہ نیام خدا فریج ہوا ہو اگر
 فرماتے ہیں اور عنوان اور معنوں کے فرق سے اپنے باب کے کلام کی تادیل کرتے ہیں اور
 حلت میں شبہ کا مورث اولن کے نزدیک بھی اولن کے اس قول (لیکن متقی را باید کہ خورد)
 کو بتلاتے ہیں جب اسلام میں اس باب میں اتنی احتیاط مقصودھی تو اوت بھوت جو مسلمان
 دی کر ہات جہات وغیرہ کے جھنگوں والوں کو اور کساہنا دیکھ دھرم میں دیکھتا تو
 سے آئینہ کام لیتا ہے۔

<p>دیکھ کر شہر رختے اور چہراں ہم ہیں ہوا حیدری معنائیں جھنگوں ہم کھول ڈالا کھل گیا سلاہم وہ تو غلا دشمن دین پرستم بہت ماہے شیطان سورج کے جہم منہ سے دلتے ہیں شاہ امم موسم غصہ بوجہ جن کا دھرم</p>	<p>آریوں پھٹن اور غیظ و غضب یا الہی یہ موت کیسے ہیں پردہ زین کا جب پردہ نشین منہ ڈھکیا بیٹو بتاؤ تھے غضب دوہر سوچ بکھلنے ڈوبتے تبھی تو ان تین وقتوں میں نماز آریہ یک قوم کعبتر اور ہی</p>
---	---

کھیلے وہ توحید اسلامی کا سانگ اور عیسیٰ بن ہود بادیکے ہرم
روکنذیب حصہ ۲ کے صفحہ ۵۹ میں بحر وید کے کچھ باب کا متر عبارت سنکرت بمعنی نقل و بار
اسکا ترجمہ یہ کیا سنہری پردہ آفتاب میں جبکا منہ دکھا ہوا ہے وہ میں ہی پر مشور ہوں
بحر وید باب ۲۵ متر کا دیانندی ترجمہ جہاں صفحہ ۹۰۵ کہ اسے پر مشور۔ آپ اصولی تو اہل

نقہ پر چلنے سے حاصل ہوتے ہیں آپ کی ذات میں زمین قائم ہے اور قائم کا کل آدمی
پدارتھوں (آسمان سورج وغیرہ اشیاء) میں آپ کی ذات بالکل قائم ہے انتہی پر مشور کے
اوجہ کا ذکر جو وید منتروں ہی اوپر مذکور ہوا اس منتر سے کھل گیا وہ ادبند یا ہوجا کہ تھا زمین کا
اور جب ذات کا لفظ موجود ہے تو صفت علم و قدرت وغیرہ میں ہونے کی تاویل کا بھی موقع ہے
جو کہن ظن یہ کہہ دین زمین جب ننھی اور صفت علم اور مادہ الہی میں اسکی ایجاد کا نقشہ امتیازی
کھانا نہ ہو مری جس میں: مثال و لفظ کاک کے حکم اور خیال کی مجال نہیں اسلئے کہ اول تو
نقشہ ذات مزبور دویم اس آریہ مت میں عالم الہی کا اشارے سے متعلق قبل جو دیا رہیں انہیں

اور جب آسمان اور سورج وغیرہ میں بموجب ترجمہ کھاشا دیانندی وید منتر کی تفسیر سے پر مشور
کی ذات قائم فرما ہے تو سنہری پردہ آفتاب میں پر مشور کا منہ دکھا ہوا بیان کرنا وید منتر کا
دیانندی صداد کے خلاف نہیں بوجی اور بچوائی ہوئی ہو اچھی منتر وید سے دیانندی سے
سناؤ تھی سور یہ پوجن پر ہوامی جی کی کرپا ہو گئی کھلا سورج ہوا گئی پوج اوٹنے دھن دولت
اولاد اپان پران کی سلامتی مانگ کر آرتے جی۔ موجد نہ بیگیے تو اور کون بیگا۔ وید کہ ہم
کی اصلی سیرت کو جس صورت میں آرتے چھپائے ہوئے ہیں وہ نبض اور غضب پر ہمسے

آبادہ نہیں آریہ تو بایں وجہ مجبور کر رہا ہے۔ امام محمد کی موطا میں ہے اخیراً مالک الحدیث
اِنَّ سَمُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ قَالَ اِنَّ السَّمْسَ تَطْلُعُ وَصَمْعُهَا
فَرَقْنِ الشَّيْطَانِ فَاِذَا السَّمْعُ نَفَعَتْ لَا تَلْمِیْ نَاثِرًا اِذَا السَّمْعُ قَاتِلًا نَاثِرًا اِذَا
نَاثَرَتْ فَاِذَا نَاثَرَتْ فَاِذَا نَاثَرَتْ فَاِذَا نَاثَرَتْ فَاِذَا نَاثَرَتْ فَاِذَا نَاثَرَتْ

فَاسْرُفْهَا قَالُوا وَلَهِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ
 فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ صَلَاةُ بَابِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَغُرُوبِهَا وَرَحْمَةُ
 خَلْقِ قُرْبَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَكَبُ أَفْقَابِ طُلُوعِ هَوَاتِهِ
 کہ ساتھ اویں کے قرن ہوتا ہے شیطان کا پس حق کہ اونچا ہو جاتا ہے سورج جدا ہو جاتا ہے
 اویں سے جدا ہو جاتا ہے (نصف انہما پس) نزدیک ہو جاتا ہے سورج کے ہر
 جب ڈھلوتا ہے جدا ہو جاتا ہے پھر جب قریب ہوتا ہے چھپنے کے نزدیک ہو جاتا ہے اویں
 پس جب غروب ہو جاتا ہے جدا ہو جاتا ہے اویں سے کہا اور منہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے غار پر سننے سے ان وقتوں میں۔ ترجمہ تمام ہوا بعد اس کے حضرت عمر رضی
 اللہ عنہ کے انکسار سے حکو بخاری وسلم نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ شیطان
 کے دونوں قرن طلوع ہوتے ہیں آفتاب طلوع ہونے کے ساتھ اور غروب ہو جاتے ہیں
 سورج کے غروب کے ساتھ الحدیث کا ثبوت میں ہے کہ شیطان کے دو قرن۔ سے مراد اویں کے
 دو کردہ ہیں جن کو لوگوں کے بہکانے کو بھیجتا ہے (التعلیق المجدی) سریتی باب دہوتا
 بوجہ اور شیطان پرستی کا بھانڈا اچھوڑ دیا آئے اس پر کھٹکھٹا ہے ہوا۔ یہ ہے کہ اگر کوئی
 شکل کر ویت ارستی برہ کپے کہ زمین کے کسی کسی جہم پر سورج کا طلوع اور غروب اور آواز
 و سر ہوتے ہو تارہتا ہے۔ تو شیطان کے قرون کی کثرت اور مطلع و مغرب از ہر استوی پہاں
 کہیں ہوا اویں مقام کا شیطان آٹھ آئے کے لئے مسعد لہذا یہ حکم نبی صلوٰۃ کا اویں
 خاص مقام کے متعلق ہوتا ہے۔

پہلا بیٹا ذبح ہوتا تھا ستم آگ میں سستی علاتی اس بن آدم جو گیسوئے بوت ہوتے تھے جسم مان ڈبا دیتی تم اُن کے ستم	بت کہ وہ ہر ملک انگلستان کے باہری آتش کے ہو جاتے تھے بھیت ہند میں جولا کھی کی آگ پر تھے بگردھارا جی کی بھیت میں
---	--

اپنی بونجی جانتے تھے اپنا دم
کیسا کالا نکلا یہ بھور کھبم

سب گہرے ہیں تھے عقلا۔ جہان
خود نشی کو جسے جہم تباہ نہ تھے

بقول بعض مؤرخین بیت پرستان انگلستان جب دس بیٹے ہو جاتے بڑے بیٹے کو بت کی نیاز
چڑھاتے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے یہ بتیار میں انگلستان سے منہ
کالا کر گئی یعنی جب وہاں کے لوگ عیسائی ہوئے تب اس حماقت اور ہتھیلے وہاں سے
ڈیرا اوٹھا یا ہے۔ پاری مغان آنشکدہ پر قربان ہو جانا اپنے آپ کو اگنی کی بھینٹ چڑھانا
کمال درجہ کی عبادت اور جان نثاری سمجھتے تھے۔ سنی کا آگ میں جل جانا اور مہربان کا تھفہ
بچہ کو گنگا کی بھینٹ چڑھا ڈبا دینا ہندو دھرم کے کالائت فخر میں شمار کیا جاتا تھا سہاری
کو رمنٹ اور اونی والیان ملک کا خدا اقلے کھلا کرے جنکے دم قدم کی مہولت یہ مصیبت
ظالمانہ وضع ہوئی درود عالم میں زندگی سے تنگ آن کر یہی علمی بحث میں مات کھا کر یہ کسی مسئلہ
کے حل نہ ہونے سے گھبرا کر خود کشی کرنے والے فلاسفہ اس دہم ولید فلسفیت پابدیں گرفتار تھے
کہ جب سہاری روح ہمارے جسم کے اندر ہمارے مقصد کی صورت اور دقیقہ دلیل ملکیت تو خود کشی
سے اپنی جان کے راکر دینے میں سہر کوئی جرم خداوندی عائد نہیں ہوتا اس فلسفہ نادانی محم
ناگہانی کو سورہ واقعہ شریف کی چند آیات قرآنی کے فلسفہ رہائی نے ایسا ٹھکرایا کہ بھر اوس کو
سیدھا پر تالصب نہوا۔ اوسکے بلویا کا ہی سہی چھٹ گئے بھر کسی کو بقانون عقل جون چرا کی

۱۔ البتہ کانورس ہے سب سے پہلا مسلم ہے کہ انسان کو اپنی ذات پر کیا حق ہے۔ مؤرخین سنے
یہ کھالے کہ تمام دنیا کا یہ خیال تھا کہ ہر شخص اپنے نفس کا مالک اور خود مختار ہے اس بنا پر خود کشی
کرنا حرام نہیں سمجھی جاتی تھی۔ یونان کے حکما اس کو بائز سمجھتے تھے۔ اور اسے آپ کو بلایا کر دیتے
تھے۔ لیکن آپ نے خدا اقلے کے کلام کو سنایا۔ لا تفتلوا انفسکم

(یعنی مت قتل کرو اپنے آپ کو۔)

اسی غلط فہمی کی وجہ سے قتل اولاد کا بھی اجرا ہو گیا۔ مگر اوسکو لا تفتلوا اولادکم کے حکم سے منع کیا۔
یعنی مت قتل کرو اپنی اولاد کو (حکام نبویؐ)۔ ہرچ مسئلہ صمد کالم اہل۔

سبحان ربی بہان ہفت فکولا ان کنتہ غیر مد بین الایہ کو ملاوت کرتے ہیں پورا کون
 دیکھتے اس آیت میں بھی صاف سمجھا دیا کہ جب تم اپنی جان کے آب مالک ہو مالک حقیقی کے زچکم
 نہیں تو خلق میں آئی ہوئی روح کو نزع کے وقت (مخصوصاً قبل انا نہا سے عریض) اندر ہی
 کیوں نہیں لوٹا لیا کرتے آپ ہی مالک آپ ہی مملوک یا جسم بجان مالک اور روح لطفہ دراکہ
 ہو بنا رہیدار مملوک بتے بنانے کی علم صحت کے فلسفہ آسمانی سے بے خبر مقبضہ موجب ملکیت
 کی حقیقت کے سمجھنے سے قاصر ہو کیا نہیں دیکھتے کہ ایسا مقبضہ تو زمین کو دھوپ پر بھی حاصل
 ہے دھوپ کو زمین کیوں نہیں روک لیتی بموجب نظام بطیموں جب سورج جاتا ہے تو دھوپ مقبوض
 کو زمین اوں کے دالہ کرنے پر کیوں مجبور ہوتی ہے اور نظام مینا غوث پر اپنی مقبوض دھوپ
 اپنے گھوٹے میں چھوڑنے پر کیوں مجبور ہوتی ہے تہافت فلاسفہ کو امام غزالی کی دیکھو
 فلاسفہ کی ٹھوکریں کھائی ہوئی کھل جائیگی۔

ایک پتہ تھا کہیں جھلری کہیں	باگیا بھگوان کو عندود سیم
فلسفہ نے انکے یوں سمجھا دیا	بوت دیوا میں ہی دو محترم
ان کی بوجا گرن کی ناشکرہیں	رام تک لے آنا پوجا جیتے دم
دیکھو شتو پوران میں ان کے کرم	ان کی پوجا ہو گئی پورا دم

ستو پران منظوم میں مرقوم ہے

رکھیشرا یک جا غلوت نشین تھے	سرکیلاس پر سکن گزین تھے
غرض کہیں وہ ارباب پرستش	گئے کچھ لینے اسباب پرستش
ہوا شہجہ کے ل میں خوش سستی	ہوئے آادہ عشرت پرستی
زلون کے پاس بے تابا نہ پہنچے	کہ جیسے شمع پر بردار نہ پہنچے
ہوئیں غائب ہزاروں صورت پوش	ہزاروں نے شرب وصل کی پوش
بیاباں سے رکھشہر کے آتے	شگفتہ غنچہ سب ہر مرہ پاتے

<p> دما یون کی سدا شو جی کے حق میں نہ رعبت ہو کسی زہرہ جبین پر حُبا قالبست ہو کر گزرا صاف قیامت دلو نون کے سر پہ آئی زمین بہتھا کبھی سقیقت برین پر حقیقت کی سری برہٹا اظہار جڑی تم سے حماقت کی ہوئی بات کہ ہو کچھ آسنکار شکل بہبود کہ آخر تھے وہ سب مالوف طاعت بنیں حوز صورت ارکھ بھائی </p>	<p> حوت غواش ایسا سے قلق میں کہ لنگ بٹو گرسے گٹ گز میں بہ اوسہ دم لنگ شو شکر مواضات ٹکراؤں ٹنگے آفت مچائی قرار اوس کو نہ تھا دم بھر کہیں پر رکھوں نے فرط غم سے ہو کر لا جا سری برہٹاے فرمایا کہ بہیات کہو جا کر سری گوری کو خوشنود غرض سب لکھتے ہوتے صرف طاعت ہوا گوری کو خوش مہربانی </p>
---	---

لنگ ہی لیتے کر سٹوں پر نہ دیکھے قادیما کجے تباہی تو سہ کے جودہ متبرک دالے ہوتے مقالان
 کے سذرہوں میں سٹو لنگ کی بو جاکے دھوم ہے۔ اور کعبیت پو جانا بیان جو نہ شرم و حیا سے
 متعلق رکھتا ہے ایسے جی جھلی سنی استری کی بست کی پو جانا بیان لہذا قلم انداز کرتا ہوں
 بادری مدین علم الہی سہارنپور کی کتاب تیرتھ سے طرف اون جودہ لنگوں کے مقاموں کے
 ناموں کی تصریح مع بعض التوضیح کے دیتا ہوں پہلا سوناٹھ کا ٹھٹھا وار میں دوسرا سوناٹھ
 کرتا ٹنگ میں تیسرا سہاگال اوچین میں۔ جو تھا او بکار نہر باندی میں جزیرہ ہر پانچواں کمار ناٹھ
 حالہ میں۔ چھٹا بھیم سنگر پونا کے قریب بھیم ندی کے چشمہ کے پاس۔ ساتواں بسویشور راشی
 میں۔ آٹھواں تریم کب ناٹھ ناسک کے قریب گوداوری کے کنارہ پر فنان بجناٹھ صوبہ پنجاب
 دسواں ناگ سبوز نظام کی ریاست میں۔ گیارہواں رام پور خلیج منار کے جزیرہ میں جو چھ میل کے
 فاصلہ پر سمندر میں واقع ہے۔ کچھ سین اس جگہ رام کی فوج سمندر میں ابل با نہر کاوتری تھی
 اور سو فٹ رام نے سٹو لنگ کھڑا کر کے اوس کی پو جاکے تھی۔ جواب تک موجود ہے جہر

جائزہ کی نگاہ میں چڑھا کر پوجتے ہیں بارہوان کرشن میثور اور میں۔ تیرھوان امرناٹھ کشمیر
چودھوان پشوپتی ناٹھ نیپال میں انکے علاوہ کئی بھانڈ میثور تارک میثور پانی میں دوماہوا
شکر میثور ہنود کے اعتقاد میں جبکی پوجا سے مردی بن قوت آنکر اولاد پیدا ہونے لگتی ہے اور
دہوی کی پوجا سے بانٹھ با اولاد ہو جاتی ہے۔ سینٹلا دہوی کی پوجا سے چچک سے اس ہستی
بہ زباز ہنود سے اور لوگر بہ وغیرہ ہتھے شاید پانی میں ڈبار کھانا مارک میثور کا یا دکار میثور کی اول
حالت غضبناک سا ہوا جبکہ دھنوں نے کیلاش بانٹی رکھیشہ رنگی استریوں سے بھوک نکا یا تھا۔
اسپر رکھیشہ کی ہر دعا سے میوچی کی مردی کنگر گڑی تھی جبکہ بیان میوچران منظم سے
بالا گدلا این بھگوان کے بھگتوں کی عقل دور رس نے اپنے پیدا کرنے والے کے پچانے میں
کمال فلسفیت کو کام فرمایا ہے اور بیشک جبکہ یہ ویدک دھرم اللہ سبحانہ کی مثبت اور ایچون
اور ایجاد واداع کا اس عالم میں کچھ دخل نہیں مانتا تو یعنی اپنے فنون کرموں اس عالم کے
خود بخود پیدا ہو جائے گا قائل ہی تو آپ بھی لنگ و مہاری کو اولاد کی داتا تبارک اور پوروات
طبیعی کی برہا برھما لنگ۔

جیتھ دیوراجینی ہم قوم سے	بیج بیتی عورتیں سہندو دھرم
ایسے لطف سے جو ہو اوس کو منو	بیج کھتیر بولے اور پورک دھرم
شند خوادند کی تریا بے پچھاؤ	بیج لے بچہ کرے اوس کو ہم
عنبر کے لطف کو وارث کر دیا	بابیخ میوچر سٹھہ درد پد پر ہم

دروہدی راتی مہا بھوانی ارجن کی استری کا پانچوں پانڈوان سے بھوکا۔ ایک شہو واقعہ تاریخی
دھرم لپیکوں کا سماچار ہے بعض یوجن میں ہنود کے جبر عمل بعض حصص ہند کا بیان کیا
جاتا ہے کہ وہاں اب بھی چند میوچر سانچے میں ایک عورت سے کام نکال لیتے ہیں اور جس
برتبہ کام کیا جاتا ہے ظاہر ہے وید کی حقیقت میں ہے اور اگر بھگت ہی دھی سوا پشوپتی
سویاہ سورچاہ برہادونی دیور دیور کا مانگی گارے بیٹم سہری بہ اختر وید کے کاٹر ۱۴

انوک ۲ کا اٹھا روان منتر سے دیا مندرجہ اس کا ترجمہ یہ کیا ہے خاوند اولاد کو
 کو دکھ نہ دینے والی استری تو اس خانہ داری میں حیوان کی خدمت کرنے والی دھرم نیم
 میں چلنے روپ سٹوپہ فرزند چلنے دیور کی کامنا کرنے اور دکھ نہ دینے والی خاوند اولاد کو برہمت
 ہو کر اس گھر کے آگن ہو کر کیون کہا کرتی اسے گھر سے جہاں قوتی سختیاں جھیلتی ہے۔ خاوند
 اور دیور کو دکھ نہیں دیتی ایک بھانت دیور خاوند اولاد کو برہمت ہو کر دیور کی کامنا کرتی اسے سنو
 بیر فرزند جنتی ہے) دیاں اتنی تکلیف اور گناہ کرے کہ اس آگن ہو کر (برہمت ہو جا کرے وہ
 برہمتی کر پا کر دیا کر معسر ہے) اس منتر سے غورتوں کا ادھر خاوند اولاد دیور سے باغ کرانا پڑے
 پھر نا حوم کر اسے ہائے آگن ہو کر پرا کرنا دید و جان کا پران کا لوں میں دھولا استریوں کی
 سہر دلعزیزوں کا ایسا فیاضانہ برتاو جب وہ ہم نیم دینی دھرم کا اصلی امر مہتمم باشند چلن
 کھڑا تو بچینی اب کسکو کہا جاوے یہی تو پاؤں پاؤں سے ایک ہی عورت سے ہم سہم سہم
 ہوتے اور با ہم مانوس رہتے تھے دیکھو مہا بھارت وغیرہ کو مسور مرشا کو مسور۔ شونا کو کھیتوم
 کرتے کہو شنفہ ۶ کو دام شہوتاد رہو دیورم مریم نیو شاکرتی سدھشتا ۷ بہر گوید کے منڈل
 ۱۰ سکت ۱۱ کا دوسرا منتر ہے دیا مندرجہ اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ اسے عورت مرد چیت
 دیور کو بوجہ اور سہاگن اپنے خاوند کو لیکر لنگس پر جمع ہوتے اولاد کو سب طرح حاصل کرتے ہیں
 ویسے تم دونوں میاں بی بی کہاں رات کو اور کہاں دن میں بیسے تھے اور کسی وقت کہاں تھے
 معسر خاوند اور دیور سو محبت داری کی کمینیت استری کی منام سا فرم عورت سے
 سوال کہ اس کمینیت کا ملاؤ مختارات کو کہاں اور دن میں کہاں سفر حضر میں کیسے کیسے تھا
 جگوان تھاری بے بنی رہے تھیں سازوں (جارتوں) کی بوجھ کچھ اور دیور اولاد کو
 کی گور گیت نکرو گے تو اور کن کرے گا صفحہ ۷۶ و ۷۷ میں منوکی ادھیا ۵ کے ۵۹ - ۶
 ۱۲ - ۱۳ میں خلکو کو نکول فرما کر لکھا سوامی دیاں جی نے ان کا ترجمہ یہ کیا ہے اولاد کے
 ہوتے مسر وغیرہ سے اجازت بلکہ کسی رشتہ دار یا دیور سے خاطر خواہ اولاد حاصل کرے

دور بیٹھ وغیرہ والد کا حکم پا کر بدن میں گھی لگا جب چاہب بیوہ سے ہم بہتری کرے جب حل
 کھڑے جاتے تب بڑا بھائی کرو کی مانتا اور چھوٹے بھائی کی بی بی بیٹے کی بی بی کی مانند رہتا
 لکین یہ حکم اس وقت ہے جبکہ والدہ وغیرہ کے حکم سے یہ کام کیا ہو اگر اپنی مرضی سے دونوں
 ہم بستر ہو گئے ہوں تو جیسے چاہیں ہیں درجہ اولیت سے گر جاتے ہیں یہی دے سی
 پتے ہو جاتے ہیں جس طرح دوسری اولاد والد سے ورثہ ملی دولت لیتی ہے اسی طرح وہ لڑکا
 کہ عورت نے سسر و میوہ کے حکم سے چل رہا ہے حصہ اپنی ماں بیوہ کے شوہر سوتلی کے
 ترکہ سے) بیوے کو ملنے لکھتے دل سے بیچ ہے اور اس کی پیدائش دھرم سے ہے الخ آئندہ
 باگو لک سسر کی پہلی ادھیہ کے ۶۰ دوسری کے ۶۰ اس شلوک نقل و ناکر شلوک کو برتاؤ در احکام اس باب میں
 ثابت کئے اور اسی اولاد کو دھرم پوک (یعنی دھرم کی رو سے ملائی فرزند شلوک مذکور بالا سے ثابت
 ہوتا بتلایا) رگوینڈل ۱۰ سکت ۱۰ میں بڑا شوہر دیتا ہے کہ جب مرد اولاد جنائے کے قابل رہے
 اس وقت اپنی جو دے کھدے کہ کسی دوسرے مرد سے اولاد حاصل کرے جیسے بائند و راہ کی بہتری
 کشمی ماری وغیرہ کی حق۔ اور یہ اس جہانے اپنی بھاد و جان کو بیٹے جلتے تھے دیکھو لکھاس
 و بران جو اس باب میں بقول دیانند جی جتھمین دیکھو ستیا رتھ پرکاش نیوگ کا بیان اسی ستیا رتھ کے
 صفحہ ۳۰ میں ہے۔ اگر خاندان مذہب کے واسطے پڑیں گیا ہو تو آٹھ برس علم و عروج کے واسطے
 گیا ہو تو چھ سال مال دولت کے لئے کیا ہو تو تین برس رستہ دیکھے نان عبد نیوگ کر کے اولاد حاصل کرے

اسے انیس جو دھرم ملا کر چھ دھرم کی کوکھ میں کر اسے ہمارا نام دسا کر گھر پر بود مند ہو کر جو کو خاطر خواہ
 کیا ہو گیارہ مردوں سے اولاد حاصل کرنے کی اجازت دے اس دھرم کے دھرم نام اور منہ ہوئے بیٹے کی مخلوق
 سے نجات کرے پرامتھمن کے لئے اور ہمارا کھانا آگ سے بولا بیٹا اور حقیقی بیٹا ہمارے ہیں تو ہمارے کر گود دیکھنے سے
 بی بی مہر مہر جو روانہ لازم لگتا اور ابھی جو بھائی کی بیوہ کی کوکھ میں ہی حل ہوئے ہی اور بیٹے کی بوی
 کی مانند ہو گئی۔ شریوت اسلام حسب حرام چھلڑتی ہے بڑھو و حلال ملنا لکھو الاز اور بیٹے
 کی زوجہ سے ہم بہتری کی اجازت دہم شاستر میں نہیں دیا۔ پس بیٹے کی زوجہ اور حکم کھتی ہے اور بیٹے کی زوجہ کی مانند
 چھوٹے بھائی کی بیوہ اور حکم رکھتی ہے با اجازت۔ جس سے جہاں دست حل ہوئے کے بعد بیٹے اور با اجازت ہوا
 مرضی سے دونوں ہم بستر ہو کر بیویوں تو جیسے چاہیں ہیں درجہ اولیت دھرم شاستر سے بڑا لکھا ۱۲۵ سنہ

جب خاوند آجائے تو نیوگ والے مردوں سے علیحدہ ہو جائے اور یہی حکم دھرم شاستر کا ہے اور
اسی شتیا رتھ کے صفحہ ۱۲۱ میں ہے حاملہ عورت سے ایک سال مجامعت نہ کرنے کے وقت عورت یا مرد
نہ بیاہ جائے کو کسی سے نیوگ کر کے اول کے لئے بیٹا حاصل کر دے۔

سوال خاوند بد مزاج تند خو ہو عورت کو ستلنے سے باز نہ آئے اور سوقت کیا کرے جواب
ایسی حالت میں خاوند کو چھوڑ کر کسی دوسرے مرد سے اولاد حاصل کرے اور مجھ و اولاد کو اپنی خاوند کی
جائیداد کا مالک اور حصہ دار بناوے لیکن طلاق لیکر کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے کیونکہ طلاق مینا
اور نکاح ثانی بیکھن اور پٹش اور راجپوت کی قوموں کو دھرم شاستر میں نہیں لکھا۔ ریگھو ستیا رتھ
صفحہ ۱۱۶ و ۱۲۰ اجماع قوم اندھینتر کے ذیل دیا مندی سا چارے سے گیارہ مردوں سے ایک
عورت کا نیوگ کرنا اور گیارہ عورتوں سے ایک مرد کا نیوگ جوگ دیکھو مافذ اسکا رد نکذیب حصہ اول
کا صفحہ ۶۸ و ۶۹ سے آریوں نے اس تہذیب کے زمانہ میں نیوگ جوگ کے دھرم نیم و سنو سے
شر کر دیا مندی تراجم و تقریحات اور تیشی اندرین کی تحفۃ الاسلام کی عبارت عمل نیوگ در شریعت
مہذو جائز بود اور واقعات تاریخی سے آنکھ موند یہ کہنا سیکھ لیا ہے کہ ہمارے یہاں نیوگ نہیں ہو۔
توریت میں ہے اس سے وہ اپنا بوجھ ادھر ادھر ٹالنا چاہتے ہیں مگر شکدھکھدیان سے زیادہ یہ
مذہب وقت نہیں رکھتا اول تو اسلئے کہ عہد عتیق و عہد جدید کی کتابیں بوجھ تخریف کے ہمہ جہت نہیں
اور ہم دو نصاریٰ کی طرف بھی یہ پانی نہیں مارتا اس لئے کہ اس کے ابطال کے واسطے مسیحی کی
انجیل کے ۲۲ باب کی آیت ۲ تا ۱۰ سب میں مخصوصاً آیت ۲۴ اے اُستاد موصی نے
کہا ہے جب کوئی بے اولاد مر جائے تو اس کا بھائی یا وہی عورت کو بیاہ لے لے ایسا فرمایا ہوا
ہے کہ اس میں نیوگ ہو سکتا ہے ہرگز نہیں یہ تو عقد ثانی ہوا نہ نیوگ جوگ نہ وہ دانی اسلئے کہ بیاہ لینے
کے بعد یہ ہوا نہ بے نکاح کئے مہذو کی طرح اولاد حاصل کرنا کرنا ناہ۔

مگر نہ ہو جائے کچھ جیتا نہیں
بک ہو کر گھر جا رہا ہے کجا بچ
حیض سے بہ جائے اس لطف کا غم
لطف و شوہر ہو کر اس سہرہم

استری سب کچھ کر اسے پاک ہے بل دیا اگنی نے یہ کہ پاکرم

دن ہیں گندھرب دیونی بڑھ بولیاں سوم نے سون کرین پاکیزہ دھرم

مقبول مذہب ۹ غلوک ۱۹ فعلی عورت کی جلی عادت سے یہ وہی نہیں لکھا ہے۔ دیکھئے دلاویں

لکھنے خاتون ہوئے کہ اگر لفظ (زانی کا) لکھ گیا تو اس کا خضم (دسکو پاک کیسے اگر نہیں لکھا) (تو نہیں)

آئے سے خود ہی پاک ہو جائیگا چنانچہ دھرم شاستر کی ادھیا ۹ کے ۲۰ پانچون کے ۱۰۸ میں غلوک ۱۹

حکما ترجمہ لالہ سوامی دیال جی نے پرکلیہ۔ اپنی مانگی زبان ماری دیکر کہتا چاہئے کہ یہ بڑی مانے

میرے باپ کے سوا دوسرے مرد میں رعیت کی اور یہ بھل بابا اب میری داد دے الہی رب ہی

غیر مرد کے اس لفظ کو میرا باپ پاک کرے چیرن پاک کرنے کے قابل ہیں وہی اور پانی اور چتا

پانی چلنے سے پاک ہو جاتا ہے اور یہی یا گوگل سمرت کے پہلے باب کے غلوک ۱۹ میں ہے کہ عورتوں کو

سوم دیوتائے پاکیزگی اور گندھرب دیوتائے شیرین زبانی اور اگن دیوتائے سب سے پاک ہونے

کی طاقت دی ہے اسلئے عورتیں پاک ہوتی ہیں (دیوانہجی کو یہ تقلید سرب دیوتوں کے وجود سے

انکار ہے اور دھرمی اس انکار سے بہت سے اون اعراض منوں کی گونا گویاں بھولے بھالو لگی دکھاوٹ

میں ہو جاتی ہے تو آج روشنی کے زمانہ میں مثل سپیہ قلع بڑے بغیر نہیں رہ سکی لہذا اوغون ہے

ان تینوں سے اول و دیم و سوم درجہ کے نیوگی دہری داتا ہرانی عورت کی کہ کھہری کرنے والے

مراہے میں بکاشن کہ یہ تاویل ہی اور گلوک ۱۹ سے موافق ہوتی تو کسی دھرم کہیں نہو اعراض ہی چھپانے

کے لئے جو کچھ بھی اور کسی سہرادی کی جائے مصلحین کی نظروں میں احسان نہیں ہے۔ مگر بیان یہ تاویل ہی

سہی در مرت اور مہی کھوئے دیتی ہے لہذا یہاں بیان ملو اور نہیں ہوتی اسلئے کہ شیرین زبانی

ایک جلی وصف ہی اسکا حصول ایک شخص سے ہی لینے کے بعد دوسرے شخص سے ہی لینے پر موقوف

نہیں۔ اور وہی جی کی نئی نالی تاویل جاہتی ہے کہ غیر مرد سے ہی لینے والے کو دوسری دہری

داتا سے ہی لینے کا بالا پڑنے کے بعد شیرین زبانی حاصل ہو اور پہلے سے نہو حالانکہ وہ ہوتی ہے نہ

پہلے ہی ہوتی ہے جیسا کہ تجزیہ اور دیکھ حال بن آرہے۔ بطور اختصار و انتظام مولانا مولوی محمد

اعزاز علی صاحب مدرس دیوبند و امت بکاظم کی عبارت مندرجہ الرشید مبرا علیہم سی قدر سے
 نظر ناظرین پر ہے۔ عرصہ ہوا کہ آریو کی مشورین پر مندرجہ کے مسلمانوں نے آریوں کی سارے اور اسلامی
 توحید کی اشاعت شروع کر دی تھی جبکہ نتیجہ یہ ہوا تھا کہ مسلمانوں اور آریوں کی مقبول عقائد اسلام
 کی حلقہ بگوش ہو گئی اور جو حالت لاجبی لابی مشاعیں پھیلنے والے آفتاب کے سامنے تیار کی
 کی ہوئی تھیں وہی حالت اسلام کے مقابلہ میں آریہ مذہب کی وہاں آئے لگی تھی اور آریوں نے
 سمجھ لیا تھا کہ بذریعہ برہمن و دلال کس کس گئے گذرے زمانہ میں بھی اسلام یا مسلمانوں پر
 فتح پانا ناممکن ہے لیکن مہتمم طبعیٹیش ابن است کے موافق اس جہاغت نے پھر مدیحی
 بڑھائے شروع کر دیے ہیں اور ہم کو قادر مطلق کی ذات سے امید ہے کہ پھر وہ جلد دیکھ لیں گے
 کہ سچا مذہب ہمیشہ اپنے ساتھ حقانیت کی روشنی رکھتا ہے اور دودھ سے پانی کو الگ کر دیتا ہے
 لاڈ کا نہ (سندھ کے) آریوں نے بنوگ پر پرہیز کرنے کے لئے تین سو سال مسلمانوں سے کئے ہیں جبکہ
 خلاصہ انھیں کے اطفال میں یہ ہے (۱۲) اگر کسی شخص نے اپنی بی بی کو طہین طلاقیں دیدیں
 تو اگرچہ دونوں راضی ہوں مگر نکاح نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ شوہر اپنی عورت کو دوسرے
 مرد کے ساتھ شادی کر کے صحبت کرنے کا حکم نہ دے کیا یہ بنوگ نہیں (۱۳) مرد مشرق میں ہو
 اور عورت مغرب میں ہو ایسے شوہر کی عدم موجودگی میں پیدا شدہ اولاد اسی شوہر کی ہے یہ
 مسئلہ ناباکہ سے ورنہ کم از کم بنوگ سے زیادہ پاک نہیں (۱۴) پڑیں گے بہتے شوہر کی عدم
 موجودگی میں پیدا شدہ اولاد اسی شوہر کی ہے کیا بنوگ اس سے بھی زیادہ ناباکہ ہے (ان سوالوں کے
 جواب کے بعد تفصیل کے ساتھ ارقام فرما رکھا جاسکتا ہے اس مختصر گرچہ مفصل گذار سنس پر غور کرو
 تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ حکم ہے جسے انسان کی تمام خواہشوں اور اداس کے معاشرتی تعلقات کی
 تمام ضرورتوں کو ایسے عمدہ طریقہ سے پورا کیا ہے کہ اگر ایک جانب نظام عالم قائم رہتا ہے تو دوسری
 جانب زندگی نمونہ دوخ بتے سے جیتی ہے اور غرضی تمام اجازتیں اپنے اپنے مواقع پر ہستیاں
 کی جاسکتی ہیں زوہین کے تعلقات بھی خوشگوار رہ سکتے ہیں۔ لیکن جس طرح کہ مرین یہ قانون

واسے کو دنیا کی ہر چیز زرد دکھائی دیتی ہے اسی طرح آریہ سماج کو اسلام کے ہر مسئلہ میں نیوگ کے
 پاک اور پوٹھڑے عجائبات کے جلوے دکھائی دیتے گئے ہیں اور ان کا احسان ہو کہ وہ تعلق نکاح کو
 نیوگ کا ہم عصی نہیں کہہ دیتے اگر وہ ایسا بھی کہتے لگتے تو کون سے جو ادنیٰ زبان بکڑ سکے۔ یاد رکھو
 کہ یہ صریح جھوٹ اور غلطی بتا رہا ہے کہ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ تین طلاقوں کے بعد خداوندی
 بنیابی کو حکم دے کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کر کے مجامعت کر دے اور پھر اس کے بعد پہلے
 حاوند سے نکاح کرے (ناقل کہتا ہے کیا ان تین سکھوں دھرماتماؤں کو یہ حکم اسلام کا دیا ہوا ہے
 میں دکھائی دیا ہے یا جائز ہے کی چک بات ہے۔ بھلا جس مسئلہ کی گردنک اسلام کی تو یوں کو نہ لگے
 اس کو اسلام کے جڑوں والوں ایسے دھرماتماؤں کا کام ہے تین طلاقوں کی عدت ٹالنا میں یا بعد
 عدت طلاق دینے واسے کو مطلقہ کا حکم اسلام تو نہاتا نہیں بلکہ جہانگ مبرا خیال ہے کوئی
 موجودہ آسمانی دین بھی ایسی ان ٹوٹی مساتما نہیں۔ اسے رے نیوگ جو کہ بنے ہوگ کو کہہ ہری
 کرانے کے نیوگ تیری ہے بنی رہی اپنے مت والوں سے کیا کیا متوالیاں کراچوڑے گا۔ حاکم نے
 اپنی صحیح اور ترمذی نے روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 لعنت فرمائی مطلقہ کرے واسے برا وجہ کی خاطر حلال کرے اوپر اور حضرت علیؓ اس حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے محلل اور محلل کہہ کر لعنت فرمائی۔ روایت کیا اس حدیث کو
 امام احمد نے اور نسائی کے سوا سب سنن والوں نے اور ان کے سوا اور بہت سی حدیثیں اس باب میں
 موجود تو ہیں اس میں آریہ و ننگ دھما کہیں چل سکتی ہے۔ جب اس نیت اور شرط نکالے دلوں پر
 لعنت ہو رہی ہے حالانکہ دوسرا قانون مر جائے یا طلاق دے اور عدت گزر جائے تو جو
 پہلے اس سے تعلق نہ رکھا ایسے ہی اس دوسرے کا اس سے تعلق نہ ہوگا پھر بھی اسلام
 دوسرے مرد سے ہوتے شوہر کی عدت وفات تین اور زندہ کی عدت طلاق میں نہ پہلے طلاق
 دینے والے کو نکاح کر لینی معتدہ سے اجازت دیتا ہے اور نہ اس کی غیرت کو عدت سے مجامعت
 کا فائدہ ادھالنے کو موجب اسلام نکاح کو ٹھہراتا ہے بالکل مشروط کو نیوگ کی گندگی سے

تو اسلام کا نام ہی نفرت کرتا رہے تو اس کے بٹا اور پتھر اور مٹر جو بہو جنہ بیجا کے دھرم
 چرچو نکا اسلام میں کیا کام بیجا رہے آ رہے بھی کیا کریں تہذیب کے زمانہ میں ایسے ظلموں سے
 پیدا شدہ اولاد کی دل خمیں کو بھی یہی کلام ہی نیوگ کی نظر نہ پال رہا ہے اوکو کیا خبر کہ اس
 بہتان سے اوپر وہ مظلوم صفا و مابطن اور فاسد ہونے لگا اور مانتہ جگہ کی کڑا وغیرہ
 آیت کی بجلیان ٹوٹ پڑی بدو بد مذہب جو انہم اچھیں سو بھی اور اس سکتھیا اور بنگ شہر پر اس سکتھیا
 اہل حق کچھ انتہی کلی وغیرہ الفاظ سے انکو اریون جوان عورتوں بچانوں ساند ٹھوڑوں وغیرہ کی بد مذہب
 چوڑوں کی دھوم مچا رہے جسکا بیان آئندہ آتا ہے تقریر ناقل تمام ہوئی شرعی حکم ہرگز نہیں
 کہ تین طلاقین دینے کے بعد پہلا فاؤنڈ دوسرے شخص سے نکاح کر اگر اپنی بی بی سے صحبت کرادے
 یا کر نکاح حکم سے بلکہ اس شرع سے نکاح کیا جائیگا تو وہ مکروہ تحریمی ہو اور ایسے نکاح پر شارع علیہ السلام
 نے لعنت فرمائی ہے لیکن اگر تین طلاقوں کے بعد ایسی صورت پیش آجائے کہ دوسرے فاؤنڈ کے پاس
 بھی نہ رہ سکے تو (تیسری طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد) اس میں کیا گناہ ہو کہ وہ اپنی پہلے فاؤنڈ
 دوبارہ نکاح کرے۔ اسلام پر صریح قہر ہے کہ اس میں یہ حکم موجود ہے کہ تین طلاقین دینے کے بعد
 پہلا فاؤنڈ دوسرے شخص سے کہے کہ وہ اس کی بی بی سے صحبت کرے (۳۲) ان دونوں میں
 کی وجہ صرف ایک ہی ہے کہ جب عورت مرد میں مجامعت ہی نہیں ہوتی تو اولاد کیونکر ہوئی۔ اور اگر کوئی
 تو اس کو حرامی کہوں نہ کہا گیا۔ زوج اول کی کیون مانی گئی۔ کون نہیں جانتا کہ مجامعت اگرچہ حضرت
 انسانی کے موافق ایک ایسی چیز ہے جسپر انسان باطبع مجبور ہو تاہم وہ عقل و حیا وغیرہ کی ایسی سرین
 میں حکیم مطلق کی طرف سے جکڑ دیا گیا ہے کہ حسب طرح جاؤں اس خواہش کو پورا کر لیتے ہیں ان سے
 انسان بہت دور رہتا ہے حیوان کا ذکر نہیں لیکن انسانی حوصلتیں رکھنے والے حوزہ جانتے
 ہیں کہ باوجود اس طبعی تقاضی کے میان بی بی اپنی حاجت روائی کے چھپانے میں کوئی ہندوستان اٹھا
 نہیں رکھتے جسکی وجہ سے زوجین کے سوا دوسروں کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ جب یہ بات
 طلاق کے بعد وہ اسکا فاؤنڈ اور نہ وہ مطلقہ اسکی بی بی۔ تقریر مطلقہ سابقہ مجازاً ان کو
 سیانہ بی بی کہا جاتا ہے۔

معلوم ہو چکی تو اب غور کرو کہ ان دونوں مذکورہ بالا صورتوں میں ایک طرف تو زمین بن سلسلہ
 قائم سے جوڑنا اور کھج با بالفاظ دیگر غولگ اور کھج میں زمین اور آسمان کا فرق پیدا کر دینا
 دوسری طرف یہ بات بھی قطع نظر کئے جانے کے قابل نہیں ہے کہ جس شخص کی بی بی سے بچہ جاتا
 وہ خود اس سے انچہ نہیں کرتا کہ یہ اولاد میری ہے۔ حالانکہ اگر اُسے دینی نہیں کی اور
 اُس کے نزدیک یہ اولاد اُس کی نہیں ہے تو دیا لفظ اوسپر واجب ہے کہ وہ اس اولاد کا کھج
 کر دے اگر وہ کہہ دے کہ یہ اولاد میری اولاد نہیں ہے تو اُس کے نسب کا بیشک انکار دیا جائے
 (مختلف ویدک دھرم شاستری حکم کے نیوگی اولاد پورک دھرم کہلاتی اور اور بے لاک فائدہ
 کی کہلاتی اور اس کے ترکہ کی وارث بنا دی جاتی ہے) پھر کسی بی بی سے بچہ کہ اس جائز
 رشتہ کے موجود ہوتے اس خاوند نے اپنی بی بی سے حرام کر لیا ہو اور عام طور سے خاوند
 کے اپنے جانے یا بی بی کے اس تک پہنچنے کی سنہرت نہ ہو سکی۔ پھر یہ خیال صرف احتمال ہی
 احتمال نہیں بلکہ خاوند کا سکوت اس کو ادھی بخت کر دیتا ہے (اور ایسی صورت میں کوئی بی بی
 کسی دین معتد بہ کی خواہ خواہ خاوند کو اس بچہ کے حرامی کہلاوے نہ سمجھتا نہیں کرتی)۔
 اگر کسی لاد صاحب کے ساتھ ہم ایک بچہ دیکھتے ہیں اور ادھی زبان سے ہم یہ سنتے ہیں
 کہ یہ بچہ میرا ہے تو ہم کو یقین آ جاتا ہے کہ یہ بچہ ہمیں کا جو نہ ہم یہ دریا دت کرتے ہیں کہ اپنے
 قلب اسکی مان سے جائز تھا یا ناجائز نہ ہو جیتے ہیں کہ یہ بچہ کے ذریعہ میں کہا گیا ہو
 پاسی اور طریقہ سے تو جن خاوند کی نسبت یہ اسلام پر اعتقاد رکھتا ہے وہ بھی اپنے
 سکوت بلکہ تاکید کے بعد بھی نہ کہتا ہے کہ یہ بچہ ان کا ہے یا نہیں ان کا زبان حال سے اقرار کر رہے ہیں
 کہ میں میان بی بی جائز طریقہ سے بچہ دیکھتا ہوں اور ان کا یہ اقرار کیوں قابل قبول نہیں ہو گا۔ اگر
 ثبوت نسب کے لیے صرف زمین کا دلی اقرار یا زبان حال سے اقرار کافی نہیں تو پھر اسکو
 ماننے بغیر حرامہ مذکورہ کہ جب تک حرامت کم انکم دو شخصوں کے سامنے نہ ہو نہ اسباب نامہ مذکور
 اگر ہی فی عندہ ستم ہو جائے تو جیسا کہ مسلمان خود ہی یا سوا ہندو کو کہہ کر انکار کرنا

ان پتہ کے متوالوں کے لئے میدان کچھ اور وسیع ہو جائیگا اسلئے بعد راجا پنہ

رہتی پستی گزرتا ہے جا مینارک	ڈنڈ دین وہ دونی خربجی کی رقم
قدوس ہے یہ منہ کا شیا ستر	اور ہے یاو لک لکھ میں تر

یاگو لک سمرتی کے باب ۲۲ شلوک ۱۰ کا ترجمہ لالہ سوہانی و بال جی نے یہ کیا ہے جو بڑی
دام یکرنہ سے انکار کرے اور بیچارہ خود کو دو چند اور جو بے ٹھہرا ہے اقرار کیا تھا اور کچھ لیا تھا
اور اب انکار کرنی ہے تو یک چند دام واپس کرے (یعنی لئے ہوئے دے لے کر کے پھیرے
اور نہ ٹھہرنے کی صورت میں صرف اقرار پر عہدیں انکار کرنے سے معمولی خربجی اُلٹی دے، اور یہی
حکم دسکے واسطے ہی مبنی ہے ٹھہرا ہے اوسکی معمولی فریجی کیا گئی دے اور ٹھہرانے کے
بعد نہ اسے انکار کرے (ہاڑے) تو دو گنی خربجی رڈی کو دے انتہو ان دھرماتماؤں نے
کوئی بیوہ بازار میں بیٹھ کر ناگوار نہ کیا۔ زنا کا مقصد کرنے والا اگر خوف خدا بچا بھی چاہے
تو دونی خربجی کے ڈانڈا ڈنڈا اور سے زنا کاری پر مجبور کرے گا ورنہ ڈانڈ بھرے گا
ب زنا کاری کی گرم بازاری کی یہ حمایت ہے نواب عفت و عصمت ننگے ناموس کی
خیر کہاں اور زنا کی سزا دینا وید میں کیا کام

مرد عورت صابیوں کے ماجرا	میں جو عسرت دانقا میں معتنم
جن کو سنگسنگی ہونم دل	ہو مہذب باحبا اوسپر قسم
اسکو سنگدیکھ نہ چھتا نہ ننگ	اوگو دندے ہی بڑھو بھر سنجھم
چار یا اور استری جو ہو جونا	ہے بجر میں گنہ اہل گت رقم
بچان جو رو سے بولیں دے دھنا	سانڈ ٹھوڑے زہے کہ یا کرم
کنو اہلوں سے بچا تو کلی جیو ر	کیا لہی تہہ بیبھے وید کے ہرم

اسے سنگسنگی اوگو دندے سے خبی سمجھ چار یا بڑن استری نام جو کچھ بیوہ باب ۳۲ پنترام
فران مجید نے لکھ رکھے را بھڑنا غلام سورہ حشر ۱۰۱۔ قرآنی دیوتی وغیرہ جیائون

اور سلطان کی قربانوں اور بیوی، اخروی سزاؤں کو ان کے مرکبوتی، ادنیٰ واسطے عقول پر کھینچ کر دیا تھا جس سے عام مرد عورت وغیرہ مہرب کے بھی الوار اسلام کے کسی نہ کسی بھروسہ مند ہو اور بہت سی اہل خیالوں اور برتاؤ کو چھوڑ بیٹھے۔ جیسا تذکرہ بھی مذہب حق کی نظر نہیں کھنکڑا تھا۔ جن پر پہلے نہ کچھ شرم آتی تھی اور نہ کچھ اونکی قناعت دل کو کہ لگتی تھی جیسے پہلے انگلیاں بہت بڑھ کھولے ترکاری پہنچانے کے شککے بات تھی تو اب ایسی حالت سے بیٹھنے میں شرم آنے لگی۔ سب کرتیان پہنکر بیٹھتی ہیں۔ کہا تھا دیری دانا اب تو بن جیسے کے نام سے۔ نگ بنگ بوجا کی کلام سے چڑنا گئے بے سرو و نگ درشن کرنا مذہب عورتیں اب بچیاں جانتی ہیں۔ یہاں اور ان کے خلاف دیا ہو سنا میں بھی اب اعلان ہوئے لگین۔ بدوہ اور پانی پر چھو لدا رہا سنا کے لئے جس کو غلطی کے لین بن انجم چھٹس سو بھگتی متروید سا کر برائی استری کو بھگتا۔

(اس آسان ہندو)۔

یہ سب اسلامی تعلیم و تہذیب قرآنی کی برکت سے۔ سیاسی احکام۔ قتل۔ زنا۔ جوری۔ ستراتی وغیرہ کی دہر توڑ سنار۔ حدیث۔ دوسے مارے۔ سنگسار کرنے۔ باقہ کلشن۔ دانا تا تھا پانی باؤں کا شے مقدس لینے کے احکام قرآنی احادیث میں جنکی مرید شریج بھی بیان کیا، منکفل کتب فقہیہ جنکو بطور مذہب متاؤ میں دکھا یا ہے۔ ان سیاسیات، حدود و ہدایات کو روکھ کر دید بھگوان کو بھگوان کو لکھا اور سکو بھریا بنا دکھانے کے لئے روکھے روکھ جاتے باؤں کے پان لکھائے اور اس منہ کو زنا جوری قرآنی کی ستر کا بیان بناؤ لاکہ زانی اور چور اور باقی کو جنین و بنان اُن کو لکھا کر مار ڈالو حالانکہ اس منہ میں اسکا سبنا بھی نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو وید کے برہمن پر دیاں سزاؤں کا گو لک جی زنا کرانی استری کی خاطر داری ہن وہ نور بہ برساتے جسکو ہم آپ کے ملاحظہ میں اور پیش کر چکے ہیں۔ قرآن مجید کے سیاسی احکام جہاں کی سزا اور حدوں کے بیان تہذیب اخلاق کے فرمان اور ذکر وید میں جیسا ناگھوڑیے جہاں کی تریا کے دھننے کے داستان کو دھرم لیکھوں سے نہیں دھو سٹھا اور سلف سے زانی

بانو کی باغباؤں کو سرسبز نہیں کر سکتا غری لغوی ہر طرح سے ہنسی کٹے ہوئے سناتی ہے
 نہیں سکتے۔ ہنڈت جالاپڑا دہم بھاشیہ میں اس منتر کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ سچا نہ کہو نہ
 کہنا ہے کہ اسے اپنی طاقت سے حواس کو قابو میں رکھنے والے تندرست گھوڑے یا انسان
 تم راتوں سے اور پران کو دھارن کرونگ شری (یعنی مردی) کو پریشانی دینی عورت کے سبب میں
 داخل کرونگ شری جو کہ زندگی اور بھوک کا ذریعہ ہے۔ علامہ وقت ہنڈت بھی دہر ہرگ واسی نے
 چرائی سنسکرت کے موافق اپنی تفسیر ویدیہ میں منتر مذکور کے معنی یہ کہے ہیں کہ بھوجان گھوڑ
 سے کہتا ہے کہ۔ اے طاقتور سائہ تو میری عورت سے جماع کر تیرا جسم (یعنی طلاق) عورتوں کے تیرے
 روح کی غذا ہے۔ اتنے حکایت ایک ہرک۔ پوپے منتر سے کہنے لگے قرآن فامیری احکام
 و انتظام کے بیان کرنے میں بیشک بنیخیر اور تہذیب کا سبق سکھانے والا ہے۔ مگر وہانی تقاضا
 کے پورا کرنے میں کمی کر جاتا ہے سنکر کمال تعجب ہوا کہ یا اللہ وہ کونسا تقاضا روحانی تقاضا ہے
 جس کے بیان میں قرآن کیم نے کمی کر دی۔ جب اس منتر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ روحانی سناس
 تھا جسکو بھوجان نے اپنی استری پر سائہ گھوڑا ڈلو کر پور کیا اس کی نام جبر جو جنہ جس کے پورے
 عورت اور اس کے جو کہ جو جن معلوم کے بجز سے دو یا مذہبی کو چھپانے والے ہنڈت۔ صاحب
 شاکر رضا بقینا میں کمال فرما نیز اراہل اللہ کے اجزا بیان کرنا میں کو سنکر کرنا سنہل جاتا
 دیکھتا استقامت پاتے۔ یہ تو آسمانی کتاب ہونے کے معانی ہونا گر چہ جاتے اور اس جیو بھو
 کے چرچے آئیں گیں آجنگیں دید کی ست دھرم ٹھہری کہیں ٹھکانا ہے اٹھ ہاندی
 اور اندھیر کا *

منتر سندھ چھ ۶۲ کے الفاظ اتر جانے میں دیانند جی کا کاجرو میں تھیلیان ملا اصل مطلب
 چھپا جاتا اور پھر اس کا اٹھ جانا بطور توتہ ملاحظہ ہو۔ باز کے روہو جسے چریان ویسے نام
 کے روہو رحبت۔ لعلہ بیان رنایا کا نام (سنکشی) آہل گتی جہان ایک راجا ہوتا ہے
 دیان رنایا غارت ہو جاتی ہے۔ علی ہارایا کا نام گھج اور راج کا نام بجر اسے وہی ملک میں

ایک راجہ نے اپنے بیٹے کی شادی ایک لکھ دھڑے مختلف الفاظ جو اقد اسے سب کو
 تو سرور و بھلا لکھا رعایا (چڑیا سار) لکھی کھنٹی راج (راجہ) (باز حضرت) برحق راجہ
 سہا بند تو کئی اطاعت پر لگا من پر مارا گناہ کر دیا بھلا یہاں یہ نہایت کیسے باون
 جل سختی ہے جیسا کہ لکھے مفسرین دید امر واقعی کا اظہار لغت لکھنؤ کا ہمارا اٹھا رکھے تو نہیں
 آنکھی گلی دینہ الفاظ لنگ شیر کو تین گنوں والی پریشکنتی میں داخل کرنے اور گور و بھمی
 سب کو دھارن کر بوالی پریشکنتی کے اس لنگ شیر کو کھل جانیکی کیسے لمبا میٹ ہمارا لکھنؤ
 اہل بستی لکھ رعایا سار لکھی کھنٹی ندرت بجا لگی جبکہ بہم ہاں بن اس منتر کے معنی یہ لکھے ہیں
 کہ برہما اٹھا تا ہوا کسماد بولوں کے ساتھ سوا کر لے لے کہ جو برابر کرتی ہے ٹھنکتی ہے یہ جو بیا
 جمع ہونے کے سبب (پس) لنگ شیر کو (یعنی) اس جسم شرمگاہ کو جبکو عضو تناسل اور
 مردی کہتے ہیں) لکھ تین گنوں والی پریشکنتی یعنی عورت کی شرمگاہ میں (آسنی) (داخل
 کرتے دکل) تو یہی لکھیں سب کو دھارن کرنے والی پریشکنتی اس لنگ شیر یعنی مرد کے
 آلت تناسل کو کھلی جاتی ہے اگلے منتر میں اس کا جواب ہی ماقول کہتا ہے ایسی ایسی
 ویدک تعلیموں نے اپنی چلتی کے اس زمانہ میں اگر کسی کے اعتراف اور تنبیہ کا لکھنا نہ
 یوگ جنگ سے پرشون اور استرین کا سن پر جازنا ہو جائے تو اس لفظ زنا کی باگ لگا
 علاج بارنڈی بہیہ کے جلا نہیں جوڑے پر دینی خرچی دلا نیسے دمکھا بجان کی ہستی
 جو بڑو کر کنواریوں سے کرنے کرانے میں وہ دند پکار کھا تھا جسکے سما جا رکھے تو تم سن چکے
 اور کچھ آنے ہیں بھلا آج اس عالمگیر سمد کی سمیٹ سماٹ ترسیم اور تبدیل کی اصلاح
 کہاں ہو سکتی ہے۔ تقریر ناقل تمام ہوئی۔

۱۔ قول آہنی یہ ایسا لفظ ہے جو بہت ہی بڑے بڑے اقوام سے پہلے زمین اور زمانہ کی
 مروج زبان میں بھی انہیں میں استعمال ہے یعنی آندہ ہے میں۔ جو چیز چھپتی ہوئی کسی چیز میں داخل
 ہو تو اسکو دھنا اور اس داخل کر لکھو آندہ دھنا اندہانا کہتے ہیں۔ کہ اسے دھانے کے جو کاپ بڑھ جاتی ہے
 اور اس میں اندھن ہو جاتی جو وہ بھی نہیں سنی کی رعایت پر اندھن بولی جاتی ہے۔ یہی لفظ کواہ کو اصلی معنی سونہرنا

کمال جرات اور بیباکی ہے

پنڈت بھی دھرم نے وید و سہس میں اس منتر کو یوں روشن کیا ہے کہ یج کے مسکا لون
 میں یج کرنا جو اسے بہن پنڈت کٹھاری لڑکیوں اور جوان عورتوں کی ادنیٰ شریکاء کی طرف
 اشارہ کر کے یوں چوڑ کر رہے ہیں کہ عورتیں جہوت جلدی جلدی ہلتی ہیں تو ان کی شرکاء سے
 ریل پلا آواز نکلتی ہے۔ اور مرد عورت جب ایک جگہ جمع ہونے میں اس وقت بھی یہی آواز
 نکلتی ہے۔ مہی بھی ان دونوں طرف سے نکلتی ہے۔ اگلے منتر میں کٹھاری لڑکیاں ہتھم یج کو ہنسر
 جواب دیتی ہیں کہ تیرے غصہ مناسل کا سر تیرے منہ کی مانند نظر آتا ہے رست مٹیوں کے
 سانچے سما جا رہیں دیکھ بھالے کی کیفیت کے اظہار اور وہ بھی دید بھگوان کے ہونے کے
 سبب ان آریوں نے فلک پر پہنچا کر رکھا ہے۔ مانتا جتے پناج اکرم و کرشنی رو ہتہ پر
 تو ہی پناج بھی ششتم سمیت یہ بھروہ کے باب ۱۳ کا چومبیدہ ان منتر سے۔ دیا مندرجی
 نے اس منتر کی انوکھی معنی گری سے یوں گل مٹائی ہے زمین کو علم سورج کو ماہ پر پور
 کو باب کی مانند ٹھہرائے ہی شکایت کہ راجہ کو ست مانویر مجلس سمیت سماج کے ریچکم
 نہ نہ مانا کہہ کر ہم پناشیدہ میں اس منتر کے معنی بہ تہذیب ہیں کہ برہما ہتھم سے کہتا ہے کہ
 تیرے ما اور تیرا پناپ مہانا ریلان درخت کے اگلے سرے بانوں پر چڑھتے ہیں اور سو ف
 تیرے باب کو اتنی بات کہنے کہتے انزال ہو گیا کہ میں تیرے بھوک سے خوش ہوں مہی ہر
 کی وید و سہس میں ہی کچان کی عورت سے برہما کا ہنسر کہ کہنا کہ تیری پیدائش تیرے مان
 باب کے جماع سے ہوئی ہے اس کو اسکو ہنسر جواب دینا کہ تیری پیدائش بھی تو اس طرح
 ہوئی ہے۔ یہ خلاصہ ہی رد مذہب حصہ اول کے صفحہ ۶۱ تا ۶۴ کی عبارت کا منتر وید کے
 عبارت سنسکرت و عبارت وید دیب وغیرہ میں درج ہیں۔ وید کا زمانہ بھی عجیب بھولا
 زمانہ تھا ہنر مناک باتن کے کیسے کھلے کھلے جریچے اور کن دھرماتما دن میں منہ لے کر
 ہوا کرتے تھے جو آج ہند دیب کے زمانہ میں الفسرت کی نگاہ سے دیکھے
 جاتے ہیں۔

مندرول پر نالاج با جادو سہم دہم	ہند میں جب سو رکھا جانا بسنت
سرخوئیں تال میں نہ سب میں فرست	نالاج کے سبب صوبہ تال کے لئے
ناچنے لگانے کا تیل دوسرے کرم	ناگ نالا کے لئے زگوید ہے
چیت کے ہین دلوئے انجین ایم	مال دوسر کی دہم ہے ہولی بسنت
گدگدی اس جہاں میں لے لے ہنم	ہولی کا بھڑواہیئے کیا جھاگ ہے
باندھ کھنڈر ناچتے ہیں جھم جھم	کا پڑی آتھک برہن مگد بھاٹ
بگبگس کچھ تو عیا کرے مسلم	نالاج ہولی پاترین راما جی
بھر کس کس کام کو ہم کو کم	جب نہ ایفوں کی ہو ایسی کائنات

اچھی صورت اچھی صورت ہفت خدا دہم۔ مگر ان کو فتنہ کا حکم بناؤ انسانی ناسکری کا نشان
اور فتنہ کا کفران ہی۔ اگر کوئی عاشق الہی حالت از خود فکری میں اس کی حمد کے ترسے گا
اور فتنہ فتنہ کا ہندو تو کھلا سپر اضر اس نہیں ہاں بچاؤن کی ہستی چوڑے کنواریوں سے من کی بھارت
نکالے میں اٹھی چلا چکا اور پھر ان کنواریوں کا لیجان کہ اسے بچان ترسے فلان کا سر تیرے
مٹنے کی مانند بڑی اور رنگ شر کو برا کھتی کے نکل جانے کے گیت دید کے اور یہ کہ میں ترسے ہوئے
خوش ہوں کہتے کہتے ازل موہ لے کا بیان جب یہ تال سر سے عجی عجی کھانکے جانے کے
تو اسے بھگوان کے بھگوان تھیں بھگوان لگتی کہہ دو یہ فتنہ انگیزی میں کچھ سر کرینگے سیدنا جبرہ
کی رضا سبحنا اللہ نام پر بیٹا قربان کرنے میں اسما جیل و ابراہیم علیہم السلام کے فلا اسلم
و لکھ جین اور اسکی مثل دوسرے عبرت ناک قصص قرآنی تو قرآنی شان کے فطانت بتائے چاہیے
اور اوپر دھڑے دھڑے دہم چرچے دید کے تاکہ نتیجہ بھریا یہ لڑائی چاہیں اور غم و حیا
دعصمت اور دیکھ کی سامر تھیں کچھ فرق نہ اسے اس کو ہر ناظرین باا انصاف کے منجملہ پر چوڑے
ہیں نہ

جو کہ دھم بیکوں نے اس باب میں بڑی ذہیل سے رکھی ہے تال سر تاکہ غیا نالاج تہر تہر

سے مولیٰ اور نسبت وغیرہ کی دھوم دھام میں وہ دنا جھگڑان کا حکمت ہی جسکے آنکھ کان اس
 آتش نہیں۔ وید کی سرخیان تال بہر تالائے کی استاد ساز با جواسے کی و سار وید کو اس کے
 اس فرض منصبی نے حدود و تقریرات جراثیم و مورسیاسی اور تہذیب و تمدن وغیرہ ضروریات دین
 کے بتلانے کی فرصت نہیں دی۔ آریوں نے ہمارے زمانہ کے اس ویدک تعلیم کے ضرر کا
 اعتراف کر کے بجائے اسکے اسلامی تہذیب سے کام لیا ہے وہ اس مولیٰ اور نسبت اور اطوار
 مذکورہ سے اپنے آپ کو بہت ہی بچاتے ہیں۔ مگر یا نند جی نے وید کی آواز کو اصباح پذیر نہ بآ کر پو
 پالا اختیار پر کاش کے تیسرے مولاس پن پران دیا کہ ہر گاہ و گاہی تالی لکھ مار بجانا چلا
 گیت کا مادہ وغیرہ قرار دے لیا جیسا چاہئے۔ ۱۳۵ ست پن کی اوپر کے دو گات آسنگین و سنگین
 افین کر مولے سدھ ہونگی۔ اور کا پڑی اور کھٹک اور ناگہ اور مٹا قومون کا نو سپہ ہی
 ہی کی اور کپے پٹہ اور کم کوہید چھڑا نہیں اگر چھڑا تو یا کو لک پی یا کو لک سمرفی میں ٹھہر کر
 زنا سے رکنے میں خودنی خرچی کے ڈانڈر لایکا پران نہ دیتے۔ ویدک دھرم کے بھرم
 کر یا کرم کے دھرم چرچتے دیکھے سنئے۔ آسے اب ہم آپ کو اسلام کے وہ احکامات
 دکھائیں جن جھوٹے جپا کا سبق بڑھا دیا اس سے زیادہ اور کیا کہوں انسان بنا دیا
 بہیمیت کے مدد سے ہو دو گئے لگا یا کنتہ علی اثینا خضر کا مرن السار فالتقن کھ
 الایہ ہماری حالت تھی کہ تم نار جہنم کے گڑھے کے کنارہ پر تھے اسی قول سے شانہ کا پدھرم
 کہ کتاؤں سے بچایا زنا کاری اور غلام محض اور بچیاں گھور اٹھا دی معذات زناؤں
 وکنا وغیرہ تک سے بچنے کے انتظام اور انکی قیامتوں کے بیان اور سزاؤں کے
 احکام قدرے ہی لمبے عن ابن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم یا کفر والیہوکل علی النساء فقال رجل انکایتہم لکموا قال لا یحتمو
 ہوت منفق علیہ مشکوٰۃ ۲۶۵ **ترجمہ** عقیقہ بن عامر نے روایت کیا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچاؤ تم آپ کو عورتوں کے پاس داخل
 نہ کیے پس عرض کیا ایک مرد نے کہا ارشاد ہے دیور کے بارہ میں فرمایا دیور موت ہے
 وایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے یعنی دیور سے پردہ اور بچاؤ نہ کرتا عورت کی شو
 ور خاوند کی خطابی ہے۔ مقابل اس کے وہ بھگوان کا پرمان دیور سے بھاؤ کی کو کھ
 بری کرانے سونہ بر فرزند چنے جانے کا مناکرے کرانے کا دیکھ کر اس اسلامی احسان
 کے شکر یہ میں مسر سجدو تو ہو جائے

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثَلَاثَةٌ تَنْكَحُ حَرَمَ اللَّهِ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ الْمَدْمُنُ
 الْخُمْرُ وَالْبَحَاقُ وَالَّذِي يُؤْتِي النَّفْسَ فِي أَهْلِهَا الْحَبِثُ مردہ احمد والنسائی
 یعنی تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کی ہے ایک تو ہمیشہ شراب پینے والا۔ دوسرا
 ناذران ماباپ کا پیسرا دیوث جو راکھو اپنے اہل بن ناپاکی کو۔ روایت کیا اس حدیث کو
 امام احمد اور نسائی نے۔ کہا یہی نے دیوث وہی جو دیکھے اپنے اہل بن بری چیز اور ادبیر
 عزت نہ کرے اور نہ سب کرے اوکو انتہی پس جو زنا کاری اور چپٹی بازی کو اپنے گھر اپنے
 بن روا رکھ اوس کا دیوت ہو تا تو ظاہر ہے اور چو اپنے گھر والوں کے لئے ہے بردگی اور چپٹی
 مرد کے ساتھ تنہائی میں میچکر بات حبیب کرے کو روا رکھی وہ بھی دیوث ہی درختہ از زمین
 ملحوظاً و لفظاً ص ۵۶۹ فتنہ کی زمین اور زمانہ میں بقدر استطاعت پردہ کرنا واجب
 ہے و علیہ الصغریٰ فی زہدنا۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا آنکھوں نہ مار کرانہ کرنا ہے اور کانون ساز نہ باتیں ستا اور باخون کا زنا چھوٹا
 اور باون کا زنا چلتا ہے (طرف اوس عورت اجنبیہ کے جو اوپر حرام ہے نہوت کی نظر سے)
 یہاں اور بھی ہیں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نظر
 کرے کسی عورت کی جو حضور کی طرف نہوت سے والا جائیگا اوس کی آنکھوں میں سیا
 قیامت کے دن اور بھی وہاں میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا جو شخص چوسے بہتیلی کسی عورت کی کہ ادھر طالع نہیں ہے رکھے جائیگے اوسکی بہتیلی پر پتھر
 تیاست کہ ابن ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت ہو جو خدا کی ادھر جو کسی کا ستر دیکھے اور ادھر جس کا ستر دکھا جائے
 (رضمان اللہ عنہما) اسلامی حکم و ارشاد تو یہی ہے۔ مگر دید بھکوان بھجان کا تکرار
 نظر آتا کنواریوں جو انون کو تبا کر نہ اون ستر دیکھے والیوں پر لعنت کرتا ہے نہ بھجان ستر
 دکھائے والے سخت جیجائی کی کنواریوں جو انون سے ہنسی چوڑ کرنے والے پر اور جب
 نہ مارا نہ لایا نہ لکھو نہ مارے کرے بھی اگنی دیوتا کی دیا کر پائے خود پاک اور زانی کا لطفہ ٹھیر جا
 تو فائدہ کا لطفہ اوس لطفہ پر پڑ جائے سے دھرم سبک پاک بتلاتا ہے تو نہ اب ہر وہ اور
 سچا کی ضرورت اور نہ دیوثی سے کچھ نصرت و لا تشرؤا الفواحش ما ظہر منہا
 وما باطنہ سورۃ انعام فحش اور بیجائی کے پاس نہ بھٹکے کہلی ہو یا چھٹی قُلْ لِلّٰہِ مَبْدِئُ
 یَخْتَصِمُوْنَ اِنَّا اَنْصَارُہُمْ وَ یَخْتَصِمُوْا اَنْزِلْہُمْ و کُلٌّ لِلّٰہِ مُؤْمِنَاتٍ یَخْتَصِمْنَ مِنْ
 اَبْنَائِہِمْ وَ یَخْتَصِمْنَ مِنْ ذُرِّیَّتِہُمْ وَ لَا یُبْدِیْنَ ذِیْنَتِہُمْ ہ (دون کہہ دیجیے سو تون
 اپنی لگا بہن سچی رکھیں اور شرنگا ہوں کو محفوظ رکھیں۔ اور کہہ دے ایمان والی عورتوں کو
 وہ بھی اپنی لگا بہن سچی رکھیں اور شرنگا ہوں کو محفوظ رکھیں اور غیر محرم پر اپنے بناؤ شکھار کا
 اہل نہ کریں و لا متخذات اخدان (النساء) ست خان میں لاہ چھپے یا رہنا ہوا لیا
 فَإِنَّ آٰیَاتِہِ یَفَاحِشٌہِ قَعْدِیْہُمْ یَضَعُ مَا عَلٰی الْحُجْمَاتِ مِنْ الْعَدَابِ (النساء)
 پس اگر کریں بدکاری تو باندی پر نصف منرا ہے اوسکی جو آزاد عورت نو پیر ہے المرائی والہا یُنِیْ
 قَاجِلْدُوْا اَکْلَ وَاَحَدٍ مِنْہُمْ مَا لَہُ حِلْدٌہِ وَلَا تَاْخُذْ بِہِمَا رَاقَہُ فِیْ دِیْنِ
 اللہ جسے ابھی کھل نہیں کیا مرد ہو یا عورت اگر نہ کریں تو مرد ہر ایک کو سو کوڑے اور اوپر
 رجمہ و شقت کوئی نہ کرے ہذا فی قانون مین اَلْبِشَیْءِ وَاَلْبِشَیْءِ اِنَّا اَرْبَابُکُمْ وَ یَخْتَصِمُوْ
 ہَا اَلْبِشَیْءِ تَبَا لَہِ مِنَ اللہ جہا ہا مرد اور بیابھی عورت اگر نہ کریں تو انکو بھر بارستے

مارتے مارڈوالو اللہ کی طرف سے یہ عذاب مقرر ہے وَكَفَرْنَا فِي يَوْمٍ تَكُونُ وَلَا تَعْلَمُ حَسْبُكَ
لَتَكُنَّ سَجَّ الْجَا هَلِيَّةً أُولَى (احزاب) اسے بی یود قر سے رہا اپنی گہریں میں اور نہ ٹکھا کر رہا
پہلے زمانہ کی بیدین عورتوں کی طرح قُلْ لَا تُشْرِكُ دِينًا لَكَ وَنِسَاءُ طُغْيَانٍ مَسِيحِينَ
میں جگہ کی بی بیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہ لکھا ہے
ہے سو مہر چادرین - یعنی اگر ماہرین وغیرہ سے ملنے جائیں تو دوسرے باؤن تک کی چادر دوسرے
جائیں اور گھروں میں رہیں تو وضعی عورتوں کی طرح نہیں بلکہ کرتے ہیں کہ کرتے ہیں اور بھی اور کچھ
رہیں وَكَيْفَ يُرِيدُ جَعْلُ هَيْتٍ اور اپنی چادر کے ساتھ لکھو گھا مار لین - ہر ایک عورت
نا محرموں سے پردہ کرے - جیسے دوسرے چادر اور نہ دارون سے کھولتے کھلے اون کے پاس
کیلے مکان میں نہ رہے - لَا يَخْلُكُونَ رَجُلًا يَأْمُرُ بِكَ إِلَّا لَكَ كَانَ تَالِغًا هَا الشَّيْطَانُ
رواہ الترمذی یعنی دنیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز ہرگز نہ تائی میں نے بیٹھے
کوئی مرد ساتھ کسی (ایسی) عبرت کے پاس چکے پاس تہائی میں بیٹھا نہ رہتا تھا
اس لئے کہ ایسی حالت میں تیسرا اُن دو میں شیطان (آلیگا) روایت کیا اس حدیث
کو ترمذی نے اندھے تک سے پردہ کا حکم حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ارد
ہے دیکھو مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۲۶۱ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دستور نا محرم مسیت تک سے پردہ کرنے میں مشکوٰۃ کے
باب زیارۃ القبرین میں بیان ہوا ہے كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابِي وَنَحْنُ قُوبِي وَاقُولُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَ
اَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عَمَّرَ مَعَهُمْ فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَانا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ قُوبِي
حَيَاءً مِثْلَ عَمْرٍا **ترجمہ** حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں آتی جاتی تھی
اُس گھر میں جن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے باپ فن تھے کھلے منہ اس
خمال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ ہیں اور حضرت ابوبکر میرے

باب میں پھر جب حضرت عمر دفن ہوئے تو قسم خدا کی میں بغیر حجاب کپڑا اوڑھ لینے کی نہیں
 داخل ہوتی شرم سے حضرت عمر کی ترجمہ تمام ہوا آفرین سہم اُن عقیقہ صالحہ بی بو پیر
 جو اس دستور شرعی پر چلتی اور بیدین عورتوں کی حیا سوز حصلتوں سے بچتی ہیں۔ ہماری
 دینی کتاب اللہ اور حدیثوں میں اجنبی کی قبر تک سے پردہ کی ہدایت دیوٹی بیجیائی اجنبی
 مرد کے اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں بیٹھنے کی وہ سخت ممانعت اور محبت میں داخل
 ہونے سے محروم رہی انکی وعید اور زنا چوری قزاقی وغیرہ مظالم اور بیجا یون کی وہ قہر
 سرائین سنگسار کرنے اور ماتھ پانوں کاٹنے دڑے مارنے قتل کرنے وغیرہ کے
 عذابوں سے جنگی طرف سوائے چوری قزاقی کی سزا ہی کے ہمارے برادران وطن کی دھم
 بستکوں نے وہ ڈھیل دے رکھی ہے جسکا منہ اپردہ کہا چکا ہوں جو ان عورتوں کنواروں سے
 مذہبی مقتداؤں بیجا لون کی انگلی شرمسکا ہوں کی طرف انگلی چلا چلا کر مہنسی چوڑ اور اُن بے پرو
 جوانوں کنواروں کی بے شہ نہ توڑ جا با جوابی کہ تیرے غلام کا سر تیرے شہ کی مانند دکھائی
 دے رہا ہے اور بیجائی کو ساند گھوڑے سے دھنا ٹیکا پرمان دین۔ یہ جان اور جہازیں کو بہ
 کہتے کہتے انزال ہو جائے گا بیان کہ میں تیرے ہوگ سے خوش ہوں اور یہ ہاتھی کی دھڑا
 اور اوس کا ویسا ہی جواب پانا ہمیشی سے اور دید بھگوان کا ایسے بیالوں سے دونوں طرف
 دل خوش کرنا اور استریوں کے لئے فائدہ اور دیورسی پرابت ہو کر یحجان پر بھی کر پا کرنے کا
 پرمان دینا اور عورت کا زنا کرانے سے ناپاک نہونا اور خون حیض کا اتنے سے خون پاک
 ہو جانا اور زانی کا نطفہ ٹھہر جائے تو فائدہ کا نطفہ اوپر پڑ کر پاک ہو جانا گویا کھڑے گہا
 کی سی دھلائی نہایت آسانی کے پرمان کسی کا سار بومار نہ بکرا حتی کہ رندھی مسالطے
 ہو جائے پرمان سے ترک جائے یا پٹنی تو دوی خیرچی ڈانڈ بن یں۔ نیوگ کے بھوک کی
 یہ شان کہ بیو کی کو کھ ہری کرے سے لئے گہا رہے مخصوص کو اجابت اور ایک مرد کا گیارہ
 استریوں کو با اولاد کرنا روا تہ فحشا و نذغیر کی موجودگی میں ساق کی تا موجودگی میں

اوسکی عورت کو غیر مرد سے بیچ لینے کی اجازت وغیرہ اسی قسم کے احکام دہرم بہت کم
 کے بر مان ڈاب پر وہ کر کے زنا و معذات سے بچنے دیوٹی سے نہ مانے کی کون ضرورت
 اسلام احکام کھلے ہوئے نوتی و مرد و یدین جو اپنی رقت شان اور بیٹی بہا میں کسی کی
 تعریف کے محتاج نہیں مخالفون تک نے خواب و غفلت سے چونک کر اپنی حیا و غفٹ سنا
 پاسبان فلاح اور ہمد کا سامان جالچ پر تال تجربہ کے بہہ مانگر جہنچون میں بھر لیا
 ایک زمانہ ویدکر پاشا ستر بر پاسا وہ تھا کہ اوپر کے دھندوں جو فیلوں جہوڑون کی دنگ خدا
 میں منوں کی کا سا بوٹی تھی۔ یا آج قرانی روشنی کے زمانہ میں اوپر کے جھوگن کا نام
 منکر ہندو دہرم پرست اور استریان لاجون مر مر جاتی ہیں کر نکا تو ذکر ہی کیا ہے آج
 ایقیم اچس سو بھگی منفر وید سا کر کوئی بیج دیو پرانی استری پر ناٹھ تو کہہ لے لنگ
 اور جہلری کی بو جانا نام سننے سے شرم آتی ہے مہند ب ہندو والی کے جو سے اور بولی
 کی دہول اڑائی کچھ کی بھنگ بار سے بزار آئندہ دہرم بہت کم سے آیتکا اور آچکا کہ غلط
 اپنے کروں پیدا ہوتی مرقی جیتی ہے مشیت از روی کو اس میں کچھ دخل نہیں یہ اعتقاد
 عموماً عوام ہونے جہوڑ دیا ہے سب یہی مانتے ہیں کہ خلق اللہ کسی کی پیدا کی ہوئی ہے
 وہ جو چاہے کرے اور چنیدا کو ہم اوپر بیان کر اسے ان میں انقلاب یہ سب قرآنی تعلیم پرست
 اور جنورا قدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خبری ہو وہ وقوع ہیں اگر بیست گی زمین و
 آسمان طحیائین نکر اس کا ٹٹنا محال مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی فصل ثانی میں ہے
 وعن المقداد انه سمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لا يبعثني
 على ظمير الا من بيت صد رولا وبرا لا ادخل الله كل الا سلام بعز عن اوزد
 دليل اما بعزهم الله فيجعلهم اهلها او يذلهم نذير من لهما فيكون الدين
 كذا الله رواه احمد ملا یعنی حضرت مشاور صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے
 کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہ باقی رہے گا

پشت زمین پر کوئی گھر ڈھیلے کا اور نہ اونٹ کی اون کا مگر کہ داخل کر چکا اللہ اس میں علیہ
 اسلام کا ساتھ عزت عزیز کے اور ذلت ذلیل کے یا عزت دیکھا اوٹکو اللہ ذکر چکا اوٹکو اہل
 اسی کلمہ اسلام کا یا ذلیل کرے گا اوٹکو تو طریقہ برتنیکے وہ کلمہ اسلام کا (مقتدا کہتے ہیں)
 عرصہ کیا میں نے تو ہو جائیگا دین سب کا سب واسطے اللہ کے روایت کیا اس حدیث کو امام
 احمد نے مجاز صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس مشین کوئی کا صدق
 واقعات اہل ادیان دینا سے عیان ہی۔ علی اور اعتقادی اصلاحین یہود یہود و نصاریٰ
 و غیر ہم میں موافق اسلام کے بزرگ دست مصداق ہیں اس خبر کے جوہرے کھاجی بھگت
 کھواریاں تن بنانے لگواریوں کو دیو توں کی بیاباں بھگت اسے ایک ہر دو ایک زوجہ کے
 سوا اور سری زحجہ کے خوام بھگت نے میں امور فطریہ کی مخالفت تورات شریف کی مخالفت
 کھواریاں ہزاروں فالو بچ رہنے کی مصیبت یہی کیا اور بہت سے امور علی و اعتقادی
 میں عصمت و عصمت حیا و غیرت کی نگہ کی بھانجی کے بھندے جب تک نہ کہلے
 جب تک نہ کہلے جب تک اسلامی احکام علی و اعتقادی میں اصلاح و تہذیب اسلامی
 کو یا وجود نہ ماننے اسلام کے جار و ناچار جارہ کار نہ بنایا گھر میں خیر و صلاح ہے جہی قدم
 رہ کیلئے حب امور مذکورہ بالا اور بہت سے خیالوں جالین برتاؤ و خین اسلام کے
 آگے گردن جھکوالی ہے۔ ہماری گورنمنٹ کی نیک نیتی کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ پورا
 حصہ صحت انگلستان میں حکما جی چاہے اسلام لئے کوئی قانونی مخالفت نہیں۔ امریکا
 میں اسلام کا قدم پڑنا اور برہما میں یہی ایک جہلک بغیر عز و ذل ذلیل بفظ حدیث
 کے مفاد کے اوار کی اخبار اہل حدیث جلد ۱۵ نمبر ۲۵ امرتسر مورخہ ۱۲۔ رجب
 ۱۳۳۵ھ ۲۶۔ اپریل ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۴ میں ہے اڈیٹر مسافر برہما میں شاعت
 و عدم کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں کے حالات اخبار مسافر میں لکھتے ہیں صحن
 سے ایک مضمون اس قابل ہے کہ ہم بھی اپنے ناظرین تک پہنچا دیں۔ مذاکل شان وہ

مسافر جو ہمیشہ لکھا کرتا تھا کہ اسلام بڑا بڑا شیر پہلا ہے آج وہی برسہا میل شاعت
اسلام کا ذریعہ بنے سابقہ خیالات کے برخلاف لکھا کہ ناظرین غور فرمیں (الحمد للہ)
برہمنوں کی بحیثیت ایک جاتی تباہی عرصہ دراز سے شروع ہو گئی ہے اور آریہ پرمیش
یہ بات انوس کے ساتھ سننے کے قابل دنیا کی یہ بزرگ جاتی بحالت غفلت موت کی
شرک پر بڑی تیزی کے ساتھ قدم بڑھا رہی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ میری راس
مین اگر وہی حالت بدستور قائم رہی تو تقریباً سو سال کے اندر ہی اندر سارا برہمن دیش
عیسائی اور مسلمان ہو جائیگا۔ اور تاک مور تی کو قہم بد کی بنائی ہوئی یہ جاتی سدیو گے
کے صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی۔ برہمن دیش مذہبی نقطہ خیال سے بھارت کے ہندوؤں کے
نئے پنجاب کے سرحدی علاقہ اور بلوچستان کی مانند ہو جائیگا (الی قول) عواماً بہان مسلمان
پہنچ کر ایک ایک دو دو یا تین تین برہمنی لڑکیوں سے حسب خواہش شادی کر لیتے شادی
کرتے ہی مسلمان لوگ برہمنی لڑکیوں کو اپنی شرع کے مطابق پردہ کا پابند بنا دیتے ہیں
اور رفتہ رفتہ چند ہی روز کے اندر اندر انھیں کٹر مسلمان بنا لیتے ہیں۔ پھر ان برہمنی بیویوں
جو سستان (یعنی اولاد) پیدا ہوتی ہے مسلمان لوگ اُسے ہر پہلو سے بہت ہی کٹر
مسلمان بنانے کی کوشش کرتے ہیں یعنی مسلمان اپنی برہمنی عورتوں سے پیدا شدہ بچوں کو عربی
اردو پڑھاتے ہیں۔ اور تمام ارکانوں سے اسلام کے اچھین کا محققہ واقعہ کر دیتے ہیں۔
برہمنی عورتوں سے پیدا شدہ مسلمانوں کی یہ سنان برہمنین زیر بادی یا زبادی کے نام سے
پکاری جاتی ہے اور زبادیوں کی تعداد آج کل سن میں اس کثرت اور تیزی کے ساتھ
جڑھتی چلی جا رہی ہے کہ ان کی ترقی دیکھ کر کوئی شخص بھی یہ خیال کئے بغیر نہیں رہ سکتا
اگر وہی حالت بدستور قائم رہی تو ایک ہی صدی کے اندر اندر برہمن دیش اسلام دیش
بجائیگا (آگے پہلے کے مضامین کا برہمنی لڑکیوں سے شادی کرنا اور پوچر خانہ میں انکی
اولاد کا کام کیلہ کرنا کھلا ہے) (الی قول) بحیثیت ہی حالت آج دیگر اقوام کے مقابلہ میں

ہندو جاتی کے افراد کی ہو۔ ایسی حالت میں قدرتنا جاتی کے ایک ہی خواہ کو سسپیدا
 ہو جاتا ہے کہ ان حالات میں اس جاتی کی زندگی کتنے دن قائم رہ سکتی ہو" مسافر اگر مورخہ
 ۱۵۱۔ اہریل مشاء اہل حدیث) ناظرین اذیتھر "مسافر" کو اساعت اسلام سے
 چونچ ہو رہا ہے۔ آپ دعا کریں خدا انکو اس پنج میں صحیح سلامت مکان پر پہنچا دے ۵۵
 ایضاً نمبر ۶۶۔ ۷۷۔ رجب ۱۳۳۷ھ بمطابق مرقوم ہر مرد کی جسمانی ساخت ہی کثیر الارواحی
 کے لئے ایک کافی دلیل ہے۔ مسٹر ٹالس گیو کی تحقیقات پر گرام ملکون بن لڑکی آٹھ نو دس
 سال کی عمر میں قابل شادی ہو جاتی ہے آئندہ کثیر الارواحی کی ضرورت بیان فرما کر لکھا
 ان ملکون میں کثیر الارواحی کو رائج کرنا جیسا ہی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے (ڈیو پورٹ)
 کہا قول ہو سرد ملکوں میں بھی بیضیں وجوہ جسمانی زنا سے بچنے کے لئے ایک سے زیادہ شادی
 کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے سکون ہر شری کا یہ اقرار ہے کہ ہم سب ہمیں اوقات اور ہم پر ہے
 بعض تو ہمیشہ کثیر الارواحی پر عمل کر رہے ہیں تو اس سے بہتر کوئی رائے نہیں کہ اسکی
 اجازت دیجائے اور وہ مردان بہت سی عورتوں کا محافظ اور خیر گیر رہے (الی قولہ)
 اور بیگم یا فاضل کے الفاظ جنہوں نے تمام یورپین تہذیب اور عیسائیت کو پاگل بنا رکھا ہے
 وہ صفحہ کھستی سے سنٹ جاوے گئے اہم اور سناٹھے ہی اُنکی اُن بد نصیب اور بد بخت عورتوں کا
 وجود جسے آج یورپ بھرا پڑا ہے کالعدم ہو جائیگا (ناقل کتابے ولایتی اخباروں سے
 منقول المشیر البرید وغیرہ اخبارات ہند کی عبارتوں میں لکھے جو اسی حصہ میں نقل میں ایک
 مرد کو ایک بی بی سے زیادہ کی سماعت پر عمل پیرا ہونے نے پندرہ تالیس سالہ لاکھوں
 کٹوراہاں خالتو بنا دیں جن میں سے بہت سی کٹوراہاں عنقریب مائیں بننے والی ہیں۔ بقول سکون
 ہر شری جن بد نصیب بد بخت عورتوں سے آج یورپ بھرا پڑا ہے تقریباً نصف تمام ہوتی آگے
 اچھین غلاموں کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کے ہر کونہ میں کثیر الارواحی علی طور پر پائی جاتی ہے
 اور جن کے ایک فوجی امسٹر کا مشورہ کہ ملکون کی طرح جرمنی میں بھی ایک سے زیادہ

شادی کرنے کی اجازت دے جانتے۔ ہم حال حرمین کو نسل نے اس مسئلہ پر غور کرنے کا
 فیصلہ کر لیا ہے (الی قول) نیز سطح کثیر الازواجی کے برخلاف کوئی حرف زبان سے
 نکال سکنے ہیں جبکہ خود اُن کے اپنے انبیاء کاغص اُس کا مؤید اور دیکھ رہے ہوں کو مشرّم آتی
 چاہتے دیکھ سکتے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کر سکتے ہیں جبکہ ان کا وجود تمام نسل
 انسانی کے لئے اس قدر فائدہ مند ثابت ہوا ہے اور جبکہ انھوں نے اس قدر اعلیٰ تہذیبی قانون بنا
 کثیر الازواجی کو بھی رواج رکھا اور ساتھ ہی ایک بی بی پر انکشاف کرنے کی ترغیب تو احیاء کے
 صحیح اور صاف حکم کے ماتحت ہی۔ ستر نگہیں لکھتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
 نے ان قدیم مذاہب کے قوانین کی پیروی کی جو دریا کے ذرات کے مغربی طرف واقع ہے
 اور عیسائیوں کے نزدیک تو اس حصہ میں ساری دنیا آجاتی تھی۔ آنحضرت نے اپنی پیروی
 کو ایک سے زیادہ بی بیان رکھنے کی اجازت ہی آگے عیسائیوں کے اعتراض کو دار واد
 سلیمان علیہما السلام کی کثیر الازواجی کے موافق حکم الہی ہونے سے رد کیا ہے بھر یہ
 لکھا ہے خصوصاً جبکہ حضرت مسیح اوں کتابوں میں جن میں آپ کے پیروں کے مختلف فرقوں نے
 آپ کے احکام جمع کئے ہیں کسی ایک میں بھی اس کے حکم نہیں دیتے تو ایسی صاحب نے
 اپنے عالمانہ مصلحتوں کی ناک کیونہ نہیں من تمام قوموں تمام زمانوں مشرق مغرب کے
 ہر ایک حصہ میں کثیر الازواجی کا رواج اور جو بڑائی یونانیوں، تکیں میں ثابت کیا ہے اور یہ کہ
 یورپیڈس و افلاطون اس کے حامی تھے اور روم کے قدیم باشندے اسکو منع نہ کرتے تھے
 خود انکا بیٹھونی کے دولہا بانی تھے اور صوفیائیں یورپ میں کثیر الازواجی کا رواج
 عام ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ ہینڈوس۔ جو ریس۔ آرمینیس کا زیادہ آگیا ۳۹۳ء عیسوی میں
 کثیر الازواجی سے رکھ کر قانون بنایا اور اس کے بعد شہنشاہ ریمینین نے تمام رعایا کو ایک سے
 زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دے دی اور اس پر پادشاہ روم و انکار کسی مذہبی دلیل سے نہ ہوا
 دلیٹینس این کانسٹینٹین۔ ہریرس واپس ہمسلمین پر چاہے بگنس ان کے بہت سی

لی۔ میان بعض ان کی بابت تو سیٹ اوس بڑبیس کئی ہی منہدات دیتے ہیں اسکے بعد
 ایسی ہی جان ڈلو پورٹ ایڈمنسٹریک وغیرہ کی تحریر و نسخہ ثابت کر کے لکھا کہ سب ایک ہی
 بنیادی پر اکٹو کریں تو بموجب بعض قرآنی قواعد اس میں بھی اسلام کی فتح و کثیرالازواجی
 اختیار کر لیں تو اس میں بھی اسلام کی فتح ہے کثیرالازواجی مسلمانوں پر فرض نہیں کی گئی ہے
 آئندہ خلاصہ میں دس نمبر میں لکھتے ہیں کہ کچھ ایسا کہ انسانی نسل کا ابتداء ہی سے
 اصل رہا ہے تمام دنیا میں غیرہ میں فرمایا بانداری خرافات اور ناکاری کے روکنے
 کے لئے ایک ہی کارگر حربہ (اور دمال) ہو سکتا ہے جسکو کوئی احمقانی اصلاح کنندہ
 نہیں کر سکتا (۱۰) کثیرالازواجی کوئی خاص سلامی مسئلہ نہیں۔ ایک بی بی پر کثیر
 کرنا یہ نسبت کثیرالازواجی کے اسلام سے زیادہ متفق ہے یہ خلاصہ بطور اتفاق ہے صفحہ
 ۱۰۱۰ تحقیقات علماء محققین یورپ اور واقعات تاریخی اور سنہدات اخبارات سے کھل
 تل گیا۔ کہ ایک سے زیادہ بی بی رکھنے کی ممانعت نے زیادہ کے ضرور متذکرہ کی اور فاقو
 نہ رہنے والی کو اربوں سے اربوں ناچار بنا کر جو کچھ کر دیا عاقل خود سمجھ لینگے اخبار و رسا
 ہیں کہ بہت سی کنڈاریاں غریب بچے جننے والی ہیں اہل بصیرت خود جان گئی کہ ایک زوجہ پر
 سبب کر کے کی قید نے وہ وہ بے قیدیاں بہ عنوانیاں کر دین جسکے مٹانے کا
 کثیرالازواجی ہی کامل علاج تھی۔ جو اساتہ یہیمہ کے ناحق طوطہ بھر بائے میں کہتے
 مجبور کیا اور کہتے اس مجبوری کو جائز طو میں محصور کیا اور تنگی سے بجا دیا ناکاری کی ذہند
 کون حکم تھا اور ناکاری کا دروازہ کھولنے کی باعث کولسی راے فطر براہجام کام
 ہوئی اس مشکل شدہ فیصلہ کو ہم ناخرین اہل بصیرت کی راے پر چھوڑتے ہیں۔

رازم کرتا یا۔ پیشام باہی خود بھی ہو م پو کھی آریہ بھون ص ۳۷ میں دیانند جی نے اس کا ترجمہ
 یہ کیا ہے اے والد (ہو) تو اپنی عنایت سے ہمارے پاس ہر جگہ موجود ہے عہد طریقہ
 اللہ سے نافل کہ کب سکنا ہے کہ تو اللہ سے جان کی عطا اور نجات ہر جگہ ہے کہ میں موجود ہے
 اور کو خدا سے کیا کام وہ تو بسبب راحت و عنایت ہی کو خدا سمجھا ہوا ہے۔

سوم کا بہت اچھا رس نکالا تو وہ اور بہتر سے عمدہ و بہتر بنی اچھی طرح سے بہا کر بدست عالی میں چاندی
کی میں قبولی فرماتا دانتی پھر دیا کہ اور یہاں اس کے مندر میں ہر چھوڑ دیا۔
دوسرے لشکر لائوا با عرق در لون یا تختوں سے پریشور کے بخونا جاتا دیکھو جو بہتر نہ رہی
جائے نفس طلب کے منہ میں نصرت نہیں کیا جو دیکھو کہ کذب صفحہ ۹
عرق سٹھی کی اس سے اور کیا زیادہ عزت افزائی ہوگی کہ پریشور کے نہ ہوگی بخونا ہی ہوئی
مہانی لشکر ہائی ہوا ہر کھینچا گویا اس کا مہان ہے ویدک دھرم کے اسرار پرانہ
اس کے مقابلہ میں اول شخص کو قرآن و حدیث کے مطالعہ کر جو حسین شراب اور شہ
چیر کی حرمت اور جرائی اور شہر چم کی اس کو بیان کیا ہے اگر پردہ ہوئی ٹوٹا ہوئی تو اہم
تلاوت کیا کہ اس کی حالت میں فلان شخص نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نہ کا لیا تھا جسکو
دوسری بار شہ کی حالت میں ہی کھان دیا غور بالہ نہ اسی واسطے بعض مسکاتب
عہد جدید میں خمر خوری میں تہوڑی سی پینے کی اجازت دی ہے اور اسلام نے سر پہ
اس مصیبت کا گلہ ہی کاٹ دیا ہے۔ مدہ ہو پیٹم خود فقہ و کما منتر منقولہ حصہ ہذا میں
دیکھ لو مدہ پینے کو دوتا بلائے ہیں جی خوری شراب خوری کے بیان سے خالی نہیں

گیا رہوین ہر چاند کنواری کینا تاہ طغیانی سے ہو کینتی خراب گیا رہوین کو وہ قضا کرتے رہتے دیکھو خلفا کی مقرر تاریخ میں نقل کر عرصت ان کو بیخ کی سو کہنے پر بھی کنواری کینا کاتے پو جا اور تاشیخ مصر سے اپنے والی کا سفر نہ رہتو	بھینٹ دیتے ٹیل کو مصری ہم بھینٹ لیکر نیل کے گہوڑے راہ میں کرتے تلف بارہ کام پروا بہت کی سیر طی نے رقم دیکھا ہے نہ بٹ میں رہتے کرتے نہ سستغری دنیا تم عزتوں میں ہو گئے اگر ہم خوب کینا سے گا پھر اس کا ہم
--	---

ہمارے والی نامدار علی حضرت خلیفہ صاحب دین و علم مالک السیف القلم
 امیر الامراء رئیس الروسا فرزند ولید دولت انگشٹہ بنیامین مخلص الدولہ
 ناصر الملک عالی جناب علی القاب جناب نواب محمد حامد علی خان صاحب
 مستند جنگ جی سی۔ آئی۔ ای۔ دام اقبالہم کی کتاب سیر و سیاحت دیکھنے
 بچہ پوچھنے اور ہند کے مسافر دن کا کھاسہ اور وجہ تسمیہ اور حکمت کی پوجا
 مصر سے لائیکا پر حال مع مزید تحقیقات و محسوسات کے معلوم ہو جائے گا اور تاسخ
 کا بیان آئندہ آپ کا انشاء اللہ شک ابوالشیخ نے اپنی کتاب عصمت میں بروایت
 فیض بن جراح لکھا ہے کہ جب مصر حضرت عثمان بن امیر کے ہاتھ سے
 فتح ہوا تو وہ بنان کے لوگوں نے آپ سے آکر عرض کیا کہ گزیریل کو طغیانی ہو تو ہمارے
 یہاں کا شہنشاہی نہیں ہوتی اور بغیر ایک تدبیر کے دریا طغیانی سے مرگتا نہیں اور
 وہ ترکیب یہ ہے کہ ہم ہر چاند کی گیارہویں تاریخ کو ایک جہاز بالکہ لڑکی کو دہلیں کہ
 نیل میں غرق کر دیتے ہیں حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا۔ اسلام ایسی القوبالون کو
 مٹائے آیا ہے۔ میں اسلی اجازت نہیں دوں گا۔ چنانچہ یہ نسل نہیں ہونے دیا اور حقیقت
 میں دریا کو طغیانی ہوئی آپ نے گھبرا کر حضرت عمرؓ کو اطلاع دی آپ نے جواب دیا
 کہ تم نے خوب کہا اور بہت ہنسیک، چاہے دیا کہ اسلام ایسی لغو باتوں کو مٹائے آیا ہے
 میں اس لحاظ کے ساتھ ایک قہ طوف کرانوں اوس کو دریا سے نیل میں ڈلوادو عمرو
 بن العاص نے قہ کو لکڑی کا قوارل بن لکھا ہوا تھا کہ مجانب بندہ خدا عمر امیر المؤمنین
 مجانب نیل مصر معلوم ہوا کہ پہلے سے طغیانی نہیں آتا ہے تو اب بھی تاد فیکہ شہت
 حکم نہ دے طغیانی پر نہ آتا میں خدا سے تمہارے وعدہ سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے طغیانی

خدا اس کو ہند و مصر کے عرف میں طغیانی دینا کہتے ہیں۔

نہ دے لفظ حضرت غروب النواں نے یہ فرقہ نکل کر چلا دیا دوسرے ہی روز
 نکل مہول سے سولہ کز طغیانی سے کم ہو گیا، اوسے روز سے مصر کا یہ دستور بھی منقطع ہو گیا
 (یہ منقول ہے ترجمہ تاریخ الخلفاء سید علی کی فضل حضرت عمرؓ کی کرامات اسد رجہ صفحہ ۷۷
 سے گیارہ کے عدد میں گیارہ تیان تینتیس ۳ دیوتاؤں کی خصوصیت ہر ایک خاصا اثر
 خیال کرتا ہوا کہ نہ میں پر گیارہ دیوتا ہیں اور آسمان پر گیارہ اور خلا میں بھی گیارہ
 جبکہ تفصیل منواد ہیا کے ۴ شلوک ۴۰ اسے اور پھر وہ اد ہیا کے ۱۴ متر بہن ۲۵
 اور یہ منقول ہو چکی جو نلکہ آریہ گوٹ ایران کے اور آریہ گوٹ یونان کے دیوتا ایک ہیں
 کفار مصر بھی ان عدد کی رعایت اس نذر اور بھینٹ میں شاید اسی خیال سے کی
 گئی ہو۔ قربان ہاتے شریعت اسلام کے کہ اوس میں کسی عبادت بدنی و مالی میں
 کسی وقت اور تاریخ کی تخصیص بھی کی گئی ہو تو ان تمام شہادت کفریہ سے جب کہ
 طلوع اور غروب آفتاب اور ٹھیک دوپہر کے وقتوں میں نماز کی ممانعت میں تشبہ
 کفار سے کفر را حجاب کیا گیا ہے۔ اگر نمازی کا یہ مقصد نہیں ہوتا ان اوقات میں
 جو سوچ کے بجا ہیں کا ہوتا ہے۔ تو حکو یہ اسید کرنا بجا نہ ہو گا کہ ہمارے مسلمان بھائی
 بھی حضرت سید الاولیاء محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الثقلین سیدنا شیخ
 عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اقدس کو ثواب پہنچانے اس خارج کر
 آ کر نکلے اور احیاء اور اخلاص کو کام فرمائینگے اور جب میرا بیٹا اس کا رخصتین درگاہ
 نہ فرمائینگے اور ابصال ثواب میں اوائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آل اصحاب کو اور دیگر
 اولیاء راست کو نہ پہنچینگے۔ اور حدیث النور سعد بن جوہر میں عائشہؓ ہر محرم الحرام کی تخصیص
 ہے وہ ان حضرات سے پاک ہے اور بقیہ نص حدیث سے ثابت ہے اور ایک بھینٹ کنوار کی کنول
 کی نیل کے خشک ہو جانے (پانی کم ہو جانے پر بھی) پر بھی دیجاتی تھی حبیب اکرام استغفری
 نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اس پر دوسرے مسند کی رسم کو بیٹا اور بیٹا بیٹی

فرب کو تو بتا دینا سب سے پہلے کہ شہید ناعمر بن الخطاب خلیفہ دوم کے ہاتھ سے بہشت
 عمر بن العاص یوں ظہور میں آیا کہ نیل کے نام یہ نامہ بھیجا **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِّنَ الْبَيْتِ إِلَى الْبَيْتِ وَأَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ مَخْلُوقٌ لِّأَمْرٍ لَّكَ مَخْلُوقٌ لِّأَمْرٍ لَّكَ
 نَفْعًا نَّانَ كَمَنْ تَجَرَّيْ جَوْلَكَ وَفَوْتِكَ فَانْقَطِعْ فَلَا حَاجَةَ لِّمَا دُونَكَ وَأَنْتَ لَمْ تَكُنْ
 بِحَوْلِ اللَّهِ وَفَوْتِهِ فَاجْرُكَمَا كَمَنْ تَجَرَّيْ وَالسَّلَامُ **ترجمہ** یہ خط بھیجنا کہ سب سے پہلے
 امیر المؤمنین (عمر بن الخطاب) کی جانب سے طرف نیل (دریا) سے منبر تک اس سے بعد بعد
 وصلوہ کے (معلوم ہو) کہ سبک تو مخلوق ہے کہ زمین ایک ہے تو کسی نفع سے اور نہ نقصان
 پس اگر ہے روگنی تیری اپنی فوت اور طاقت سے تو رواں ہو کہ سبب ہمارا آج سے نہیں اور اگر
 تو اشد (بزرگ غالب) طاقت اور قوت سے بہرہ ہے تو جاری ہو جیسا کہ جاری ہو اگر تار
 اور سلامتی ہو ترجمہ تمام ہوا (بہ اور عمر بن العاص کے نام کا خط) دونوں علم بن ساریہ
 کو دیکر کہا عمر بن العاص سے سلام کہنا کہ قالہ واس خط کو دریا سے نیل میں جب پہنچے علم
 بن ساریہ مصر میں پہنچ خدمت عمر بن العاص کے اور پڑھا اونہوں نے دونوں مخلوق کو
 اور والد بانیل کے نام کا خط نیل میں تو دریا میں مارنے لگا اور بخون ہتے لوگ اور
 حزب کہبتیان ہوئے کہ اسلام کی باخچیں کتاب میں لکھ رہے ہیں

روگنا اس سے نہیں دیکھ	بانی بد پرہیزی مہلک ویدنے
روگ جی کے وہ نہیں کرتا ہے کم	نیک اور فسادیت کی بال بول
اونکی بو جا اونکی ہے اور اونکی ہم	عیش کے اسباب اور سببی ظہور
لکری لکروں سے دیا اوسکو تم	وید میں گرجہ تناخ ہے نہیں
دی سب سے یہ پٹی تو بھر کا ہے کام	آج مر جاؤ گے تیرے آباؤ گے

بعض پہچوں بن سہو کے الد آباد سے جو عینون سلیق ہوا تھا کہ وہ کے رسول کو ترجمہ سے
 معلوم ہو چکا تھا کہ سب آدمی ایک مذہب اور دستور کے پابند نہیں ہو سکتے لہذا دیدوں بن

سبوت کے مختلف خیالوں دستوروں عقاید سب پر صا د کر دیا ہر ایک کی ہر ایک کے خیال کے
موفق تا یہ کہ وہی ناکام بنے اپنے خیال اور خواہش پوری کر کے سب اپنی اپنی مرادوں کو پہنچیں
بہ عذر بدتر از گناہ ہے قانون بنانے والے کو یہ خیالی پلاؤ بچانا کہ اندر در کہ مختلف مذاقوں
کے لوگ ایک ہی صنفی قانون کی پابندی نہ کر سکیں ہر ایک کی خواہش پورا نہ ہو سکے چاہے وہ اس سے
واقف زنی کریں یا چوری غریب پوری کریں یا سب سے زور سے جیسے دیوراجہنی ہم قوم سے خارج
پلٹے اولاد حاصل کرنے کے لئے بے کراں جہود یا مسافر اور پیر اور تہذیب کی تریا سہا اگر تیار
مردوں سے نیوگ اسے یا اس قسم کی کیاہ عورتوں کی کوکھ ہری کرے ایک مرد یا ان عذروں
بغیر ہی دیدہ و دانستہ زنا ہو جائے یا رنڈی بازی ہر پیشہ اور ہر خیال کی حمایت کی جائے
نہ روک تھام۔ اس کی بھی جائے توضیح اولیٰ مؤدین جن کو نفسانی امتیازی اور قلی بن دخل مو۔
ایسا قانون ہر ہم جن انتظام اور امن اور صحت کا ہے اور امن جماعتی ہوں باروحانی انہیں
برہمن اور علاج کرنا ہی تجربہ میں نافع نظر آیا ہے اور پیر ہنری مہلک۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ مختلف خیالات و مذاق والے بھولے بھالے لوگوں کی ہر جاوی گئی
ہے آج اس کو آسمانی ادیان والوں کی دیکھا دیکھی الہامی کتاب آسمانی مضامین بنایا جاتا ہے
اس لئے زمین و آسمان کے قلابے ملانا اس کے حمایتوں کے گلے کا بار ہو گیا ہے آسمانی کتابوں
جہاں امور حکمیہ فلسفیہ ہوتے ہیں بلکہ غلامی کی ہا متوں کی اصلاح میں ہوتی ہیں دین حلی نظرو
عوام کی اسلامی بھی سادہ طرز میں ہوتی ہیں جسے فلسفیات میں بھٹو کر بن کھائے والے اپنی غلطی
سمجھ نہ سکتے ان محاورات سادہ براعظم میں کر کے دل بہلاتے ہیں۔ گویا آلا ہنا اوتار تے ہوت
ارسطو کے فلسفہ کو رون گردانی کرنے پر مغرور ہو جائے وہ اسے ہر مذہب کے کم و بیش میں حق
میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بھیہر اس کے مفاسد مستفہ فائن کر دیتے ہیں جب مصر لوب کو دیریا
سفر میں پہنچا کہ ہو اور اس سفر میں بہت سی جانیں ہلاک ہوئیں اور سمجھا ہے کہ اس سفر والے ہا
نہ آئے اور انہوں نے اپنی طرح طرح کی مفعنون اور طرح طرح کی مخلوق کے دیکھنے کا

اس دریا کی سفر میں بتلا تا تو اوں کے اس خیال کے اوٹاٹنے کے لئے کہا گیا کہ سمندر کی تہ میں جو مٹی
ہے مٹی اوس کو نہیں دیکھ سکتے ہم ہم کو وہ سفر تلایں زمین تم ساری کائنات غاصہ و باطنہ کی
سیکرو اور وہ سفر تارخ کا ہے اس سلسلہ میں ہم طرح کی مخلوق کے قابل بنائے گئے اس پر جاؤ گے
دریا کے نادیہ طولانی سفروں سے باز رکھا تھا تو یہ دیکھو سلا اس روکی تھا مسند بن اب یا یک عقدہ
اور مذہب بنگیا فیثا غوث نے مصر سے مستفید ہو کر اس پر غصب و غریب کلکار یاں کہیں اوس کے
شاگرد نے ہندوستان کو بھی اس میں سان دیا اس تاریخی واقعہ کو عربیہ ثقافت کے دیکھنا منظور ہو
تو اس دخل شہرستانی کی اور دوسری کتاب میں تواریخ و غیرہ کی دیکھو اور جملہ طرز میں مختلفہ طور پر اس کے اقسام
سم کے پرچوں میں خوب بیان کیا ہے۔ تارخ کے مدعی نتائج میں عمل اور انصاف برا ہوتا
کاتے ہیں۔ حالانکہ تارخ میں عظیم ہے کون نہیں جتنا کہ ایک عظیم مباحثہ سببوں باب نہایت
افعال وقوع میں نہیں آسکتے اور مذہبی روح مباحثہ سے پس مستفاد ہے انصاف نہ تو یہی ہو کہ حرامین
اعمال نیک کی اور سزا میں اعمال بد کی دونوں کو ہی یاد کر لیا جاسے یہ اور روح میں باب تو کیا تھا
انسانی غالب میں اور جزائز کے لئے بکڑ دیا گئے اور گھوڑے جسم کو انسانی روح کے ساتھ اس حد میں
گو روح کے ساتھ انصاف کا برتاؤ ہو انگریز جسم متروک اور جسم تو باں گئے ہوتے کے ساتھ تو جزائز میں
اور کسی جزا اور کو دینے میں ظلم ہو گیا اور سزا میں کسے کی سزا کو روح جسم کیا اور کون بکڑا گیا۔
بھی ظلم ہوا اگر کوئی کہے کہ جسم تو کھال کے پر تہ ہر سال اور تہ تہا وترتے اور اوسکی جگہ گشت
یا بالائی حصہ قائم ہوتے ہوتے ایک مدت میں جسم خود ہی دوسرے اوں اجزاء نامیہ سے بدل جاتا ہے
جو غذا و قوت کھلنے سے حاصل ہوتے ہیں تو جواب اس کا جو میں تسلیم یہ کہ جسم روح غذا وغیرہ
کھلنے سے مختار ہے نزدیک بھی نہیں بدلتی۔ حالانکہ کہ جسے پیچھے کا مڑا اور پھوڑا اوس کو محسوس ہی نہ
الے ہی اصلی جسم جسکو انسانیت کہتے ہیں وہ بھی نہیں بدلتا اس اوس انسانیت کو چھوڑ دوسرے
کی انسانیت کو بکڑ دینا ہی تو ظلم ہے جو تارخ کے وقوع پر نگلے کا بار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا
اوس اس مصری و با فیثا غوثی جو حیات نے ہند میں وہ اندہ پر یہ طاقت پہلانی کہ تارخ کا

کا ثبوت اور منقرو کی حیثیات اور سیلیوں سے دوہا جانے لگا جنہیں گایا گیا ہے کہ ایک بکری ہے اور دو بکرے ایک بکرا (جسے روح ٹھہراتے ہیں) اوس بکری سے جفتی کرتا ہے (جسے جسم ٹھہراتے ہیں) اور دوسرا بکرا (جسے پر سینور فرمن کیا ہے) جفتی نہیں کرتا کھلا کہاں تسلیح جسمیں ایک روح کے لئے اجسام متعدد اور کہاں یہ کہانی متعدد جسم کی اثراتیو الی تسلیح کا گٹھ جوڑا مادہ کی خدمات سے بھی کیا جاتا ہے اور قدنا سر ٹھانہ کو بد سے ثابت بنایا جاتا ہی اس کا ابطال ویدی سے ملاحظہ فرمائے رگو بدتر ایک اسلوک ۵ اویاسے رکے اکا جو ترجمہ خود سوامی دیانند جی نے بھاشیہ طور پر ملاحظہ میں کیا ہے جسکی حرف بحرف نقل یہی حقیقت یہ ذروں سے بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی اوسوقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است (حالت غیر محسوس) تھی یعنی شونیدہ اسٹش بھی نہیں تھا کیونکہ اوسوقت اس کا کچھ کاروبار نہیں تھا اوس وقت (ست پرکٹی) بنی کائنات کی غیر محسوس علت جبکہ ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پر مانو (ذرے) تھے وراث (کائنات میں جو اکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا لہذا اوسوقت صرف پر برہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر پرہم (بے علت) کارن پر وہ موجود تھی الخ ہوتے ہوتے ایسی تصریح کے دیدوینو تسلیح (آدائون) کا وہم اور مادہ کی خدمات کا خیال نکالنا کوری من گڑھت ہے۔

ایک جھمپے نے چاند کا ایک بت بنا	اس لئے پوچھا کہ ہے جہنم کا دم
ساری دنیا کی کرے تدبیر وہ	اُن دانا کار گھاتا تک یہ صنم
تھر وکی ردحانت کے روپ میں	بت بنا پوجے کیا شر کی ستم
تارے انجم فوج گئے جس وں ہم سے	ہے دوسرے مکتوم کے اندر مکتوم

انک اور پہلوان میں رس دودہ دہی اوہ پہلوان میں دودہ وغیرہ پونا چاند کی تاثیر سے
 ہلا کر اوس کو اُن دانا ماننا نجوم کی تاثیر سرد گرم تر خشک صفراوی سوداوی

سیر جیادو: شوکت بھگت تانہ بھگت سے تلمیذ رنگ کے مہم کلان عظمہ حسن و حسنہ و حسنہ
 کسٹریٹ ویسے چوڑی سا بپ بھو بار سے مہیا بکھا نے والا شہ تر سہ سون موزمان کے
 بھون نکس قلی کر سٹن مین عکسے و تھو پر بہ حال ہی کھنہ سے عظام جیسے اگر
 نو کا مہ اندیش غون اسکر فانی کا نضال ٹلارین تو وکو دیوان و تھو پر بھیا بھران
 کرانے وکے سا وید کے چلے دستہ تہ مندرین و شترید دیوانہ مہ پتھی بچہ اور تہ پتھی
 کے تہ تہ کے حکم جیسے دس سے پہلے تھو پر لین لپٹا تہ پتھی ویکہ پتھی
 عذاب والوں کے مہو جابہ شرواد وکریا بوری اسطاعت تہ وکریا وکریا
 سے وکریا

<p>بہر واکتے بچے ہے کامہ بین سستیا نسن ہے تھری موٹا بچہ چوک بولین انا آگیتن ڈیالا بانی کا کیں ہے خان پر ہے بہان گھو لگتی بچہ کے تھو سیتلا پوجا شرینا کفر ہے با بھین بندہ وال بچہ ہو وکے جب بہر وادو مکی بڑ ہے بڑ ہو مکی ہے ہے مٹھا جھیمی وکریا بھو ریا</p>	<p>کھو کر بہر وادو بچہ تھو تھو بھین انا تھو ریا بچہ ہے تھو تھو تھو تھو تھو بھان بہر تھو تھو تھو تھو اور بکھا بکھا تھو تھو ہے شاعر تھو تھو تھو تھو جھوڑ تھو تھو تھو تھو خاص کھنہ کرتا ہے وکریا کھنہ وکریا تھو تھو تھو</p>
--	--

وہم بستی میں ہندوستان عرب کی جاہلیت کے زمانہ سے پہلے تھو تھو تھو
 اکر نام وادو بستی تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو
 تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو
 کے وکریا وکریا تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو تھو

مانکر بوجی جا میں اور پھر اوکلی پو جا کے طور پر مختلف کہیں تو مانا کے تھان پر شراب کا ڈالنا
 کیا جاتا ہے کہیں چور ہے تی رہے یہاں کا ڈالنا اور ہولوں کا چڑھا کر کہیں سور کے
 بچہ اور بکرے کا کان چڑھنا کہیں بونگین جیاشے نایل دریا پر ہے درگے کی جلی بچا
 سے کہیں لونگ تہا شے شراب وغیرہ کنوین بن لوردا اونگلی کا کچا ہے تو کا مین ہا سے
 کا پیسا جڑیلا جاتا ہے فردہنے کی گونگینان بانی من بھلائی جاتی ہیں تاکہ چپکے کے
 دنہ جلد پھول کر باقی بہر لائیں اور سور کی دال گہر کے چاروں طرف بکھیری جاتی ہے
 بچہ پیدا ہو تو انہ کے سبز پتے ایک سی یا ڈورے مین باندھ کر نہا کے مکان کے دروازے
 پر اور سب گوتوں کے دروازہ نہر باندھے جاتے ہیں اور انکا نام نہر وال ہے۔
 مگنی بن دوب گھال کا پونڈا اور چاول وغیرہ شانی کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ دلہن جب
 در لہا کے گھر آتی ہے تو خاوند کے ہاتھ مین یا مہر مین پٹکا بندھا جاتا ہے اور بچے کا دودھ
 سر اور دھن کے ہاتھ مین۔ دلہن دولہا کے سنٹی مارتی جاتی ہے جیسے کوئی بیل کو ہانکنا
 اور کنبہ کی عورت مین ساتھ ہوتی ہیں۔ ماما تھان پر جا کر دھان اپنی رسومات شریک بجالاتے
 اور ایسے ہی دیا پر پھر دھانے اور سیطرح گہر کو دھاسی ہوتی ہے۔ کوہ و بازار کے لوگ
 اس کا نظارہ کرتے ہیں۔ بجائے عقیقہ کے سنود کے یہاں چھٹی ہوتی ہے۔ بچہ پیدا
 نہو نے کے بعد اوتو کی پہلی جو بڑے بوڑھے بے اولاد مر گئے ہیں اس خوف سے
 صرف گوتوں مین بالشی جاتی ہے کہ کہیں جہا کر اوت اور بڑے بوڑھے بچہ کو نہ مارا
 ایسے ہی ظاہر دیوان اور میران کی کڑائی لگی جاتی ہے۔ شادی مین کہو ریا جھہر نکا
 چلنی بجا بگڑی باندھ کر عرت مین کرتی ہیں۔ یہ جہالت عرب مین بھی بچ زمانہ جاہلیت
 کے تھی۔ دولہا کے ساتھ جلوہ کہیانا گلڑی کھیرے۔ نیکن وغیرہ فصل کی پیداوار
 چیز وکی دھڑلہ پہنک مارے گہرے پر لٹا رکھ کر دھن کی بھٹی کا کھڑا ہونا برکت ہے
 کے وقت اور اس سوار و پہنڈا لٹا دولہا کے چھپا کا پھر کا یونکے گیتو کی بھر مار ہوا۔

اور بیٹے والے اور بارائون کا اُن کا بیون کو سکر خوش ہوا۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی
 بھجائیوں ہیں۔ جن میں سے بعض درجہ تکبر، کفر میں جیسے سیٹ، وغیرہ بوجہ اس کے
 عالمگیر میں اس کو کفر لکھا ہے اور بعض میں خوف، ہر کد کا سید آدم بنوری نے ظامۃ الدفائن
 لکھا ہے کہ کنگنا باندھنا کفر ہے اور سہارن پورنگنا حرام ہے۔ درجہ نرق بہ معلوم ہوتی ہے
 کہ کنگنا باندھنا سہو دین اس اعتقاد کی علامت ہو کہ کنگنے را کھی پھیلو تے اور کر کا کام دیو
 جگاتے ہیں۔ اور دھن سے فائدہ اوٹھاتے ہیں جس سے دولہا دھن کا کام دیو جگ
 جاتا ہے۔ گویا قوت شہو بہ دونوں کو دے جاتا دن کا کام دیو۔ چونکہ یہ اعتقاد حسبِ خبر
 اسلام کفر ہے اور کنگنا اس کی امارت اور علامت اور سہارا باندھنا حرام ہے نہ کفر اسلئے
 کہ اس میں زینت کفار میں مشابہت ہوتی ہے نہ کفری اعتقاد و امارت میں۔ ارشادِ فرمایا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن نشہہ قوم فہو قومہم رواہ ابو داؤد۔ یعنی جو شخص
 (بدون الزام شرع و طبع) مشابہت کرے کسی قوم کی تو وہ انہیں میں سے ہے روایت
 کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے بموجب اس حدیث کے عقاید کفریہ و شرکیہ میں نشہہ کفار
 کی کفر ہے اور نشہہ ان الرمین جو امارت و علامت میں دین اسلام کے ہمیشہ کے کی لکھ
 بھی فقہائے کفر لکھا ہے جیسے زنا باندھنا جینیٹو ڈالنا۔ سنگھ بچانا دن کو بھی فقہائے
 کفر لکھا ہے پس سب سے مسلمانین جو امور مذکورہ بالا میں سے ہندو عورتوں کو
 مسلمان کرانے کے بعد نکاح کرنے یا ہمساہنگی کی وجہ سے آگئے ہیں انکو بزرگ کرنا
 چاہئے اہل علم کو چاہئے کہ رسومات مذکورہ بالا اور دوسری رسومات شرکیہ و بدعیہ کی
 قباحت اور بھجائی کے بڑے عوام پر کہوتے ہیں اصلاح الرسوم وغیرہ رسالے
 اس امر میں بے نظیر ہیں انکو سنائیں۔ حضرت خواجہ حسن نظامی خلیفہ دہلوی اس
 مبالغات کے مداح ہیں۔

یہ تو نہیں جھوٹا امن دی کو کریم

کنواریوں کو دیوتوں کی سیاتہتا

پاورتوں کی پی راستہ میں غلبہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ اپنا کتاب تو قرآن حکیم ہے مگر
 دوسرا سنی کے مادی اور عقلی عقول کے پند و اندیش کا جو ان کے اندر نہیں تھا وہ صرف جہاں پہلے ان
 رائےوں اور ان کی سہولتوں سے انکوں کا پاپا۔ یہاں پہلی جھگڑا ۲۰۰۰ مسلمانوں کے
 میں ایسا نکھٹے میں بعض غیر غلو میں کڑا رہا اور دہلیوں کی مایا کا کہلا سنے والی
 ان کے منہ روں میں رہ کر بھڑکے ہوئے ابڑی زندگی بسر کرتی ہیں۔ یہ کھوار زبان شمالی حصہ
 سندھ سے کنہ بن زیادہ نظر آتی ہیں بر ندین ہاں میں راہ ہاں ہندو کا جہاں کرتا
 دینی کی گنجیاں (سے گوہر ہاں کے کپڑے چھڑا کے تھے۔ اگرچہ ہاں کے کپڑے
 خدا کی سیلا میں کی تھیں اب وہاں بہت سے سندھ میں۔ اب وہی کرشن کے جاپا
 ہاں کے کشا میں بہت سی سیلا میں کرتے ہیں۔ بہت سی جگہ ان کی گواہی میں
 ہر ندین میں دھرم کما کے کوئی نہیں اور ان کے گناہوں کے جال میں پھنس کر بے ہوش
 ہو جاتا ہیں انہی کے مذہب کے خلاف راہنما سے مذہب پر اثر کچھ اور قیامت
 کا نہیں ہوتا ان مذہب کے مخالفین اب وہاں میں جاپا۔ ان کے مذہب میں
 ہوا کی ملکہ کی ذات ہو گئی ہوں اور وہ ہوا میں باقی نہیں ہو جیسے دین ہوا میں
 دین سندھ میں ہو گیا ہو جیسے دین ہوا میں تو الہی ہوا میں کا اثر اوس اجتماعی مذہب
 ہر مذہب کا جس کو اوس کے مستحقوں نے دین آسمانی کے قایم تمام مان رکھا ہوا ہے
 بھی کب جب وہ دین اوس واقعات قیامت کی درپہ وہ یا ہے ہر مذہب کے مذہب میں
 صفا جس نے جو صورت مذکورہ بالا کو دیا ہے اس کے تیرے عقول میں ہر مذہب کا اثر
 کیا ہے شاید اس نظر سے کیا ہو کہ یہ اثر اوس کے مذہب میں ہیں کہ یہ مذہب میں
 سے نقل کیا ہوا اور دہرا ہوا ہے۔

کہیں گئے ایم فتنہ تیرے ہوا گ
 بے شریعت جو مذہب تھا ہوا
 ہر مذہب کا اثر ہوا ایک دم
 کہو یہ مذہب تیرے ہوا گ

۱۔ کتب و رسائل
 ۲۔ کتب و رسائل
 ۳۔ کتب و رسائل
 ۴۔ کتب و رسائل
 ۵۔ کتب و رسائل
 ۶۔ کتب و رسائل
 ۷۔ کتب و رسائل
 ۸۔ کتب و رسائل
 ۹۔ کتب و رسائل
 ۱۰۔ کتب و رسائل

رشتہ تھے ہمارے غم افسانہ سے بھر
 کیا کہ رات اچھوڑ دوں اس سجا تسلیم
 جہنم میں رہنے کے کوئی اسے نیکو ہم
 شہر میں رہتی تھی وہی ہو رہے وہ
 ہا کہ ہیں ان الفاظ سے محترم
 کیوں نہ ہو تیرے کو کیا جہانم ہم

[illegible]

کوئی ایسی انہو کی جو انتہا وجہ کی زنا کار نہ ہوں انہوں نے بڑے زانہوں اور ان عزت باخیز
 نون کے اجتماع کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسا عموماً انہوں کی نگاہ سے ہزار ماہل آئے
 جاتے ہیں ہزار ماہل پچے گرد کے صحن میں چھپا چھپا کر دفن کیے جاتے ہیں یہی وہی
 کو نہیں کہتا لیکن ان سپین کے عیسائیوں میں تو یہی شہکارہ معصوم بچوں کی جانوں کے
 بیدریغ تلف کرنے کا شکر کے پردہ میں زنا کاری کی گرم بازاری کی بدولت ملے گا ص ۲۳
 یہاں میں مولوی عبداللہ واپوری مد جوہم کے حفظہ نفس طلبہ نفس کرتا ہوں جو انہوں نے
 اپنے اوتاد حضرت اُستادی قبیلہ دست برکتا تہم کی خدمت میں چند امور کے استفسار
 کے لئے بھیجا تھا۔ سوال اول یہ ہے جو علماء اسلام ارقام فرماتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کے عروج آسمانی کے بعد ان کے دیکھنے والوں اور ان کے اتباع
 کے پاس بطور وارث ہیڈن عیسوی رہا نہ صلیب تحریری بن شریعت شروع نہ ہو
 مندرج ہو گئی انا وارث بھی خلط ملط تغیر و انقلابات کی گردش سے رفتہ رفتہ از حوزہ
 رفتہ ہو گئے جسکی سراغ کسی کتب عہد جدید سے بقدر استعداد کمترین یہ ہے کلیتیوں کا
 باب آیت ۱۲ پر شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں الخ ۱۳ اس میں نے نہیں ل
 لیکر شریعت کی لغت سے چھڑا دیا کہ وہ ہمارے بدلے میں لغت ہوا کیونکہ لکھا ہے
 جو کا ٹھہر پر لٹکا یا گیا سو معنی ہے الخ ۲۳ لیکن ایمان کے آئے سے پہلے ہم شریعت کی
 بندین تھے اور اس ایمان تک جو ظاہر ہم نے والا غما گھیرے میں رہی ۲۴ اس شریعت

۱۵ پہلے ترجمہ بائبل میں یون تھا کہ وہ یعنی مسیح) ہمارے بچے بن ملون ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو سارے
 لکھا یا گیا سو ملون ہے الخ کیونکہ ایسا انتساب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہم مسلمانوں کی
 دل فراموشی کا باعث تھا۔ لہذا اس کو لکھا کہ نے اور بوس مقدس کی اس حرکت کو وہاں
 کر سنے کے لئے ملون کی جگہ لغت پر لکھا گیا۔ جو کہ ہم مسلمانوں کا یہ اعتراف ہے کہ عیسیٰ
 علیہ السلام کو وہ سبب نہیں دی گئی۔ بلکہ ان کے نکال کر لانے والے کو صلیب لگائی تھی جو ان کا خون
 دیکھنے والے کو ملون تھا۔ یہ ملون نہ تھی اسکی جگہ ہے۔ اور سبب لغت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے
 فعل پر آئی۔

مسیح تک پہنچا نیکو مارا اور سادہ ٹھہری تاکہ ہم ایمان سے راستہ راستے چلیں ۲۵ پر جب
 ایمان (یعنی مسیح) آچکا پہرہ اور اذان (یعنی شریعت) کے تحت بن زمین رہتی تھی ۲۳ ۲۴ ۲۵
 بوس مقدس کی اس تصریح سے جب شریعت کا کام صرف مسیح تک پہنچانا تھا اور جب تک
 اسکی فیصلہ دہندہ نہیں تھے مسیح کے شریعت لانے کے بعد شریعت کی فیتہ سے آزادی
 مل گئی تو پھر اب اس نئی کام کیا اسکو دھنا بظہر بری میں لانے کے لئے سیردن کا غذا کو
 رنگنا ہے سو پس جو ہمارے علم لئے فرمایا تھا کہ نان فترت میں بخت ختم اور مسلمان صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے پہلے پہلے شریعت مٹ گئی تھی یہی کلام بوس سے ثابت ہوا۔ اور جب
 آسمانی کتابیں مقدس مصدقہ قرآنی پر وہ بھارت گذر گیا جسکی صورت ذیل کے
 نوٹ سے تحقیقات صحیح محققین ملاحظہ فرمائیں آتی ہے تو شریعت کون بجا رہی تو اسے شریعت
 کی گم ہوئی کا بہتہ اسکیسے لگ سکتا ہے گلیتوں کا پہلا باب آیت ۶ میں تعجب کرتا ہوں
 کہ تم اتنی جلد ہی اس سے جسے نہیں مسیح کے فضل میں بلایا بھر کے دوسری دلیل
 کی طرف مائل ہوئے (الی قولہ) ۱۱۔ ہر اسے بھائیوں میں متین جہاتا ہوں کہ وہ غفل
 جسکی میں نے خبر دی انسان کے طور پر نہیں ہے ۱۲۔ اسلئے کہ میں نے اسکو کسی آدمی
 سے نہ پایا نہ کسی نے مجھے سکھایا یہ وہ یسوع مسیح کے الہام سے مجھے ملی ۱۳۔ اسی
 میری انکی چال جب میں یہودیوں کے طریق پر چلتا تھا سنی ہے کہ کیونکر میں خدا کے
 کلمے کو نہایت سنا تا اور ویران کرتا تھا ۱۴۔ نہ یہ وسلم کو ان پاس جو مجھے پہلے رسول
 تھے گیا ہر میں عرب کو گیا پھر وہاں سے دمشق کو لوٹا ۱۵۔ تب اس کے تین برس بعد
 بطرس سے ملاقات کر نیکو برو مسلم گیا۔ اور اس کے ساتھ ہندہ دین رہا ۱۶۔ ہر سو زمین کو
 کسی دوسرے کو نہ سکھا۔ گھر خداوند کے بھائی یعقوب کو۔ ایضاً باب ۲ ورس دو اور میرا بھائی
 الہام سے ہوا اور وہ انجیل جسکی مسادی میں نہ فرماؤں میں کرتا ہوں ان سے بیان کی مگر
 بزرگوں سے سنا ہے بن تانا کہ میری حال کی اور انکی دوزخ ہو بہو بیجا آدمی سے ۱۷۔

رسول نے ہنسے پوسل مقدس کے کلام ہندو سے کہ کلم کھانا نامت ہی کہ پوس جب پوس ہی
 ہے یہ سائین کو مٹاتے گرجون کھیسو کہ وہ ان کر کے تھے کب جو بدیالی ہنگر سچ آسمان
 نشین سے ہی الہام بن آئیں بیکر نہ کسی دوسرے انسان سے عرب و عجم سور یہ تعلق یہ
 و انکو اپنی انجیل کے ایک ہمسائی ہنگر کو ملے تو اس کے عین ہر بعد پوس سے ملے
 یعقوب کے سو کسی دوسرے رسول گو و کھانا کھائیں اور اپنی انجیل کو بزرگان سے تنہا بن
 صفا آیا ہے تاکہ کلم کھانا منواتے ہیں رد و دفع کر کے چرتے پہلے اگر کئی پہلی و دودھ ہو پ شہین
 ہو اور اس الہامی انجیل کی صفت یہ بتانی کہ وہ انسان کے طور پر نہیں کسی آدمی سے پہلی
 اور پانی خون ملا واسطہ مسیح کے الہام سے لی ہے نہ حنائی الہام سے جس سے ثابت ہو آ
 کہ ۱۰ جمیل اربعہ سچی انجیل نہیں کیونکہ وہ انسانی طور پر تو فارش یعنی پونا چار کی صفت
 چار تار چین ہیں پھر وہ لوقا باب اول آیت اول چونکہ یہ تون ہے کہ یہ آدمی کہ ان کا مونا
 جوئی اور فہم سارے درمیان انجام دہتے بیان کریں ۲۰ جلیل اوہون نے جو شروع سے
 خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی ۳۰ بیٹے ہی مٹا
 تھا تاکہ سب کو سہ سے چرے لے اے بزرگ چھو فلسفہ مرتب لکھوں مثلاً ۱۰ اعمال
 باب ایک آیت اول اے چھو فلسفہ پہلی کیفیت یعنی تصنیف کی اور ۲۰ ہا تو کسی کج
 ہنوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا خطوط بنام جانان ہند مطبوعہ لودیا نامہ کریم
 مین پریس این مرقم ہے انجیل کی حمایت و معترفی و دلائل قبل سے ثابت ہے کہ مسیح
 کی کیفیت چار ہنوعی تار چین ہیں (الی قولہ) مسیح کا بیان اس کے چار ہنوعت صنفوں
 لکھا اول ہن سے دہتی اور دہتی مسیح کے مامی رفیق تھے مثلاً ۱۰ اور اول ہا ہنوع کو پوس
 دیکھتے تھے ۲۰ تیسلمر مسیح ہا ہنوعی کا رفیق تھا اور چوتھا موع لوقا پوس کا مامی رفیق اور
 مسافر تھا (الاقولہ) انجیل میں فقط ایک اصل اور پکی کتاب ہے جسکا نام رسولوں کے اعمال
 ہیں جسے پوس کے رفیق لوقا نے لکھا اور اس میں خاصکر پوس کا حال جو مصنف کا دوست

اور ہم سہ قاضی صاحب نے ۱۲۰۰ھ میں بر بناس مصنف پادری سلیم عبداللہ صاحب
 بی۔ اے۔ اور ڈی۔ ایچ۔ بی۔ کی گورنر صاحب بی۔ اے کے صفحہ میں لکھا تھا۔ چنانچہ
 نے اپنی مہر میں لکھا ہے کہ بہتوں نے اس پر مکر یا بدعتی ہے کہ جو باقی ہمارے دربار
 واقع ہوئی اور لکھنؤ میں رہا کر رہا تھا جیسا کہ وہاں سے جو مندرجہ سے خود دیکھنے والے
 اور کلام سے فائدہ لے اٹھیں ہم کو سوچنا اس سے صاف ثابت ہے کہ لکھنؤ کے
 بیانات کو پڑھا اور اس سے فائدہ اٹھانے کے ہم تک پہنچا یا وہ بیانات کسی حد تک کا نام
 اولیٰ کے بعد وہ متروک و معدوم ہو گئے اور اب جو نکلان میں سے ایک بھی باقی نہیں اس لئے
 عیا یون اور سلمان کو اپنے مزید بحث کی کچھ ضرورت نہیں تفسیر پادری صاحبان بعینہ
 کتب کی تصحیح ہوئی۔ جب حوالہ مصنف انجیل و اعمال الرسل کے اقرار مندرجہ ہر کتاب
 سے بارن صاحب تفسیر انجیل کے شہود بیان سے چرہ پادریان کے بیانات مندرجہ
 خطوط و انجیل بر بناس سے کہل گیا کہ جو وہ انجیل و اعمال الرسل اور ان کے زمانہ کو واقف
 کی تو انجیل میں۔ اور کوئی صاحب نہیں کہنے کہ ان میں سے فلان رسالہ مسیح پر من جانب
 اللہ نازل ہوا ہے بلکہ اول کلام الہی کے متروک و معدوم ہو جانیکا اقرار ہی دیا کہ ان
 بیانات کو لکھنے والے دیکھا تھا اولیٰ کا مطلب اپنی عبارت میں ہم تک پہنچا یا ہے پولس
 عزیزوں کی انجیلوں سے سنا کر اپنی انجیل پر لکھ گئے اور ان کو مسیح کے الہام سے بلا واسطہ
 غیر کے ملی ہوئی بتلاتے ہیں۔ حالانکہ مسیح اسی وقت زمین پر نہ تھے۔ پھر بھی ان تاویخوں کی
 سند جو سمعیات میں کارآمد ہی نہاد ہے۔ اور ان بے سند تاویخوں میں بعض مضامین
 انجیل متدل من اللہ بطور افتباس ملے چلے بطور کھایت ہوئے بھی تو ان سے اس
 بڑی راہ نجات انجیل کا کام نہیں چلی سکتا جس کے وجود سے آئے والی سلون کا دین
 قائم رہ سکتا ہے بموجب ہمارے آقا صلیم و خیر قرآنی کے قل یا اھل الکتاب استقر
 علی سبیل حق تقیموا الزلزالہ و الا انجیل یعنی کہہ دو۔۔۔ اہل کتاب تم کسی چیز پر نہیں

(دین کی) پہانگ کہ قایم کرو تورات اور انجیل کو ترجمہ تمام ہوا یہ آیت صاف دلائل
 کرتی ہے کہ تورات اور انجیل قایم نہیں تورت کی عبارت تفسیر تحریف سے ایسی
 ہم ذات ہو گئی ہے کہ متن کی تفسیر امتیاز نہیں انجیل کا نام ہی نام باقی ہے قرآن
 کریم جس تورت و انجیل کی تصدیق کرتا ہے اور ان کی صفت یہ عطا کرتا ہے توکل علیک
 الکتاب بالحق مصداقا لما بین یدیکہ و انزل التوراة والا انجیل من قبل ہذا
 للناس یعنی اوتار ہی اس (تعالیٰ شانہ) نے تجھ پر کتاب (قرآن) ساتھ حق کے جو تصدیق
 کرتی ہے اس کے چاروں کتاب کے دولوں یا تہوں کے درمیان ہے (یعنی اس سے
 پہلے) اور نازل فرمایا اس نے تورت اور انجیل کو پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے انتہی
 اس آیت سے کہل گیا کہ میں یہ یہ ہو یا بن ایدیکم عرف قرآنی اور محاورات عرب میں
 پہلے کے معنی میں بھی آیا ہے من قبل اس کا عطف تفسیری طور پر خود اس مرحلہ کو
 آل عمران کی اس آیت میں ملے کر رہا ہے ورنہ قرآن کے دو یا تھ کیسے تمام آیات
 قرآنی اس مضمون کی جہان تورت و انجیل کی تصدیق کرتی ہیں تو اذکو صدائے کی
 نازل فرمائی ہوئی کے ساتھ مستحکم کرتی ہیں تاکہ اس احترازی قید سے لوگوں کی تواضع
 تصدیقات کو بخالدین اور تورت و زبور میں جو کلام الہی کے ساتھ لوگوں کے مت
 پھیر مل گئے ہیں اور ان کو اس تصدیق سے جہالت میں آیا یہ میرا خیال سرغ رکھا
 مذکور بالاین آیات عہد جدید سے ثابت ہونا نہیں کہ ہے یا نہیں اس کا جواب
 تصدیق و غیر تصدیق خود ارقام فرمائی اور یا اپنے غیر سے دلائل اس لئے کہ
 میرا خیال یہ ہے کہ کتب سماویہ میں کسی کتاب پر بغاوت وہ عہد عتیق کی ہو یا عہد
 جدید کی کوئی حرف نہ اس کے پس کوئی تاویل مناسب ان اعتراضوں کے

لہ ادرجہ میں یہ یہ بیان ہے ایسے ہی سورہ احقاف کی آیت فرماتا ہے قالوا انا
 سمعنا کذابا متوکل من بعد موسیٰ مصداقا لما بین یدیکہ و انزل التوراة و انزل الانجیل
 درمیان مبین قرآن سے آگے قرآن سے نزول میں پہلے۔

اٹھائے گی جو میرے خیال میں کب ملے گا۔ پھر پڑھتے ہیں جتنا بخیر مان سکتی ہے باب ۵
 درس ۱۷۱۷۱۸۱۹۲۰ سے جو آئندہ آتا ہے اس میں سرسجی سے معلوم ہوتا ہے کہ قریت کا ایک شے
 تک نہیں سنا تو اس پر تعریف کا شبہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر پھر عرض کیا تو اس کو بھی تعریف سے مان
 نہیں ثابت ہوتی اس لئے کہ اول تو اسی باب کے درس ۲۰ سے حج کا جو تعریف کی شکایت
 کرنا آئندہ آتا ہے دوسرے قریت کے متن کی عبارت شریع کی عبادت کے ساتھ ملکر اسی
 کلمات ہو گئی ہو کہ متن کو شرح سے جدا سمجھنے کے لئے کوئی وجہ امتیاز باقی نہیں رہی پس شارح
 کے باطل خیالات جو متن میں مل گئے ہیں جنہیں خدا کا بھٹانا اور دلگیر ہونا اور آسمان زمین کے
 فناء ہو کر ساقونین عرش پر آرام کرنا وغیرہ یہی تعریف بنیاد نہ ہو۔ متن کا نقطہ شونہ شا
 اسی مگر باطل تو لگیا۔

سوال دوسرے شریعت کے ساتھ جابجی دوسری وجہ تعریف بھی ہے اور اس کی شکایت کہ قرآن
 کریم ہی کو نہیں ہو۔ اسٹیا اور ارمیا اور عیسیٰ علیہم السلام بھی اس کے شاکی ہیں بطور اختصار
 وانفاط استغفار سے اتنا یاد ہو نسخہ عربیہ ص ۱۷۷ اسٹیا باب ۲۲ درس ۲۵ انعم و قد
 موسیٰ التوب و بدلو او امر العہد الابدی یعنی یہودین نے سجاد کیا حکم شریعت سے
 اور بدل ڈالین قریت کی باتیں (دلیل ۸) نسخہ ص ۱۷۷ ارمیا باب ۲۳ درس ۳۰ ایک من

مخالفت ان سپر انیم کہہ کیا از مہایہ کلمات مراے و زہدند ۳۱ ایک من مخالفت ان سپر انیم کہ
 زبان جو دراز میکتد و میگویند کہ او گشت است (الی قول) ص ۱۷۷ کلمات ص ۱۷۷ خداوند حی خداوند افرح
 خداے ماراقتبر سپندد و کچھ قرآن شریف بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے کہ ایماہل کتاب حق
 بات کو چہانے ہوا واپس نہائی باتوں کو کہتے ہیں کہ خدا نے کہا ہے کہ خدا کے کلمات میں
 تغییر و تبدل کرتے ہیں (دلیل ۹) نسخہ ص ۱۷۷ مسمیٰ باب ۲۵ درس ۳۰ اَبْلُکْتُوْا کَلَامَ
 الرَّحْمٰنِ سَتَذِکَّرُوْا یعنی اے یہودیو تم نے ناساراہ کو کہا کہ کلام الہی کو اپنی بدعتوں کے لئے

علم کلمات الہیہ میں فقہر کی شکایت ہے۔ صرف معنوی تعریف کی۔
 بدلوا کلام اللہ۔

سب تک خلط ملط ہوا حق کو ناحق کہاں نہ پہنایا جائے صرف سنی بگڑنے سے کلام کہا
 کہ باطل کو دنیا صادق نہیں آسکتا سنی بگڑنے سے ذی حق نہیں بگڑ جاتا ان ایسی باطل
 نفسیہ متن کے ساتھ ایسے طور سے لجاوے کہ متن کی امتیاز ہے تو مرجع اس تحریف منسوخی
 کا جی طرف تحریف نفعی کے ہی ہو گا کتب اشعیا اور ربیع علیہ السلام اور قول عیسیٰ علیہ
 السلام اور قرآن سب اس بن ہمزبان ہیں تو ریت متداول وہی شریعت ہے اور خاصیت
 تو ریت کا دنیا میں کسی کے پاس نہیں مجھنا بنی اسرائیل کی نبیانی یاد جب ظہور میں
 نہیں آئی تو متن کو شرح سے جدا کیجئے کہ نئے کوئی باعث امتیاز اب پیدا نہیں ہو سکا
 (دلیل ۱۰) پہلے خواہی اپنے دوسرے خط کے دوسرے باب انہی کے شروع میں عیسائیوں
 کو مخاطب کر کے کہنا۔ ہم کہہ میں جہوئی بائین اٹھایے دے لے پیدا ہون گے جیسے آگے
 جہوئے نبی گذرے ہیں اور دوسے لوگ ہلاک کرنے والی راہ میں داخل کرینگے الخ مجموع
 ہلاک کرنے والی خفیہ ہیں داخل کرنا صاف دلالت کرتا ہے اس پر اوکی جہوئی ہلاک تبلیغ
 صرف دہانی اور مذہب جدا کا نہ ہوگی۔ بلکہ اصل کتاب دینی میں داخل کر کے حق و باطل
 یکدلت کر دیا جائیگا عیساکہ مشاہد ہے کہ اصل انجیل منزل من اللہ معدوم کوئی بیان اسکا
 ملفوظ جو نہیں اور جو بطور روایت باہمی بے سند موجود بھی ہے انہیں بطور صاحب کی
 پیشین گوئی کا ظہور ہو چکا اور پوس غلطیہ کلیتوں (باب اول میں عیسائیوں کی طرف
 مخاطب ہو کر لکھتا ہو کہ تم ایک مٹی انجیل کی طرف انتقال کیا چاہتے ہو کہ وہ مسیح کی
 انجیل نہیں اور تم میں سے بعض ایسے ہیں کہ مسیح کی انجیل کی تحریف کا ارادہ رکھتے ہیں
 دجال کے ترجمہ میں۔ آیت ساتویں یونہی سودو دوسری تو نہیں مگر بعض ہیں جو تم کو
 کہلے ہیں اور مسیح کی انجیل دولت دینی چاہتے ہیں ص ۳۷۰ مٹی انجیل کی جگہ دوسری
 تجویز ہوئی اور پھر دوسرے ہونے کی نفی کی۔ مگر بعض کہہ رہے ہیں کہ مسیح کی انجیل
 اٹھنے کے چاہتے دے پھر مٹی رہ گئے (دلیل ۱۱) امین تراجم کے باہم مختلف

سوارض و متناقض ہوئے سے تحریف پر استدلال ہے اس لئے کہ وہ الفاظ مشترک
المعانی ہوئے پر محمول نہیں ہو سکتی اور تحریف عطفاً ممنوع نہیں جھوٹا اوس صورت میں
کہ کتاب خاص خاص نہیں لوگوں کے پاس ہی ہو چکی ہے ایمان بان حضرت علیؑ
اور حواریوں نے بیان کیا کہ آئندہ نظم قرآنی کو سمجھنا مانکر جو فقہ شریعت نے معجزہ ہوا
مکمل پایا ہے اور تحریف لفظی کی مثال کی ہے اس کا رد وافی شرح ادریس کے ساتھ
کر دیا ہے جو صاحب اس بریل ہو چاہیں کتاب مذکور میں ملاحظہ فرمائیں پس یہاں
اصل بن عسیری کی صرف زبانی یاد اور توارث پر وہیں تک قائم ہو سکتی ہے۔ جہاں تک
تابعین کی رفتار متبوع کے نقش قدم کو بڑھانے بڑھانے اوس کی اصلی جگہ سے
بے پتہ نہ کر دے مان ہدایت دینی جب تک قائم ہوگی جب تک کتاب اکثر خواں عام
کے سینوں میں محفوظ و محفوظین میں مکتوب یا یہ تقسیم و اشاعت عام ہو جائے جیسے
قرآن مجید جو پہلا قدم اٹھاتا ہے ہی بالفاظ و مراد و حروف و حرکات سکنا و غیرہ
کی حفاظت کے ساتھ مع اختلافات و تراجم و نجات اسلامی ہر گز نہیں پہنچتا ایک متن
جدا متداول و متواتر چلا آتا ہے تفسیر بارہے کسی کی چلے نہیں پانی اوس کے ہر
عملی اعتقادی کی نہ بندی ایسی ہو گئی ہے کہ جہاں علی احکام میں سچ کسی حکم کے لئے
کو سہارا ملتا ہے اور وہاں دھوکہ دے دو صورتیں مقرر چلی آتی ہیں تو حق منبری کو
موقع نہیں ملتا جو مخالف وہ الگ رہتا ہے وہاں محفوظین یکدست ہو کر یہ انتہا
نہیں بن سکتا کسی صحابی کی یہ شکایت نہیں کہ اسے فلاں نے تم کو دوسرے قرآن کی
دیکھا چاہتے ہو اس لئے کہ وہاں تو وہ حفاظت ہو چکی ہے جسکی نظیر کتب حدیث و حدیث
کے لئے ملتی چلی ہے۔

اسلامی روایات، احادیث، بلکہ روایات مسیحاؑ و یہ تک بقدر ضرورت باعتبار
و قدر حال و غیرہ سے مستثنی ہو کر ہیں کہ ان میں موضوعات ملا کر کوئی ترتیب نہ ہوگی

امتیاز مہجرتی کو اور مدار عقائد کا قطعاً پر نہ پہنچان اور پہلی بیون پر۔ حاصل یہ کہ جو
سامان دین کی حفاظت کے اسلام میں موجود ہیں وہ کتب عہد جدید و عہد قدیم کو نصیب
نہیں ہوئے بلکہ شریعت عیسوی تو ایسی مندرس ہو گئی کہ اب اس کا سرخ لکھا گیا تھا
کا کتاب ان کو نہ ہے جس کے مٹ جانے کا پورا تہہ کتب عہد جدید سے غنیمت ہی بجھا ہوں
یہ میل خیال آیات مذکورہ بالا جسکی صراحت تائید ہوتی ہے آیا صحیح ہے یا اس کی تاویل
کسی ایسے راہ پر مبنی ہے جس کے آسمانی کتاب میں مروج نہ کی ضرورت نہیں تھی۔

سوال۔ تیسرا۔ میرا خیال ہے کہ شریعت کو پس پشت ڈالنے کے بعد جو نئی نئی باتیں بجا
اونکے مروج ہوئیں اولیٰ کا انجام بخیر نہوا انرا نجلہ ہوا اول کے بے تکلح رہنے کی ہدایت
بیاد کرے سے روک عمر کو کفراری رہنے کی افضلیت بتلانے نے وہ پہلے یا جس کا ذکر
آیات ذیل پر عمل کرنے کے متوجہ میں غما کیا جاتا اور اظہار میں آتا ہے۔

۱۔ متھا دوس ۵ باب آیت ۹ وہ ہوہ فزوم لکھی جا سکے جو ساھد برت سے کم کی ہندو لکھا
اور نیک کاموں کے سب نامور ہو اگر اس لئے لڑکوں کی تربیت کی ہو اگر مسافروں کو
اسے بیان اتار ہو اگر قد سون کے باؤں دھتے ہوں لک ۱۱۔ پر جوان ہواؤں کو یا
کر کو تہہ دے جس طرح کے برخلاف نرائین جانی ہیں تو بیاہ کیا جاتی ہیں ۱۲ جن
الزام ہو تکتے لگاؤں نے اپنے اگلے ایمان کو چھوڑ دیا۔ ایضا اول قرنیوں کا
۷ باب آیت ۸ ہاں اگر تو بیاہ کرے تو گناہ نہیں کرتا اور اگر کفراری بیاہ کرے تو وہ
گناہ نہیں کرتی یہ ایسے لوگ جسم کی تکلیف پائیں گے۔ اور میں تمہیں بچانا چاہتا ہوں الخ
۳ پر جو کوئی ضرورت بھی (الی قولہ) اور دل میں یہ نہالے کہ میں اپنی بیٹی کو بہ بیاسی ستم
دو گنا تو وہ اچھا کر لے گا (۱۲) ہم پر اگر (۱۲) سن بیاسی رہے تو وہ میری دانت میں نہا وہ
سعدا شند ہے اور میں بڑا ہوں خدا کی روح مجھ میں بھی ہے۔ باب مذکور آیت ۸ میں
یہ بیاہ ہے مردوں اور بیواؤں سے یا کہتا ہوں کہ اُنکے لئے اچھا ہے کہ وہ ایسے رہیں

کم نہیں تو نتیجہ اس کا ہی ہے وہ جنہوں کے ماحقوں سے زندے بچوں کا گرجہ کے
 صحن میں چھپا چھپا کر دانا وقوع میں آیا ہے انہوں نے سی بن گری کی نئی کی اربین یوں
 بادری کے ماحقوں سے جو حرم ظہر میں آئے اور خود جواں ہر گز گئی تو ایچ کے جانتے
 والو پیر پو شیدہ تھیں ملین کا باب الفاسوفزاس کا ماتحت صوبہ دار اور فلورنڈا بہن اور
 فلورنڈا مرینہ باجرا ضیں بلانیس کے ماحقوں قتل ہوئے اور خود بزم کھاتے اور
 ملیں بنت الفاسوفزاس کے قتل کے مرتبے مرتے از روئے ہی جہان سے سد ہارے۔
 اور نیچلہ ن کے ایک حکم خند کا بھی ہے یہی کی تحقیقات میں بطور معذرت یہ ملاحظہ فرمائی
 متی باب ۵ درس ۱۷ بہ خیال ست کرو کہ میں تورتیت یا بیوں کی کتاب منوع کرنے کو
 آیا میں سرخ کرنے کو نہیں آیا۔ بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں ۱۸ کہونکہ میں تم سے سرخ
 ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین کل نہ تیار ہیں ایک نقطہ ایک شوشہ تورتیت کا ہرگز ٹپکا
 سب تک سب کچھ ہر انہو۔ ۱۹۔ پس آپ کوئی اُن حکمون میں سے سب سے چھوٹے کو مال دیو
 اور دیسی آدمیوں کو سکاہا دے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کھلا گیا
 ہر جو کوئی عمل کرے اور سکھلا دے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کھلا گیا۔ ۲۰
 اب ایک بڑے بھاری حکم کو تورتیت شریفیت کے ملاحظہ فرماتے جس پر عہد بدی لایا تھا اور
 تاکر کو ایمان والوں کی جماعت سے نکال دینے کا حکم ہو چکا تھا وہ یہی بدی میں باب ۱
 درس ۱۳ لازم ہے کہ قبرے خانہ زاد کی خستہ کیا جاوے اور تیرے درجہ زید کا خستہ کیا جاوے
 اور میر احمد بھارے بھون میں عہد بدی ہو گا ۲۱۔ اور وہ فرزند مرینہ جیسا خستہ نہیں ہوا
 وہی شخص اپنے لوگوں میں سے نکٹ جادے کہ اس سے تیرا عہد توڑا گیا خستہ سے چھوٹا
 خواہ بھی تھلا دیا یہ باب مذکور کی آیت ۱۱۔ اور تم اپنے بدن کی کھال سے کاغذ نہ کرو ایچ
 دیکھو اس نے جیسا ہے اپنے دل کی نشتہ لے کے بخل کو چھوٹا ہی ہے اس سے دیا دیکھو یہ
 حکم بدی آسمان وزمین کے نشتہ سے بدی ۱۲۔ اس سے بدی ۱۳۔ علیہ السلام کی مرضی کے خلاف

مٹا جا گیا اس کے مٹانے والے نے مسیح کے اس قول اور وعید کا (آسمان اور زمین
 کی جانشینگی برقرار رکھنے کا ایک نقطہ یا ایک منوشہ ہرگز نہ مٹے گا جو اس کے چھوٹے سے حکم کو
 مٹالے اور ویسا ہی لوگوں کو مٹا دے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا مٹا دے گا) اس
 وحی خاتمیں کیا۔ ملاحظہ ہو گلیتوں کا ۵ باب در کس ۲ و یکو میں پوسس تم سے کہتا ہوں اگر تم
 خشتہ کرو تو مسیح سے یقین کچھ فائدہ نہ ہو گا اگر تم جو شہریت کی رو سے راستہ بنا جا رہے ہو
 تو مسیح سے جدا ہونے تم فضل کی نظر سے غریب ۲۳ تمام سعی پوسس تم کی غریب
 کے مٹانے ترقی ہوئی ہے یہاں بھی اسی کا اظہار ہے شہریت اسلام کو خشتہ کے منوخ
 کرنے کی مجال ہوئی اس لئے کہ حکم الہی بن مسیح میں ہوتا اس کے منوخ کرنے میں خیریت
 کی تکذیب ہو جائیگی اور ایک کلام الہی دوسرے کلام الہی کا مذبذب ٹھہرے گا اور کاتب کلام
 الہی و حکم الہی نہ ہو گا مسیح کا خود خشتہ ہوا پڑھو لوقا باب ۲ و ۱۱ اور جبکہ مٹانے سے
 ہوسے کر کے کا خشتہ ہوا اس کا نام مسیح رکھا گیا صلوات علیہ علیہ السلام اور پوسس کی مجال
 ہوئی کہ اس حکم الہی کو توحید کے مٹانے تو خشتہ کرانے والے کو مسیح سے جدا کرنے فضل کی نظر
 سے گرائیگی مستعجب بات یہ وہاں توحید میں نامختون نکالا جاتا کہ یہاں خشتہ کرانے والا
 نکالا جاتا ہے باوجود اس یسعی و نصف کلم کے پڑھو گلیتوں کا باب ۲ و ۱۱ لیکن برخلاف
 اس کے جب اٹھوٹے دیکھا کہ نامختون لے گئے ہیں انہی کی امانت دار ہوا جیسا مختونوں
 سے بطور نسخ بھلا جب توحید کا عہد الہی و حکم الہی خشتہ کا کرنا بھی انہی کی امانت داری ہو
 جیسا مٹانے دیگر حکم لوحی آسمان و زمین کے مٹانے سے پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بخود
 نہیں فرماتے اور کسی مصیبت کی اگر تم خشتہ کرو گے تو تم لوگوں سے کچھ فائدہ نہ ہو گا تم مسیح کو
 مٹا دے تم فضل کی نظر سے غریب ۲۳ گلیتوں نے جو عہد الہی و حکم الہی کی تعمیل
 کی تو کہا کہ تم فضل کی نظر سے گریبا مسیح سے جدا ہونا منظور تھا مسیح کے جان نثار جو دلی شاکر و
 مصاحب نہ تھے نہ مسیح سے جدا ہونا اور خشتوں کے حضرت مسیح کو دیکھا کہ یہاں وہ نہ ہوا

ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بزرگوار ترین جہاں میں داخل ہو گا مگر وہی جو میرے
 باب کی جو آسمان پر پہنچے سکی مرضی پر جلتا ہے ۲۲۔ اس میں بہت سے مجھے کہنے کے اور خداوند خداوند
 کیا مجھے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیوان کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے
 بہت سی کراماتیں ظاہر نہیں کیں ۲۳ اور اس وقت میں ان سے صاف کہہ گا کہ میں بھی تم سے واقف
 نہ تھا اسے باکار و میرے پاس سے دور ہو صلا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو ان آیات میں دیوان کے
 کھانے والوں بہت سی کراماتیں دکھانے والوں کہ (جو باعث کمرہی خلق ہوتے) دُرو فرما کر مہکار
 فرماتے ہیں کہ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا اس کے ساتھ ہی جب ہم اس ہدف پر کرتے ہیں کہ پوس
 مقدس نے مسیح کے نام سے نبوت کی آپ کو اون کا رسول بنایا جو اسطہ غیر کے مسیح سے
 ابراہیم بن اسماعیل باپ نے ہمارے عہدے کیا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے نہ واقف تھے نہ پوس
 آپ کے زمانہ میں آپ سے طلاق ہوئے اور نہ کوئی معجزہ دکھایا بلکہ مجھ دن کے طلبکاروں کی طلب کو
 یوں سخت کیا کہ جیسے تم روح کو حیات سے ذی روح کی پہچانے ہو البتہ ہی میری لائی ہوئی انجیل
 اور بصورت مکتوب و تاریخ لائق کو اس کی تاثیر سے سب سے پہچانے اور بیشک پوس ہی قدیم خدا کے
 دربار پہچانے عورتوں کو آسانی و آزادی بخانے اور سب کچھ حلال سب روا کی خوشخبری وغیرہ سننے
 کی وجہ سے آسانی اور بہانہ نہ ہوئے والوں بڑی جماعت کی نظروں میں مقبول ہو چکی تھی جنکے
 بل پر پوس کو ملاست کو نے برنباس کو ریاکار بھٹہ لانے کی سمیت ہوئی پوس ہی تعلیم کا نتیجہ پہلے سے یہ
 خیال بہت چلتا ہوا تھا کہ مصداق متی کے باب ۷ کی آیت ۲۲ و ۲۳ کے پوس مقدس سے
 پہلے یمن اور پوس حواری کے دوسرے خط کے دوسرے باب کے شروع کے مصداق بھی آپ
 ہی ہیں آیا یہ خیال میں نظر آیات صدر وغیرہ..... صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح نہیں تو میری
 شکایت کیجائی یا اگر ایسا جواب ملا۔ مسئلہ اپنے کا جواب علامہ مسیح اور ان علماء اسلام
 سے دریافت کرو جن کو اس امر میں پوری نہایت ہو اور سلطان اکبر خیر علیہ السلام کو ہم یمن اسلامی
 شریعت کے دستے آتا تھا ہوں کہ سنی شریعت اسلام نہ ہو نہ تھی اور جو ان زمانہ میں سے گھر میں درویش

آتارنے کا حکم دیتی ہے اور نہ اون سے متعدد سون کے پانچ دن دوا لے دلو نہ لے سکا نہ سر آکھادی
 بھلنے نہ بنایا بلکہ وہ تو اس مادہ کا قلع قمع کرنے اور محض اور بھائی کے ڈھبوں کو مرقع بنی نہیں
 دیتی پڑھو سورہ نور میں حکم آیت کتاب اللہ کی **وَالنَّكَاحُ إِلَّا بِأَمْرٍ مِنْكُمْ وَانْصِلُوا الصَّانِعِينَ**
مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِهْمَايَكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُعْطِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ الا۔۔۔ اور ربے
 کا محی نہ رہے دو ایک) نکاح کی قیدیں لاؤ بے عورت داسے مردوں اور بے شوہر والی عورتوں کو
 (جو) تم میں ہیں اور رہنے (قابل نکاح) نیک باندی غلاموں کو اگر وہ ہوں۔ گئے مقلد اللہ ان کو
 عینی کرے گا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا فرقی بخشنے والا ہے سب جانتا ترجمہ نام ہوا۔
 فتح الرحمن و فادری رائٹ بندہ سے کنواں کنواں باندی غلام تک جب بن بیاسے نہیں چھوڑے
 جاتے سوائے اون کے جو بیاہ کے قابل نہیں تو ساقز او تار نے متعدد سون کے پاؤں دہاوتے کو
 نہ کوئی رائٹ خالی اور نہ نہ ہوتے ہر کوئی کنواری متوالی اور نہ نہ نہ کر ڈھب نکاح کا موقع کسی
 تارک الدنیا ہوتے والے دنیا ساز کو نہ۔۔۔ تحقیق کو۔۔۔ اور لے ہوا ہاں کو متعدد ازواج کے حکم توبت
 شدہ لیں، کو چار تک کی تحدید سے مقید کر دینا عین حکمت پر مبنی ہے۔ تجربہ نے بھی اول کو فتنہ
 کی جڑ کاٹنے والا ثابت کر دیا ازواجیت سے اجازت سے **مُتَّصِلَةٌ** و **مُتَّصِلَةٌ** وغیرہ کے التسلل لہذا
 وغیرہ ہر جن میں تو دیکھو کہ فلان جگہ پر پانچ میں اس لاکھ کنواں یا تین لاکھ کنواں یا تیس لاکھ کنواں
 اور فلان جگہ اتنی اور فلان جگہ اتنی۔ ایک مرد کے لئے ایک عورت کے بیواہ کا حکم مطلق مستور
 لئے جبکہ کافی ہوا ایک کو ایک دینے اور دوسرے مرد پر پانچ لاکھ کنواریاں فلان
 پنج رہیں تو قبلہ او کی حاجات انسانی کے سنگھڑ کو اسے حالت ہو کہ جبکہ بن بنسے پر تجربہ و معیت
 دیکھا چکا جسکا بیان بحوالہ کتاب **تَرْجِمَانِ**۔۔۔ اور **مَدَنِ**۔۔۔ ہو چکا جس **الْأَرْشَنِ** جون جانی ہیں
 جو جو بے اختیار بیان بدعنوانیاں ہو جائیں اور ہر ان کے ہلکا سوتا تو کسی حکمت پر دوا ہو گا۔ اور
 چھوڑ دیکھ لو کہ کنواریاں حاملہ ولایت کے اعتبار بتلا رہے ہیں۔ اگر کسی کا حق تو کو دور اور کسی کو
 حسب حاجت تین۔ اور کسی کو حسب ضرورت چار یا دو دی جائیں تو ہمارے کان کا ہے کو کچھ نہ

کہ اتنی کمزاریاں فلاں فلاں جگہ نہ تو اور اتنی اتنی حاملہ غریب مائیں بننے والی کچے جننے والی
 ہیں اگر کوئی مصائب، مکرہ کا سبکلا دل چاہے پر یہ کہے کہ جس واسطے تمام انبیاء و سلف کو حکمت
 ایک بنیادی کے سوا دوسری سے نسخہ کرنے کو حرام اور زنا کہہ یا ان زناؤں سے اوس کا دل تو
 ٹھنڈا ہو گیا تو اول کو اس کا کیا جواب دیا جائیگا۔ مان اگر لکھ سکتے ہیں تو اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ کچھ
 نسخہ کا معنی ہے باب و سک و سک و سکے بموجب ہے تو یہ معنی کے ہی باب و کی آیت ۷ اور اس کے
 متعارض ہو گا۔ مسئلے کہ اول میں تو نسخہ کا یہ قول ہے کہ میں بیویوں کی کتابوں کو نسخہ کرنے
 نہیں آیا پس جبکہ قول نسخہ کا صدق ضروری ہو تو عقد داخل کا حکم انبیاء و سلف و تو یہ یہ کیسے
 نسخہ ہو سکتا ہے جبکہ خود نسخہ ہی فرماتے ہیں کہ بیویوں کی کتابوں کو نسخہ کرنے کو نہیں آیا تو یہ کیا
 ایک نقطہ ایک ثبوت ہرگز نہ ٹیگا اول کے چھوٹے سے حکم کا ناسخ والا حقیقہ ہو گا جیسا کہ معنی باب
 و سک ۷ اتنا اسے گذر آپس میں باب و سک و سک واجب تاویل ہو گا اور تاویل کی کیا
 صورتیں ہیں خلیفہ اول کے ایک یہ کہ جب کہ دوسری بابی کی ضرورت ہو محض بچانے اور دوسرے
 کام چلانے کو رکھے اس کو نسخہ فرمایا ہو گا نہ ضرورت کو۔ اور قاضی کی صورت میں ترجمہ ہرگز ناہم
 نہیں ہو سکتی مان گنجائش تاویل نہ تو تو تحریف ناہم ہو سکتی ہے۔ پس جو حکم بغیر من تسلیم خلاف ہے
 شریع انبیاء و سلف کے بلکہ جو اپنے ہی قول کے وہی محقق ٹھہر چکا تاویل سے سوچا انجام
 بجیکو نسخہ تعلیم کا ہوا اور آخری ختم کو نسخہ تعلیم کا مسئلہ ابوس مقدس کی تعلیم میں کناری کناریوں کو جسمانی
 تکلیف سے ڈاکر کفاح کی وجہ سے کہ کو ایمان جاتے رہنے کی ہلکی دیکر عمر کو برین بیا مار لکھا گیا
 مانہ کارکن کو مسافر و نکلے ٹھہرانے مقدسوں کے پانچوں دہانے پر مامور کیا گیا نسخہ
 برس کی ہو جائے ہر محتاج خبر بیویوں کی فردین لکھا یا گیا اوس کا انجام نظر برقصہ کی حالت
 مذکورہ بالا ہو ہوا و معلوم ہوا۔ اسلامی تعلیم میں جو دورانہ نشینی سے کام لیا گیا یا آئینہ کو
 مثل حاضر کے جاننے والے پر سب روشن تھا لہذا انجام خراب کی تعلیم وہ کیسے دیتا۔ آیت
 صدر میں دیکھ کر کہ ہرگز نہ کناریوں کے رائے رائے سے باندی غلام تک کو بن بیا ہا نہیں

چھوڑا جاتا اور نکاح کی برکت اور بے نکاح رہنے کی شامت میں کیا بیان کروں واقعہ
 دنیا اور دقایق نگار یورپ سب کچھ لکھ چکے، اوس الموصوفین باغ لکھا، نکاح انتہام اس طرح
 بے نکاحی سے نکاح نہ چھوڑنے کا انتظام اور نکاح نہ کرنے والے حاجت مستطیع
 کو صحیحین کی حدیث میں پستہ پایا جاتا ہے۔ **وَأَقْرَبُ النَّسَاءِ أَفْهَنُ أَخْبَرَهُ عَنْهُ فُلَيْسُ**
صِیْتِیْ یعنی اور نکاح کرنا میری سنت ہے، نہیں جو کوئی اس میں کہے اوس سے تودہ میرا بیٹا
 یہ مشکوٰۃ کے باب الاغصام بالکتاب والستہ کی فصل اول کی حدیث بخاری و مسلم
 میں ہے۔ جسکو نکاح کرنے کا معذور نہواؤ لکویہ ارشاد ہے۔ **عبداللہ بن مسعود** فرماتے ہیں
 کہ میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے جو ان کو کہو شخص نفی میں ہے
 نکاح کا معذور نہ کہتا ہوا اوس کو چاہیے کہ نکاح کرے کیونکہ وہ نظر کو بھی کرنے والا اور شرم نگا
 کو چاہیے والا ہے اور جس شخص کو معذور نہواؤ اس کو لازم ہے کہ روزے رکھو اسلئے کہ روزہ
 رکھنا اوس کے لئے حقیقی ہوتا ہے بخاری مسلم ترمذی ابو داؤد ابو یوسف فرماتے ہیں
 کہ تین شخص ایسے ہیں کہ انکی مدد کرنا خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ کر لیا ہے (الی قول) سویم
 وہ نکاح کرنے والا جو برہنہ کاری کی نیت سے نکاح کرے (بخاری مسلم ابن ماجہ ابو یوسف و ترمذی)
 کہ چار یا تین انہی کی سنت ہیں۔ **حیا کرنا عطر لگانا سواک کرنا نکاح کرنا (ترمذی)**
الجواب امتین شریعت جو مجموعہ ہے احکام اعتقادیہ ایمانیہ و علمیہ و عملیہ
 جو تسلیم دین کو کہ شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں اور جو وہ کے بے نکاح رہے کو
 ایمان اور نکاح کی آرزو نہ رکھتے تھے جہانے والی شریعت کے باعث منہ سے نہ کہنے
 والیکو ایمان کھو بیٹھنے والی عقائد اور اس کی حکمت سے اسے نکاح کرنے سے روکے وہ
 شریعت اپنے اوپر سے جیسے بڑے معاصر کو اس کے لئے کمال ایمان پاسکتی اگر کوئی
 یہودی کہے کہ چار یا تین سنت ہیں دورانہ عیش کے خلاف اس شریعت نے جو حکم دیا وہ حکم
 اس کا کافی اور عین رعصمت و مجاہدہ بھی میں تفت کرائے والا نکاح کی فکر نہیں

ضمیمہ

القاسم جلدہ نمبر مین مرقوم ہو دینا کی حقارت یہاں سے مال و متعلقہ کی حقارت
 کے متعلق حضرت ابوذر کو جو کچھ کہا گیا تھا انہیں مین مختصر طور پر اوپر نقل کر چکا ہوں اس کا
 معنی یہ تھا کہ وہ ایک خشک ناہر صحرائی ٹکڑے کی گنداری سے نہ شادی کرتے نہ بیاہ نہ
 آبادیل میں رہتے نہ اور کچھ سامان کرتے۔ لیکن میں لکھ چکا ہوں کہ اسی کے ساتھ ساتھ
 حصہ وصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی سکھایا تھا کہ دنیا میں رکھنا اور بننے کی کوشش کرو
 ٹھیک ع در کھنے جام شریعت در کھنے سندان عشق پاک کو یا نظارہ خدا کے آگے
 پیش کرو۔ ان دونوں کو سادی طور پر قائم رکھ کر دنیا میں رہنا حقیقت یہ ہے کہ اس کے
 زیادہ دشوار گزار راست اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ابھی گزر چکا کہ حصہ وصلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم ابوذر سے یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر ائمہ کا پہاڑ سونا ہو جائے تو اس کی وقعت
 میرے سامنے اس سے زیادہ نہیں کہ تین دن میں سب کو اٹھادیں سا لحد بن جائے
 معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی حباب و مثال کی طرت مطلق توبہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اسی
 کے مقابلہ میں حضرت ابوذر کے سامنے آپ عکافات صحابہ سے جو جہت میں کہ کیا تھا۔
 پاس یہی بھی ہے عکافات سے کہا جی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر بیویاں نہیں تو کوئی گنہگار
 و لونڈی بھی نہ۔ عکافات نے کہا کہ وہ بھی نہیں آپ نے فرمایا تم فارغ ابال صاحب
 فراخی نہیں ہو عکافات نے کہا کہ حیوان دنیا کی جانب سے مطمئن اور خوش ہوں (یعنی
 مالدار ہوں) آپ نے فرمایا کہ اب تم سشیان کے بھائیوں میں سے ہو اگر تم مضراتی
 ہونے تو ان کے راہبوں میں شمار کیے جاتے۔ کناح میرے طریقہ میں داخل ہے
 تم میں سے زیادہ بہ وہ لوگ ہیں جو ہجر و اور کنوارے ہیں۔ سب سے ذیل ترین کتبہ
 وہ مرد ہے جو حالت مجرد میں زندگی گزار کر مر جائے ہیں۔ کیا تم شیطان کے

تختہ مشق بننا چاہتے ہو شیطان کا وہ بہتیار جو اپنے لوگوں میں باسانی اتر جاتا ہے
صرف عورت ہے۔ ان جنھوں نے شادیانہ کیں وہ پاک راولے ہیں سیلہ اعمال
سے دور اور کراہ میں۔ عکاف تجھ پر منوس ہی یہی عورتیں جنھوں نے ایوب پوسف
داؤد کرسٹ کے ساتھ کیا۔ لیشن عطفیہ بھی وہیں دیکھئے ہوئے تھے انھوں نے
پوچھا کہ حضور یہ کرسٹ کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی گندہ شقہ زبان میں اس
ناجس کلام کا عابد تھا جو کسی دریا کے کنارے بیٹھ کر تین سو برس تک عبادت میں مصروف رہا
وہ دن بھر دوسرے رکھتا تھا اور رات بھر غار میں چرتا۔ آخر ایک کنسی عورت کے عشق میں
مبتلا ہوا اور ساری ریاختوں کو چھوڑ کر اسی کے پیچھے دیوانہ ہو گیا۔ بہر حال اخیر میں اس کی
حالت ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف پھر توجہ ہوا۔ خداوند تعالیٰ نے اس کے مقدر سے
درگزر فرمائی۔ اس کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عکاف کی طرف پھر
توجہ فرمائی۔ یہ بھی نا مشروع کیا کہ عکاف تجھ پر منوس۔ کلام کرور نہ ہمیشہ فوضیب سنگا
یعنی طمانیت و سکینیت تجھے حاصل نہیں ہو سکتی۔ عکاف نے اس کے جہد و فراست کی
کہ حضور تو آپ ہی میل عقد جس سے ظاہر کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ کریمہ بنت کلثوم حبیرہ
منے تیرا نکاح کر دیا۔ اس حدیث سے کلام کا مسئلہ مسبقہ راہم ہو جاتا ہے اُسے کون نہیں
سمجھتا۔ اور شاہی کے بعد نیا دوی لکھنؤ کا چٹوٹان اُسٹنٹا ہے آج اُس سے کون
واقف نہیں۔ مگر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان نبوی علوم نے اس طرح عاجز و
لاچار بنا دیا تھا کہ انھوں نے چہ بھی کیا اور وہ بھی کیا غایت احتیاط کے ساتھ نباہ کر ایک
عجیب و غریب وقت علیہ کا ثبوت دیا انہو اللہ ربی اعلم۔

جہد و ہمت حق تعالیٰ کے لئے	انکروں سے رکھا پھر مستم
----------------------------	-------------------------

دھوم سے بچنے پہلپا چکی لگی : | سوتیلے گرجوں کیس اکثر ہر دم

جسکی دہلک انسان کا شش و زبان و جیو اور اللہ سبحانہ لکھ دیکھ و لکھ فو لکھ و جسکی شان و عظمت
اور خالق کے درمیان نسبت متاسل کو ماننا تمام انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلام علیہم علیہم
اور عطا کردہ الہام کے خلاف ہے تو ریت ظریف کی کتاب استغنا کے درس ۱۵ سے ۱۹
تک ضاحک حضرت موسیٰ علیہ السلام جنکا اسرائیل کو فرماتے ہیں کہ آپ سے تم خیر دار ہو کہ خدا
آگ میں سے تمہارے ساتھ باتیں کیں اور تم نے کوئی شکل نہیں کھنی ہو کہ تم خراب ہو جاؤ
اور عبادت کے لئے کوئی شکل والی چیز مقرر کرو۔ چونکہ کسی چیز کا مرتبہ نہیں آتا بغیر متناہی
اور محدود ہونے کے تو نہیں سکتا اور چیز کا متناہی اور محدود ہونا چہی شکل ہے جسکی عبادت
سے تورات شریف کی آیت کریمہ میں لکھی ہے پس وہ شکل اور ذی کیفیت ہو یا نورانی فرشتے
یا آتشی مخلوقات جن و شیاطین جاندہ سورج ہوں یا نجوم و کواکب اجرام فلکیہ بت بے
مونت ہوں یا بامورت صلیب ہو یا ارواح حبیثہ و لطیفہ بلکہ مجموعہ عالم بھی متناہی اور محدود
ہونے کی وجہ سے ایک شکل متضمن برائشکال مختلفہ ہے اور اس شکل کی فید سے معلوم
ہو گیا کہ وہ نور خود بصورت آگ سمیت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا تھا سعاد اللہ وہ شکل
نورانی محدود و محدود سبجانہ کی ذات مقدسہ نہ تھی بلکہ اللہ سبحانہ کی صفت کلام کا ظہر
عقی جیسے ہر نبی صاحب وحی بوقت وحی ہوتا ہے نہیر حلول و اتحاد کے اور مجموعہ عالم
کی عدم تنہا ہی از روئے برہان تطبیق باطل ہے۔ اور موجودات عالم کو باہمی صفا فیقرنا ہی کہا جا
کہ بہت سانس میں سے محدود پانے کے معدوم ہو گیا اور بہت سا جو ابھی معدوم ہی آئندہ
وجود میں آئے گا مجموعہ عالم سے ہماری مراد یہ ہے کہ تو یہ عدم تنہا ہی معدوم و موجود کے مجموعہ کی ہماری
ہم ملے معارض نہیں ہیں کلام موجود ممکن میں ہو پس موجود متناہی و محدود جسکی آیت تورات
شکل رکھ رہی ہے وہ دستی عبادت نہیں ہو سکتا اور جو موجود (وجود و اجسامینی) باہر وجودیت کے
نہ اوس وجود کے ساتھ جو عدم کی ہے (غیر متناہی اور غیر محدود و ہر میدان میں ہے

اور سچ شہادت اور سید مکمل و پابستہ لایا ہو کہ کوئی مرتبہ نفس الامری اسانہ ٹیکے کے جہاں
 وہ نہ ہو اور وہ دوسرے وقت کا وہاں نہ ہو چنانچہ مذمت اشعری کی زبان پر فرمایا نہ میں اولیٰ ہوں
 اور میں آئندہ ہوں اور میرے ہوا کوئی نہیں سمجھتی جو موجود ہے اس کے موجد ہونے کے بھی معنی
 ہیں کہ یہ موجودات میرے اندہ کی شان ہیں کما فی استغفار الما دل وغیرہ پہلے پہلے مرتبہ
 وجود ایک شخص اور محدود ہونے کی وجہ سے عسی علی علیہ السلام بھی مبدی کل اور معبود نہیں
 ہو سکتے اور استثنائی کے باب ۳۲ کے آغاز میں ہے کہ جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں
 یعنی تبادلت کو معبود کہے اُسے جہنم کا بیوی بلکہ رچی انیوہ اگرچہ برکت بڑے بڑے بھڑے دکھائے
 وہاں غلبے سے قہر بالانوارت کہا جائے تو اس میں سے اس کو دفع کیا جائے گا کہ ہر دفع
 موجودات کا ایک خدا ہو بلکہ ہر شخص کا خدا ہو اور کیا وجہ کہ ہر چیز پر خدا ہو نیکو کا احتمال
 نہ ہو سکے اور کیا سبب کہ مریم کا بیٹا خدا ہو کو سلیا بن جبار ام ہند اور دیو کی کا بیٹا کہنا خدا نہ ہو
 جنہیں ہندو سبط خدا قرار دیتے ہیں جس میں شرح تم حضرت عیسیٰ کو اور کیا وجہ کہ برہمن
 مہا کو خدا نہ ہو کہ ہر ایک ان میں سے بطور ہندو منظم اتم صفت کا لکھا ہے اور کیا وجہ کہ
 نفوس کو کبیرہ اور عقول مشرق جھینجھیں جو سی موقوف الافتیاء موجودات کی ایجاد اور فنا کرنے
 میں جانتے ہیں خدا ہوں ہر چند کہ بحر منافی الوہیت ہے۔ مگر تمہارے اصول کے موافق
 منافی شان الوہیت نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ کھلے پیٹے کے محتاج تھے اور یہودیوں کے
 باخقول میں عاجزی دکھائی دے بن باپ کے ہونا اگر موجب ہے خدا ہونے کا تو آدم علیہ
 السلام بجز اولے خدا ہو جائیگے اور ہندو کے بہترے اکبر جو بن باپ کے اور بن ما کے
 پیدا ہوئے مائے گئے ہیں یہ بھی خدا الیاس مردہ کو زندہ کرنے کی وجہ سے خدا ہوں
 یہ الفاظ ہیں استغفار اول صفحہ ۱۸ تا ۲۰ سے قرآن باب ۱۲ ورس ۲۹ یسوع نے اس کی
 جواب میں کہا کہ سب حکم میں ال یہ ہے کہ اسے اس کی سن وہ خداوند جو ہمارا خدا
 ایک ہی خدا ہے۔ خدا سے کہا میں اس کا ہم کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یسوع کا خدا ہوں

اگر روح القدس اور مسیح در خدا اور ہوتے تو ماریجات حکم اولیٰ کے موقع اظہار میں نہ تو خدا اول
درون کو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا خدا ہونے سے چہا کر صرف اپنے آپ کو اکیلا خدا
بتلاتا اور نہ مسیح ہی یہ فرماتے کہ ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ اور یہ دہانلی ہی مان لی جاوے کہ
یقیناً یہ پر تینوں فکر ایک اور تثلیث اور توحید در لون کا ماننا موقوف علیہ اور ماریجات کا ہے
تو اس پر فوراً یہ سوال پیدا ہوگا کہ یہی بتلادیا ہوتا اور اسکو بھی باطل کر دینی متی کے باب الکی

یہ آیت ۲۷ کوئی بیشک کہ نہیں جانتا مگر باب اور کوئی باب کہ نہیں جانتا مگر بیٹا اور وہ جیسر

بیٹا اُسے ظہر کیا چاہتا تھا ص ۲۷ خدا کا فرض محال بیٹا ہوتا تو وہ بھی خدا ہوتا اور اسی خیال محال
سے مسیح کو خدا کا بیٹا بولے جائے نہ خدا کہا جاتا ہے اور اس کو موقوف علیہ اور ماریجات کو ٹپا
جانتا ہے ۱ سے ناظرین تمہیں خدا لگتی کہہ دے کہیں وہ اعتقاد جو موقوف علیہ اور ماریجات کا

وہ بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ جسے انبیاء و رسل اور امام سابقہ اور موجودہ میں سے کوئی نہ جائے بخیر
خدا وسیع و مخلصان مسیح کے اس مقام پر جس دہانلی سے کام لیا گیا ہے اسکی نظیر ملنا دشوار

بلکہ محال ہے۔ اور مرثیہ ہی کے باب ۱۲ کی آیت ۳۰ سے ۳۴ تک دیکھو پہلا ماریجات صرف
اعتقاد تو صیر ہی معلوم ہوتا ہے حصہ ص ۲۲ آیت ۳۲ تب اُس فقیر نے اُس مسیح سے کہا
کیا خواب اے اُستاد تو نے سچ کہا کیونکہ خدا ایک ہے اُس کے سوا اور کوئی نہیں ص ۲۸ تو قایم
دس آیت ۲۵ تا ۳۰ اور باب ۱۸ ورس ۲۵ تا ۲۸ اور مرثیہ باب ۱-۴ ورس ۲۴-۲۷ کوئی آدمی

دو خداوند کی خدمت نہیں کر سکتا ص ۱۱ ان آیات اور ان کے علاوہ بیٹا آیات کتب عہد عتیق

و کتب عہد جدید سے اولیٰ ماریجات توحید کا اعتقاد ثابت ہوتا ہے پچھلی آیت منی میں دو ہی سے

نفرت و دو کی عبادت اور کتاب محال شدہ ہی کہ تو تیا اور تثلیث کیسے ٹھہر سکتی ہے باب بیٹا

روح القدس کی اقتداسیت کے اعتقاد کو ماریجات میں کچھ بھی دخل ہوتا تو اسکی نسبت یوں

نہ کہا جاتا کہ اسکوئی نہیں جانتا بجز خدا مسیح و مخلصان مسیح کے۔ بلکہ باب ۱۰ ورس ۱۰ میں

اور باب ایک ہون اس سے عیسائی مسیح کی ضدائی ترکشے ہیں۔ اور یہ اُن کے عقیدہ پر بھی

باب ۲۱ وں ۵ کے مبین پیر کا سچ کو ان کا کوکنا مہر ہے اور باب ۲۰ کے دریں ۳۰ وں ۳۱ میں
 بھی اور بیوں جگہ سچ نے خود کو آب کو ان آدم کہا اس کے لئے یہ ہے کہ وہ خود کو پھر
 نہیں کہہ سکتی باب اول تا آیت ۱۱۱۱۔ پس رشتہ میں اس کا نام ہے داؤد و نسب جو کہ میں میں کیا اور
 داؤد سے باہل کو خود جانے تک جو کہ شیتیں ابدال کو اٹھ جانے کے سچ تک جو کہ شیتیں
 اور جب فریبوں نے خدا کا بیٹا کہنے پر عیسیٰ کو کہا کہ تو خدا ہے تو آپ نے جواب اس کے فرمایا
 یوحنا باب ۱۱ وں ۳۴ وں ۳۵ خدا کیا تھا ہی شروع میں یہ لکھا ہے کہ ہم خدا ہی
 اُسے تو کہیں جن ہاں خدا کا کلام آیا خدا کہا ہے اس پر جو زبور ۸ وں ۶ کی طرف دیکھتے
 نسخہ خدا کے ہم سب بھلا ہو ہر ایک تم میں سے خدا کا فرزند ہو اس مقام پر نسخہ
 بھی اس کے موافق جو نسخہ حال بطور جو میرے پاس ہے اصل میں وں ۱۱ وں ۱۲ میں ہے
 کہ تم اللہ ہو اور تم سب حق تقا لے کے فرزند ہو خدا اس مطلب یہ کہ میں بھی کہہ اور وہ خدا ہے
 کے زبور کلام خدا کو تلاوت کرنے والے قرآن اور صاحبین کو خدا اور خدا کا فرزند کہا اس کی معنی کر
 چھٹے ہی نے تو آپے آپ کو صرف خدا کا بیٹا کہا ہے خدا کو کہا ہی نہیں نہ خدا کا بیٹا تو اللہ کا
 جتنے وغیرہ معانی لکھ کر پھر وہ اول اطلاق پر معنی صحیح پر فرمیں ہوتے تو یہ بڑا معنی جو ہوتا
 و مندرجہ جیسے نزل کلام اللہ ہے آپ کو کہہ دینے کا فریضہ ہو جاوے گا کہ تو باقی حق تھا
 اور میرے بھی ہو گا جب میں اپنے آپ کو خدا کا حقیقی بیٹا کہوں اور ممکن ہے کہ زبور داؤد میں
 امت داؤد کو اس رمز پر خدا کہا ہو کہ سب ہم میں ہی ہوا وہ اول فرمیتے ہو جسے قرآن مجید میں
 قال ہی خدا ہی عز وجل **إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَلِكُ الْقَاطِبُ** و پڑھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں
 کہ میں اللہ رب العالمین معنی تمام جہانوں کا پالنے والا خدا ہوں حکایت سے نظر قطع کرنے پر
 گویا خدا ہی کا دعویٰ ہو جائے کہ نفس الامری اس پر الکی رمز پر اطلاق نہ کر رہا اور نہ تو خدا
 اور ہی خدا کے بیٹے آپ ہی باب آہری بیٹے قدامت با عاقبت میں سچ ہو سکتی ہے وہی اصل
 بیٹا معنی خدا والا کہنے پر دو زبان اطلاق میں قدامت نہایت نہیں رہتی۔ انیسویں یہ عیسوی

فیصلہ فریسیوں کے مقابلہ میں اطلاق زبور اور انھیں معنی پر طے کیا جو جن معنوں میں زبوریں
 مستعمل ہوا تھا جس سے کسی زبور کے ماننے والے نے اپنے آپ کو خدا اور خدا کا حقیقی
 بیٹا کہنے کا نہ دعویٰ کیا تھا نہ ان معنی کا کسیکہ لازم اعتقاد تو حید کے مقابلہ میں خیال تھا
 کہ جو عیسائیوں نے انھیں معنی کی طرف گھسٹ لیا جن سے ان کا نکر کے مسیح نے اپنی اوپر سے
 کلمہ کا لازم ہٹا یا تھا بعض ترجموں میں فرق اطلاق پیدا کر کے کہے جاتے تھے خدا ہونے کے ملائکہ ہستند
 نہ یا پھر اس سے تراجم مقدمہ کی مخالفت کے لازم کو بڑا کر دیکھا تو ہم خدا ہونے کی جگہ ہم
 الٰہ ہونے کو بڑا کر دیا پھر میرے پاس جو کچھ لاترجمہ بیل کتاب ہے اوس میں یہی ہے اسی اعتقاد
 چونا کہ تمام انبیاء و کتب سماویہ و اہم ماضیہ کے خلاف ہر گز نہ ہذا محققین لغت اے انجیل کے
 ماننے والے اوس مسیح کے منکر ہیں اور کہتے ہیں مسئلہ تئلیف کا اجتہادی خیالات کا
 خاکہ ہے مفوضات عیسویہ سے ہرگز نہیں ہو اور وہ اسے اور اجتہاد و کتب کر لیں نہیں ہو
 سکتا ہے جو فیصلہ مسیح کے خلاف ہے۔ خدا کے بیٹے ہونے کا اگر فریسیوں کے مقابلہ میں
 معنوں زبور مسیحی اسرائیل مفہوم فریسیوں سے مواضع کر کے جو صلیبی علیہ السلام
 دلالت فرماتے کہ جیسے خدا کے بیٹے معنی خدا کے پیارے اللہ والے داود علیہ السلام کی
 امت کے صلیبی زبور پڑھنے والے تھے ویسا ہی میں بھی ہوں معنی اللہ والے میں بھی اللہ خدا
 نہ وہ خدا کے جیسے ہوئے جزو صلیبی میثا اور جیسے وہ خدا کا کلام اولیٰ کے پاس آئے سے
 خدا یعنی حامل کلام اللہ سے ہی میں بھی کہہ نہ تو یحییٰ ابن زین۔ مگر میں نے اپنے آپ کو خدا
 نہیں کہا ہے اس مسئلہ کی وجہ سے اس مسئلہ کی وجہ سے صلیبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے
 چونکہ کامل طور پر ہو چکی تھی اسلئے اوپر سے ہی نسخہ اس اور اس کے اہل اس امر کے عقیدہ
 تھے کہ مسیح خدا کا بیٹا نہیں بلکہ برسیں بزرگی بیٹا کہہ دیا ہے جبکہ آدم علیہ السلام
 کی اولاد میں سے اہل اللہ کو خدا کا بیٹا تو رب کی کتاب پیدائش میں کہہ دیا ہے کہ خدا کو بیٹوں
 نے جب آدم کی بیٹیوں کو دیکھا الخ اور قاریان زبور صلیبی مسیح داود علیہ السلام کو خدا

اور خدا کا بیٹا کہہ دیا ہے جیسا کہ گذرا اور شاہد اس کے ساتھ جو کہ لفظ کبہ کے بطلان کے حقیقی سبب کہنے والے پادریوں کو سطرہ بین پہا دیا ہے جیسا کہ آغا نے من کتب تواریخ سے منقول ہے اور بیک جبکہ اولاد آدم بنی اسرائیل دامت داؤد کو خدا کے بیٹے فرمایا اور اس سے اُنکو اور انکی اتباع کو خدا کے حقیقی بیٹے ہونے کا دسم تک انہما اور اس زمین اور زمانہ کا عرف یہی کھنہ کہ جنید وجہ خدا کا بیٹا کہہ دیا جاتا تھا جیسے کہ مصلح کو خدا کا بیٹا کہا دیکھو سنی باب ۵ ورس ۹ مبارک دے جو علی کرنے والے ہیں کیونکہ دے خدا کے فرزند کہلاتے گے ۶

۱۶۔ اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ دے مختارے نیک کاموں کو دیکھیں اور مختارے باب کی جو آسمان پر ہے تائیس کریں ۷ اس میں نیکوں پادریوں کو خدا کے بیٹے بتا دیا۔ ایضاً باب ۲ ورس ۹ اور زمین پر کسو کو اپنا باب مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے ۸ اس آیت میں اہل بتسل کو خدا کا ایسا بیٹا بنا دیا جسکے ہونے کے پادریوں کے باب ہونے کی نفی فرمادی پس جبکہ ان معنوں میں خدا کا بیٹا بولنا اس زمانہ کا عرف کھنہ اور اسی زمانہ میں کہتے تھے کہ فریہ فریسیوں کے اقرار میں کہتے ہوتے سنی سے شہادت داؤد کے عربی نئی سے اپنی انیت کو موافق کر دیا اور سب جگہ اٹھا دیا تو آج بیٹے یا لفظی اطلاع دیکھ کر حقیقی صلیبی بیٹا ہونے کا دعوے کرنا وہی کفر باکرنا ہے جسکے الزام کو حضرت عیسیٰ نے اپنے اوپر سے وضع کیا تھا۔

دوسرے استفسار کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض اہل علم مسیحیوں سے سنا ہے کہ مسیحی لوگ حضرت عیسیٰ کو ان کے جسم اور نفس ناطقہ کی جہت سے جو آدمی کے لگو ہوتا ہے خدا نہیں جانتے بلکہ ایک اور حقیقت کی جہت سے جو خاص سج کے لئے جان و تن سے اوپر ہے خدا جانتے ہیں۔ یہاں چند خطبے ہیں (۱) اس طرح کی بات یقیناً ہم ہر چیز کے لئے کہتے ہیں

۱۔ موصی علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ فرعون سے یوں کہو خزع باب ۷ ورس ۲۲ بت تو فرعون کو یوں کہو خداوند خدا کے یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پد تھا ہے ۲۲ سویر ۱۰ کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کرے الامین

کہ جسم و جان سے پرے حقیقت ہونے کے معنی یہی ہیں کہ مابعد الحقائق یعنی موجودات کی اصل یعنی
مذات غائی ہو سو ایسی حقیقت ہر چیز کی اللہ ہے کہ وہی سب کا بنائے والا ہے اس کا ذات
میسوی پروردگار نہیں چنانچہ پانچوں مضمونوں کے باب ۴ و ۵ میں کہتا ہے منہجہ سلسلہ سائیکس
نذا ہے جو ہم یون کا باپ کی اور یون کے دیگر سپہوں کے درمیان اور سپہوں میں سے ہے۔

اسی باب ۲۳ و ۲۴ میں بھی ایسا ہی ہے اور پانچویں اور پانچویں فہرست صاحب نے منقول کیا ہے
کہ باب ہکی در سری فصل میں اس مضمون کا لفظ ہر فی الجملہ اور کیا ہے اس طرح کہ سنا و درجہ ذات
خدا کے خیالوں کا اظہار اور بیان کی جو عالم کی پیدا میں ہیں اور جو جسم ہو کر مرتبہ ہے اس سے ہیں
دو کمالات گئے ہیں اور اسی فصل میں جو کلام صوفیانہ اور یون کے نقل کئے ہیں اور ان
تھے ہیں اس سے بھی یہی بات لازم آتی ہے کہ ہر چیز کی حقیقت یعنی علت غائی پیدا
کرنے والا وہی حق تعالیٰ ہے کچھ حضرت مریم کے صاحبزادہ کی مضمونیت نہیں (۵) اور اس
حقیقت میں عقود شخصی کہاں ہے تو تشریح کنی حکو قایم کر کے ہر ثالث کو خدا کہتے ہیں

خیا نچہ عیسائیوں کے عقائد کی کتاب میں لکھا ہے کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس
غیر مخلوق - باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا - اور اگر کوئی عیسائی کہے کہ تثلیث باعتبار
تعدد اعتباری کے ہے نہ باعتبار تعدد شخصی بلکہ سو بھی غلط ہے دو وجہ سے (۱) تعدد اعتباری متعدد
صفات پر لپکتے تو صفات باری ان گنت پر متعدد ان گنت انسانوں کا کیا ہوگا نہ میں (۲) (۳)
تاکہ کم تصاریفی اس مضمون مذکور بالا ذیل میں کہ بیٹا باپ سے متولد ہو اور وہی سے روح القدس بنا
جنانچہ شمار اور عقائد وغیرہ کی کوئی وجہ نہ ہو کہ کائنات میں کلکتہ میں چھپی اور اس کے عقائد متعدد

اتہا ناما سیں بن لکھا ہے لیسہ حفظ الہیہ رحمت و متولد است و روح القدس از پدر است و از
سبوت دستخرج است پس ایک چیز سے ایک کا پیدا ہونا صریح دلالت کرتا ہے کہ
کہ قائم ثلاثہ میں حق و دلیا نہیں جیسا کہ ذات و صفات میں ہے اور جب ایسا نہ ہو تو ہر ایک
دوسرے کا کھانا ثابت ہوا تو تینوں کے مرتبہ کی باہم باری باطل ہوئی اس لئے کہ یہ بھی ہے

موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام کو افضل بنانے میں کہاں سے کہا تک نوبت پہنچی انا اللہ
 ناکما ایلیک تراجعتا

ناسخ و منسوخ کو ہوتا ہے	لوگ ہر کاسے زسے جمل از حکم
گھسرنہ دیکھا طعن چنیر نہ پر کیا	تاسے ہٹا دھڑی تار مٹ جاتے دم

مسئلہ نسخ ہر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ تینا دہرینی ہے ورنہ مسئلہ صاف صاف صاف احکام
 کو نہ دیکھو نہ تک نسخ نہیں احکام علیہ شرعیہ کا نوٹین رہے ہیں بصورت بصیرت کے تصور سے
 وہ نہ سوچیں تو ہمارا کیا مقصد۔ پہلے نسخ کے معنی سمجھئے حسب ضرورت عبادت و مناسبت زمانہ
 مناسب ہدایات دیکر انبیاء و رسولوں کو اللہ سبحانہ ہیجتا ہے اس پر یہ وہم کہ پہلے نبی کی
 شریعت کے کل یا بعض احکام میں جو بھول چوک ہو جاتی ہے اس کی اصلاح دوسرے
 نبی آ کر نصرت سے کرادیتا ہے یہ وہم نادانی اور جہمی ہرینی ہے۔ نسخ کے معنی صرف تبدیل
 حکم ہے۔ آگے مغتری کی اقترا پر وازی بہتان بندی بطور زیادتی سے ہے کہ پہلی تبدیل پہلی غلطی
 کی اصلاح کی وجہ سے ہوئی ہوگی چند روز نسخ چلانے والے طبیب کی نسبت بھی کہنے کی ہے کہ
 تاہم کیا ہے کہ اس نسخ کا نسخہ دینے میں غلطی ہوئی تھی جسکی اصلاح دیکھنا اس نے مشہل
 دینے سے کی۔ جب یہاں آپ نے ایسا نہیں سمجھا بلکہ اس تبدیلی کو عین حکمت اپنے اپنے
 وقت کے مناسب بتین کیا ہے و خدا کے معاملہ میں آپ کو کونسی مناد نے مجبور کیا کہ بلا وجہ۔
 ایک مہل غالی غفل کا وہم کر گئے والا یہ کیا یوں نہیں مان لیتے کہ اس نے بھی زمانہ کی
 ضرورت اصلاح زمانہ کی طبیعت مزاج قوت ضعف و غیرہ اندازہ کر کے اس کے موافق مختلف
 احکام جاری کر دیئے ہیں باقی یہ خلیان گنہگار اسپر قادیانین کہ اندام عالم میں وہ کوئی آ
 کتاب تارلی فرادیتا ہیں سے ہر زمانہ کو تغیرات کی رعایت ہوتی (یعنی ایک حکم کی جگہ دوسرے
 حکم اس سے لکھنا بہاری جو کچھ بھی جوتا کہیں یہ تصریح ہوتی کہ طمان زمانہ ملک اس
 زمانہ کے مناسب یہ حکم ہو گیا اور اسکے بعد طمان وقت ملک بجائے اس کے یہ)

جس سے بار بار اپنے سچے الہام میں دست اغازی نہ کرنی پڑتی اس بابت عرض یہ ہے
 اس صورت میں بار بار اپنے سچے الہام میں دست اغازی نہ کرنی پڑتی۔ دوسرے یہ کہ مجھ کو
 خدا سپرد تھا تو کیا اس پر قادر نہ تھا کہ بغیر لطفہ اور عون پرینہم باد میں ہر پیش پاسنے
 اور تہیج نشوونما کرنے کے ایک کامل عمل میں دفعتاً پیدا کرویتا (جبکہ آریہ کالج اپنے
 چاررشتہ کی نسبت کہتے ہیں) یا بغیر تھم ریزی وغیرہ سامان زراعت کے خود بخود تمام زراعت کو
 زمین سے اگادیتا اگر اوس نے باوجود قدرت کے ان ہایات میں یہ دوسری اور تھائی ہی
 نورو حیاتیات میں بھی اوس کو اپنی عادت سے معذور سمجھنا چاہیے۔ اگر دیاں اس تدریجی ترقی
 میں کچھ خاص کمیتیں اور صلیبتیں متعلق ہو سکتی ہیں تو یہاں اس قسم کی حکمتوں مصلحتوں کا
 لحاظ کرنے سے کون چیز مانع ہے ہر کیف اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس حکمت سر اسیرت ہی
 اور عقل و لطف ثابت کہ اللہ سبحانہ فاعل مختار ہے تدریست کو بعض مریض کو تدریست غنی کو
 فقیر فقیر کو غنی جاتوں کے بعد گرمی گرمی میں ہر سات ہر سات کے بعد جراثیم لائے اسی لئے
 ایسے ہی اپنی ہنگامی کے اقرار کرنے والوں کو کوشش و عبادت کی ورزش کے لئے جس کسی سے
 جس کام کو چاہتا ہے کر نیکو کہتا ہے اور پھر جب چاہتا ہے اوس کام کو موقوف کر کے دوسرے
 کا حکم دیتا ہے۔ اور اگلے کام کی مبادی کو جو اوس کے علم میں قرار پا چکے تھے ظاہر کر دیتا ہے
 یہاں کچھ قائل حکام دنیا اور اہل میں حکم مابخت کے حکم کی منوحی والا اضطراب با در فیض
 صاحب کا موقع نہیں پاسکتا وہ مع اپنے تعلقات کے مدفع ہے ان دلائل سے (۱)
 نسخہ ۲۵۰ پیدائش باب اول درین ۳۷ زمین کے ہر ایک جاخار ادا سجان کے ہر ایک

پیدا در زمین کے ہر ایک رنگ کے چلنے والے کو اور جس میں نفس حیوانی ہے اور ہر ایک قسم
 کی سبزی پھل پھل کھا سیکو دی بہ خطاب خداوی حضرت آدم کی نسبت ہے اور اسی کتاب کے
 باب ۹ درین ۳۷ میں حضرت نوح کی نسبت بھی ایسا ہی حکم ہے یہ دونوں حکم اباحت عامہ
 کے تحت سے منوع ہر سے لادین کے باب ۱۱ کو برہ دیکھئے کہنے میں حضرت موسیٰ کے

مصر میں تھے۔ لہذا وہاں اہل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے۔ ان کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 وہ شہریت موسیٰ کے لئے جہاز بکھڑا دیا۔ آتی سترین تھیں۔ ان کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 نایت ہوا اور وہ مصر پہنچا۔ وہاں ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 اس جو حال کا طبعی طور پر تھا۔ وہاں ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔

یہ کہ اگر وہ پہلے پہلے شہریت موسیٰ بن نضر کے لئے جہاز بکھڑا دیا۔ آتی سترین تھیں۔ ان کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 وہ شہریت موسیٰ بن نضر کے لئے جہاز بکھڑا دیا۔ آتی سترین تھیں۔ ان کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔

ہیں کہ میں اس سب سے پہلے جہاز بکھڑا دیا۔ آتی سترین تھیں۔ ان کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 جہاز بکھڑا دیا۔ آتی سترین تھیں۔ ان کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔

سترین مصر سے نکال لائے۔ ان کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 اس امر کے ثبوت میں کہ فرعون سے نجات پانے کے بعد جو جہاز بکھڑا دیا۔ آتی سترین تھیں۔ ان کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔

کو ملی تھی۔ جس کو پھر عہدہ اور موسیٰ بن نضر کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 ہوا اور پھر اس کے بعد جہاز بکھڑا دیا۔ آتی سترین تھیں۔ ان کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔

باندھ دیا۔ اس سے زیادہ کچھ نہ ہو سکا۔ وہ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 تو یہ کہ جس کی بقول صدقہ پہلی شہریت موسیٰ بن نضر کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔

اوس کے نیا جہاز بکھڑا دیا۔ آتی سترین تھیں۔ ان کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 سمجھا دیا۔ پھر شہریت موسیٰ بن نضر کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔

وقت پر پہلے عیب ہوا۔ اس کے بعد ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 حکم کر دیا اور بقیہ ہونے کے سبب سے پہلے ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔

ان کا حال تھا۔ اس کے بعد ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 درمیان میں ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔

قانون رکھ کر ایک شہریت موسیٰ بن نضر کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔
 قانون رکھ کر ایک شہریت موسیٰ بن نضر کے ساتھ ایک عربی شہریت موسیٰ بن نضر تھا۔ وہ ان کے ساتھ تھا۔

اور اس کے لفظ کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا ہے پھر وہی کام ہی پیش نظر کر دیا چونکہ منوع کے لفظ سے خبر ہے خیر وہ احکام لوجی تورات شریعت کے اٹھ گئے ہی سہی جبکہ گناہ (۹) اسسٹما باب ۲۲ ورس ۱ تا ۳ دیکھو مطلقہ سے نکاح دوسرے کو جائز ہے جتنی باب ۱۹ ورس ۹ کہ جسے زن مطلقہ سے نکاح کیا اُسے زنا کیا سے منوع ہو گا حلال حرام بدلتا دیکھو اگر کوئی یہودی یہ کہے کہ جو شریعت مخالفت شریعت موسوی الہی آبادی و لاہو الی بالین سے زور دلا کر غیر پیشوایان کو کٹھاری رکھو اراؤ و سنسے مسافروں کو ادنگی گھروں میں اور تروا مقدسوں کے پاؤں و ہوا کتب سے دُعا کنواری کنواری سے چھڑوا کر نوبت و مان تک پہنچو اچکے کتب تواریخ جیبرکت انوس ل رہی ہیں اور خدا ترس جبرائیل و میکائیل بندہ برسا کر ہیں وہ مطلقہ سے نکاح کرنے کو زنا بتلا کر پہلے ہی شوہر کے سر منڈی ہے اور ذرا خیال نہیں کرتی کہ ب اُس سے نہ بھی ادسکی حاجت مدائی ادس سے نہ ہو سکی تو ناچار عورت ادس سے چھوٹنے کے لئے زنا کر کر جو پیشگی تب تو اوں نئی شریعت کا دل ہنڈا ہو گا تو پادری صاحبان اسکا معقول جواب کیا دینگے (موسوی شریعت کی عیدیں قربانیاں اور حرمت جانور و کئی اور یوحنا صبت کے احکام منوع ہو گئے فلسیوں کے باب ۲ ورس ۱۶ سے آج کس شمارا دربارہ خوراک و آشامیدنی یا مخصوص عید یا یا مال یا استہا محرمات زود کا بینا طلال کیا آئندہ است کہ حقیقت آئندہ است یعنی یہ سب احکام سچ کے آئے نہ کہ تھے اب باقی نہیں رہے (۱۱) پادری فذر صاحب میزان کے صفحہ ۲۱ میں لکھتے ہیں - احکام خارجی تورت ہند جو سچ بہ یقینی منوع گردید نہ کہ دیگر محالقت آئندہ لازم شد لیکن بین تفسیر و احکام ظاہری احکام باطنی تورت منوع نکشتہ اند - دیکھو یہاں صحت آپ ہی تورت کے احکام ظاہری کے جو ب کے منوع ہو نیکا اقرار کیا - جو ہی ہم بھی بعض احکام ظاہری ہی کے منوع ہونے کے تاک ہیں نہ احکام باطنی قلبی کے ذعمائد اور اخبار اور احکام ابی ظاہری ہیں لشیخ ممتنع ہو اسی لئے ہم تورت کے حکم اور عہد ابی کو جو فتنہ کے بارہ ہیں ہے منوع نہیں کہہ سکتے

اختلاف آپ لوگوں کے کہ اس حکم اور عہد ہدی کو بے منوخ کیا کہ شادی (کستنائی)
 و فقر و سیدی مولانا شہر محمد صاحب عثمانی و کتا بالواعتد الشیخنا دست بر کاہم غمنا
 و لقطا) اشمال باب ۵ و ۱۵ و ۲۰ از سیکہ محضے سنا کہ ہم میں سے بعضوں نے جن کو ہم نے
 حکم نہیں کیا جائے گھبیں اپنی بالوں سے گھرا دیا اور مختارے دنوں کو یہ کہے پریشان
 کہ فتنہ کراؤ اور شہریت پر جلو ۲۵ سو پتے ایک ل ہو کے بہتر جانا کا پتے عزیزوں بناس
 اور پوس کے ساتھ ۲۶ جو کہ ایسے آدمی ہیں کہ اوغول نے اپنی جان ہمارے خداوند مسیح
 مسیح کے نام پر غصے میں ڈالی بعض چٹنے ہوؤں کو ہمارے پاس بھیجیں ۲۷ جانا چھ پتے
 چوداہ اور سیاس کو بیجا اور دوسے یہ باتیں دیا فی بیان کر سیکے ۲۸ کیونکہ روح قدس اور بہتر
 بہتر جانا کراؤن ضروری باغول کے ساتھ پیر اور کچھ بوجہ نہ فی انین ۲۹ کہ تم جن کے چڑھاؤں
 اور لہو اور گلا گھوٹی ہوئی چیزوں اور حرام کاری سے پرہیز کرو (الی قولہ) ۳۰ اور کئی روز
 بعد پوس نے برتال سے کہا آؤ ہر ایک شہر میں جہاں تمہیں ہذا کلام سنایا پھر جا کے
 اپنے بہائیوں کو دکھیں کہ کیسے من ۳۱ اور برتال کی صلاح تھی کہ بوخا کو جب لقب مرشد
 اپنے ساتھ لیا ۳۲ بت اور بیسی تکرار ہوئی کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا اور برتال
 مرشد کو لیکے جانا پھر پوس کو روانہ ہوا ۳۳ اور پوس نے سیاس کو لپیٹ دیا اور بہائیوں سے
 خدا کے فضل کی سپرد ہو کے روانہ ہوا ۳۴ حواریوں کو یہی یہ بات چل پڑی جو پوس
 مقدس کی بھیجاں جماعت کو عیسائیوں کی چل ہے روح القدس کی محالست اور شاورت
 سے عہد قدیم تورات و توفیق کے احکام مفصلہ خروج باب ۱۲ و ۱۳ و باب ۲۹ و ۳۰
 و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰
 و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰
 و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰
 و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰

گو آپس میں نگار نہ کر ایک دوسرے سے جدا بھی ہو گیا مگر نفوس انسانی آزادی اور آسانی کے
 جیسے نئی سہولت میں پوشیدہ نہیں اور کسی آزادی پر جتنا بھی جھگڑا ہو ہو رہا ہے جس میں
 میں عداوت اور عداوت اعتقادات و ایمانیات میں وہ کا باطلت منہ جی اپنا خاک کہیں ہو
 دکھا رہی ہو مجھ سے نہ سب کی صورتوں کی شاہد ہو وہ اور میں احکام علیہ کے ناسخیت اور
 منہ حیات پر اثر میں۔

خانی ارض و سما ماسیہا	مانتا میں نے کو تھا اریو شش دم
کے ایک حادثہ کہتا تھا کلہ نہیں	حق کا اور معبود مانے تھا ہم
اور مقابل اسکے تھے جو پادری	وہ نہ حادث مانے تھے عسی کا دم
تین ارب مانے تینوں الہ	کام تینوں کا جدا تینوں ہم

انیت اور الوہیت کا بیچ کی اور الوہیت روح القدس اور تثلیث کا ابطال اور ہر جگہ
 کتب تواریخ مسیح سے آغاز اللہ تعالیٰ میں بقول جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں
 اور ان میں کچھ باتیں ہیں جیسے فتنہ کرنا ناپاکی سے نہانا منہ کی تعظیم کرنا سور کو حرام جانا
 نورب کی چوٹی چیزیں کو حرام جانا اور انھوں نے عیدین سور کو حلال کر لیا منہ کو حلال جانا
 اس کی جگہ کیسے کر لیا فتنہ اور غسل جنات کو چھوڑ دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت
 المقدس کی طرف کو نماز پڑھ کر تے تھے نصاریٰ نے پورب کو پڑھی آپ نے کہی صلیب
 کی تعظیم نہ کی تھی نصاریٰ نے اس کی عبادت تک کی حضرت عیسیٰ نے کہی انکا سارونہ
 سارونہ اور انکا سارونہ ایک عہدہ چاند کا تھا انھوں نے کچھ عدد پڑنا موسم بہار میں بدل یا ہونے کی
 صاف نیت میں رہنا اختیار کیا۔ اور فلسفوں اور بت پرستوں کی طرف جھکے اس طرح نہ میں
 باتوں میں دو کو موافق ہوئے تاکہ یوں پورا دن سے مدین حاصل اور کو عہدہ کا جہیز
 ان دنوں کا اتفاق ہو کر بادشاہ مستطین کے جمع کرنے سے ہو ہے وہ جو غریب مذکور
 ہوتا ہے اور اس جمع کرنا سبب یہ تھا کہ اس کے طریق نے ایوں کو گر جان

جانے سے منع کیا اور یوں متطہین کے پاس گیا کہ بطریق کی حدی کی شکایت کر
 اور اس کے سامنے اس سے بحث کرے بادشاہ نے اس سے کہا ٹاپنے قول کا بیان کر
 اس نے کہا میں نے کہا ہوں کہ باپ جب تھا تب بیٹا نہ تھا۔ پھر بیٹا ہوا تو وہ اس کا کلہ ہوا اگر
 وہ نو پیدا (یعنی مخلوق) ہے پھر باپ نے اس کو کام سپرد کیا تو آسمان اور زمین اور زمین کے
 پچ کی چیزوں کا پیدا کرنے والا ہی ہوا جیسا کہ اس نے اپنی انجیل میں فرمایا کہ بیٹے نے
 کہا تم کو حکومت آسمان اور زمین پر دے دی گئی ہے تو وہی اول و اولوں کا پیدا کرنے والا ہوا اس
 جہت سے کہ اس کو یہ امر عطا ہوا پھر وہ کلہ نب کہ مریم عذرا اور روح القدس سے ملکر ایک
 ہو گیا مسیح بن گیا تو مسیح کے اب دو معنی ہیں ایک کلمہ اور ایک جسم مگر وہ دونوں مخلوق ہیں کہ
 واسطے بطریق نے کہا کہ تیرے نزدیک آئن دونوں میں سے پہر عبادت کسی زیادہ تیرے واجب ہے
 جسے تمکو پیدا کیا اس کی یا جسے تمکو سپردا نہیں کیا اس کی بچو اب اس کے اریوں نے کہا کہ
 اس کی عبادت واجب ہے جسے تمکو پیدا کیا۔ بطریق نے کہا تو بیٹے کی عبادت جسے تمکو سپردا کیا
 اور وہ مخلوق ہے وہ پہر باپ کی عبادت سے حالانکہ باپ مخلوق نہیں بلکہ باپ کی عبادت
 جو خالق ہے کفر گئی عبادت سے اور بیٹے کی عبادت جو مخلوق ہے ایمان ہووے۔ یہ قول بطریق
 اور اس کے ساتھیوں کا بادشاہ اور حاضرین کو پسند آیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اگر کو شخص اور
 اس کے ہم مذہبوں کو سخت کریں جو وہ مادہ بادشاہ نے دو ہزار تالیس پادریوں کی شیخ
 کرنے کو جمع کیے جو مختلف مذہبوں میں تھے انہیں سے ۱۸ ایک سال
 برحق ہوئے اور اپنے مخالفوں پر غالب سے۔ بادشاہ نے انگوٹھی تلواریں چھری دیگر
 ہر ایک کو اختیار دیا۔ ضرر نہ اور قربانی کی تکمیل اس قرار پر قرار پائی کہ انہیں لاتے ہیں
 ہم اللہ کیلئے باپ پر جو چیز کا ملک ہے اور جو چیز ہم پر تکتے ہیں اور نہیں پکتے اس کا بناؤ مال
 ہے اور اکیلے رب بیسویں خدا کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے کھارے ہر جہ تمام جہان
 پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور مخلوق ہیں محمود برحق ہے۔ محمود برحق سے اپنی باپ

جو ہر سے جسکے یا نفیس تمام جہان درست کیے گئے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جبکہ ہم آدمیوں کے گرد
 کی خاطر اور پہاڑی رملی کے لئے آسمان سے اوتار اور روح القدس سے جسم بیکر انسان بنایا اور جمل
 میں رہنا ہر مہم قبول سے پیدا ہوا اور وہ کہہ دیا گیا اور مالا گیا اور سوئی دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے
 دن اٹھ کر آسمان پر چڑ گیا اور اپنے باپ کے دہن حایب بیٹھا اور دوسری دفعہ آج کا سجدہ
 ہے کہ زندوں اور مردوں میں فیصلہ کرے اور ایمان لاتے ہیں روح القدس کی پہلی بھی روح
 پر جسکی محبت کی روح اوس کے باپ سے پیدا ہوتی ہے اور ایک محمودیت پر حفاظت کی تشریف
 کے واسطے اور ایک جماعت جالبقیہ پر اور اپنے بد فطن کی قیامت پر اور دوسری سبکی
 ہر اہل باطن تک پہنچ کر ایش کا قول کو گوہر غالب ہو گیا تو جمع اول سے ادھاروں برس
 بعد قسطنطنیہ میں حکم بادشاہ ڈیوڈ سوم بادری جمع ہوئے ایش کا روح القدس کو مخلوق کہتا تھا
 اور اسکندریہ کا بطریق خدا کی روح بتلا کر اوسکی مخلوق کہنے سے خدا کی زندگی کو مخلوق کہنا لازم
 آتا تھا کہ یہ تھا تا تھا کہ اوس کے مخلوق کہنے سے لازم آئیگا کہ خدا بھی زندہ نہیں۔ اور اس مجمع
 کے کیا دن برس بعد جو تہ جمع منظورس کے سامنے ہوا اور سنا نہیہ یہ تھا کہ ہر جم خدا کی والدہ
 حقیقت میں نہیں بلکہ مان دو ہیں ایک وہ مسعود جو باپ سے موجود ہے اور دوسرا وہ انسان جو ہم
 سے موجود ہے اور یہ انسان جسکو ہم مسیح کہتے ہیں خدا کے بیٹے کے ساتھ متحد ہے اور خدا کا
 بیٹا حقیقت میں بیٹا نہیں بلکہ برسبیل بزرگی اور دنا ہون کے ایک ہونے کی وجہ سے ہے
 (الی قول) جب اوسکے پہلوں کا یہ حال ہو جن کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے قریب تھا اور حکومت
 بھی اوس کے پاس تھی قلاب پہلوں پر کیا لگان کرتے ہو۔ اور یہ اُمت و دوسری خرابیوں کی
 مرتکب ہوئی جسنے کوئی عقل والا دیکھتی نہیں ہوگا۔ ایک تو مخلوق کے باب میں اتنا سنا ذکر کرنا
 کہ اوسکو شریک خالق مظہر اکراوس کا ٹکڑا اور دوسرا مسعود اوس کے ساتھ ٹھہرانا دوسرے
 خالق کو گناہ گاری دنیا جڑی با تو کی اور سکو تہمت لگانا کہتے ہیں کہ وہ عرش سے اتر کر
 ایک عورت کے محل میں نولہ عظیم پر بچہ دودہ پیتا پیدا ہوا۔ اور یہ یونان کی آہر صلیب سے ہے

جان دی اور کما اہل عقیدہ یہ ہے کہ پہرہوں کی رو میں حضرت آدم علیہ السلام کی حفاظت باعث اس وقت سے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخ میں انیس کے قید خانہ میں مقیم اور یہ دستہ رہتا کہ جب کوئی آدم زاد مرتا تھا تو انیس اس کے گناہ کی عمن اور سکو پکڑ کے دوزخ میں قید کرنا تھا جب اللہ نے اولاد چھڑانا چاہا تو ابلیس پر یہ بیان کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی پر از مریخ کے بیٹے میں گیا۔ پس پیدا ہو کر آدمی بن کر اپنے اوپر بیٹہ کو قیاد کر رہی کہ اوہ میں نے صلیب پر چڑھا کر مار ڈالا تب اس نے اپنے پیچھے کر چھڑایا۔ اور ادھر پہنچے آپ کو منہ کیا۔ جو شخص اس کے صلیب سے جانے کا نکر رہا اور اس سے اللہ کے کو برتر کہے منہ چلے وہ ابلیس کے قید خانہ میں عذاب دیا جائیگا۔ جب تک خدا کے سہلی پاس نہ آکر نہ کرے گا نہ چھوڑیگا ان باتوں سے انھوں نے رب کو عاجز اور قدرت کو مینہ خیال کیا کہ انبیاء کو نہ چھڑا اور اس کی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باب کے گناہ کی عمن انبیاء کو قید کر آیا اور بدوین و ذریہ کے شیطان سے نہ چھڑا اور دوزخ میں شیطان کا تصرف اور اس کا قید خانہ انا دہ الہی نہیں مانا اور اس کی طرف وہ باتیں منسوب کیں کہ جو مخلوق میں سے کبھی عسیٰ قوی اختیار کے شاہان میں انتہی ملخصاً ناقل کہتا ہے کہ صفات الہیہ کی مصداق ذات الہیہ ہے تو صفات کے مفہومات انفرادی میں ذات حق جنوں تو صفات کے قدیم اور غیر مخلوق ہوئے ہیں تو صفات موزرہ کی قبول کرنے والی مخلوقات قدیم ہو جائیگی پس روح یعنی امر حق کے قدیم قائم بذاتہ قاسے ذات ماری مصداق آنے والی ہمارے سے وہ روح اسرار و جسم مخلوق جسے خلق و امر انواع حقیقہ تکوین کی تاثیر کو قبول کیا ہے قدیم اور غیر مخلوق نہ ہو جائیگا۔ اور اس کی مہلت خلکی حیات معاد الہیہ کی ہے۔

مقی باب ۴۲ در ہر پھر شیطان اُسے ایک جوتے اوچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور ان کی شان و شوکت اُسے دکھائی ۹۔ اور اُس سے کہا تو کر کے ہر جے سچ کر کے تو رہے کچھ بچے دوں گا۔ ۱۱۔ تب اس نے اُسے کہا اے شیطان دو رہو

کیونکہ لکھا ہے کہ تو خدا دنا ہے خدا کو متحدہ کر اور اس اکیلے کی بندگی کر کہ جس میں اس
 شیطان کا ایسا زور نہایت ہوتا ہے کہ کتب کو پہلا پرے گیا اور اس سے لایعنی ایسا بلو
 کے اعتقاد پر کہ شیطان خدا اور بندہ دونوں کو بکڑ لیکھا اور خدا اور بندہ دونوں سے کہا کہ
 مجھے سجدہ کرو اسلئے کہ عیسائی مسیح کی رو حکو خدا اور جسم مسیح کو بندہ مانتے ہیں اور شیطان
 روح جسم دونوں کے مجموعہ ہی کو پہلا پر لیکھا تھا۔ مجھ سیدوں کے خیال کی تائید اس سے کہی
 جا سکتی ہے۔ اس سے اصلاح انبار کو ابلیس کے قید خانہ میں ابلیس کے بکڑ کر قید کر نیسے
 معتبر رہو گو گرہ لینا آپ ہی آسان ہو گیا پھر ایسے رب دوست سے اصلاح انبار کا چھڑانا بوت کو
 خذین دے بنیر کیسے ہو سکتا قرآن کریم شیطان کا ایسا اور بندہ بنیر چلتا نہیں سبلا تا
 اللہ سبحانہ کی دروغ میں وہ اپنا قید خانہ کیسے قائم کر لیکھا۔ سورہ ابراہیم میں ہے وَقَالَ
 الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ الْحَقَّ وَعَدْتُكُمْ الْمَوْتَ وَلَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
 وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُمُونِي
 وَلَوْ مَوَّافَكُمْ مَا لَنَا بِمَعْصِيَتِكُمْ وَوَعْدٍ أَنْتُمْ جَحِشْتُمْ فِيهِ إِلَّا تَرْحَمُنَا اللَّهُ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ
 شَيْطَانُكُمْ بَكِيضٌ فَاعْلَمُوا
 شیطان جبکہ فیصل ہو چکا کام شک اللہ نے وعدہ دیا تھا تمکو وعدہ سچا اور مینے وعدہ دیا
 تمکو پس وعدہ خلافی کی مینے تم سے اور میری قہر حکومت نہ تھی مگر مینے بلایا تمکو پس تنے
 مان دیا میرا سورہ کے طور پر کہا ہوا سہ الزلم نہ دو کھکو (ملاست نہ کرو کھکو) اور الزام دو اور
 ملاست کرو) اپنے آپ کو نہ مین تمہاری فریاد پر پہنچوں اور نہ تم میری فریاد پر پہنچو اللہ فاعلموا
 شیطان کا زور نہیں انسان پر وہ مشورہ دیتا ہے بڑی بات مان یعنی اپنا ہی گناہ ہی
 مین ہی سورہ

کچھ ہجو دی بولے بیٹا ہے غیر	حق تقائے کا کیا شرک و ستم
نادم اور آرام منہ نہا ہن پر	شان میں حق کی گرہاؤت رستم

بعض فرق یہود کے غیر کو خدا کا بیٹا کہنے سے نصاریٰ کو تافیت اور الہیت کے اعتقاد کو گریز

مجبور کیا اور عرضش یہ کہ امام کرشنا کفر یہ عقیدہ یہود کا خدا یا بت متعز یہ لوڑ پٹ کے خلاف ہے
 قرآن کریم نے اسکا پورا ابطال کر دیا جیسا کہ گذرا اور منجملہ عقائد کفر یہ یہود کے یہ ہے کہ کہتے ہیں
 کہ اللہ تعالیٰ آدم کے پیدا کرنے پر نادم ہوا اور طوفان برپا کیا اور یاکہ تکلمہ دہنلی ہوئی زشتوں
 نے اسکی عیادت کی اور اس نے اپنی اونگلیاں داغوں سے کاٹ کر خون بہا لیا (شجرہ طاف)
 ۴۳۵ گئی کو پیدا کر کے انکی کے پریشور پر دو حملے کر میں جیسے گفت افسوس ملکر ہر مشور
 کاٹا تھوں سے و بارہ دہہ نکال کر چڑھا کر اس برائوس کو دفع کرنا دہرم لیکن میں راجا ہوا ہے
 یہود کے ایسے ہی یہود کے یہ اختراعی خیالات ہیں ادھر ادھر سے نیکر ملائے ہوئے ہیں
 نسخہ ۱۸۲ اب یہود اہ آدمی کے زمین پر پیدا کرنے سے کچھ بتایا اور دلگیری ہوا نسخہ
 ۱۸۲ یونانیسیہ عربیہ ۱۸۲ یونانیسیہ عربیہ ۱۸۲ یونانیسیہ عربیہ ۱۸۲ یونانیسیہ عربیہ ۱۸۲
 فتا سف بقلیہ داخلہ نسخہ فارسیہ ۱۸۲ سب سہ زمان میں نسخہ ۱۸۲
 زشتیوں باب اول اول ۲۹ خدا کا احقانہ کام آدمیوں سے مائل تر اور خدا کا
 ضعیفانہ کام آدمیوں سے قوی تر نسخہ عربیہ ۱۸۲ نسخہ ۱۸۲ نسخہ ۱۸۲ نسخہ ۱۸۲
 یہ دہوال بعض فلاسفہ کی دہمسک کا علم باری کے بارے میں جو ادہنوں نے انہو پر کیا ہے
 جن اہل کتاب کے خیال کو بچا کر چکا تھا وہ اللہ سبحانہ کے لئے علم حقیقات کا وجود اسباب
 پہلے علم شہادہ کا نہ مانتے تھے تو انجام نہ جاننے کی وجہ سے انجام بگڑا جسے پر ہمتا نا لگے
 ہوتا ترجمہ اور تفسیر کرنے میں ملکر جو کتاب کے سر تہو پین تھوڑا ہے۔

داستان گرجہ کی سن و دوستان	لوگ ہوتے شب کو جیاد میں ہم
بادری زخیم چڑھتے شور سے	خود بخود ہوتا او جالا پڑھتے دم
بادری کہتے کرشنہ دیکھ لو	باپ نے دی روشنی بیٹے کے دم
حکم سے حاکم کے جب بیکہا گیا	حیث سے ناقہ ذیل نکلا تا رحم
روغن لوبان کا تہا جیسر ضناد	آگ تیلانا تھا جیت پر سے ستم

کہتے نور آیا فلک سے ہو بہم

کرتی روشن شمع کو چنگاری آ

انافیس مرقوم ہے ایک جیلادون عیسائیوں کا یہ ہے جسکو در عید النورین بیچ بیت المقدس کے جمع ہو کر ایک گھر میں کرسمس میں فذیل لکلی ہوئی ہوتی ہے اونکو عالم ملہ آواز سے آئیل پڑھتے ہیں اور ان کو گڑگڑاتے ہیں یکایک گھر کی چھت میں سے ایک آگ کی چنگاری دوڑ کر جتی برگتی ہے جس سے جتی چمک کر جل جھتی ہے اور وقت وہ یکبارگی پھٹنے روٹنے چلائے لگتے ہیں اور اس روشنی کو آسما سے آتی ہوئی ظاہر کرتے ہیں (اور اس موجب سے لوگوں کو اپنا مسخڈ بناتے اور دیباقی بنانے کا داؤ لگاتے ہیں) طرطوسی کہتے ہیں کہ پھر میں اسکندریہ میں ابو محمد بن اقدم سے ملا اس نے مجھے بیان کیا کہ یہ لوگ تانبے کا بہت باریک تار چپ کے بیچ سے فذیل کی تہی کے سر تک کہتی ہیں جس پر وہاں کا بتلایا ہوا ہوتا ہے اور ہر کاشمیں تار سی پر تھوڑی رال کی آگ ڈال دیتا ہے وہ لوگ وہاں کے بتل کے ساتھ آکر جتی کو لگ کر روشن کر دیتی ہے مثل ۶۱۸ و ۶۱۹ ملخصاً

دودھ چھاتی سے بہا تاروم میں عید کے دن ایک گرجے کا صم

کہتے حق کی ہے قربانی قبول یہ علامت اس کی ہے کامل

حکم سے حاکم کے جب دیکھا گیا خفی نلی چھپے سے تا مورت بہم

مار دمی گردن فریب کی وہین مال دھوکے سے جو نا تھا بہم

روم کی ولایت میں منزل کے عہد میں ایک گرجا تھا جب اس کی عید کا دن ہوتا تو لوگ اس کی زاریت کو آتے اور اس میں ایک بت یا مورت تھا اس بت کے پاس جمع ہو کر دیکھتے کہ اس روز اس بت کی چھاتی سے دودھ نکلنا ہے اس روز قادم کے پاس بہت سال جس میں جابا کر نا تھا بادشاہ نے اس کی تحقیقات کی تو حقیقت حال اس طرح ظاہر ہوئی کہ مغولی نے ایک سولخ دیوار کے چھپے سے اس بت کی چھاتی تک کر کے اس میں رنگ کی نلی رکھ کر انبٹون سے اس کو درست کر دیا تھا تاکہ اصل حال (اس جالا کی اور قریب کا) مخفی رہے اور لوگ جانیں کہ یہ علامت اون کی قربانی کے قبول ہونے کی علامت ہے۔ جب منزل بادشاہ کو حقیقت حال کہلی

تو خادم کی گردن مارنے اور گرجاؤں کی مورتوں کے مٹا دینا حکم دیا (ترجمہ افغانہ طبعاً)
 ہر زمانہ عساکر میں بیدین لوگ دین کے پرہیزگار ہی رہے اور ان کے دھرم پر ایمان کرتے رہے مگر
 ایران کی ریخیر کسلا سلاطین عید اور قرب کے یہاں پر بھی نہیں تاہم بڑی ہوشیاری سے دنیا کی ہوشیاری
 کے لئے عبادتوں میں کرتے ہیں۔ ہندو دھرم عورتوں اور ان کی بچھال نام کی مسلمان عورتوں اور ریخیر میں
 اوروں میں جاتی ہیں۔ ان کے عبادتوں تک اپنی دینا پوری نہیں کر لیتے یہاں تک ریخیر نہیں جہاں
 جہت بر سے ریخیر اور کھنچ کھنچ پلتے ہیں چھوٹا اور بچا عمر۔ لڑکوں کو اور کواؤں کا پالنا ہوتا ہے
 ریخیر تک باقی نہیں پہنچتا۔ جہاں پھر دینا پوری کی ذرا ریخیر پاتا آجاتی ہے جسے عادت سے
 پانا افریقہ میں ایک عالم مالکی کا حافظ ابو شامہ سے نقل کرنا نام لڑکی کا کہ عذاب میں دیکھ کر
 نشتہ کے بتا کسی بزرگ کے نام کا چوتھو یا دوسرے جوارخ روٹ کر کہتے ہیں اور نہایت قبیح
 بہ عقیدت وہاں کرتے ہیں اسکا نشانہ میں دیکھو۔

عید بچ بھری لڑائی کرتے تھے	تھا وہ ہر اسکندریہ میں منہم
اوسکو ایک لڑکے نے قتل کر دیا	عید سیال کی اُسکی ہیم
نام پر سیال کے قتل باغیاں	دھوم سے ہونے لگیں اُسجاہم
مصر و اسکندریہ گرد اگر دین	میں بہت تھے گردے اتھوڑی رقم

اوسی نشانہ میں ہے اور شیطان کی بازی سے اولین عید میں ہین کہ سب کی سب جعلی اور کجی
 کجیوں سے نئی ایجاد کی ہوئی ہیں ایک اولین سے عید سیال ہے اور سب سب یہ ہوا کرتے
 ہیں ایک ہی تھا سب مصر و اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے تھے۔ ایک لڑکے نے
 اوسکو قتل کر دیا اور ان کے زمانہ اوس نے یہاں کیا کیا بتایا ہے جس سے
 نفع کی توقع اور اس سے ضرر رسائی کا خوف اگر تم پر عید اور قربانیان سیال کے
 نشتہ کے واسطے کہ وہ وہاں ہی سفارش خدا کے پاس کرے لوگوں نے اور ان کی بات کو اور اپنی
 بات دھڑلے کو مان لیا۔ غرض خدا کے ایک کلمے سے ہر کجی مٹ گیا اور نہایت

نفس سرکش شمشیری عیون سے جو شمشیل میں دینی بہائیوں کے اجتماع مستنیر اور
 جہتی اور مالی عبادت کی ادائیگی پر لٹنے میں نہیں ہوتے بدن دھوم دھڑکتے اور ہوا پرستی کے
 اور یہ رکھنے اور انہیں ماننا نصاریٰ میں کسی عید میں بہت ہیں چونکہ حصار اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم حضرت سے چلے گئے ہیں کہ میری امت میں سے کچھ لوگ بعد نصاریٰ کی سی باتوں اور
 بدعتوں میں مبتلا ہوں گے اگر ان میں سے کسی کو اپنی مان سے نکالیا ہوگا تو ان میں سے بھی
 کوئی شکوئی ایسا ضرور کیے گا جو غلط خبر نوی کا صدق ضروری ہے اس معنی کی حدیث
 سنو۔ سے گزر چکی۔ لہذا اس وقت میں بھی جو افتخاری عیدیں بجا یادگارین بجا ہونگے ہیں
 انہیں بہت اور واقعتاً کا اعلان ہو رہا ہے۔ سنہیل عید کے سبب نیو کی عیدیں کیا بہت
 تھیں۔ نزدیک اور دور متبرک کے لئے شایانہ کیلئے قربانیاں چڑھاوے دیلی سبلی جہری شہر
 برکت ہاوسے مانڈسہ شہر کے بہت جگہ فتنہ برپا کر رہے ہیں۔ ہر چند علاج کرتے ہیں مگر
 کچھ لوگ باز نہیں آتے۔ یہاں روں کو آمدنی سما لو بھانڈا کرنا ہے بعضے کہتے ہمارا خوب ہو کر
 اس میں رہتے ہمارے اور بعضے جتنا مانا تو حق ہے بچ گیا ہے اس میں بہر پھر بھی کر دیتے ہیں
 انہوں پر اس قبضہ سرنگے ہاتھ میں صیوی دین کی باگھی اور انہوں نے سو رنگ حلال
 کر دیا مگر بتوں کے چڑھاؤں کو حرام ہی رکھا۔ افسوس سے انہیں جنہوں نے قبروں کو بت
 بنالیا اور ان کا چڑیا داسیہ راد مان لیا۔ سبب ہمارا شکر ہے اللہ سجا رہا کہ اس لئے
 دین اسلام کی حفاظت کے دو سامان دیئے گئے کہ اوہین ہندوین کے مٹنے اور بکافات
 ہونے کا موقع نہ دے۔

تھے شوالہ میں ادھر کالی صنم شہ ہوتے جبران جب دیکھا صنم دیکھا تو ترچھا مہا اچھو وہ صنم لوسے کی سورت کھلایا دھم دھم	سہ کی بانگی ادا کیجے اور حق مان اچھو بوجھتے اور سکون زور میں تو صوب کے توڑی دیوار دوسری دیوار ٹوٹی گھر پڑی
--	---

چاروں دیواروں میں چھت بہن تھانصیب
وہ زمین ہراسنے گرنے نہ تھے
بت شکن پائین جزا اعلیٰ سے

سنگ مقابلیں نکلتے صنم
کئی کشش پانچون ٹرنے اکبت م
کعبہ کا دم توڑے ہیں جن کا تھکا

سند کے بعض پنجاول میں کالی کی صورت کھنکھل لوہے کی بے بندھی اور ہرنگی ہوئی تھی ساحل
کو جس سے جس سنی ماماں کر ہند کے غور پرست ہزارو جتے تھے اور نہ بازو خواں دعوام
ہندو تھا کہ مانا اپنے جس سے اور کھڑی ہیں جب شاہ اسلام نے اوس پنجانہ کی دیوار توڑی
تو وہ ترچھی ہوئی دوسری اور نے چھت گرنے سے فوراً گہری بھر جو دیکھا تو چاروں طرف
دیواروں اور چھت میں برابر کے پانچ ٹکڑے سنگ مقابلیں کے جڑے ہوئے تھے۔
پانچون طرف کی برابر کی کشش سے وہ اور ہرنگی رہ گئی تھی۔ سلطان محمود غازی غزنوی اور
دیگر خلفاء و سلاطین اسلام کے خنول اور فتوحات میں بہت سے واقعات تاریخ و سنی
و طبقات ابن سعد وغیرہ کتب سیر و تاریخ میں مذکور ایسے ہیں جن سے بہت عجیب کی جڑ پرستی
کا مدار لری دھکا دھری پر بے نقاب نظر آئیگا۔ مختصراً عرضہ چالیس سال کا ہوا ہوگا کہ کسی
ہندی کی کٹائی سے ایسی عورت ریت کی لمبے تودہ کی اتفاقاً قید ہو گئی تھی جس سے ایک چوہا مارا
بصورت بل ایکنے میں آتا تھا کہ کرا ماتی بل کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ صد ہا کو ٹہری اندھے
باجھ عورتیں سول رہتا اوس کا بھانک گئے۔ پہاڑ کے قریب چکر گھٹے سیٹھان سے
کس ہو کے سے جو ادھے کسی بے امن کو خاب بن بریتہ شاہ دکھائی دے گئے۔ ڈھیر تالیگا
جب پر ملے ماندوں رلوڑی گٹوں کے جڑ ماو کی بھر مار ہوئی۔ وہ چکر گھٹے تھان سے بھی مارا
گئے۔ ڈھیلے کے مار پار کے دیہات کے بے زبان ملازمین کے اچائی ٹکڑے اور تو جس کی
حاجت نے زنا بھری نہ لی و مایت کا ہوت کبسا کچھ مرعوب کر رہا ہے۔ حافظ ابٹ
جو تیل کو بھی و مایت کی گرد تھیں لگی اچھی کتاب احوال و السبع میں ایسے خالوں جو تھیں
جودہ وغیرہ ٹکڑے ٹکڑے بہا کر رکھے اسکی شیعہ اور انحال میں ہم کچھ لکھ رہے ہیں

اوس کو ملاحظہ فرمائیے پھر مجبور قضاو سے میں مولینا عبدالحی لکھنوی مرحوم کے دیکھتے دیکھتے
کا الزام لگائے جانے کے ہوئے نے ایسی کہلی ہوئی شرکت کے رد میں بھی اون ملاؤں
کو زبان کہوتے سے مرعوب رکھا ہے

اوسے کی رنجش یہ میران کی کیا ہے وہ رنج جو پورے عورتیں اون کی جھگڑتی ہوئی کرکھوٹ سے شرافت بھی حیا کی پاسبان	ذاتی سون کی سٹی تہی سب ہم بہتیں امرہ بہ حیا پر کرستم اونکو روکین شیم ہے جن کو ہم سب ہی شرفا میں نہیں یہ مہر
---	--

شرفا - اسلام کی حیا ہی قطع نظر حالت شرعی کے اس بیباکی کو کارائیں کر سکتی ہیں اور سچی عورتوں
بہت پوجا خیال والی بنا ایسے قریب فائدہ پہنچا جائے جہاں کے مکار بدکار عباد و عورت کی
بنیادیں پکڑا کر اودھناؤں تاکہ وہ میران کی رنج جو کر مراد باب ہو۔ بجا و بد طبیعتوں کا یہ فعل ہے
کاروبار ہے۔ اوس پر سکی قیادت پوشیدہ نہیں جسکی کہو پڑی میں اتھوڑی ہی عقل نے بھی جگہ
پائی ہے۔ تیر عتوں کی آفتوں کا نظارہ مبدوہرم عورتوں کی دیکھا دیکھی نام کے مسلمانوں میں
جگہ یا ناقابل نفیر ہے۔

باری سٹیلان ہر ایک قوم سے میت پرستی پر جھکا کی ایک قوم جنکی قبریں تھیں اٹھیں کی موتیں دیکھو سلم اور بخاری میں حدیث کرتی ہیں کہ گریہ کا بیاں کہتے اس گریہ کو تھیں بار یہ سن سن کہ نہ مایا رعل اللہ نے غیر پرستہ کریں اوسکی بتا	جس طرح بہتتی ہے پھانسی اس ہی م قبر کی تنہم کا دے دے کے دم متبہہ پر قبتہ کے اندر کیں ہم حسکی راوی اُم سلمہ عتہم آپ سے دیکھے ہوئے اُسکے منہم موتیں اوسکی بتا میں یک و سلم مڑتا ہے اس قوم میں جب نیک دم موتیں اوس میں رکھیں اوسکی نام
--	---

ہیں یہ بدر حقیق کے نزدیک	ہو گئی یہاں تک روابت مستم
اس بدعت کرنے میں خیر اور	جو کہ قبروں کو مسجد کہ تم
اور مشہوروں پر بلاوے جو جہل	اس بدعت کرتے ہیں شاہم
دیکھ لو چاروں سن میں حدیث	اور امام احمد سے بھی مروی ہے

عن عائشة رضي الله عنها انك أمت سائلة ذكركم رسول الله صلى الله عليه وآله
واله وسلم كنيسة انهما بطن الحبشة يقال لهما مارية فذكرت ما رأت
فيها من الصور فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اولئك قوم فاما
فيهم العبد الصالح او الرجل الصالح يتوا على قبره مسجد او صندوق ابيه
فذلك الصور اولئك شر از الخلق عند الله متفق عليه **ترجمہ** حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے
مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک تجانہ کا ذکر کیا کہ وہ بنوں کے
صحن میں دیکھا تھا اداسوں کا نام ماریہ تھا تو جبکہ اس میں یورتیں دیکھیں تھیں اولن کا ذکر کیا
پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وہ لوگ ہیں جب اولن میں ہو کوئی
نیک بندہ یا نیک مرد مر جاتا ہے تو اس کی قبر پر مسجد بناتے ہیں اداسوں میں اولن کی
مورتیں بناتے ہیں یہ لوگ خدا کے نزدیک بہترین خلق ہیں روایت کیا اس حدیث کو
بخاری و مسلم نے (روای الامام احمد باسناد جید عن عبد الله بن مسعود
ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ان من شر از الناس
من قیل رکعوا الشعاة وهوا حياء والذين يتخذون القبور
وامتخذين عليها المساجد والشجر رواة الامام احمد واهل السنن
ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے بدترین وہ ہونگے کہ اولن کو قیامت آئے گی اور وہ

زندہ ہوں گے اور وہ لوگ کہ قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں۔ اور یہ بن غلبت سے موت
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ لعنت کرے قبر و مکی
 زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر جو قبروں کو سجدہ بنادیں (سجدہ گاہ نہیں بنیں)
 اور انہیں جہنم دہرین ہدایت کیا اس حدیث کو امام حماد و ترمذی اور شیخ ابی داؤد و بیہقی
 سنن والوں نے صحابہ کرام کی احتیاط اس باب میں سَلَّمَ اللہُ عَلَیْہِ اَسْمَہُ
 بڑھی ہوئی تھی کہ لوگ قبر بے نشان پر بے خبری سے ایک صحابی نے نماز پڑھنی شروع کر دی
 تو دوسرے صحابی نے جن کو وہاں قبر ہو یا معلوم تھا بصیغہ تحذیر دیکھ کر آگاہ کیا کہ قبر ہے قبر ہے
 قبر نماز پڑھنے کی مخالفت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایک ٹھہری ہوئی بات تھی۔
 مقبرہ میں نماز پڑھنے سے جبکہ درمیان میں آڑھوں سے قطع فرماتا اور طلوع و غروب سورج کا
 وقت اور ٹیکہ دہر میں نماز پڑھنے سے منع فرماتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معندہ
 شریک کے ذریعے ہند کرنے کے واسطے وقفہ میں آیا ہے گو نمازوں کا وہ مقصد ہو جاہل کتاب کا
 متا برا بنیاس میں سجدہ کرنے سے تھا اور جو اوقات ٹیکہ میں سورج کے بجا دیوں کا ہوتا ہے
 اِن کُنْتَ یَہْدِیْکَ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُورِ فَزِدْ دَہَا الْجَدِّ پَت مِّنْ مَّہْدِیْ فَرَاکَ
 زیارت قبور کی اجازت حب دی ہے جب لوگ اسلام میں پختہ ہو گئے ہیں تب زیارت قبور
 کو بے رغبتی دینا اور یاد کاری آخرت کے گردانے پر اجازت دی ہے اور اہل غور پر
 سلام کرنا اور کونے مغفرت کی دعا قلم فرمایا ہے۔ اغانہ تہجم میں ہے۔ عَزَّوَجَلَّ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین سے یہ بات یقیناً عافی الکی کہ قبروں کے پاس
 نماز پڑھنے کی مخالفت ہے اور یہ کہ آپ نے اوس شخص پر لعنت کی ہے جو قبروں کو مسجد بن
 کرے اور علماء کے اکثر زہر ہوں نے بوجہ پیروی حدیث صحیح و صحیح کے قبور پر سجدہ بنائیں
 صاف منع کر دیا ہے اور امام احمد اور امام شافعی اور امام مالک نے اسکو حرام کہا ہے
 اور کچھ لوگوں نے گزہ کہا ہے۔ مگر یوں مناسب ہے کہ اس سے کڑی تحریمی مراد لیا جاوے

تاکہ ان لوگوں کے ساتھ جن میں ہو در نہ اپنے یہ گمان ہو گا کہ جس کام کے کرنے والے ہر حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصرت کرنا اور اس سے منع فرمانا بظاہر ثابت ہو چکا ہے اور یہ لوگ
 جابر کہتے ہیں ناقل کہنا ہے یہ اشارہ ہے ہمارے میں آئینہ کی طرف مگر حصول حقیقہ کو دیکھتے
 ایسے موقع کے اطلاق کراہت سے کراہت تخریجی ہی مراد ہوتی ہے۔ اور یہ بھی روایات مختلفہ میں
 طبیق کے لئے قریع میں آیا ہے۔ خانہ کعبہ کی میزب و خیر کے نزدیک خود قبر کا ہونا جائز ہے
 کو پہنچا ہے حالانکہ وہ ان زمان موت سے اب تک برابر نماز پڑھی جاتی ہے وجہ اس کی ہوا کے
 اسکے اونٹیا ہو سکتی ہے کہ قبر مدرس اور یہ نشان ہو گئی زمین تک سے دامن قبر کے ہونے کا
 خیال غلط کیا تو گویا وہ ان قبر میں نہیں جو سدا للذایع دامن مسجدہ عبادت الہیہ سے منع کی نظر
 شارع میں ضرورت ہو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حنبلی کی تصنیفات کے مقابل سید علی بن
 عبدالکافی امام سبکی شافعی کی تصنیفات رکھ کر دیکھو تاکہ افرطہ و فقریط کی دلیل میں پہننے
 سے کہنے کا گراہت ہے اور متعابر ستر کہ اونٹیا اور کی حرمت غلطی نہ ہو جاتے اور انکو جمع نہ
 بنا نیسے بھی دل بھڑا جاتے۔

صحیح مسلم میں جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے پہلے پہلے آپ کی وفات شریف
 سے مناسبت کے قریب تھے کہ میں بھی ہوتا ہوں اللہ کی طرف سے اس سے کہ تم میں سے میرا کوئی قریب
 ہو اور میں جلیل بناتا تو اب بکر کو بنانا منلو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انجا کی قبروں کو مسجد بن
 ٹھہراتے تھے خیرہ در تم قبروں کو مسجد بنانا ٹھہراؤ کہ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں اور حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض ہوئے
 تو اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھی چادر ڈالنے لگے پس جب گہلے سے اُڑا کر اُتار دیا اور اُڑا کر اپنے
 فرمایا صحت ہے خدا کی قسم اور رضایہ کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنایا اور
 اس سے آپ کو اُنکو متصل سے ڈھانا منظور تھا۔ روایت کیا اسی حدیث کو بخاری و مسلم نے اور
 بخاری اور مسلم میں ہیں اور ہر تین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اوشہ تھاے یہود اور نصاریٰ کو مار ڈالے کہ ادھون نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا احدیت
بہر حال قبروں کو مسجد کا گاہ بنائے سے آپ نے اپنی آخر عمر میں منع فرمایا اور اہل کتاب میں سے جسے ایسا
نہ کر سکے لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اس فعل سے ڈراوین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نہایت
صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اہل مہن بن فرمایا جس سے نکل دٹھے کہ لعنت کرے اللہ علیہ
یہود و نصاریٰ کہ کہ ادھون نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا اور اگر یہ بات آپ ارشاد فرمائی
تو آپ کی قبر پر لعنت بھی کہلی رہی۔ مگر اس کا ذرہ نہ کہہیں مسجد بنانا عباد سے۔ روایت کیا جس پر
کو بخاری و مسلم نے اور حضرت عائشہ کے قول میں غلطی ہے بعد چھوٹی علت ہے قبر (سیارک
نبوی) کے کہلائے ہے کی جب نبوی کی قبروں کو عبادت الہی کے لئے مسجد ٹھہرائے یہ یہود و
نصاریٰ کو لعنت کر کے اپنی امت کو اس فعل سے ڈرا تا تو اب غیرت ایمان بزرگوں کی متہک قبروں کو
عبادت الہی کے لئے مسجد ٹھہرائے کو ہرگز گوارا نہ کریں گی چہ جائیکہ انہیں نبویوں کو مسجد کر کے
مبت پرست بننا گوارا کرے۔

ایسے گرجے بہت ہیں ملکوں کے بیچ جل گئے اخبار میں اظہارِ شفا	حال میں اٹلی کے گرجہ کے صحن سجھو بھی امنوس ہے اچھو مستم
اعلیٰ کے مہم گرجہ کی سورتیں جلنے کی بوری کیفیت المشرع آباد وغیرہ میں ولایتی اخبارات سے منقول دیکھ کر میناختہ زبان سے نکل گیا کہ انسانی غلطی تجسّس امنوس اگر اہل مقدسوں کی تصویریں نہ بنائی جاتیں تو ہمارے کان کا ہے کو یہ سننے کہ فلان مقدس اور مقدسہ کی تصویر ملاں گرجہ میں یوں ملیں سربان جائے اسلامی احکام کی دوا مذہبی پر مبنی ہونے کے بزرگوں کی نام بردہ تباہ کیا ان کی صورتیں کے ذریعہ موقع ضایا۔ دفن مبت میں ذنا جاری ہے پہلا مورخ لکھے ہلے نہ کہنے شرعی و عقلی تقاضے نے مجبور کیا ہے۔	

دلزنے مندرب وغیرہ کے بیان	ہیں حدیثوں میں جیلے آئے قسم
موجودہ کرزن گرجہ اخبارات میں مورخہ ۱۳۱۲ ہجری معلوم کے معنیہ کا اقتباس چھ ہے	

اُلی کے زلزلہ سے بربادی کی مفصل کیفیت مشہورستان کی صورت میں ولایت کی نازہ
 ڈاک سے اطالیہ (اُلی) کے شہروں کی بربادی کے مفصل حالات معلوم ہوئے ہیں جنکو
 دیکھ کر خداوند تعالیٰ کے قہر سے دل کا پت جاتا ہے۔ یہ زلزلہ نہ صرف مرقع عبرت ہر ملک انسانی
 سنلوں کے لئے ایک نازیبا نہ کہ خدا کے غضب سے ہر وقت ڈرتے ہیں اور اپنی مادی
 برتری کے زعم میں ہرگز اپنے خالق سے غافل نہیں رہتا۔ روم سے اشریہ کے اخباروں کو جو تاریخ
 بھیجی گئی ہیں اور ابن الساقی خون اور بربادی کے سوا اور کچھ مذکور نہیں۔ ابو الزلو کے آٹھ ہزار
 باشندوں میں سے صرف سو بچے ہیں سو وہ بھی مجنونا کو اس میں آواز نہ تو کا شہر بالکل ہر گیا
 تیس ہزار آدمی ابریزی کے صوبہ میں ہلاک ہوئے سبقت میں سولہ سو سیکیا کوئیں تیرہ ہزار
 مسبینیا میں چار ہزار سائن نملیہ میں تین ہزار لاسپی میں آٹھ سو ستار اور اسی طرح اور جگہ بہت
 آدمی زلزلہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ چند سال ہوئے زلزلہ سے جو مسبینیا کی کیفیت ہوئی تھی
 وہی ابو الزلو کی بھی ہوئی۔ انتہی ملحوظ مسکوہ کی کتاب الفتن کے باب الملاحم کی مفصل اول
 کی پہلی حدیث بخاری و مسلم میں سے ہر روایت ابی ہریرہ یہ کہ ویکثر الزلازل ویتقارب
 الزلازل ویظہر الفتن ویكثر المحر و هو القتل الحدیث ^{۴۹} **ترجمہ** (آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت سے پہلے واقع ہونے والے فتنوں کے سلسلہ بیان میں فرماتے
 کہ زلزلے، فتنے، ہولناکیاں اور قتل کے زلزلے اور قریب آجائیں گے زمانہ (یعنی امام مہدی علیہ السلام کا) اور کثرت
 سے واقع ہوگی خونریزی اور قتل الحدیث زلزلوں کے بارہ میں حدیثیں بہت آئی ہیں جن میں
 زلزلوں کے واقع ہونے کی سمت کا بھی ذکر ہے۔

<p>دیکھا مخلوق کو مہندہ ہر دم ناکریں تنلیف کا عت و ہم اسکے اندر جہد رتھے خم سقم اُستی بے کرمین وہ بھی کرم</p>	<p>سُن جکے تم بے خدائی کے خواص جسے کچھ غفلتوں نے بھی لیا کھو لکر دکھلا دے اسلام نے کھایا فرمایا رسول پاک نے</p>
--	--

جو کہ گزدر سے یہ اہل کتاب

یہاں نکال دیں میں سے گر کوئی بہیم

مہربا ہو اسے الزامین سے کوئی

یہ ہی سرگزید بجا امت شرف سے ستم

شروع کی تین بیڑوں کے متعلق جو بیان مناسب تھا قدرے تفصیل سے اوپر ہو چکا لہذا
 یہاں حاجت اعادہ کی نہیں مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الایمان کے باب الا عظام بالکتاب
 یہ اسنہ کی اصل ثانی بن ہر ^ص وعن عبد اللہ بن عسمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم لیا یکن علی امتی کما انی علی بنی اسرائیل حد والنخل بالنخل
 عتہ اذ کان منہم من اتی امتد علانیۃ لکن ان فی امتی من یصنع ذلک وان
 بنی اسرائیل تعرفت علی ثنتین وسبب ملة ولعترت امتی علی ثلث وسبعین
 علیہ السلام فی النار الا املة واحدة قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما نانا علیہ
 واصحابی ساواۃ الیہم ذی وفی راویۃ احمد والبیہاوی عن معاذ بن ثنیان وسبعون
 فی امانۃ واحدۃ فی الجنۃ وہی الجماعۃ وانہ سیمخرج فی امتی اقوام تجاری یلہم
 تبارک الاہواء مکاتجاری الکلب بصاحبہ لا یبقی منہ عزق ولا فی فضل الا دخل
 اور مفاہین ملا علی قاری ارقام فرماتے ہیں قولہ وہی الجماعۃ اے اہل الفقہ و اہل علم
 الذین اجتمعوا علی اتمام انارہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبدعوا بالتحریف
 والتعظیم انتہی **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
 تھا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ ایک نامہ آمیکا میری امت پر جیسا کہ
 آیا بنی اسرائیل پر مطابق ایک جوتی کے ساتھ دوسری جوتی کے یہاں تک کہ اگر ہوا ہو گا انہیں
 کوئی ایسا شخص کہ جسے علانیہ بدکاری کی ہوگی اپنی ما سے (حق) ہو دیکھا میری امت میں
 (یعنی ایسا شخص کہ کہ گزدر بگا اس بدکاری کو اور بنیک بنی اسرائیل شرف ہو گئے تھے
 بہتر فرق ہیں اور فرق ہو جائیگی میری امت تہتر فرقوں پر سوائے ایک فرقہ کے سب سب
 درجہ میں درج کیا صحابہ کرام نے کوئی اسے وہ فرقہ اور ملت فرمایا وہ ملت وہ ہے

جس پر بن ہون اور میرے اصحاب روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور امام احمد، ابو داؤد
 کی روایت میں معاویہ سے یوں آیا ہے کہ بہتر آگ میں اور ایک دہنت بن اور وہ ان کے منہ سے تہ
 جماعت بہتہ اور تحقیق شان یہ ہے عفرہ بظہن کی - مذکور میں میری امت میں و مل ہو گئی
 اور سرایت کر جائیگی اور بن یہ بدعتیں جس سے کہ ہمارے لئے کئے گئے کا بولنا پر مہریت ہو
 جانا ہے ہمارے لئے کئے گئے ہونے میں نہیں کہہ سکتے اور بن سے کوئی رنگ نہ ہو سکتا
 جوڑ کر کہ داخل ہو جاتا ہے وہ اس میں ترجمہ حدیث کا تمام ہوا قول آپ کا اور روز قیامت
 فرقہ جماعت سے یعنی وہ وہ اہل فقہ و علم میں جو متفق ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم کی حدیثوں (اور برتاؤوں) کے پیروی کرنے پر چھوٹے بڑے امر میں اور نہ کیا و کچھ نہیں
 اور نہ ملنے بدعتیں (ہر چھوٹے بڑے امر میں) ساقی تحریف اور تعبیر کے - ترجمہ عبارت عربی
 کا تمام ہوا - ایسے لوگ اس زمانہ میں بھی گری بڑی بدعت کے حامی بن رہے ہیں اور ان کا حکم شرعی
 کی تعبیر میں تحریف سے کام لیتے اور مطلق کہہ دیتے کہ اسے اور جسے جو شخص کسی دلیل سے کہہ کر
 اس میں اپنی طرف سے تحقیق کرنے اور باب عبادات خصوصاً بدعت میں توقیف کی حد کو توڑنے
 میں جو ادعا غدر پر پاہت اہل نظر سے پوشیدہ نہیں - قبر اذان دینا جو پہلے نکلتے ہی موقوف
 تھا اب پھر زندہ ہو گیا اور یہی کیا بیشمار بدعتیں ہیں جس کا مجموعہ مانا علیہ و اصحابی کی مساجد
 کھڑا کرنا گیا ہے - خیر تو عملیات میں خوار عقائد میں اس غدر کا یہ حال ہے کہ اسے بڑا
 کہ جو وہ تھا نہ شیعہ تھا ملاحظہ فرماتے الامن و اعلیٰ میں مرقوم ہے سبحان اللہ جس نے
 الصلوٰۃ والسلام جو خدا ہے بن کہ میں خلق کرتا ہوں شفا دیتا ہوں مردے کو جلاتا ہوں
 حرام کو حلال کرتے دیتا ہوں ان اسادوں کی نسبت کیا حکم ہو گا ص ۱۱۷ و ۱۱۸ ہمارے
 بہر بان تاحی مسلمانوں پر اس سوال کی جواب دہی کا بار کہو ہیں آپ تو خود ہی اس کے یوں کہتے
 کہ جبکہ میں اسی الامن میں نہ لایا یہی ہے کہ خدا لا مین سے خالی نہیں نسبت حقیقی
 ہے یا انہما کہ حضور سبب و واسطہ وسیلہ دفع بلا ہیں لہذا نسبت مجازی ہے

چونکہ بموجب تصریحات مذکور بالا ہندو ہم کی لپٹنگ اس عالم کو اکاش اور پران سے
 بنا ہوا اللہ اکاش اور پران کو پریشور میں سے ہلا اختیار کھلا ہوا مانتے ہیں جی حق جہانہ کا
 جزا بنتے ہیں تو کل کا ایک جز دوسرے جز کی عطا دیا کرتا نہیں ہو سکا اور ان دونوں اثر
 اور پہچان درجہ و حیثیت کی دل میں رکھا اور اس ترقی کی کیفیت میں لب کشائی نہ زمانی
 ورنہ نسبت ذاتی حقیقی مناسب مقام کہہ دیتے خبر تیزی و ذوق منزلوں کا مطلب جو خواہم
 پوشیدہ رکھا ہے اولیٰ علیہ السلام اظہار دیکھو نسبت حقیقی عطا کی پر تو خلق کر کے شفا دیتے مگر
 جہلانے وغیرہ کی قدرت کا ملہ ملنا عیسیٰ علیہ السلام کو لا نعم آیا پس جو کچھ وہ نہیں دیکھ سکتا
 جلا دیا وغیرہ سب انہیں کی مخلوق ہوئی تو ہی اسے معبود رہے اور خدا کی مخلوق ہونے
 خدا کے بندہ ہونے سے نکل گئے وَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا مِنِّي
 دُونَ اللَّهِ الزام جو اعتقاد مذکور برضاری کو دیا گیا تھا وَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا مِنِّي
 سزا کا ہوا۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے اللہ تعالیٰ پر جو چاہے اسے عطا کرنے کو کون سے
 یہ کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ما کو وہ معبود تھے اور تو نے اللہ کو ترجمہ تمام ہوا التفسیر کبیر کی عبارت
 بار ہا نقل ہو چکی کہ اس اعتقاد کا نصاریٰ میں کوئی نہیں کہ ان دو کی عطا کی گئی اور اس کے
 ساتھ خدا کی الوہیت اور خدا کی نفی کرتا ہو۔ جواب اس کا یہ دیا گیا ہے کہ معجزات کو
 حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام کے جب ان کی مخلوق مانا نصاریٰ نے یعنی تصور کر پڑے
 کی اونکا پیدا کیا ہوا مانا مرد سے جلانے وغیرہ کو تو یہ مخلوق خدا کی مخلوق ہونے سے غلطی
 اور مخلوق سیجی ٹھہری اور جو جسکی مخلوق وہی اور اسکا معبود۔ پس جب یہ خدا کی مخلوق نہیں
 تو خدا اور انکا معبود بھی نہیں۔ بالین استلزام عیسیٰ و مریم علیہما السلام کے معجزات و کرامات
 کو انکی ایجاد اور مخلوق ماننے والوں کو الزام مذکور دیا گیا ہے۔ پس مولف الامن نسبت
 حقیقی عطا کی تاکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف خلق کرنے مرد سے جلانے وغیرہ میں
 خدا کی مخلوق نہ ماننے والے ان معجزات کے ٹھہرتے ہیں گو بالین معجزات کا معبود ہی اللہ

سبحانہ کو نہیں مانا اور ان دو امور میں سے امر اول پر ابراہیم کو کہہ دینے سے متصوّر کیا کہ آپ الہام کے صفحہ ۱ میں لکھتے ہیں کہ مضمون کو دفع الہام کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے (تساطر ۳) اگر یہ تصریح نہ ہوتی تو محض ظن کسی تاویل قریب یا تاویل بعید سے نسبت مجازی پر مثال کر چاہیے مگر صریح تھا مگر صفحہ ۴۳ کی یہ عبارت پھر مرکز پر ہی بیجا تھی

احکام الہیہ دو قسم ہیں تکوینیہ مثل احیاء و امانت و قضائے حاجت و دفع مصیبت و عطائے دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست وغیرہ عالم کے بند و لیت و دوسرے تشریعیہ

کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے ہتھے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی

کی اسناد بھی شرک قال اللہ تعالیٰ ام لہم شرکار شرعوا الہم من الدین مالم باذن بہ اللہ کیا ان کے لئے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے واسطے دین یقین ماہیں

نکال دی ہیں جبکہ خدا نے حکم نہیں دیا اور بروجہ عطائی نامور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں

قال اللہ تعالیٰ فالمدبرات امراتہ قسم ہے اولیٰ مقبول بند و لکی جو کار و بار عالم کی تدبیر کو چلے ہیں۔ سطر ۸ تا آخر صفحہ ۱۰ دونوں حکموں کی ایک ہی حالت بروجہ مذکور مسلمانوں کا

سچا دین بتلانا اولیٰ کو سند و صوم اور جوہی آئین سکھانے سے آیت اور حدیث سے لے کر شہادت مفسرین آتا ہے۔ اللہ سبحانہ کا فعل تکوین یعنی ہوا جزا کر بلا محنت و مشقت

کمانے ناموجود کو موجود کر لینا مارنا جلانا تدبیر بہ سب حسب تصریح صمد نو عین ہیں اور ہی تکوین کی ان کا مخلوق کو حاصل ہونا یہ الوہیت اور حضائی کے خواص ہیں انکی سمانی کو

الوہیت اور حضائی درکار عبودیت کے طرف ہیں اسکی سمانی نہیں تو اس میں عطائی کا گیت کا نا الوہیت اور حضائی کو کہو دلاتا ہے تخلیق اجسام اور تدبیر عالم کے خواص الوہیت سے

ہو نہیں کسی اسلامی فرقہ کو اختلاف نہیں پس اس اختصاص کو ماننا سچلے ضروریات دین ٹھیک۔ متزلزلہ جو انوال اختیار یہ کا حلق اپنے آپ کو کہتے ہیں تو بمعنی تکوین نہیں کہتے

یعنی وہ یہ نہیں کہتے کہ ہمارے افعال اختیار یہ ہمارے کن کھدیے تھے ہے محنت
 مشقت کمائی کے ناموجود سے موجود ہو جائے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے افعال اختیار یہ اثر
 ہماری کمائی کا نہیں تکوین الہی کے تحت و لاہین اسے آیات غل کی تفسیر امام علامہ علاؤ الدین
 بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی خازن کی کتاب القایل فی معانی التشریل میں یوں ہے
 ولہذا السبب ذکرنا انما لدل علی وحدانیتہ و کمال قدرتہ فالنوع الاول قوله تعالى
 اھن خلق السموات والارض (الی قولہ) ما کان لکم ان تبتلوا بشیء (یعنی بابتی
 لکم لاکم لاتعدون علی ذلک لان الانسان قد یقول انا المذنب للشیء بان
 اغر سھا واسقیھا الماء فانال هذه الشبهة بقوله ما کان لکم ان تبتلوا بشیء
 لان انبات الحدائق المختلفة الا صناف والطعوم والذرایع المختلفة والزرع
 لتسقی جماع واحد لا یقد ر علیہ الا الله ولا یتانی لاحد وان تاتی ذلک لغیرہ محال
 (عالمہ معہ اللہ) یعنی ہل معہ معبود اعانہ علی صنعہ (یل) یعنی لیس معہ الہ
 ولا شریک لہ (وہو قہم بعد لوق) لیس کوں الخ **ترجمہ** اور اسی سبب
 ہے ذکر فرمایا ہیں ایسی چند نشیں (تکوین کی) جو دلالت کریں اوس شانے کی وحدانیت
 اور کمال قدرت پر (یعنی مثل تکوین کا کارخانہ چلانے پر محنت مشقت کمائی کن
 یعنی ہو جا فرما کر یہ ناموجود کو موجود کر لینے میں اللہ سبحانہ اکیلہ ہے اور یہ کمال قدرت
 کا اثر ہے جو ذاتی ہی ہوتی ہے نہ عطائی قدرت کا جو قاصر رہی ہوتی ہے) تو پہلی قسم
 (کے) بیان میں یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا پہلا کسے بنائے آسمان اور زمین (اس قول
 ہماری تک) ہمارا کام نہ تھا کہ آگاتے اون باغوں کے درخت مراد الہی یہ ہے کہ
 یہ کام ہمارے لائق نہیں (یعنی جسے بن آئی چیز نہیں) اسلئے تم اس پر قدرت نہیں
 پاسکتے اسلئے کہ انسان کبھی اپنے آپ کو آگائی خوالا درخت کا درخت لگانے درخت کو پانی
 دینے کی وجہ سے کہنے لگتا ہے تو دفع کیا اوس کے اس شبہ کو اپنے قول مما کان

لکھن ان تذبذباً کثیراً ہے اسلئے کہ مختلف قسم کے باغون مختلف میزان اور بون
 دے اور طرح طرح کی کھیتیاں اگانا ساتھ ایک ہی طرح کے پانی کے اللہ سبحانہ
 و تعالیٰ شانہ کے سوا یکسیکو بس کی بات نہیں اور یہ حاصل ہو سکتا ہے اسکو کسی
 مخلوق کے اور بیشک حاصل ہونا اس (امرتکوین) کا واسطے غیر اللہ کے محال ہے
 اور غیر اللہ کے لئے اسکا حاصل ہونا محال کیونکہ (نہو) کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی بھی معبود
 ہو سکتا ہے کہ مدد کرے اللہ کی اللہ کے کرنے کے کامو نہیں (بلکہ) یعنی نہیں ہے
 ساتھ اسکو کوئی معبود اور نہ کوئی شریک بلکہ وہ قوم عدول کرنے والی حق سے منکر
 ہے۔ ترجمہ تمام ہوا سلا ذن سلمان کا سچا دین پیشا رخصت سے ثابت تھا تو یہ
 امور تکوین قدرت کا ملہ الہیہ کا اثر ہیں اور عطائی قدرت کے بس کی چیز نہیں اور
 تکوین جلائے کی قدرت مخلوق کو حاصل ہونی محال حق ہے سب اہل علم جانتے ہیں
 کہ الوہیت اور خدائی کا خالقہ یکو ما ذا اللہ دیا جائے تو اسکی سمائی کو کیا خدائی بھی
 دی جائیگی۔ اور اخیر عبارت تفسیر کی صاف دلالت کرتی ہے اس پر کہ عطائی قدرت امور تکوین
 پر اگر کسیکو بفرص محال حاصل ہو تو وہ اللہ کی مخلوق اللہ کے مارے جلائے جڑی بونی اگانا
 آسمان زمین بتائے نظام عالم میں اسکی بقا کے اسباب پیدا کئے آگے پیچھے نکلتے ہوئے
 بطور اتقان ہونگے وہیں انکے سوا محبوبان خدا مقبولان بارگاہ کی مخلوق وغیرہ نہ ہوں گی اور
 بموجب آیت اایہ بموجب تفسیر کبیر وغیرہ مخلوق جب زنداکی مخلوق نہیں تو خدا اول کا
 معبود بھی نہ ہو سکا۔ ناظرین اس مشرقی نئے دین کی خفیہ کارروائیوں کو ملاحظہ فرما کر ناظرین
 کہ سند و دہرم اور موسیٰ آیین اور اس میں کتنا فرق ہے اور مفسرین کیا اپنے گھر کو کہہ سکتے ہیں
 استغفار اولیٰ اور یہ یہ قول ہو چکا ہے اور کیا سب کہ مریم کا بیٹا خدا اور کو سلیمان کا بیٹا را محمد راورد کی سب
 بیٹا کہنا خدا انہوں جنہیں ہنود اسطرح خدا علیہ نے ہیں احطیح تم حضرت عیسیٰ کو اور کہا وجہ کہ ہر سال
 جہاد یو خدا انہوں کہ ہر ایک ادن میں سے دگر ہنود مستحق صفت کاملہ کا ہے۔ اور کیا وجہ کہ نفوس کو کعبہ اور محل
 عشرہ جنہیں جو اس مومن الاختیار موجودات کی ایجاد اور فنا کرنے میں جانتے ہیں ۱۹۵۰ء جب خلق میں تکوین کی
 قدرت تھا محبوبان خدا کو یہ فرقان رہا یہ تو فہاری اور ہنود اور جو کہ یہ فرقہ گاہ پہلے اس اسلامی فرقہ کو کہہ دینی تھا

راہِ حق اللہ نفس قرآنی کا مفاد بھی یہی ہے جسکو پانچ جگہ باجون امور تکوین کے ذیل فرمایا ہے
پورا کفر و کینت۔

غلامِ حبیل ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن مسعود نسفی کی مالک السنن و حقائق التاویہ میں
ہے (ماکان لکھ ان تنبتوا شجرها) ومعنی الکینون ذاکا نہ بغار اللہ ان تانی خلقت عال
من ذیل ۳۹ جلالتین مرقوم ہے امتن خلق السموات والارض و انزل لکم من السماء
ماء فانبتنا به حدائق ذات البسجۃ ماکان لکھ ان تنبتوا شجرها قد رکت علیہ و الہ
مع اللہ اعانہ علی ذلک اے پس مع الہ دل ہر قوم یحیون ہ لیسر کون باللہ غیر

اس باب میں تمام تفاسیر سلف و خلف متفق ہیں اگر اس میں اختلاف ہے تو ہندو جو بس کو بولگ
غرض الوہیت پیدا کرنے پائے یار کو برہما و شندھما دیو کی قدرت کا ملہ کا اور عقول عشر
اور کواکب کی تاثیر کا اثر مانتے ہیں نہ اللہ کی قدرت کا اور جب اللہ سبحانہ فرما رہا ہے الہ
مع اللہ ان امور تکوین کے مخلوق سے وقوع میں آنے کے فرض محال پر کہ کیا اللہ کے ساتھ
اور بھی کوئی معبود ہے کہ کام تکوین کا چلا سکے اسلئے کہ یہ کام اثر ہے قدرت کا ملہ کا جو ذاتی ہی ہوتی
ہے نہ عطائی قدرت کا جو قاصرہ ہی ہوتی ہے طرف عبودیت قدرت کا ملہ کی سمائی کی برداشت
نہیں رکھتا برہمہ عطائی امور تکوین مخلوق سے وقوع میں آنے پر مدعی کوئی عبارت ہی کتب
عقائد کی پیش کریں جس سے یہ کام کسی مخلوق کا اللہ سبحانہ کی شرکت میں یا بے شرکت وقوع میں آتا
سنجیدہ عقاید اہل سنت ثابت ہو بلکہ موجودہ فرق اسلامیہ میں سے ہی کسی فرق کا یہ اعتقاد عقل و
تبہدودہم چنانچہ مجوسی آئین اسلام نہا برہمنکی دروسری اٹھائیں۔ ناظرین اوسی الامن میں

یہ قدر ملاحظہ فرمائیں۔ یاں ہاں میں لے کر کمال تھا یہ صفت حضرت علیؓ کی ہوتی نہیں یا اس
صفت اوسی کی ہے۔ عزوجل فرماتا ہے قل یتیمنکم من السماء کلالہ (القولہ)

افلا تدقونہ (ترجمہ) اے نبی ان کا فروں سے فوادہ کون ہے جو تمہیں آسمان و
زمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کسان اور انکھون کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے

اور مردہ کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی اپ کہیں گے اللہ تو فرما پہرے کیوں پہرے:

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک

اوس کا اختصاص جانتے ہیں اُنہی بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کون کرتا ہے تو اللہ ہی کو جانیں گے

دوسرا کیا نام نہ لینگے اور خود ہی اوس صفت کو اپنے مقبول بندہ و مخلص کے ثابت فرماتا ہے کہ قسم ہے

محبوبان خدا کی جو عالم میں تدبیر اور تصرف کرتے ہیں ایمان سے کہنا و ثابت کے دہم پر

قرآن عظیم شکر سے کہہ کر پیا اُسے ناپاک طائفہ کی سنگت والو جب تک خدائی عطائی کے

فرق پر ایمان نہ لائیں گے کبھی قرآن و حدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاد گے اور اس پر ایمان لائے

ہی یہ تہارے شریکات کے ناگ مغلطہ تدبیر و تصرف و استمداد و استعانت و دفع اہل

و حاجت روا و مشکل کشا و لم غیبہ ندا وغیرہ سب کا فور ہو جائیں گے مثلاً ناظرین اس عبارت پر

جو خفیعہ اور علانیہ زہر آلود ہیں اور شکر زہر بیان ہیں ادون ہیں غور فرمائیں ان الہامی والے حضرت

کی ساری قضیعات و الہیات و لیکھ لو جہان کہیں اللہ سبحانہ کا اسم ذات خواہ اسم صفت

آیا ہے وہاں عزوجل یا قائلے وغیرہ نقلی جملے ضرور آئے مگر بیان خاص الہیت کے

بیان اختصاص میں آپ تنگ آنکر یا جل جلالہ کو کیا جائے مان مان میں نے

کہا تھا یہ صفت حضرت عزت کی ہے نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی ہے نہ اوس قائلے

شان کی کہا اور نہ مثل اس کی اب عزت کا حال سنئے ایت **وَلِلّٰهِ الْخِزْيَانَةُ وَلِیْسَ سُوْلُوْا لِلْمَوْتِ**

تو عزت اللہ سبحانہ کی بھی بتلائی ہے اور اوس کے رسول کی اور ایمان والوں کی بھی اب صرف مسمیٰ

و غیرہ ملحوظ کہنو کے عنایت رنگی مگر دوام سے بدھ رہ گیا کہ وہ کفر و فتنہ الہیت میں صرف

لذاتی عطائی کا ہونا پایا ہی ہے اس اختصاص کو چاہے محبوبان خدا عزت داروں پر مطلق کر دو

یا اللہ سبحانہ کے لئے چہرہ دو حضرت عزت کے اختصاص معلوم میں رب عزوجل فرماتا ہے یہ

عصابت اس ایہام سے خالی نہیں کہ حضرت عزت اور ہے اور رب عزوجل اور۔ خالص صحت

اور فردانیت کے انہیات میں ڈھیلہ پن ایسے مواقع میں دو مسمیٰ کلام لائے یا مشاقق یا چچکا

اور اس سے پہلے ہی انھوں نے اس کو عیب کے کافور بن کر ایک جان گئے وہ کہا تھا اور ان سے
 طرف اور دین میں سہا ہے۔ سند و دہم کے اصول اور عقائد پر یہاں تک نہیں اور ان کی
 جوہرست نقل و تدوین۔ نواب احمد جانے والے کہ بدتر قلعے شان کی تدبیر انھوں نے
 عالم کی ایک دربار۔ اس پر ایک ہی تمام اسباب دنیا عالم اسفل و عالم بالا کو پیدا فرما کر حضرت
 انسان کو پیدا کیا۔ ان میں ایک ہی اور جو کام اس سے ایسا تھا اور اس کو ان میں
 اسی جال سے بہت تھا۔ اسی طرح بانی و عیزہ اور ذفرہ ذرہ ذرہ کو جان و جو انہوں نے تو
 سائل ہی خود تاہم مر جائے۔ بانی بنوہ القوی تو ہے۔ لیکن۔ سوچ خجی کرونگی ہارن ہوتی تو
 ہمارے باغوں کے پہلے کہہ تین اسکے واسطے تیت پتے۔ غرض عالم کے ذرہ ذرہ کا پیدا کر
 ہمارے کام کی چیز کرنا یہ سب کچھ تدبیر الہی کا صدقہ ہے اور اس کے کل کن کی کار سازی
 کیا مانی۔ اب مدعی بتلایں کہ یہی کون سے محبوب خدا ہے ایسی تدبیر کی ہے قدرت خدا کو
 ایسی ہی کثرت اور کثرت اور محبوبان خدا کی تدبیر تدبیر کی ہے تدبیر کے اسباب ہیں
 اگر اسباب ہر اور رب بنائے۔ ہاں سیکے تو تمام وہ اسباب جنہاں ان کی بقا اور بدست موت
 وہ بدتر۔ سب ہوا۔ ہلکے اور کثرت ہر کثرت ایسا ہی ہے جیسے کثرت یوشین کا بنا ہوا یا سدا
 سوتی۔ یہ بہت سی چیزیں کثرت کا بنایا ہوا کرتے۔ جبہ پانچا ہمدردی و فیہ کو کثرت
 کا سیا ہوا کثرت محاورات روز و رات میں ہے۔ اس سے اس کو جسکی کثرت ہی میں تھوری
 ہی بھی نقل ہے اس کو وہ نہیں ہوتا کہ ان مشینوں نے یہ کام ٹینوں کے چلا ہوا ان کے
 بغیر بنائے بے چلانے والوں نے نہ صرف کثرت کوئی مشین کپڑے کا دھاگا۔ دیا سلائی کا ٹکا
 سون کی رنگ ٹکے تو ہائے۔ اگر میں جنہوں نے نہ ہو کر کہا ہے کہ وہ شکر اسباب کی
 دلالت میں سمجھتے ہیں۔ بدست ملائکہ تدبیر کی کیفیت کا بیان لغت و ہر نہرت آئینہ
 آئینہ۔ یہاں صرف اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ لطف حب و رحم میں قرار پاتا ہی تو فرشتہ اس
 لطف ہرگز نہ ہے۔ اور پانچ کام کر لیا ہے۔ ایسے ہی قائلین اور ان کے فرشتہ کھار کے ہرگز

ذریعہ دلوں کو یا آئینہ دہاڑا کر کھینچنے سے جان بچانے کے لئے اور صاحبِ ارکان و اعوان
 کے زانی اور عطائی فرق پر تمام امن سے نرا اچانک طلب کر کے کہ نہ بنا پر لایم کہ اللہ نہ
 بھی من افاغہ ہے جان بن لطفہ گر کہ دورت آری کر تلبہ اس کے کہ ان نہ ہا نہ اور کہ وہی شیر
 نہ عطا فرمائی تھی ہے جو اللہ سہارا کے خوشی و بہت سے تھی اگر او میں بہت مست کہائی
 نہ و دوپہا سرد ویاں انہو میں تو ان محبوبانِ خدا کے پاس وہی تاہر آن کران سرد و یوں کے
 نہ جگر ہی حاتی۔ چونکہ ہمارے مہربان کو پہلے و دہم سے خلیا افتہ ہے لہذا وہی شیرین
 ادسی استغنا و کا خاک اوتا دیا جبکہ ہم یا کو تک سہرتی سے تبتہ شلوک و جہرہ او پر لقی کا کو
 بہن کہ جب لطفہ پاچون اندرون پہنی عطران میں خانہات اور بچہ دان میں قرار پاتا ہے جب
 روح پر بندہ و ولون اور بچہ دان میں قیام نہ لے ہیں۔ چونکہ یا کو لگا سہی کی معرفت اور یہ بہت
 ہے کسی کاریگر کا کام کاریگری میں صرف ہو رہی ہے اس میں لگے بغیر سہرا ہوتا نہ کیا تھا
 اس لئے اون کو پر ہمارے قیام کی رحمت ضرورت محسوس ہوئی تاکہ اوں لگدی ہو بچہ کی صورت
 نہا و سے کامیں کہ اون کہ یہ معلوم ہو تاکہ لطفہ ریزی کی قدرتی شیرین سے اور روح کا روع بکے
 نوازہ سے اور عظیم دان کا شہرہ ان کے خزانہ سے پہنچانا با سباب تغلیب و تلبہ اس لئے کہ
 لوزائی و جہ سے اور وہ کی مشین خزانہ سے سب جگہ میں ہو رہا ہے تو او کو غنی اور عید کے کا کو تک
 محتاجی کے ہاں پر قبال کر کے ایسا بات نہ کہی جڑتی جو اج رو سفی سے زمانہ میں منکھل پہناتا
 سے بڑ بکر خیال کیجاتی ہے اور تفسیر ہر ایک وقایع و حوالین سے مدلل لطفہ میں گر آئینہ قطعی
 الثبوت و قطعی الہ لایا سے مراد الہی یہ معلوم و مقیم ہو چکی کہ الراجح کہ کو میں سہا معنوق کو
 حال ہونا ہی محال ہے کہ وہ کلمہ کی سمائی کہ الہیہیت اور انسانی ہما ہے اور بندہ اگرچہ
 کتنی ہی ترقی پہنچا ہوا ہو واپ اور خدائی و سکو مٹی محال ہے

تو بروہ عطائی معرفت اور رنگوں کی کو سہی بہت چھان بین رکھا تا اس کے کتب اور رسائل

منطقیہ میں جو عباریں فتوحات مکیہ کی نہیں مع تہ ابواب ہمارے شیخ کی داغ الہام میں بقول
ہیں اوتنے بھی مقصد صدر بخوبی دلنشین ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی مقبول فرعتین یقاید کی کتاب تکمیل الامان میں تدبیر الہی
کے سنی مکتبہ کا و مقنا دکھا کے تحت یہ تلاتے ہیں و تدبیر عبارت است از علوم
عواقب امور و افعال و ایجاد و صلا یعنی تدبیر الہی کا مون کے انجاسون کے جاننے اور انیہ
کے نسبت سے ہت کر دینے کے اندر شکلی اور مضبوطی کر دینے کا نام ہے + تب ہی تو ایسی
تدبیر اور تخلق میں اللہ سبحانہ و عہ لا شریک لہ کو کیا ماننے پر ایمان اس آیت میں مطلوب ہو
مفسرین سلف و خلف کی جبر و شہادت ہے یٰٰد بَرِّ الْاَمْرِ بَیْنَ الْخَلْقِ خَالِکُمْ لِحَقِ
الْمَدْبُورِ اللَّهُ یُکَفِّرُ عَنِ الْعَبْدِ ذَنْبًا وَ یَحْدِثُ مَا یَشَاءُ صَمِغَ اللَّهُ الَّذِیْ التَّقْنِ (اَحْکَم)
کل شیء حلالین ترجمہ تدبیر کرتا ہے امر کی درمیان خلقت کے یہی متبارخا
مدبر اللہ عز و جل ہوتا ہے تو اسی کو جو جو مینی یکتا جاننا و اذو سکود (وصف خلق و تدبیر میں)
یہ صفت ہے اسی اللہ کی جسے محکم کر دیا ہر چیز کو (حلالین) تمام کتب عقائد و مہربان ہمار
عنان تبار ہی ہیں کہ اس تدبیر اور خلق اجسام کے خواص الوہیت سے ہونے میں سب
اسلامی قوتے متفق ہیں کسی فرقہ کا میں اختلاف نہیں۔ مگر مصنف الامن نے اس اعتقاد
میں کہ سجدہ ضرور پلشتین ہے عطا کا عذر مال ہی میں برپا کیا۔ یہ مصنف بن سلف و خلف
و متکلمین و جملہ فقہاء و متکلمین اور صوفیائے متفقین کو قائل ہونا اسکا خلوق کو محال
فرما چکے کا تر و یاتی۔

مؤلف الامن کا جو دعویٰ ہے ذاتی عطائی کے فرق پہلیمان طلب کر رہا اوس کے
صدا اجاز ہونے اور ابطال پر جیسے نفوس صدر گو ای دے ہے ہیں ایسے ہی کتب عقاید
و غیر اسکو سمجھا رہے ہیں۔

شرح عقائد فلسفی میں ہے۔ اور مثلاً یہ نہیں ایس سقائے بزمانہ کے

کوئی چیز لیکن جبکہ مراد ہوا اس مماثلت سے (چیز و نخل) ایک نوعاً ما حقیقت میں تو ظاہر ہے
 (باطل ہونا اسکا) اور لیکن جبکہ مراد ہوا اس مماثلت سے ہونا۔ چیزوں کا ساتھ اس حیثیت کے
 کہ ان میں کی ایک قائم ہو مقام دوسرے کے یعنی صلاحیت رکھو ایک اس (تاثیر اور کام کی)
 جسکی صلاحیت کہے دوسری تو بیشک کوئی چیز موجودات میں سے قائم مقام نہیں اس قائلے
 شانہ کے کسی بات میں اوصاف میں سے تو بلاشبہ اس کے عالم قدرت وغیرہ (اوصاف) بزرگ
 و برتر ہیں اور صفات (علم قدرت وغیرہ) جو مخلوق بن میں باہر حیثیت کہ کوئی شائبہ
 نہیں صفات حق اور صفات خلق کے درمیان ترجمہ تمام ہو حضرت بحر العلوم حکیم صاحب
 میں صنف ۷، لکھنا رکھا ہے وہ شیخ مسلم میں ارقام فرماتے ہیں الاول ما افادہ
 الامام الاعظم والشیخ الاکبر فی فتوحات المکیۃ انہ تعالیٰ یخالع المخلوقات
 لا مناسبتہ بینہما و بین خلقہ البتہ و کیت یشبہ من لا یقبل امثالہ من یقبل المثل
 فالعلم باللہ عزیز عن ادراک العقل والنفس الا انہ واجب لقدس وتعالیٰ
 و کلمات لفظ بہ فی حق المخلوقات او یتوہم فی المکبات وغیرہ قالہ تعالیٰ فی نظر
 العقل المسلم بخلاف ذلک لا یجوز علیہ الوہم **تیسرے** اول اس
 چیز کا حجتاً افادہ فرمایا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور شیخ اکبر قدس سرہ نے اپنی
 فتوحات مائتہ میں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہ لاپہ مخلوقات سے کوئی مناسبت (مماثلت) نہیں
 نہیں درمیان اس کے اور اسکی مخلوقات کے درمیان بہا کیست مشابہ ہو جائیگا وہ پاک
 ذات جو قبول نہیں کرتا مانند اور مثل کو ساتھ اس کے جو قبول کرتا ہے مثل کو تو جانتا اللہ کا
 دشوار ہے اور اک عقل و نفس سے۔ مگر یہ کہ وہ قائلے شانہ واجب ہے اور ہر وہ چیز جسکے
 ساتھ تلفظ کیا جائے حق میں مخلوقات کے یاد ہم کیا جانے (حکما) مرکبات وغیرہ میں پس
 اللہ تعالیٰ عقل سلیم کی نظر میں بخلاف اس کے ہے اور ہر وہیم جائز نہیں۔ ترجمہ
 تمام ہوا یہ عبارتیں نصیرت کی لہجہ میں کہنے والی الف یلا کی کہانی نہیں ہیں جو انہوں نے کہے

ایسہ مشرور کر اپنی ہوا پر ذرات ہائے جانیت یہ سالوں کا سچا دین سچا فراموش
 ایمانیہ قرآن وحدیث کے دفاتر کلاب دیاب قلعی فیلدا سمانی تمام موجودہ فرق اسلامیہ
 کا مانا ہوا ہے مجسمہ اگرچہ جسمانیت باری کے قول سے تشریح گمراہ ہو گئی مگر قرآن وحدیث کے
 اس محکم قلعہ سے قدم باہر کرنے کی اور نہ بھی محال ہوتی ہوئی لہذا نہ کہ جسمانیت ہی اوس کی
 مخلوق کی جسمانیت کی مماثلت سے منتر ہے عبارت منج عنما یدین مخالف دین حق ذاب
 ترکہین بہار و پراکر ذکب لہین کوئی صفت مخلوق کی صفت الہی کے قائم مقام وہ کام
 اور عہدین ہوئے سختی جو صفت ذاتی اور فعلی اللہ سبحانہ کی دوسرے ہی ہیں تو فرقہ قدرتیوں
 بمعنی تکوین و ابداع و انتظام عالم ہمیشہ مذکور کام کیسے دے سکتا ہے۔ اس سے باطل ہو گئی
 اللہ کی وہ بناوٹ کہ نائب اور خلیفہ بادشاہ کا ہر سیاہ و سفید میں وہی کام کر سکتا ہے جو
 بادشاہ کر سکتا ہے تو خلیفہ خدا کا خدائی خواص ذاتی اور فعلی میں وہ کام اور اثر کوئی نہ دیکھا
 جو اللہ دے رہا ہے انتہی مضحکہ منہ ۱۴ میں اللہ کے امام کی شناختی کی کتاب شمار
 انتقام سے نقل کیا لیکن ابراہیم لست عبد الہی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق
 والاعستقلال بالافعال هذا لا یقصد المسلمون فہم من الکلاۃ والایۃ وہم
 من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام اہل حلالہ یعنی یہاں تو مسلم امام ہوتا ہے
 علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق اور فاعل مستقل ہیں۔ یہ تو کوئی
 مسلمان امام نہیں کرتا تو اس سنی پر کلام کو ڈالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو مستکرنا دین میں
 مغالطہ دینا اور عوام مسلمانین کو کیشانی میں ڈالنا ہے از سطر ۱ تا ۱۹۔ سچ فرمایا امام سبکی نے
 مراسلہ میں مدد مانگنا مدد دینا جب کتاب وسنت سے ثابت ہے اور کوئی مسلمان آپ کو
 خالق مخلوق مانکر یا اپنے کاموں میں حضور کو اللہ سبحانہ سے بے نیاز جانکر آپ سے مدد
 مانگتا نہیں تو یہ الزام لگایا کہ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خالق اور فاعل
 مستقل اپنے مخلوق میں مانکر دیا لگی ہے واقعی تلبیس فی الدین ہے اور عوام بوجہین کو

پریشانی میں ڈالنا اور تفسید اسلامی ہی متہ ہے تو موحیدین سلامی ہی ہے اس امر کا لحاظ کرتے ہوئے موحیدین کہنے سے کہا کہ موقد لفظ الموحیدین مکتوب بالعلامہ میں داخل نہیں ہو سکتے مگر صاحب الامین کو نوید اور توفیق ہے۔ خبر کسی ہو گئی ہے کہ اد کو زبان قلم پر لائے سے بھی گریز فرماتے ہیں امام موصوفت توفیق۔ تبارک و تعالیٰ موحیدین لایق۔ مگر ترجمہ احوال کے ترجمہ میں اول موقدوں کا لانا ثابت نہیں کر لیتے البتہ اللہ صاحب نے اپنے آدمی سے کہا کہ آج جو یون کے ساتھ آلو کا ساگ کر لینا چاہیے سیخ نے فرمایا کہ لالہ صاحب آپ آلو کے جو کا ساگ پکوانے میں آلو ہی کیوں نہ پکوائیجئے۔ تب لالہ بی ہوئے تھیں صاحب آپ سمجھتے ہیں بیٹے آلو تو نکو ہی کہا ہے پہلے ہم اسکی جاہ آلو کی روکاری کہا کرتے تھے جب معلوم ہوا کہ سلمان لوگ روکاری مانس کو بھی کہتے ہیں اب تب سے بیٹے اس لفظ کو چوڑا کر دیا اور بچے اس کے آلو کا سال نام ترسی کا ساگ تنکا چل کا ساگ کہنے لگے۔ بیشک جس لفظ سے کھٹک ہو جاتی ہے اس کے بدلے کھاندہ سیو جی ہی نہیں چاہتا۔ مگر ہم سلمان لوگ کیا کریں ہمارے تو اسلام اور ایمان کا پہلا رکن ہی اقرار توحید کا ٹھہر چکا۔ غیر عرض بندہ کی اس عبارت کے لئے سے تاخرین کو اطلاع دینا تھا اس امر پر کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن تیمیہ حنبلی کے مقابلہ میں خلق میں استقلال کی تہذیب کہ نہ نکائی اختلاف افعال حضور کے اس لئے کہ پیدا کر اپنا مارنا جلتا جہلا موزکین مجملہ خواہاں وہیت میں جو ذاتی ہی ہوتے ہیں انکی کوئی قسم نہ ہو۔ کہو دینے کی چیز اور نہ مخلوق انکی سمائی کے لایق مگر ہمارے مہربان نے عبرت کو رہائی فرما کر ہی عبرت چل نہ کی خواہ الوہیت کو ایسا ستا کر دیا کہ ہر چیز کا بڑا محبوب ہی ہو سکا کرتا عطائی قدرت الہی سے قرآن وحدیث اور کتب عقائد کو بالائے طاقت رکھ کر ٹھہرا دیا اور اس پر علم یہ کہ اس صلیبا مان طلب کرنے کھڑے ہو گئے۔ فریقین کے مذاہن میں ہمارے امام عظیم اور شیخ اکبر مانکی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے افادے نقل فرما کر حضرت بحر معلوم سے فیض اکر دیا فریقین قرآن وحدیث دکھاتے یا نہ وقت صد فیہ جس نصرت ولایت

شفاعت مذہبہ تصرف امداد دفع مرض و بلا و خط و دیا مشکل کشائی حاجت روائی وغیرہ
 کا سونچا مجازاً بطور سببیت وغیرہ مخلوق کے حق میں حکم کیا جاتے۔ مثلاً فلان کی دعا باریک
 سے اللہ سبحانہ نے فخطا و دیا وغیرہ کی بلایں فرمادی اللہ سبحانہ ان تمام امور میں
 خلافت اس مذکورہ مالک کے ہے۔ اور کیوں نہ ہو کیا ماضی اللہ اللہ بھی کسی سے دعا مانگیگا
 ابن حجر کا قول سدید اسکا شروع حصہ ہذا میں دیکھ کر وہ دیکھو جسکو اعلام الاذکار میں
 ابن حجر سے ہی نقل کیا ہے ہاں عبارت وَهُوَ غَيْرُ عِلْمِ اللَّهِ تَعَالَى مَعْنَى وَهُوَ عِلْمُ
 مخلوق کا ہو دیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا وہ خدا کے علم کا غیر ہے نہ عین علم الہی اور علم مخلوق
 میں منازعت ماننا بھی سجدہ ضروریات دین ہے علامہ گفتار فی شرح مشکوٰۃ
 میں ارقام فرماتے ہیں التوحید عبد الاکرام من علم الشہادۃ فی الاکالوہیہ
 و خواصہا یعنی اللہ سبحانہ کو ایک ماننا یکتا جانتا عبارت ہے الوہیت اور الوہیت
 کے خواص بن مشرک نہ اعتقاد کرنے سے ترجمہ تمام ہوا یہی کیا تمام کتب عقائد و تفاسیر
 و کتب کی چوٹی بھی بیان کر رہی ہیں کہ الوہیت بن غیر اللہ کو مشرک ماننے اور سخی عبادت جانتے
 تب بھی مشرک کا فرمنا فی النار اور خواص الوہیت بن سے ایک خاصہ بن بھی مخلوق
 کو مشرک ماننے مخلوق کے لئے کوئی خاصہ اور لازمہ الوہیت کا ثابت کرے تب بھی کافر
 مشرک خواہ یہ خاصہ مخلوق کی الوہیت کے اعتقاد سے ثابت کرے یا بغیر اعتقاد
 الوہیت کے تفسیر نیشاپوری و بیضاوی وغیرہ کی بہت سی عبارتوں سے اس کو ثابت
 کر دیا ہے۔ ہمارے شیخ نے دفع الرب بن بطور نمونہ آیت ۵ دیکھتے یہ امر داخل
 اعتقاد نہ تھا کہ غیر اللہ کی الوہیت کا اعتقاد کئے بغیر اس غیر کے لئے خواص الوہیت
 ثابت کرنے ماننے سے مشرک نہ ہوگا یہ شائع براستہ راہ کو فاضل بدایہ کی الوہیت
 فکر کا نتیجہ ہے۔ ہاں قین کہتے ہیں شرعاً مستبر در توحید و مشرک پمان صفت الوہیت
 است و بس کہ آن صفت در غیر ذات حق پہنچ یافتہ نمی شود نہ بالذات و نہ بصفات

او تعلقے شانہ نہ کامل و نہ ناقص الخ صفتا جیسے غیر حق میں الوہیت ذاتی
 عطائی کامل ناقص کی طرح نہیں باقی باقی انہیں سے کسی بیخبر کسی الوہیت مخلوق کو
 ماننا شرک سے اس پر کسی خاصہ میں سے الوہیت سے کہ ذاتی عطائی کامل ناقص کسی
 جہت سے کہ ماننا شرک ہوگا مثلاً علم الہی کہ غیر از انہیں انہیں پرانہ کی عینہ معضرتیں برہمیں نہ تھا
 سننے بیان فرمائی ہیں اور منیر ذاتیت مائیتا متبہ بھی ہوا نہ شرک اور جمیع سلامات کا اللہ
 کے احاطہ کسی مخلوق کے لئے ثابت کر لیا ہے اب بھی کسی کی سبکی ہوں علم کی مائیتا سب بھی
 کا فری ہوگا۔ اگر کہا جائے کہ مشرک ہو گیا انکار ہو نہ کہ ذہن خدائی التار ہو گیا اور یہ ایک
 نرا ہی مسئلہ جو کہہ جا گیا ہے کہ کفر اور کفر پر شرک کا اطلاق کتاب و سنت میں
 بکثرت شائع ہے بایں فقر کہ سزا وہ نون کی ایک ہے و کائنات کو المشرکات حق پر
 کی فقہ کبر وازی ہیں دیکھو دفع ہونا اسم شریک کا کفار براسا یعنہ سے نہیں ہے بلکہ اسم
 شریعت سے ہے جیسے صلوة زکوٰۃ وغیرہ پوری عبارت ہمارے شیخ کی دعوت کے صفحہ ۵۷ کے
 حاشیہ پر منقول ہے۔

طالع علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں و یعلم لا کھلنا قوی لا کھلنا قوی
 لا کھلنا صلا الخ **ترجمہ** اور جانتا ہے وہ تعلقے نہ نہ مثل ہمارے ہاتھی
 اور دیکھتا ہے نہ ہمارے کہنے کی مانند اور کلام کرتا ہے نہ ہمارے کلام کر کے کی طرح ہم کلام کرتے ہیں
 بر سبیلہ اسباب و آلات کے اور وہ کلام کرتا ہے بغیر اسباب و آلات کے انج جب اس اللہ سبحانہ
 و عہدہ لا شرک لہ کا جانتا دیکھنا کلام کرنا وغیرہ صفات ذاتیہ ہمارے جاننے کہنے کلام
 کرنے وغیرہ کی مانند بھی ہو سکتی تو صرف ذاتی عطائی کے فرق سے وہ عین صفات خداوندی
 کیسے ہو جائیگی مکتوبات امام ربانی محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلد اول
 کے مکتوب ہفتم میں مرقوم ہے و صفات خدا و صفات او الخ و تعالیٰ اللہ من ذلک
 علو اکبیرہ و این الخ اور اسامہ و صفات اسباب این زمرہ در ذکر کون الہی بن محمد

فی اسماء و افعال آدم صلی اللہ علیہ وسلم من ارشاد شریف ہے وہ منات افعال

مخلوق را مخلوق او میداند نہ آنکہ صفات اینہا صفات اوست و افعال اینہا افعال او

(المی قول) کہا ہوندریب العلماء المتکلمین صلا جلد اول ہی کے مکتوب ۹۰ میں ارشاد

فرماتے ہیں فالوجوب الذاتي والاستغناء الذاتي مختلفہ بمرتبہ الحج والالویہ والاسکان

الذاتی والافقار الذاتي مختلفہ بمرتبہ الکلون والفساد والمرتبہ اولی مرتبہ الربوبیۃ و

الحا لقیۃ والمرتبہ الثانیۃ مرتبہ العبودیۃ والمخلوقیۃ فاما اطلاق اسمی ادبہا علی الذاتی وادبہا

احکام مختلفہ ہر مرتبہ علی المرتبہ الاخری لکان زندقہ صفا وکذا محضاً واتباعاً من بعض

الملاحظۃ والزناوۃ انہم یخاطبون المراتب بجدول احکام مرتبہ علی مرتبہ آخری فیصوبون

الامکن بصفت الواجب والواجب بصفت ال ممکن مع علمہم تجاویزہا واحکامہا اصلا

اتحادہم فی المرتبہ الکلونیۃ ص ۱۴ **تفسیر** پس وجوب ذاتی اور استغناء

ذاتی مختص ہے ساتھ مرتبہ جمع اور الوہیت کے اور اسکان ذاتی اور ذاتی محتاج مختص

ساتھ مرتبہ کلون وفساد کے اور بیلا مرتبہ مرتبہ ربوبیت اور خالقیت کہے اور دوسرے مرتبہ

مرتبہ عبودیت اور مخلوقیت کہے پس اگر بولے جائیں ایک مرتبہ کے نام دوسرے

مرتبہ پر یا جاری کئے جائیں ایک مرتبہ کے مخصوص احکام دوسرے مرتبہ پر تو ہر کی میدی

خالص اور کفر کرا اور تعجب ہے بعض محدود اور بیہیون سے وہ کیسے ملاتے دلتے ہیں

سب مرتبہ کو (جنگی اور جذباتی کے) جاری کر لیں ایک مرتبہ کے احکام دوسرے

مرتبہ پر پس بعض کہتے ہیں کہ اس کا واجب تھا لے شانہ کی مشغولت کے ساتھ اور بعض

کہتے ہیں واجب تھا شانہ سے مخلوق کی مشغولت کے ساتھ باوجود جہلے اس امر کے

کہ واجب تھا لے شانہ او صاف اور احکام میں مخلوق کے احکام اور او صاف ہی نہ لایا ہے

باوجود جہلے ہر نہ کہے وجود ہوتا ہے میں اس کے برابر ہے ذاتی عطائی کے فرق کے

مخلوق اور غلات الہی کے ایک تار سے او تار سے اور مجرات کو افعال انبیا علیہ السلام

اور ان خیالات مستحکمہ کے نتائج اور تقریحات پر جسے الاسن والعلیٰ لبریر ہے پورے مشیق
ہے اور تبارک و تعالیٰ کرے ان حضرت مجدد و مہر و جو مشرقی پکار میں بحر بن ہو جا
ہیں اسے پیر الہامیہ کے کلام سے متنبہ ہو جائے۔

امام مسلم نیشاپوری سورہ مائدہ کی آیت میں فیہ لایزالۃ کی تفسیر یوں کرتے ہیں
ایم فی العبادۃ اونی بمنزلة الحلال اوالہیئتانی ای اجراء وصدور فی المخلوقین
اوبالعکس فقد حرم اللہ علیہ الخبثۃ الایہ یعنی جو شرک یا منہ سے ساتھ اللہ کے
(غیر اللہ کا) مراد الہی یہ ہے کہ شرک یا منہ سے عبادت یا بندہ کو خدا میں اور خدا کو
بندہ میں پیوست ہوئی تجویز کرنے سے مشرک بنے یا بندہ اور خدا کو ملکہ یکذات ہونا جائز رہے
مشرک ہو جائے یا اللہ سبحانہ کا وصف مخلوق میں جاری کرنے کی وجہ سے مشرک ہو جا
یا مخلوق کا وصف اللہ میں جاری کرنے سے مشرک بنے تو اس میں شک نہیں کہ اللہ نے
اس قسم کے مشرکوں پر جنت حرام کر دی ہے اور میں ہے ان (مشرکوں) خالون کا کوئی
در و کار کہ چھڑا سکے او کو کہیں سے **بیجاوی** شریف ہیں جس سے اندھن
لیث علیہ باللہ فی عبادہ اوفیما یختص بہ من الصفات ولا یخال فقد حرم اللہ
علیہ الخبثۃ **ترجمہ** تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص شرک یا منہ سے ساتھ
اللہ کے عبادت میں یا اس چیز میں نہ خالص ہے ساتھ اللہ کے صفات اور احوال سے
در یعنی وہ وصف اللہ سے ہی میں پایا جاتا ہے نہ غیر اللہ میں کسبیرح نہ ذاتی عطا
اور وہ فعل کہ جسکو اللہ ہی کرتا ہے نہ غیر اللہ کسبیرح) تو بیشک حرام کر دیا ہے اللہ نے
اوس پر جنت کو الایہ اونی اجزاء و وصفہ فی المخلوقین اوبالعکس عبادت یا منہ سے ذاتی
عطا کی کے فرق کے لئے دین کے عقیدہ پر پوری مبنی ہے کہ مشرکین عرب میں سے
جسکا یہ عقیدہ تھا کہ گذر زمانہ جا بجا ہے اس کے سبب وہ باطل کو نہ ان کی حمد ذات میں اللہ سبحانہ
سے بے نیاز سمجھتے تھے نہ صفات و احوال میں اونی میں کرتوں کی خدائی کے قدرت اللہ

فعلی ممکن مخلوق کے اس کے بیان کرنے سے قرآن کریم ہے زبان ربان کوئی آیت اس بیان
میں نہ دی بلکہ بشمار آیتوں سے یہ سمجھا دیا کہ امور تلوینہ کی کائناتی کو الوہیت اور خدا کی قدرت
درکار ہے جنہر قدرت بانا غیر اللہ کو محال۔

امام محمد در فضی اللہ عند ذلک نے ہیں اسچہ ہر ماوئنا لازم است تسبیح حق یہ بقصد کتاب سنت

است بر خجیکہ علم اہل حق از کتاب و سنت آن عقائد را ہمیشہ اندر از سخا اخذ کردہ - غنیمت

ماوئنا از حیز اعتبار ساقط است اگر موافق اقہام این بزرگواران نباشد نیز کہ ہر مبتدع غیال

احکام باطلہ خود را از کتاب و سنت می فہم د از انجا اخذ نہ نماید الخ مکتوب ، ۵ از مکتوبات

امام ربانی علامہ اول - یعنی جو کچہ کہ مجاہد اور متبع لازم ہے وہ بمقتضای کتاب و سنت جمع کرنا

عقائد کا ہے اس جو پر کہ علم اہل حق کتاب و سنت سے ادن عقائد کو سمجھیں اور اسی جگہ

سے لیا ہے - میری اور ہتھاری سمجھہ حیز اعتبار سے ساقط ہے - اگر ان بزرگوں کی سمجھنے کے

موافق نہ ہو اسلئے کہ ہر مرتعی گمراہ اپنے احکام باطلہ کو کتاب و سنت سے ہی سمجھتا ہے اور

وہیں سے نکالتا ہے الخ پس امور تلوینہ میں ذاتی عطائی کے فرق نکالنے میں تمام فرق نکالتے

کو بچاند جانا اور قبر پر کی اذان کے جواز اور فضیلت وغیرہ کے بیان میں بے جوڑ حدیثوں کا

ڈھیر لگانا اور امام ابن حجر وغیرہ جو اس اذان کے بدعت ہوئے کے قائل ہیں اسکو اور اوکو

رد کو جہا کرنا نقل کو اس اذان کے جواز کا نقل ٹھہرانا اور ایسے ہی اور بہت امور میں ہر گری

یعنی اس اذان کے جواز کے روگو
چربی رداجی رسمی بدعتوں کی حمایت کے لئے کہرا ہو جانا اور با ایہمہ یہ فخر فرمانا اور

الامن میں کہ خامہ برق بار رضا خرمین سوزی تجدیت میں سب سے نزالا رنگ رکھتا ہے

ص ۱۲۳ بیشک صفات و افعال مختصہ الہیہ مخلوق کو دلائل میں ذاتی اور عطائی کا

فرق سے نزالا رنگ رکھتا ہے اور یہ ہرگز پاؤنی جلتا تجدیت سوزی کے جہانہ سے

ہی چل پڑا ہے۔

ہر چہ کہ کتب عہد عتیق و عہد جدید سے تحریف نے امان اٹھا دی ہے تاہم تاسیعی

سنہ ۱۰۱۰ھ کے بارہویں سوال میں بالائے جواب کہ لکھتے ہیں ہے دیکھو بوجھ کی
 انجیل کا باب ۱۴ اور ۱۵ کیا قاضیین ہیں لڑنا کہ میں باب ۱۴ میں ہوں اور اب مجھ میں یہ آیت
 نہیں آتی، نہ تھا ہوں آپ سے نہیں لیکن باب ۱۴ میں رہتا وہ یہ کہ آیت ۱۹
 میں کہ انجیل کے باب ۹ اور ۱۷ تا ۲۹ میں ایک لڑائی کو شفا ملنے اور ان سے کوئی
 ناپاک لڑنے کے منع ہوئے نہ ذکر ہے اور میں سے آیت ۲۵ و ۲۶ کے الفاظ ہیں۔ اور جب
 وہ آپ میں آیا اور کے شاگردوں نے خلوت میں اس سے پوچھا کہ تم اسے کیوں نہ نکالو
 اے یہ خدا کا نہیں کہ کہ جس سرور اور روزہ کے اور طرح نہیں چل سکتی تھے مسلمانوں نے
 سب سے دین کی تائید یہ روزہ کو جو وہی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام روزہ میں جھکے تھے
 الامن کی خبر تھی کہ وہ بالذیل ان کے پرند میدان سے پرانند کا پروانہ بن رہی ہے کہ یہ
 ہم خلق کرنا شفا دینا مردے کے جلا ناستے حراموں کو حلال کر دینا میں نہیں کرتا ہوں اللہ کا
 میرا نسب جبکہ عزلی تھا گاہ بگی ہے اور میں اس کا آئینہ ہوں اور وہ میرا وہی کرتا ہے
 میرا کام قیامت ان اور معجزات میں روزہ دار سے دعا مانگنا ہے۔ اور اللہ کا ہم شفا دینا
 سب سے جلا خلق کرنا جسے حراموں کو حلال کر دینا ہے یہ جو کچھ کہتی ہوئی حالت تک میں
 انجیل کی اور مسیحی عن میں یہ اظہار کرے اور الامن کا علم اس بناؤ کے درپے
 کہ عیسیٰ علیہ السلام حقیقی قدرت عطائی سے اپنی پیدا کرتے رہنا دیتے مردے جلاتے تھے
 حاصل جبکہ یہ ٹھیکہ کہ اس کو میں عیسیٰ میں تکوین الہی کا دخل نہ تھا اسلئے کہ میں ہی جلو
 فرما کر انا جو خود کو جو کر لینا جبکہ تکوین کہتے ہیں یہ اثر کی قدرت کا لگا ہے دو تکوینوں کا
 اثر ہونے پر قدرت کا مدد یہی تو گویا بلا شرکت بہ کام تکوین کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 ہی کے اللہ سبحانہ نے اس پر وہی الزام دیا کہ اے یہ کہ جوتا ہے ہر بار ہاتھ
 الہی و کتاب المواعظ شیخ میں تفسیر کبیر سے بیان ہو چکا اور اس آیت سے معنی اس قول
 خدا کے کہ میں سے وہی قال ان املیت یتصرف فی الامور دون الله ویتصرف

بذلک فقد کفر یعنی جسے کہا کہ بیشک تیرے تصور کرتی ہے اور میں خداوند اور مقتدر
اسکا تو بیشک وہ کافر ہو گیا۔ بیشک میں اور میں ہندوں کے کہ جو تو دخل نہیں ہے جسے خلق
و تدبیر یعنی مزلوہ اور دفع کرنا خطا اور مرض اور دبا و غیرہ اسان امور کو یا نہیں ہے۔ تصور کرنا
مخلوہ یا مانا تصرف الہی سے اسکی گویا نفی کر دی گئی ہے کہ یہ اثر قدرت کا مالک ہے اسکو تو کچھ
قدت سے کہ بل کر کچھ پس ہندوں کا کیا ہوا ان امور کو مانا تو خدا سے ان امور کو نہ لیا۔
اور خدا سے مانا تو ہندوں سے ان امور کو نکال دیا اہل عین ایمان پہچان کر کفر اللہ تعالیٰ کے
صفحہ ۴۴ میں امور تکوین یہ بتائے زندہ کرنا مارنا۔ دولت نعمت نفع شکست دینا حاجت پوری
کرنا مصیبت دفع کرنا وغیرہ اور صفحہ ۴۸ میں آیت سے یہ گناہ آسمان وزمین سے رزق
دینا۔ کان۔ آنکھ۔ بینا۔ شفا دہی کا مالک ہونا زندہ سے مردہ کو اور مردہ سے زندہ کو پیدا کرنا
اور امر کی تدبیر کرنا۔ دبا و دفع مرض اور خطا دفع کرنا یہ دفع مصیبت میں آگے مگر دفع العباد
و الزبایع و اہل حق و العیظ و الزبایع و امثالہ میں چونکہ نسبت حقیقی عطائی کا آپ دعو
کر چکے ہیں لہذا ان امور کو حکم کھلا بیان نہیں فرماتے تشبیح کرنے سے تاکہ پھلنے نہ پڑے
نہ بدک جائیں اسلئے کہ تشبیح اسکی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے ان خالق کا مومن کے
کرنے کی اپنی قدرت آپکو دے ڈالی ہے اوس قدرت سے آپ ہی بلا اور دبا اور مرض اور خطا اور مرد
والم کو دفع فرماتے ہیں نہ اللہ سبحانہ آپ کو ان کے دفع کرانے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے
کی حاجت نہیں جب ان حضرات نے ان امور میں مصیبت و غم کے علاوہ نیکو محاز کے اور ٹھانڈا
تو جس کسینی سکوبر بنا ہے ایہا مسمی محال سے فرما دیا تو کیا بجایا یہاں تو ایہا مسمی کا بھی موقع نہ کیا
حقیقی قدرت سے ان مصیبتوں کے دفع کرنے کا دشمن بجا دیا بلکہ تمام مسمون میں مسمون کی ہیں
سے چند آپ ہی کی بیان فرمائی ہوئی اور ہر جہر و کتبہ لو اس دعویٰ کا ابطال آیت سبحانہ
مع تفسیر کبیر آئندہ آتے ہیں اور مطلب اس کا اور بھی بیان ہو چکا ہے۔ اھاسم جلد چھٹے
میں مرقوم ہے فتوحات باب ۴۴ میں کہ وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاقْلَبُوا قُلُوبًا

بن بابائے کئے پیدا کرنے میں عیسیٰ علیہ السلام جیسے علیہ السلام کی کہاوت آدم علیہ السلام کی
 بتوئی اور ظاہر ہے کہ یہاں بابائین مانو ہے وہاں بابائین مولود نہیں کہہ سکتے کی کار سازی کی
 سبب کی محتاج نہیں جو سبب اور واسطہ درمیان میں آئے وہ بنا بر حرکت ہے نہ اسے حاجت
 حیوان و انسان کی مطلقہ برتری اور فرستہ کا مدح ہو نہ کائنات کا لانا سبب یہ اس بابائے استواری
 نقل ہی کے مشنوں کی مثالوں میں عرضہ نماؤ ارحام میں صورت گیری کے اندر جتنے نقلیات اور
 وفات دینے میں ہر نفس کے جتنے تصرفات ہیں اور عالم کے تمام کون و فساد و بلا و مرد و حیوان
 کو جنبہ سب میں اسی مثالے شان کے کہہ کن کی کار سازی ہے جو مخلوق کے نقص سے مراد ہے
 پہلی آیت صاف بتا رہی ہے کہ اللہ کا کام ہے درنگ کن یعنی ہو جا فرمائے ہی فوری ہو جاتا ہے
 وہ کن نہ فرمائے تو کوئی کام ملوئی وہے بنا بر حرکت دیرین اظہار ہائے اس سے کن کے مامور
 میں دیر لگنے کا وہم یہ از عقل و نقل ہے۔ نکوین کا فام ہی خود اس کو بتا رہا ہے کہ عقیقہ
 و تفاسیر آیات و احادیث کتب سماویہ و سب اہل اسلام اس پر متفق ہیں کہ سیکورن اسلام میں
 اس کا وہم بھی نہیں ہوا اللہ سبحانہ کو مافاضا ہے کا مون میں کئی کرے کی نسبت اسے و قبل
 یوحنا کا باب اول دریل دل ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا (۱)

بہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا (۲) سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی
 جو نیلوس کے ہوتی ۱۱۵ وہی کلمہ کن کی کار سازی کا ہر چیز کی ابتداء میں جو ت القاسم

سے حدیث قدسی کے اخیر کا ترجمہ یہ ہے میرا دنیا بھی صرف میرا کلام ہے اور میرا عذاب بھی صرف
 میرا کلام ہے جس چیز کا ارادہ کرتا ہوں ہو جائے وہ ہو جاتی ہے صفحہ ۱۸۱ ۱۸۲ جلد ۸ مشرقی مائنا پلانا
 پیدا کرنا غنائات مجاہدات و غیرہ کا اور انتقام عالم کی تدبیر و کن کرنا فطرت اور باریک بینی
 اور عذاب کا اور بابائے ارحامی و سماوی رزق رسائی جملہ امور نکوین اور کن کی کار سازی اگر حیوان
 جملہ مدبریات امیر اکو امیر نکوین کی قدرت مل گئی ہے تو منظر برگر فرستہ نکوین انما کام کرتا ہے۔
 اور قیامت کفار کے جہنم میں دوڑ دوڑ کر یا انکرت ڈاکر سر پاؤن کے فاعل علیہ السلام

روح کیوں سختی سے پہنچنے کی محنت شفقت اور مٹھائے ہیں ان حضرات کی کوشش میں دلائی ہوئی
 قدرت تکوین سے کن یعنی صرف ہو جا کہ ہر کم گرم کام بلا محنت شفقت کما فی کیوں نہیں کر لیا
 کرتے جیسے اشد سبب ان کام میں لگے بغیر کوئی کی کار سازی کر لیتا ہے ایسے ہی یہ محبوبان خدا کام
 میں لگے بغیر کار تکوین کیوں نہیں کر لیا کرتے آخر جو قدرت عطا ہے عطا ہی اور انکو اس نئے دین سے
 دلائی ہے وہ اسی شان کی تو حق کی کما فی کی محنت اور مٹھائیگی۔

<p>یہ نہیں مخلوق کر سکتی ہبسم ہے خدائی کا کہنا بندہ میں م جو کہے بندہ کا ہے ہندو دھرم کیونکہ حق نے سال بھر میں کی ہبسم قدرت صلاح نے کری اُنٹنی ہبسم حکم بندہ کر چکا میں م کے دم جائے گا قائل کا سب اس سبھرم</p>	<p>بن کما فی ہو جا کہ ہر کوئی کام ایسی قدرت کو خدائی چاہتے سمجھو ہی کام ہے اللہ کا گر کہنا خالق سے بندہ بزرگ اونٹنی سے ایک بچہ کی سبب دیر اتنی کام میں اندر کے خیال ایسا کہ ہے گا ایمان کو</p>
---	--

مخلوق کے کام کسب اور کتاب محنت شفقت کما فی کی محتاج
 سے ٹھکرہ تکوین کو نہیں پہنچ سکتے

وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ شُهَدَاءَ إِذْ تُقِيمُونَ فِيهِ
 ترجمہ قادری۔ اور نہیں کرنے ہم لوگ کچھ کام کہ ہم حاضر ہوں تم پاس جب
 لگتے ہو تم اس کام میں ضلالت کہ در سے آئندہ در آن کار (رفع الزم) اس سے حاضر
 کے ساتھ ثابت کہ بندوں کے کام میں لگے بغیر محنت شفقت کما فی نہیں ہو سکتے
 فرشتوں تک کے کام بھی کس اور عمل سے ہی اور کچھ ظہور میں آتے ہیں بے محنت
 شفقت کما فی کہہ سیتے وہ امر کہ یعملون وغیرہ نصوص قرآنی اور بکثرت

حاشیہ اس میں وارد ہیں تخریج الملائکۃ والروح البیہ فی یوم کان مقدراً لرحمتہ
 العلیٰ سنتہ یہ آیت ادا ایل سورہ معارج کی ہے جس سے فرشتوں کی چڑھائی کی مقدار و راز معلوم
 ہو رہی ہے اگر امر نکون بران کو دست رس ہوتی تو کلیہ بالبعصر کا عالم نہ ہوتا کہا
 مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا كُنْتَ تَجْزَا و بما کانوا یعلمونہ او کسبت فی ایام تھا اللہ
 و غیرہ مضمون قرآنہ سب مذکور کے برعکس پہلے کاموں کو کائناتی کا اثر ہی سمجھا رہے ہیں مگر
 نکون کا۔ اب مذہبات کی تمیز کی کیفیت آیات ادا و احادیث اور تفاسیر سے اور سن بیچے
 فاما بقرۃ املہ کی تفسیر میں یہ خازن کے مرقوم ہے و قال عبد الرحمن
 بن سابط یدیر الاموال دنیا اربعہ املاک جبرئیل و میکائیل
 و اسرافیل و ملکہ الموت و اسمہ عزرائیل فاما جبرئیل فنوکل بالربا
 و المحمود و اما میکائیل فنوکل بالفقہ و البنات و اما ملکہ الموت
 فنوکل بقتلہ لا نفس و اما اسرافیل فنوکل بخل علیہم یا مہن اللہ فقا
ترجمہ اور عزرائیل عبد اللہ بن سابط نے تدبیر کرتے ہیں امر کی دنیا میں چار فرشتے
 جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اور ملک الموت جن کا نام عزرائیل ہے۔ جن جبرئیل نوکل
 ہیں جو مالوں اور ملکوں پر اور میکائیل نوکل جن مینہ کے فقر و غنا اور نباتات پر اور ملک الموت
 مالوں کے فقیر کرنے پر اور اسرافیل اور تہ بن او نیر حکم الہی لیکر ترجمہ تمام ہوا۔ مدارک
 میں ہے و اسناد اللہ بیوا لہا لا یحتمل اسبابا یعنی اسناد تدبیر کی طرف فرشتوں کی
 کسب ہے کہ وہ تدبیر الہی کے اسباب ہیں ترجمہ تمام ہوا جیسے بارع لنگے والا بنیر ڈا
 یر لنگے پانی بارع کو دینے سے بلع کا لنگے والا نہیں جتنا گھاس کا سیدھا سادا
 ایک حوض اوس سے نہیں بن سکتا ایسے ہی یہ فرشتے ہوا کے حق بن چکے کا کام دینے لگے
 فتح و حکومت وغیرہ میں لاکھوں پہلوؤں شہداء و اکملوں کا کام دینے سے بادلوں کو بھارتے
 بالکے بوندین بکھیرنے سے مالوں کے فقیر کرنے سے امر الہی لیکر اور فرشتے سے مدبر

عالم اور ان نظام الہی کے قائل نہیں ہو جاتے اور خدا کی کام خدا کے لئے اور ان کی جہت نہیں ہو گیا ہے
 اس چنان کی بات نے تو ہوا اور جو اس پر مقید کر لیا ہے آسمانی زمین بن واس بیعت کو چاہہا
 ثلث علی و الثانی حاج الملائکہ تانزع ارواح الکفار غرقا ترعایشہ کواثنا شط
 نطاً انشط ارواح المومنین اے سہا بار فراق الخ **جلالین** یعنی قسم ہے
 اون فرشتوں کی جو کہتے ہیں کفار کی جانوں کو (اونکے بدن میں) ڈوب ڈوب کر دیا آکر سہا ڈوبا
 سختی کی پہنچانی سے اور قسم ہے اون فرشتوں کی جو کہتے ہیں تیری سے دوسرے ایمان کا وہ بھی رخ
 فالملکات افراسے فرشتوں کے مراد ہونے میں سلف کو افلاک میں ان اس کے قابل
 میں اختلاف ہے۔ اور یہاں صبح ہی ہے کہ ان سے بھی فرشتے ہی مراد ہیں اور پچ تفسیر ماثور کے
 سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیا ہے کہ فرشتے کہتے ہیں کفار کی روحوں کو ناخون اور جلد تک میں
 ج بختی ہے **کمالین** تفسیر منہری میں جزا اول سورہ یحییٰ آیت **وَرَعَدُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ** کی تفسیر کے
 حاشیہ پر ہے **عن ابن عباس** قال اصابني يوم دالي رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فقالوا يا ابا القاسم خبرنا عن الرعد ما هو قال صلت من الملائكة صول بالسماء
 مع مخلوق من نال فوق بها السموات حديث مثله ان قالوا اما هذا الصوت
 الذي يسمعه قائل من جرة بالسموات اذا زجرة حتى ينتهي الى حيث امر قالوا صدق
(ترمذی) ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہا متوجہ ہونے پر وہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 توالی علیہ وآلہ وسلم کی پس عرض کیا کہ اے ابا القاسم خبر دو مجھ کو رعد سے کہ وہ کیسا ہے فرمایا کہ
 ایک فرشتہ ہے فرشتہ عین سے توکل یا دلوں پر اس کے پاس جہاں دینے کے آلات ہیں آگ کے
 تانک کرے جاتا ہے ساتھ ان کے بادلوں کو جہاں اللہ جانتا ہے پس عرض کیا کہ وہ
 کیا ہے یہ آواز جس کو ہم سنتے ہیں فرمایا وہ ایک پتھر کی اور نہایت ہی آواز ہے جس سے
 دانستہ ہے بادل کو ہانک کہ وہ پہنچتا ہے دین کے جہاں کا وہ حکم ہے۔ عرض کیا
 کہ خود اپنے بلکہ ولایت کیا ہے

اور انہوں نے حج نہ کیا آپاسے مجھ پر تمام ہوا **خاتم الاموال** میں علامہ ابن
 حجر مکی کی شرح اربعین سے نقل فرماتے ہیں وہی حدیث ابن مسعود والذی
 رواہ الشیخان عنہ انہ قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم وہو الصادق والمصدق ان احدکون یوم
 خلق فی بطن امہ الاربعین یوما لطفہ لشریکون مضعۃ مثلاً لک
 لشریکہم رسول اللہ الملک فینفخ فیہ الروح ویومہ باربعہ کلمات
 یکتب لرقہ واحدا وعملہ وشفیٰ اوسعیّد الحدیث فانما اشار
 الی احادیث صحیحہ متعلق بذلک ثم قال سنن ثلاث الاحادیث
 لعل ان النطفۃ اذا استقرت فی الرحم اخذھا الملک بکفہ **ترجمہ**
 ابن مسعود کی اوس حدیث میں ہے جس کو اؤش سے بخاری و مسلم نے روایت
 کیا ہے کہ کہنا اور انہوں نے حدیث فرمائی ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے اور حال یہ ہے کہ آپ صادق و مصدق ہیں کہ بیشک ایک عمارے کا
 (مادہ) پیدا ہوتا اوس کی ما کے پیٹ میں اکٹھا ہوتا رہتا ہے لطفہ چالیس روز بھر
 ہوتا ہے وہ بھٹکی مثل کے یعنی چالیس روز میں پھر نہ جاتا ہے لوطو مثل اس کے
 پھر بھیجتا ہے اللہ فرشتہ کو پس پھونکتا ہے وہ اوس میں زرق کو اور حکم کیا جاتا
 وہ چار کلون کے ٹھکنے کا رزق اوس کا اور اجل اؤش کی اور عمل اوس کا اور شفای
 یا سید ہوتا اوس کا احمدیث نے بعد اس کے اشارہ کیا طرف اول احادیث صحیحہ
 کے جن کو اس بیان سے تعلق ہے۔ چھپہ دیا پس ان حدیثوں سے جاتا
 جاتا ہے کہ بیشک لطفہ جب قرار پکڑتا ہے جبہ دان میں۔ لہذا ہے کہ
 فرشتہ ابھی پینلی میں ایچ صاحب الامن نے مسلم شریف کی حدیث
 سے جو یسوع علیہا نقل کر کے یہ تو مجبہ کہہ کر فرشتہ

آکر اوس لفظ پر گرتا ہے ص ۲۵۱ سطر ۱۶-۱۷ اس سے ابی زہران پر موکل فرشتے کی
 تدبیر کی کیفیت یہ معلوم ہوئی کہ وہ لفظ رحم میں شہر جاسے واسے پر گرتے کہ تدبیر محمدؐ
 کرتا ہے بلقظہ دیگر احادیث لفظ کو بتیلی میں لیکر بھیج دیتے ہیں الہی لفظ کو بھیجی ہوگی
 کو لو عتقوا و عتقے کو بچاؤن گا دباس جلتے مبد جلتے مہنا کر چھلی تخلیق تک اپنا کام
 کر گزرتی ہے تو وقت مذکور پر نفع روح اور چار کھلے کھلنے کی خدمت اور کئی فرشتہ کرتا
 آیات اور احادیث سے یہ بیان آئندہ آتا ہے رہا مادہ لو پر موکل فرشتہ اوس کی خدمت
 اور کئی بادلون کی ہنگامی وغیرہ حدیث میں اوپر پھر بڑھ لو ہو کی سبکائی لشکروں کی
 سکا مددوائی یہ کمالی ہے جبریل علیہ السلام کی رہے ملک الموت اور اٹھان کے مددگار فرشتے
 اون کی کمالی کا فردن کی جانوں کو اون کے بدلان سے دوسب دوسب کو با ڈا ہاگستی
 کھانا وغیرہ مذکورہ بالا التفسیر مافور تک سے دیکھ لو اسماعیل علیہ السلام کی کمالی
 اون پر حکم الہی لیکر اترتا ہے ان کے دین کی اس نہاد کا کہ وہ فرشتے محمدؐ بان خدا
 امور تکوینہ کر رہے ہیں فالملکوتات امرآہ تمام سے سلام تو تھے دیکھا فالملکوتات
 امرآہ میں شائس نئی طارش کا پتہ اور یکسی نرم گرم حدیث میں کہ یہ فرشتے بغیر محنت مشقت
 کمالی کے صرف کن میں ہوا کھرا نامو جو کو موجود کر پنے کی تدبیر میں کامیاب ہو جاتے ہیں
 روح پر کھٹے فرشتہ روح کا خالق بن سکے نہ لفظ بڑی سے مجاہد کر نے والا
 لفظ کا خالق عقل سلیم کو سوچھے پھر ایسے اسمانی امور کی نسبت بہ لکھ مارنا کہ بدگوئی کے
 نزدیک اس سے زیادہ اور کیا شکر ہوگا سمجھا اس کو کہنے شکر کہ ہے اور یہ کیا
 اور ہذا مشین باب نکون سے ہی کہ ہیں۔ اس سے امور تکوینہ میں ایسا رک کر نہ لا
 شکر سے بیکہ نہیں بن سکا کم انکم شکر اسباب بن خدا و خدا ہا ہے حل ہیں کجا بیان
 سن جہان سے یاقن ہجر۔ ۲۵ صفحہ میں الامن کے حاشیہ پر برہم جی دہی ہے احادیث و تعلق
 کہ تمام دنیا کے آئندہ کان گوشت پوست صورت سب فرشتوں کے بنائے ہوتے ہیں و انکامن میں یہ کہتے ہیں

صحیح مسلم طریفین و ذلیف بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فرماتے ہیں جب لفظ بر یا لیس ساتین گذری ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے
 وہ اگر اس کی صورت نہاتا کان آگے کہاں گوشت بڑیاں خلق کرتا ہے ^{۲۵۴} طبرانی کی روایت میں یہ لفظ
 کو جب رحم میں پھرے بلکہ گزرتا ہو فرشتہ گزرتا ہو ہر گھل ہے اگر اس کی ہڈیوں گوشت خون بال کہاں
 کی تصویر کرتا ہے صفحہ چہا کے حاشیہ یہ سرخی ہے حدیث فرماتی ہے کہ سبک بین بن جان فرشتہ کی کھائی گئی
 متن میں اس مضمون کی حدیث صحیحین سے نقل فرما کر کہا اللہ عزوجل فرماتا ہے ہوالذی یصکو کوفی اذ جا
 کہیف بیشا اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے ماؤن کے بیٹ میں مہیسی چاہے اور فرماتا ہے
 جل و علا هل من خالق غیر اللہ کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے اللہ کے سوا یہاں کہہ
 و شریک کے مثالی نوالے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیث میں فرماتا ہے کہ فرشتہ تصویر
 کرتا ہے فرشتہ صورت نہاتا ہے فرشتہ آنکھیں کان گوشت استخوان بال کہاں خون خلق کرتا ہے
 اور صرف نہیں جان بھی فرشتہ ڈالنا ہے گلوہون کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا شکر ہوگا ^{۲۵۵}
 احسن جالو نہ فرق نسبت اوٹھانا افضل استاد شانا خدا جانے متین کن جی حالوں میں
 انتہو اللہ سبحانہ فرماتا ہے بیک بیک پیدا کیا ہے انسان کو فلا صد سے گناہ سے گئے
 کر دیا ہے او سکون فہم ہوا مکان میں پیر خلق کیا ہے لفظ کو خون سبتہ پس بنایا ہے خون
 سمجھ کر گوشت کا لفظ اس گوشت کے لفظ سے کو بنا دیا ہے ہڈیاں پس بنایا ہے ہڈیوں کو
 گوشت الایہ حدیثین بجا دی وغیرہ کتب احادیث کی اس آیت تفسیر لیں کرتے ہیں کہ چالیس
 روز تک دھان میں لفظ جمع ہوتا رہتا ہے پھر دوسرے چارہ میں خون سبتہ ہو جاتا ہے
 تیسرے چارہ میں گوشت کا لفظ الحدیث پس جبکہ موجب نفس محکمہ طبعی کان لکھ کہاں
 چربان خلق فرماتے کا زمانہ کئی چلوں کے بعد ہوتا ہے تو وہ خدیشین جو ظاہری مٹی پر مسمول
 ہو سکتی ہیں جو چالیس یا لیس روز میں ہی اس کام کو فرشتہ کا کیا ہو بیان کرتی ہیں گو مو جب
 دوسری روایت کے خلق یعنی تصویر ہی سہی ابھی اس کا وقت کہاں ہے یہ فرشتہ کے

منسوب ہیں سب کچھ شارحین حدیث کے کلام سے آتا ہے۔ مگر کیا کہتے ہیں؟ یہاں دین ایسے ہی
 دراد کہ بات مودعات سے کام نہ لے کر اس سے بچنا ہے احمق جاہل فرقہ نشین اور ٹہلنے والے
 ایسے ہی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ اس بناوٹ سے یہ احباب دنیا کی مخلوق
 خدا کے بندے ہونے سے کچھ جلتے ہیں اور وہی الزام سر نہ لے کر جو خدا قال اللہ
 یا عیسیٰ ابن مریم انت قلت للناس اتخذونی وائیہما من دون اللہ
 (آپ یہ ہیں) نصاریٰ کو دیا ہے سچ میری الوہیت کے اعتقاد کے ساتھ اللہ سبحانہ کی الوہیت
 کی نفی کے اعتقاد کا۔ خبر کچھ خیال ہو جس مطلب سے ان حدیثوں کی نسبت مسلم شریف کی
 شرح میں امام نووی مقبول فرماتے ہیں یہ فرماتے ہیں قال العلماء طریق الجمع بالحدیث
 الرجایات ان للملک ملازمة و مراعاة حال السطة وان يقول یا رب هذه
 ذنوبی هذه علقہ هذه مضغۃ فی اوقا تھا فکل وقت يقول فیہ ما صلات
 الذیہ یا رب اللہ تعالیٰ وہو سبحانہ اعلم و کلام الملک و تصرفہ اوقات احدھا
 تخلعہ یا اللہ تعالیٰ یتخلعہا علقہ وہو اول علم الملک بان ولد ۳۳ جلد ۲۰
 یعنی فرمایا علماء نے طریق جمع کرنے کا اور میان ان ردایوں کے (اوتھکے طاہری تحائف اور
 قرآن مجید شہادت کے لیے) یہ ہے کہ فرشتے کے لئے عطف کی حالت کے واسطے طاعت اور عبادت
 ثابت ہے واسطے حال عطف کے اور بیشک وہ اس نطفہ کے انفرادیوں کے وقتوں میں عرض
 کرتا رہتا ہے کہ اے رب میرے یہ نطفہ ہے یہ خون بہہ ہو گیا یہ گوسلی کا ٹوٹا ہوا ہو گیا پس
 ہر وقت میں وہی حالت بیان کرتا رہتا ہے جیسا کہ میں پہلے کہہ نطفہ اللہ تعالیٰ کے امر
 کو کہتا ہوں جو حالت ہے اس کے لئے وہ سبحانہ تعالیٰ شانہ دیکھو جاننے والی زمین اس میں سرور میں
 مولا اللہ خدا تعالیٰ کو بتلانا مقصود نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ نازل سے

یہ عبارت کتاب الخیر کے باب کیفیۃ خلق الادمی فی بطن امہ و کما تہرؤ فہو داخل و علی و ثاقب و
 سنانہ کی ہے ۱۲

جو جہ گئے کے اس قوم کے گنہگار سے کہتے وہ پہنچ گئے پہرہ نقہ ڈالا سامری نے
 پہرہ نکالا اور گئے واسطے ایک بچہ ایک دوسرے میں جلا تا کہ اسے کا (الی قولہ) کہا مہرے نے اب تیری
 کیا حقیقت سے اسے سامری بولا میں نے دیکھا کہ جو سب نے دیکھا بہر بہرے ایک ہی بناؤں کے
 نیچے سے اگلے پہرے ہوئے (جبریل) کے پہرے میں وہی ڈال دی اب اس کے ساتھ ہی بیضاوی میں یہ
 ماخذ فرما سے علی الخطا بائی علت ما لعلہ لعلہ وقطعت ما لعلہ فخطوا لہو وان الہرہول اللہ
 جاولہ (وہی کہانی محض کا جملہ شریک تشریح کے احیاء اس کو صاف روشن کر کے سامری نے علم اور
 مفاہات سے پروا رکھ کر کیا تھا کہ جبریل صول خالص روحانی میں جس پر بدن کا اثر قدم نہ تھا کہ وہ
 ذی حیات ہو جاتی ہے ترجمہ تمام ہوا اس سے ثابت ہوا کہ جبریل علیہ السلام خزانہ میں روح تھا اول میں
 کسی غیر ذی روح کو روح مستفاد ہو جانا بل جانا ایسا ہی ہے جیسا غماص کے خزانہ جو ہر کوئی طبیب ہی کے
 لئے سچی پانی آگ ہوا کہ لینا دہی ایک چیز سے دوسری چیز بل کے کی مثال جو۔ برقی تار سے جو
 وغیرہ لگ جاتا ہے برقی طاقت اور کسی جان کو پہنچ لیتی ہے اس سے جبریل علیہ السلام خالق روح کے
 اور کہ غماص کے خالق احیاء کے اور تار میں نہ ہو جائیگے اس میں جن فلاسفہ اور طبایعین اور ان کے
 چیلوں نے ہڈی کہہ گئی ہے وہ مشرک کی بلا میں مبتلا ہو گئے ہیں جسے براہِ راقیٰ بنی و عضرہ و برقی
 دریا آگ اکاش سورج ہوا وغیرہ کو جو ادا اور انہیں کا شک نہادیا الامن کے صفحہ ۲۵۱ و
 ۲۵۲ میں جو حدیث میں فرستوں کہ عطا فی خالق یعنی کو بن و ابلع ہڈے میں نقل کی ہیں
 منہا ترجمہ کیا ہوا صاحب الامن کا اوپر نقل کر آیا ہوں ان کی شرح بن امام نووی شرح
 سلمہ فرماتے ہیں فقال القاصی و غیرہ لیس ہو علی ظاہر ولا یصل
 حلیہ علی ظاہر لای تصویر عقبہ الاربعین الاولی غیر موجود
 فی العالۃ واما یفہم فی الاربعین الثالثہ وہی صمدہ المصنوعہ
 کہ ما قال تعالیٰ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنا
 الخلق فترارہ ممکن ثم خلقنا النطفۃ علقۃ

فلحقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا النظام لحما ثم یکنو
 للملک فیہ تصرف آخر وهو وقت نفخ الروح عقیب الاربعۃ الی اللغۃ
 حیث یکمل لہ الاربعۃ اشہر اتفاق العلماء علی ان نفخ الروح لا یدکون الا بعد
 الاربعۃ اشہر ووقع فی رواۃ البخاری ان خلق احدکم کما یحیی فی بطن امہ اربعین
 یوما نطفۃ ثم یرکون علقۃ مثلہ ثم یرکون مضغۃ مثلہ ثم یعث الیہ الملک
 فیؤذن باریع کلمات فیکتب رزقہ واصلہ وشفی او یعیل ثم ینفخ فیہ
 الروح صفحہ ۳۳۳ جلد ۲ **ترجمہ** کہتا قاضی عیاض وغیرہ نے نہیں ہے
 نہیں کہ وہ اپنے ظاہری معنی ہر اور ظاہر پر او کو محمول کرنا درست نہیں اسلئے کہ صورت بنانا
 پہلے چلے گئے تھے نہیں پایا جانا عادت (الہی) میں اور وہ تو تیسرے ہی جلد میں واقع ہوتا
 اور وہ مدت نو گھنٹے کی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور الیہ تحقیق پیدا کیا جیسے ان
 کو کار سے کے خلاصہ پر کر دیا جیسے اس کو نطفہ پھیرا ہو اکین میں پر بنایا جیسے نطفہ کو خون
 بستہ پر بنایا جیسے اس خون سمجھ کو گوشت کا او تھرا پس بنایا جیسے اس گوشت کے گوشت
 کو ٹڈیاں پس بنایا جیسے ہڈیوں کو گوشت (یہا تک ترجمہ ہوا آیت کا) پر ہوتا ہے واسطے
 فرشتے کے اس میں نفرت دوسرا اور وہ وقت پہونکے روح کے ہوتا ہے تیسرے چلے گئے بعد
 جبکہ پورے ہو جاتے ہیں او سپر جاہ میں اور اتفاق کیا ہوا سپر علیہ کہ پہونکے روح کا چار مہینوں کے
 بعد ہی ہوتا ہے (اگے مضمون آیت کے موافق بخاری کی حدیث پیش کی جیسا ترجمہ اوپر ہو چکا) پہلا
 حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول ہونی درست نہیں ہے آیات و تفسیر قطعی الثبوت و قطعی الدلائل
 کی مخالفت کی وجہ سے اور دوسری حدیثوں تکلیف ہوتے معنی موافق آیات کی مخالفت کی وجہ سے
 بھی اسلئے کہ قرین چلوان کے بعد حکما ظہور ہوتا ہے او کو چالیس یا پچاس روز میں ہی جو رزق
 بیان کرے وہ خود محتج ہے تاویل کی ذات ظاہر میں پیش کرنے لائق طریق جسے کہنا اور روایت کو
 دوسری روایا و آیات ساتھ دیکھ جو امام نووی کی شرح سے او نقل ہو چکا اور جعلوا اللہ شریکاً

خَلَقُوا كُلّهُمْ فَتَسَاءَلُ الْيَهُودُ سَلِيمًا قَتَلَ اللَّهُ خَالِيَّ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ

الواحد البقار ترجمہ کیا ہے پیر کے میں ادھون نے اللہ کے شریک کہ پیدا کیا اور پیر

لہذا اللہ کے پیدا کرے شریک پس پوشیدہ ہو گیا نام آفرینش کا اور پیر کہہ دیا پیر کرنے والا

کُل چیزوں کا ہے اور پیر ہے پیر کا یہ ترجمہ تمام ہوا علیٰ غایت سے جو ہو کا دیا جاتا

صرف ذاتی عبادت کے ذریعہ ہر چیز کے ایک ہونے کا یہ آیت اور دوزان کا ایک سامنا

ہی نہیں کرتی سورہ قلم ۱۰۱ میں ہے قُلْ اَلَا يَعْرِضُ عَنِ حُكْمِ رَبِّ

اللّٰهِ اَدْرُوْنَ مَاذَا خَلَقْنَا مِنَ الْاِنْسَانِ اَمْ لَمْ نُنْزِلْهُ فِي الْمَسْمُومَاتِ اَلَيْسَتْ بَكَا

مِثْلُ قَبْلِ هٰذَا اَوَلَا اَنْتُمْ عِلْمُ اَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ترجمہ دیکھا تو بھوکا کچھ پیدا

کیا ہے تمہارے اور پیر کے ہونے کی قسم زمین کا یا اوٹکا سا جہاں ہے آسمان کے

پیر کرنے میں اور پیر کے ہونے کی قسم زمین کا یا اوٹکا سا جہاں ہے آسمان کے

ترجمہ تمام اس سورہ قلم ۱۰۱ میں ہے هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ ذَا رُوْنِ مَاذَا خَلَقَ الذِّكْرُ

مِنْ ذَرْوٍ مِنْ رُوْنِ اللّٰهِ قُلْ اَلَا يَعْرِضُ عَنِ حُكْمِ رَبِّ اللّٰهِ اَدْرُوْنَ مَاذَا خَلَقْنَا مِنَ الْاِنْسَانِ اَمْ لَمْ نُنْزِلْهُ فِي الْمَسْمُومَاتِ اَلَيْسَتْ بَكَا

مِثْلُ قَبْلِ هٰذَا اَوَلَا اَنْتُمْ عِلْمُ اَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ترجمہ دیکھا تو بھوکا کچھ پیدا

کیا ہے تمہارے اور پیر کے ہونے کی قسم زمین کا یا اوٹکا سا جہاں ہے آسمان کے

پیر کرنے میں اور پیر کے ہونے کی قسم زمین کا یا اوٹکا سا جہاں ہے آسمان کے

ترجمہ تمام اس سورہ قلم ۱۰۱ میں ہے هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ ذَا رُوْنِ مَاذَا خَلَقَ الذِّكْرُ

مِنْ ذَرْوٍ مِنْ رُوْنِ اللّٰهِ قُلْ اَلَا يَعْرِضُ عَنِ حُكْمِ رَبِّ اللّٰهِ اَدْرُوْنَ مَاذَا خَلَقْنَا مِنَ الْاِنْسَانِ اَمْ لَمْ نُنْزِلْهُ فِي الْمَسْمُومَاتِ اَلَيْسَتْ بَكَا

مِثْلُ قَبْلِ هٰذَا اَوَلَا اَنْتُمْ عِلْمُ اَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ترجمہ دیکھا تو بھوکا کچھ پیدا

کیا ہے تمہارے اور پیر کے ہونے کی قسم زمین کا یا اوٹکا سا جہاں ہے آسمان کے

پیر کرنے میں اور پیر کے ہونے کی قسم زمین کا یا اوٹکا سا جہاں ہے آسمان کے

تو سب فرقے جاننے اور ماننے اور علماء کتاب سنت سے پہچانتے ہیں کہ فرشتے
اسباب میں تخلیق کے نہ خالق جیسے مشین اور برہمنی کے اوزار نہ پانی برسرہ لا آبی وغیرہ آبا
والات ہیں نیز کرسی تخت قلمدان وغیرہ بنائے کے نہ بخارجی آواز آد کو سیر کر کسی بنایا والا کہہ
سے وہ برہمنی نہ بنجائنگے جن محاورات کو دوا گہات نہ بنایا سائنہ بن کفار محاورات
اور زبان کے جاننے والوں نے آج وہ سنتے دین کے مصر کی جاتی میں سمار بن
رہے ہیں صفحہ ۲۵۳ تک الامن کے دیکھ لو یہاں مصنف نے ذاتی عطائی کے فوق کا
راگ نہیں چھڑا سلسلے کہ جٹ یہ سوال پیدا ہو جائیگا کہ دنیا کی حقایق کے آنکھ - کان -
گوشت پوست ہڈی - کھال خون صورت یعنی تمام اجسام تو فرشتے نے پیدا کئے خدا نے
کیا پیدا کیا ہے کیا صرف آسمان زمین نجوم و کواکب وغیرہ اور تمام اسلامی فرقوں کا
اتفاق خلق اجسام کے خاصہ الوہیت ہونے پر کیا حدیث کے خلاف ہو گیا اور کیا آیات
سابقہ و لاحقہ حدیث کے خلاف کفار و سلاطین کر رہی ہیں جنکی موافقت میں دفاتر احکام
کے موجود ہیں سورۃ الروم میں ہر مع تفسیر بیضاوی ملاحظہ فرمائیے اللہ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ
تَحَرَّزْکُمْ تَحَرَّیْکُمْ وَتَحَرَّیْکُمْ تَحَرَّیْکُمْ هَلْ مِنْ شَرٍّ اَنْ تَكُونَ مِنْ یَفْعَلُ مِنْ دَلَّکُمْ
مَنْ یَفْعَلُ اَنْ تَبْتَغِیْ لَهُ لَوَ اِذْمُ الْاَلُوْهِیَّةِ وَنَفَا هَا اِلَّا سَاعِیْنِ اَتَّخَذَ مِنْ شَرِّکُمْ اَوْ مِنْ اِلٰہِکُمْ
و غیرھا موجد ابلا کفار علی ماحل علیہ البہتان والعیان ووقع علیہ الیوفان انتہی
وفیہ البیان فی تفسیر اہل و من ہر فرقہ من استماع و کلام میں اسے اسباب سماویہ و ارضیہ
والہ مع اللہ قل ھا تو ہرھا تو علی ان غیرہ بقدر علی شیء من دلائل اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ
فی انشاءکم فان کمال القدۃ من لوازم الاوہیۃ ترجمہ اللہ وہ جو بنوید کیا کتبہ ہر رنق دیا
تک پہر بار بجا تکو کیا متہار شکر کار یعنی تمہا کہو ان باطلہ میں کوئی شخص ایسا ہو کر کہے اس میں کچھ تو ہوا
ہی ترجمہ آیت اولی کا تمام ہر ترجمہ اس آیت کی تفسیر کا یہ جو ثابت فرمایا اللہ سبحانہ نے جو کہ لوازم الوہیت
(خداوند لا نہ ان) کو اور نفی کردی ان لوازم الوہیت (بہید کرنے پالنے مارنے جلانے وغیرہ)

کی ایک سرے سے اُٹھنے خلو اور مشرکوں نے معبود و خلیفہ یا تھا اضمام اور غیر اضمام
 فرما سنا لیکہ ناکید فرمائی ساتھ استفہام انکاری کے اور سپر جبر پران اور عیان کی دلائل
 اور واقعات کی اور سپر او فنت ہی بھلی آیت اور اسکی تقدیر کا ترجمہ یہی اور کون ہی روزی
 دیوے مخلوق آسمان اور زمین کو یعنی ارضی و سماوی اسباب کے ذریعہ دیکھے بارش کے سامان کی ہی
 باطل بھلی ہوا وغیرہ کے مسلط کرنے ملائے پہلے سے وغیرہ سے جبکہ بیان طویل احادیث
 اور اس میں کی کتابوں میں مطبوعہ ہے اور شیخ احمد ندیمان اور ان میں پانی جاری رہنے کے قدرتی
 سامان زمین کی تہ میں سے اور بہاروں میں برف برساکر جگہ رکھتی اور ہر گمراہ میں رفتہ رفتہ
 لکھا کہ اس سے پانی جاری رکھتی وغیرہ سے پھر اجزا ماضی و ماضی و ہوائی اور صوبہ کی کروٹ کی
 بارش وغیرہ کی بدیش اور ہر ہوا بھل بھول غلہ میوہ وغیرہ کی پھر اس سے رزق رسانی مخلوقات
 کی اور ہر ہوا کی پیاس دفع کرنے کی تاثیر بخشی رزق کما کیا کوئی اور محبوبت اللہ کے ساتھ کہ
 کر کے ایسا کہ لا و مشرک کو حجت اور دلیل ایسے کہ غیر اللہ قدرت پاسکتا ہے اور کسی چیز کے بہن
 سے اگر ہر ہوا بھل بھول غلہ کرنے میں اس کے کمال قدرت کا لوازم الوہیت ہی کی ترجمہ تمام ہوا تمام قرآن
 کو ہم اس معنوں کی آیتوں سے بھرا ہوا کہ پیدا کرنا اور دی دینا مارنا جیانا تا دیر کرنا وغیرہ جملہ امور تکوین
 ان میں قدرت کاملہ کا جو لوازم الوہیت سے ہیں جبکہ خصوص ثرائفہ سے اسکو مراد الہی بتلانے ہوا
 معشرین سلف و خلف صحابہ و تابعین و متکلمین سب متفق ہیں ہر مذہب ہر مہادستو مہادلو
 کو معبود و حبیہ و خلیفہ یا ہے جب اور انکو قدرت کاملہ پیدا کرنے ہانے ماسنے کی مان لی ہے
 اور اسکو بے آیت و شہادت معشرین و متکلمین لفظی شریک سے خدائی امر و یوں بنادیا
 کہ ہر وجہ عطائی امور تکوین محبوبان خدا بھی کر گزرتے ہیں یہ ایسی کوری معنوی و حقیقی
 جو کسی کو اسلامی فرقوں میں سے نہیں سوچھی ۔ بھلا جب امور تکوین ان قدرت
 کاملہ الہیہ کا ہیں جن کا مخلوق کو حاصل ہونا محال ۔ نفسیہ ارکان
 و حنا زن کی عبارت سے اوپر منقول ہو چکا تو اس میں

عطا کا عذر بہر پا کرنا مخلوق کو خدا ٹھیکرانا ہے۔ اور بنود و محسوس کا ہم خیال ہونا
تفسیر کبیر میں امام اہل سنت سورہ بکرا آیت کی تفسیر میں کرتے ہیں وَاَعْلَمُ اَنْ
الْمَذْهَبُ الْمَقْصُودُ إِلَى الشَّرْكَ اِلَيْهِ (المعقولہ) وَثَلَاثُهَا قَوْلٌ مِنْ قَالَ التَّحْكِيمَاتِ
وَالْحَوَادِثُ كُلُّهَا مِنْ اللَّهِ تَعَالَى لَا كُنْ تَوَحُّدٌ خَالِصٌ إِلَى الْكَوَاكِبِ (الی ان قال)
فَهُوَ لَزَامٌ جَعَلُوا السَّمَوَاتِ مَعْنَى اللَّهِ تَعَالَى فَوَقَّعَ فِي الْبَطَالِ قَوْلُهُمْ وَمَا لِي
مِنْهُمْ مِنْ ظَهَرٍ (مَا فَوْضَ إِلَى سَمْعِي شَيْئًا بَلْ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِظٌ خَلْقٌ فَكَيْفَ هُوَ
تَحْصِيلُ) اور جان تو بیشک شرک کی طرف سے پیچھے نہ آئے مذہب جبار میں الخ تبسلا
کا قول اُن لوگوں کہتے ہیں کہ تشریفات قدرت کا ملکی ترکیبی ہوئی چیزوں کا ()
اور حوادث سب اللہ کی طرف سے ہیں اسکو سپرد کر دیا ہے اللہ نے اس کام کو طرف
کو اکب کی الخ تو ٹھیکر لیا اور انہوں نے اسماقی مخلوقات کو مددگار اللہ تعالیٰ سے سجا نہ کا پس
فرمایا اُن کے اس قول کے باطل کرے ہیں اور نہیں ہے اوس قتالی شائد کا او نہیں سے
کوئی مددگار سپرد نہیں کیا اللہ نے کسی چیز کو طرف کسی چیز کی بلکہ وہ ہر چیز پر گہبان ہے
ترجمہ تمام ہوا جب آیت قرآنی تراکب اور حوادث کو غیر اللہ کی سپرد کیا ہوا نہیں بتلائی بلکہ ایسا
کہنے والے کفار مشرکین کی تکذیب کرتے اور ان کے اس قول کو رد اور باطل کرتے ہیں تو ایسا ہی
حق محمود بان خدا صاحب الامن یا کمال اس البطلان سے بچ سکتے ہیں جبکہ وہ اللہ سبحانہ
کے مختص کام تکوین کو مخلوق کو دیا ہوا مانے ہیں۔ مجبلا جس خاص حنائی کام تکوین لازمہ الہیہ
کا مخلوق کو حاصل ہونا حوال آیات قرآنی سے ثابت ہو رہا بلکہ عَلِيمٌ مَعَهُ اللَّهُ فَرَاكَ
مشرکوں کو الزام دیا جاوے سورۃ المؤمنین مختصہ آیات بن کہ کوئی مخلوق ان میں
سے کچھ کر سکتی ہے جسکی وجہ سے وہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبودین کے بس حدیث
کیسوی امر تکوین و فرشتوں کی سپرد بلکہ اوس نام کو خدا سے نکالے گی قرآن و حدیث کی مجاری
اسنادوں کو حقیقی مراد بناؤ ان محکمات قطعیہ اعتقادہ قرآنہ و روایات کو پشت و بنیاد

امور تکون کو مخلوق کے پس کی چیز جب بناجے تو اس میں تشریف و نکل
 انبیا علیہم السلام کے افعال اختیاری بنانے کی ضرورت ہوتی ہے
 ذاتی جاتی ہے الائن کے معنی میں رموز از بن انبیا علیہم السلام کی
 ذات باریکات میں رب عزوجل نے ایک ایسی صفت رکھی ہے جس سے وہ خواہات کرتے ہیں
 بقول زرقانی علامہ امام غزالی یہ تھا کہ فی نفسہ صفت بہا تہم الاھوال الخلاقۃ اعداد
 جبکہ ترجمہ الامین میں یہ کیا دیکھ کہ تہم کے لئے اس کی ذات میں ایک وصفت ہو تہم سے جس سے
 افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) انفرادی ہوتے ہیں صفت ۲ صحیح ترجمہ اس کا یہی کہ نبی کے
 لئے اس کی ذات میں ایک صفت ہو تہم جس کے سبب خدا کے افعال خلاف عادت پورے
 ہوتے ہیں ترجمہ تمام ہوا بیان یہاں تو سنہا بنائیں سے انفرادی ہوتے کیا آئے کہ معجزہ ۳
 میں جس سے وہ (نبی) خواہ عادت کرے کہ میں لکھ کر دیکھ وہ عبارت غزالی سحرات کو انبیاء
 علیہم السلام کا کام تباد با کھراؤن ہوا ہوا فی علیہ نے بون رد اجدادیا اللہ ہے یا
 کو افعال خلاقہ کو ایسی صفت عطا فرمائی ہے جس میں حرکت ارادیہ کی کہ جب چاہیں حرکت کریں
 ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال عاداتہ طامہ فرمایا میں مکتا اس سے کہ دیوار کو اول تو وہی
 امام غزالی یوں دیکھتے ہیں کہ جس خالق با اختیار العبد اور نہیں ہی یہ بندہ کے اختیار
 میں یہ عبارت احیاء علیہم السلام انہما الخلق و المستوفی کی ہے دوم حضرت شیخ متقی دہلوی جن کو
 صاحب الامین نے انبیاء میں بنجار حوتوں کے نزول کی دعا دی ہے وہ عقائد ایمانیہ کی
 کتاب تکمیل الایمان میں یوں فرماتے ہیں معجزہ فعل الہی است نہ فعل رسول نیز کہ خلق مادہ
 پروردگار از بندہ ممکن نباشد نتیجہ میں معجزہ اللہ کا فعل ہے رسول کا فعل نہیں ہے اس لئے
 کہ خلاف عادت پروردگار وہ کو معجزہ کہتے ہیں (بندہ سے ہونے میں مکتا۔ انفس و فعل
 باری بندہ سے ہونا محال اس کو تہم کا فعل اختیاری تہا تے ان لوگوں نے نہ تہم الہی
 کا خوف کیا اور نہ غیرت الہی کا اور نہ محضی شرح عقائد سننی فعل اور جو فعل کے قائم مقام ہو

قسم معجزات سے دونوں کا ایک ہی حکم جتنا ہے، بقولہ فعلما وما یقوم مقامہما
 من الذوات یعنی معجزہ فعل الہی ہے اور فعل سے مراد فعل اور از قسم ترک وہی ہے جو
 قائم جو مقام فعل کے اس بیان سے کتب عقائد لبریز ہیں۔ مگر ان حضرت کو اپنی زالی
 اور طائے میں ادن کنا بولن سے جو کلمہ مدد نہیں مل سکتی لہذا چاہئے سورہ اسرار میں ہے
 وقانون لومن لا حتی یفجر لنا من الارض ینبوعا (الی قولہ) قل سبحان
 ربی هل کنت الا لبشر ارسولاً یعنی اور کہا کفار مکہ نے ہر تمہاری باتوں پر ہرگز
 ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ (قدرتی) نکالو یا تمہارے لئے
 ایک (قدرتی) بلاغ ہو کہ جو رو نکلا اور اس کے درمیان تم (قدرتی) نہر بن جاؤ یا ہمیں
 کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو جیسا کہ تم کہا کرتے ہو یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے نہ آؤ
 یا تمہارا گھر موبائے سونیکا یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور تمہارے آسمان پر چڑھ جائے کو
 یہی ہم ادسوت تک ہرگز نہ مانیں گے جب تک کہ تم ہمارے لئے کوئی کتاب اوتار کر نہ لاؤ
 جسے ہم پڑھ سکیں۔ کہد و میرا خدا پاک ہے۔ میں تو صرف ایک انسان پیغمبر ہوں ترجمہ تمام ہوا
 حمل میں ہے قولہ هل کنت الا لبشر ارسولاً اے کسا اور الرسل لایا نون
 قومہم الا بما یتفہم اللہ علیہم من الایات فلیس امر الایات الیہم اما ہو
 الی اللہ تعالیٰ ولوا ردان ینزل ما یرید لعل فعل و لکن لایزل الایات علی
 ما یقرحہ البشر وانا الا لبشر و لیس ما سالتونی طوق البشر یعنی قول اب کا لا تب
 جسکے بیان کرنے سے نہ بظقل حکم ہوا) نہیں ہوں میں مگر ایک انسان پیغمبر یعنی مثل اس کے
 کی جو نہیں لئے اپنی قوم کے مگر ہی معجزہ جیسا کہ اللہ نے معجزات میں سے پس نہیں ہے
 لہر معجزوں کا ادن کی طرف سے سوے اس کے نہیں وہ معجزہ اللہ کی طرف سے ہے
 اگر وہ چاہتا کفار کے مطلب کئے ہوئے معجزوں کے مانع کرنے کا تو کر دیتا مگر نہیں کرتا
 معجزے (دعا ایضا) بشر کی خاطر خواہ دبا بشی طلب ہوا نہیں ہوں مگر کیا انسان اور جن

مسلمانوں کا سچا دین معجزات کے افعال محققہ الہیہ ہونے میں نشان مصریوں بیان ہوا ہے و افسہموا باللہ
 جہد ایمانہم لہن جاتہم ایدئے یومئذ یبھاقل ائما الا یا ج عند اللہ (الی قولہ) دلو
 ائنا ذلنا الیہم الملائکۃ و کلہم المکون و حشرنا علیہم کل سنئ قبلہ الا نہ
ترجمہ قاری ائمہین کہاتے ہیں اللہ کی تائید سے کاکرا و کوا ایک لٹائی پہنچے البتہ اس مابین
 تو کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں (الی قولہ) اور اگر ہم اوپر اذاتیں پہنچا دیتے ہیں تو
 اور ہلا دیتے ہیں ہم ہر چیز کو اس کے سامنے ہر گز نہ دے نہیں مقدرا و قہا اھضا و قالوا لو کافر ل
 علیہ ایۃ من ربہ و قل ان اللہ قادی و علی ان یزل ایۃ و لکن اکثرہم
 لا یعلمون **ترجمہ** اور کہتے ہیں یوں نہیں اتری اور کفر کو نشانی اس کے رب سے تو کہ اللہ کو
 قدرت ہے کہ انار سے کچھ نشانی دیکھیں ان کے بہتوں کو سمجھیں ملا ۲۲ بینک معجزات کو انبار کے
 قابو کی بات اختیاری نام اون کو سمجھنا جاہلیت کے زمانہ کا خیال ہے نہ مسلمانوں کا اس آیت میں
 معجزے دکھانے کی مثال نہیں کی ہے زنا بڑا مجبور و مسمر قرآن مجید و معجزات دیگر تمام دکھانے پر
 طالب معجزات کی بیاس اور بھر بھی اللہ سبحانہ نے آپ سے دریافت کیا کہ اگر تم جاہلو ہم بٹا جان
 فاجر کردین لیکن اگر کفار نے پھر بھی کفر کیا تو ایسا عذاب اوپر نازل کیا جائیگا جو کسی اور پر نہ اوترا
 ہو گا آپ نے اس کو منظور کیا جیسا کہ تفسیر ابن کثیر علیہ السلام کے صفحہ ۱۰۷ میں نقل روایات سے ہے
 اللہ سبحانہ اپنے علم قدیم سے اور آپ اللہ کے تہلیل سے جاتے ہوئے تھے کہ ان کفار میں سے
 اکثر اور انکی نسل سب ایمان لائینگے و عیلا حکمت الہی اور شفقت و رافت بخوبی انکے استعمال
 و قطع نسل کو کیسے گوارا کرتی اور معجزات مطلوب کفار کی روک تھام انجام تام ہو گئی وہ اگر
 ملالک ہو جاتے تو آج تمام عرب مکہ لا لہ اللہ محمد رسول پر کاہنے کو نظر آتا اور کفر و شرک جہنمہ
 عرب سے نکل کر یوں اپنا منہ کالا کر جاتا مہری جان اور میرے باپ مان ایسے لطف و رحیم اللہ
 کے رسول کریم پر زمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحابہ بعد خلفہ و راتہ عرشہ و ما دکلماتہ
 ہم اپنے بھائی مسلمانوں کو اس پر پرست غیبیہ نیم نصیر ہے لئے دین دہر کا نصیر لہ اند کہا جا چاہتے ہیں

اور وہ اس مذہب کے بانی کے چند امور مختصر یہ مسئلہ میں بتا دیا اور کرنے سے دیکھ جائیگا۔

(۱) ہمارے مغللوں کا باسباب ارضی و سماوی رزق دینا مارنا جلالنا تا قیام مقبلیہ امور میں
 ملکوں کے اللہ سبحانہ ان کاموں کو اپنی ذاتی قدرت کاملہ سے کرتا ہے اور اس فرقہ کا تقریباً
 بموجب محبوبان خدا ان کاموں کو قدرت خدا داد سے کہتے ہیں فرقہ ہے خود ہی ذاتی عطائی کا
 (۲) معجزات کو یہ فرقہ انبار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے افعال اختیاری ڈکنے کی جوت کہہ رہا ہے
 اور ہر عبارتیں ان لوگوں کی بھروسہ دیکھو کہ (۳) علیہ السلام کا صرف اس فرقہ نے ہر ایک وعید میں شانیں
 نانبوں پر قیاس کر کے بیچ اور ملکوں کے مان لیا ہے اب اسے مسلمان بھائیوں
 نئے مذہب کی رو سے اللہ سبحانہ کے کاموں کو اور محبوبان خدا کے کاموں کو مقابل کر کے دیکھو مثلاً
 اللہ سبحانہ نے جب کبھی اپنی ذاتی قدرت کاملہ سے ادب یا اونٹنی کو پیدا کرنا چاہا ہے تو اول
 لفظ کو پیدا کیا ہے پھر اونٹ کو اونٹنی سے جنم کرنے پر قادر کیا ہے۔ پھر لفظ جب رحم میں
 کھنڈ ہے تو مدت معلوم میں اس کو حزن سبتہ کر دیا ہے پھر اتنی ہی مدت کے بعد اس کو لفظ
 گوشت کا کر کے پھر اس میں ہڈیاں پیدا کر کے پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا کر تمام اعضاء ان کے ہر
 اس کو پیدا کیا ہے۔ پھر پانچ برس میں اس بچہ کو جان کیا ہے۔ خدا کے کا علی بن اسد زہر
 اور محبوبان خدا کے کاموں میں محبوبان خدا کی قدرت عطائی کا ہر ذرہ حب صلح علیہ السلام
 اس کی قوت میں ہے پھر وہ غلب کیا کہ خلافت عادت پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہو اور عورت بچہ ہی جسے
 اس فرقہ کے ایمان میں صالح علیہ السلام نے فوڑ پہاڑ سے اونٹنی پیدا کر دی اور قدرت ہی اس
 اونٹنی سے بے جہتی زکے بلا صحت بچہ ہی پیدا کر دیا۔ اب اس نئے دین کے اذہب میں ناظرین
 عزیز فرمائیں خدا اور محبوبان خدا کے کاموں میں کتنا فرق ہے دونوں کاموں کو قابل کرنے
 سے ہر بصیر اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اللہ سبحانہ کی ذاتی قدرت ایسی کامل نہیں جیسی محبوبان خدا
 کی قدرت کاملہ ہے۔ خلائی کاموں میں اتنی دیر ادا تھے اب ابونہر ان کی موقوفی اور محبوبان خدا کو ان میں محبت
 اور اسباب کی بولیازی۔ ہم مسلمانوں سے جب مخالفین یہ سوال کیا کرتے تھے کہ اللہ کے کاموں میں اتنی

کہ جنگ کی آگ مجاز کی زمین سے روشن کر دی گئی اعلیٰ الامل کو نصرتی میں روايت کیا اس حدیث کو بخاری
 و مسلم نے (مسکوٰۃ کی کتاب الفتن کے باب شرط الساعة ۴۷۹ و ۴۸۰ میں ہے) سیدہ حاشیہ
 مسکوٰۃ میں فرماتے ہیں بھری ایک ٹھہر ہے (مست) خذان سے دربان اس کے اور دمشق کے
 چند منزلوں کا فاصلہ ہے اور حقیقی متواتر خبروں سے ثابت ہے کہ وہ آگ کھلی مسکوٰۃ ہجری میں
 حجاز سے قریب مہینے کے اور باقی اس ہی وجہ پر پچاس دن صلیبی۔ روشن ہوئے سبب اس کے
 مہینات بھری کے جن کا نام اعلیٰ الامل ہے۔ صلیب میں ہے مہینہ بہار بچا ہوا ہے
 زمین سا ہوا رہا۔ اس پر مہینوں کے اعتراف بھی ہو چکے تھے پہلے ٹھہر کے بعد ٹھہر چند روز بڑی
 آگ ہی کسے کے محل سے سوئے کے جزو کنگن کی جوڑی وغیرہ حاصل ہو کر سداۃ کو پہننے سے
 جانے کی خبر دی تھی مثل سپیدہ فلق جو وقوع میں آئی اس بیان کا محل حصہ سوم ہے ان
 امور کے بیان کو بڑے بڑے دفتروں کی ضرورت ہے وہ ہمارا دین و ایمان ملکہ ہمارا ایمان
 جان ہے امانا باللہ ربنا و بحمدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسول اکہ صلا
 دینا و صدقنا ہما جاہ و اخیر جو مفسر فرماتے ہیں اور جسکی خبر دے گئے ہیں آسمان زمین
 ٹہی میں لگن کا وقوع میں آنا نہیں و از انجملہ اوسیکے باب الملام سے عن ابی ہریرۃ
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتی یقتتل فتیۃ عظیمۃ
 نکون بدینہما مقتلۃ عظیمۃ دعواہما واحدۃ و حتی یبعث دجالون کذابون
 قریب من ثلثین الحدیث ۴۷۵ و عن جابر بن سمرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم یقول ان ابن یدی الساعة کذابین فاخذوہم و ذاکہ مسلم ۴۷۶
ترجمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ و آلہ وسلم نے قیامت قائم نہوگی یہاں تک کہ آپس میں مقاتلہ کریں دو بڑے گروہ ٹھہر
 واقع ہوں دون میں قتل عظیم اور حال یہ ہے کہ دوسے دونوں کا ایک اور
 یہاں تک کہ اٹھائے جائیں گے جو کئے دجال قریب بیس کے اٹھ سٹ اور جابر بن سمرہ

سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جنگ پہلے قیامت کے بہت
 بڑے چھوٹے لوگ ہونگے پس تم اُسے بجاوید ایت کیا اس حدیث کو مسلم نے کلمات میں فرمایا
 کذا بین وہ بین جو بہت بڑی دھوکے بازی کرنے ہیں حدیث کے لئے یا مدعی نبوت کے انتہی
 تنبیہ الودا بین میں حدیث طبرانی نقل فرما کر ترجمہ کیا حکما علامہ یہ ہے اس مذہب کے
 سرپرست کے صاف دیکھو کہ وہ تیس یا تیس سے زیادہ چھوٹے دجالوں کا گروہ لئے لئے
 طریقے لایکھا جمہ اور پانچ غاروں کے لئے آپ نے اذان شروع فرمائی اور باوجود معقبتی
 وعدم مانع نماز عیدین کے لئے اذان شروع نہیں فرمائی اور نہ قہر اذان رنیا سکھایا
 حالانکہ مردہ کی مشکل کشائی جو مناسب تھا اس میں سہاذا اللہ علیہ وسلم فرمایا آج اس نئے طریقہ
 کی دھوم دیکھ لو اس کے استعجاب خود ساختہ کے لئے کبھی حدیثوں کو ترجمہ کر کے اپنی ہوکے
 مطابق ڈالا جاتا ہے اور ایسے ہی عملی اور اعتقادی بی شمار بدعتیں ہیں جن کو چٹا رول جبکہ با
 جاتا ہے تقلید آئینک پر وہ نہ سلف سے مطابقت دکھانے کا منتہ اور کیا نئے طریقے لائی
 دجالی کے حدیث کی آڑ میں دھوکا دی کہ دجالی کذابی سنگ ہوئے ہیں دیکھو جو حضور نے
 فرمایا تھا ہو کر رہا - اور نیز قادیان میں چھوٹا دعوے نبوت کا بھی کیسی ان گھڑ پستین دیکر سامی
 کا سا بچو ان کیا تو دھوم دھڑکا تو کر ہی دیا ساگر حضور عین پر اطلاع نہ پاتے تو ہم کو چھوٹے دجالوں
 کے فرعون سے بچنے کی بہت کہان سے ہوتی اور حدیثوں میں ہوائی پھندے لگانے والے
 ہم کو کیسے سلام ہوتے ایت کے مصرعے مراد الہی مفتح النب کے علم کہنی تفصیلی کے جائے
 بین تو حیدر کہاتے خاص اللہ کیلئے کی جیسے قطعاً اور یقیناً ثابت ہے ایسے ہی بر مان عقلی بھی اس
 نبوت کی تائید کرتی ہے جیسا کہ تفسیر کبیر سے اسی صدمین منقول ہے اور بعد میں آئین اور صحیح فقہین
 اسی کے موافق موجود - اس مضمون کی ایک حدیث جو آئندہ آئے گی سبکو امام بخاری نے
 کتاب الایمان میں داخل فرما کر آکا کیا اس سبب کہ ان پانچ خزانوں کو عین کے بالاستیجاب
 اللہ سبحانہ کو سوا اور کی نہیں مانتا اسکا ماننا بخدا ایمان ہے حضور سے حضرت عبداللہ بن عباس نے ان کو

عین
 بجاوید ایت
 کذا بین وہ بین
 جو بہت بڑی
 دھوکے بازی
 کرنے ہیں

درمانت کیا تو فرمایا سبحان اللہ ان پانچ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی ہاکی ہے اللہ کو
 اس سے کہ ان پانچ کے بالاستیعاب جاننے میں اللہ سبحانہ کا کوئی باہم شریک ہوتا ہے اس حکم
 قلم قرآن فیصلہ آسانی کو قوڑے کے لئے قدور کی حکایت ہے سند مجہول پیش کی جاتی ہے کہ
 اس کو بطور حدیث فلان نے ذکر ہے ایش حدیث نصوص مصر قرآنی بہانی پھیر دیا اور پھر اسے
 خاصے ایماندار شیخ نے جو فرمایا ہے خدا میں اللہ ہی ہے کیا صادق آگیا اس غیر حدیث وارد خیالی
 کو حدیث بتلا اور اس سے نصوص مصر قرآنہ کو ڈاکر حدیث کا بہانہ کر کے دھوکا دینا نہیں ہو اور کیا
 دجالوں کذابین کے سہمہ ہوتا ہے۔ حدیث بھی ہوتی تو خبر قطعی قرآنی کی مانع نہ ہو سکتی جو جابگیر حدیث بھی
 نہ قوی صحیح اور نہ ضعیف قدور سے ایمانی مسئلہ قرآنی کی یہ درگت صحیح حدیثوں کے ابطال کی
 یہ نوعیت۔ جو تہا را بین دنیا میں ہے یہ ادنیٰ کی ہرکت اور طفیل ہے جو قہر حکم و جالی دھوکے بازین
 سے بچارا ہے بہ عیب پر اطلاع ہانے کا باب اس قدر وسیع ہے جو ان ملاؤں سے بچانے میں
 ہماری دشمنی اور منہ کی دشمنی کر رہا ہے اور اللہ سبحانہ کی بیچارہ ترین نازل ہیں اور ان کی
 صحابہ فقہار و محدثین و مستملین و بیران ہدایت و طریقت پر چکی حفاظت الفاظ و معانی کتاب
 و سنن کی وجہ سے آج کوئی بدعتی اور دجال تحریفی سنی گری کسی آیت یا حدیث کی دین اسلام
 میں ذات نہیں کر سکتا جو زالی کرتا ہے اور کسی وہ گڑبست ادنیٰ کی پیشانی کی مسبا ہی موجود
 اور آئندہ سلون میں مشہور ہو جاتی ہے۔

قال الله تعالى اني جاعل في الاخليفة الخليفة في تنقيد احكامي فيها وهو آدم
جلالين فاما لاد بالخليفة ادم عليه السلام فانه خليفة الله
 في الارض لا قامة احكامه وتنقيد قضاياه وهذا اية عبادته وحجهم
 الى الله تعالى واعطاهم مراتب قربة الى الله تعالى
 والصحة انه اسما هي خليفة لانه خليفة الله في الارض لا قامة
 حدوده وتنقيد قضاياه **خازن ترجمه** فرمایا اللہ تعالیٰ نے

بیک زمین پیدا کرنے والا ہوتا زمین میں خلیفہ بنی نہایت کرے گا میری میرے احکام پہنچانے
 کے جاری کرنے میں اور وہ آدم بن (یہ جلالین سے منقول ہے) اور مراد ساتھ خلیفہ کے آدم
 علیہ السلام میں پس بیک وہ اللہ کے خلیفہ میں اللہ کی زمین میں احکام الہی قائم کرنے
 اور جھگڑوں میں خدائی فیصلے جاری کرنے اور بندگان خدا کو ہدایت کرنے اور ان کو اللہ
 کی طرف کھینچنے اور مراتب قرب الہی دلانے کے لئے (یہ تفسیر مظہری سے منقول ہے)
 اور صریح یہ ہے کہ آپ کا نام خلیفہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ اللہ کے خلیفہ میں اللہ کی زمین میں
 حدود الہی قائم کرنے اور خدائی فیصلے جاری کرنے کے لئے (یہ تفسیر باب التاویل خازن سے
 منقول ہے) جنوں کے قائم مقام زمین آباد کرنے بن جنوں کا خلیفہ ہونا وغیرہ دیگر اقوال بھی
 تفسیر میں مذکور ہیں۔ مگر کسی تفسیر میں نہیں کہ پیدا کرنے باب اس میں رسوائی رزق دینے بنا ہوا
 کے اُسکے نامے علیہ السلام وغیرہ امور کو بن خواص الہیت میں بھی اپنے قائم مقام خدائی کام
 کو کرنے کے لئے مددگار اور الوہیت بنا یا تھا اس طرف تو خدائی عطائی کے قرآن کا مشرقی فہم بھی
 پہنچ لجا تا ہے ہر نعمت کے حصول پر مصیبت کے دفع کا سبب حضور ضرور زمین۔ عالم سب کا سب ہی
 حضور کا طبیعت ہے۔ مگر عالم کی ایجاد فنا بقا کی قدرت عطائی دلانے کا لانا خیال باطل ہے اور محال کہ
 مستلزم شرح عقاید نفی سے اوپر منقول ہو چکا کہ مخلوق کا کوئی وصف کوئی کام صفت الہی اور خدائی
 کام کے قائم مقام ہو کر صفت اور فعل الہی کا کام نہیں دے سکتا۔ پس بادشاہ کے نائب کے
 بادشاہ کے قائم مقام ہو کر مہر سیاہ و سفید میں وہی کام کرتا جو بادشاہ کرتا ہے۔ اس کو ذکر
 فرما کر ہمارے مہربان کو اس پر خدا کے خلیفہ کو قیاس کرنا اللہ سبحانہ کے کرنے کے معنوں
 کا مولن بن خلیفہ خدا کو مستغرق بلانا کہ وہ بھی وہی کام کرتے کے لئے نائب خدا ہوا ہے جو خدا
 کتاب ہے۔ مسلمانوں کو یہ سہو و دھوکا نہ دہرہم ہے اور مجوس کا آمین یا مسلمانوں کا دین۔ چنانچہ
 برہما کو مخلوق کا پیدا کرنے والا اور دشمن کو مخلوق کا پالنے والا اور مہادیو یا مہیش کو مخلوق
 کا مارنے والا اور مجوس عقول عشرہ اور کواکب کو ان کا مٹانے والا خدا کے قائم مقام

نہو کر مانتے تھے اسلئے ان لوگوں نے اپنے لئے قویہ باطل خیال ہوا سے ہو کاف الامین و فاعلمی درجہ
کے کسی کو ہوا نہ تھا۔ بادشاہ اور شاہ کا نائب درخشاہ انسان اور خدا اور ذات
موجودین خدا اکبر جہاں سے خدا اپنے کسی نہ سمجھو۔ یہ خداوند پر باغیہ نہیں کہہ سکتے۔
نہو کر مانتے تھے جیسا کہ آپ سے ذاتی خط میں لکھے گئے ہیں۔ خدا را سو رنگوں میں نہ
کس کی ہیں کے اور سے ڈھلوا رکھا۔

قلمیہ و باہشتی امام ربانی کی جلد اول کے مکتوب ۱۰۴ میں ارشاد فرمائی ہے کہ ان میں

درجہ ہر کمالات و وجہ گشت و این کمالات سب از لئے رکھت اسے از کمالات

آن مرتبہ چیز کے درجہ حاصل نہ کر دے (ان قولہ) از وجہ طاعت انسان را در این

دین مکتوب ۱۰۶ میں ارشاد ہے غنی اور غنی کہ بچوں و بچوں و قدیم است دوایم نبات

اور غنی کہ از این مرتبہ درجہ سے محذراتا کہ غنی نیست۔ در سطح ہر کمالات جہو نہ

افعال و صفات۔ یہ کچھ ذات مقصور نیست جبہ افعال و صفات را از حضرت ذات

حقا کہست۔ فقہ سے اعتقاد ہے نسبت تا تجلی آہنا ہے تجلی ذات مقصور بود و اجماع

انذات است ظلال افعال و صفات اور است سبحانہ پس تجلی آہنا کچھ ظلال افعال و صفات

بود نہ تجلی افعال و صفات کچھ ان عبارتوں سے منشا آفتابا غیر در روشن ہو گیا کہ کمالات انسانی

کمالات و وجہ کی صورت بن جو نظر آتے ہیں اول کمالات انسانی نے سلسلے نام کی

درجہ کمالات کے ایک مرتبہ الوہیت کے کمالات میں سے دوسری اور کوئی چیز حاصل نہیں کی ہے

خداوند نہا نیست جو با کمالات انسانی کے کام کہ بچوں و بچوں اور قدیم ہیں اور اس میں

نہا کی ذات ہے۔ اجماع ہے کہ جو کمالات ہیں ان میں افعال و صفات کے کہ ہے کی مخلوق

کے آئینہ نما ہیں۔ یہاں سے ذاتی ہی نہیں۔ اور ہر شے الی چیزوں کے ظہور کی جگہوں

میں ظہور کیا ہے۔ یہ نسبت ہے کہ تجلی افعال و صفات الہی کے مقصور ہیں

اس لئے کہ ہر ذات حق خود ذات حق ہے نہا نہا۔ ان میں تا تجلی افعال و صفات الہی

اس کا ترجمہ جناب یہ کہ سید بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب عجباً
 ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو بخاریا مرد کی گنجائش نہیں، نہ اس میں احادیث کی گنجائش آتی ہیں
 اصرار سے بالاتفاق حصول کا علم غیب واجب ہے کہ امت مسلمہ غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا
 سوا اس کے کہ یہ رسول کے ترجمہ کیا ہوا صاحب فائز اور اذعان کا نام ہوا اب اس ترجمہ سے
 صحیح ترجمہ کو ملتا ہے وہ یہ ہے: یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر اطلاع دینے میں قطعاً
 معلوم ہے ساتھ اس حیثیت سے کہ کسی مقل کو اس کا بخاریا نہیں دیتا جو ممکن نہیں اور اس معجزہ کے
 راویوں کی کثرت کی وجہ سے اور غیب پر اطلاع دینے پر اس کے موقوف نہ کہ اتفاق کی وجہ سے
 اور یہ سب انہیں دینی شواہد میں (اور انہوں کو جو الامت ترقی آتے ہیں اس امر پر کہ بیشک اللہ کے
 سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور آپ کے اس قول کے (جس کے اظہار کا حکم بلفظ قل سراسر پر ہو گیا)
 ادا کر جانا ہوتا میں غیب کو اللہ ہی بتاتا کرتا بن حیر کی پس بیشک سبھی آپ کا وہ نمونہ ہے جو
 بغیر واسطہ کے ہو اور لیکن اطلاع پانا آپ کا اور سپر آپ کو اللہ تعالیٰ کے بتلانے کا وجہ تو ہیں پھر
 ثابت ہے بدیل قول اللہ تعالیٰ کے پس نہیں اطلاع دیتا اپنے غیب پر کسی واسطہ پر ترجمہ رسول
 ترجمہ تمام ہوا صاف اظہار ہے کہ امتیں قرآن مجید کی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا کلم
 کلام بلا ہی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بتلاتے غیب پر اطلاع پانے کی نفی نہیں کرتیں جس سے
 مثل آقا اب خیر ذر روئے کہ اللہ تعالیٰ کے بتلاتے غیب پر اطلاع پانا اور نہ چاہے اور غیب جانتا
 اور نہ ہو مگر چونکہ ہمارے ہم زبان کی زبان و قلم سے غیب دانی کا دعویٰ غلط کیا ہے اس لئے اس کو
 جانے میں یہ کیا کہ صحیح ترجمہ تو یہ تھا کہ یہ معجزہ آپ کے جتنی ہوتی ہے پر اطلاع پانے میں معلوم ہے
 یقیناً جس کی جگہ یہ دین گیا کہ آپ کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے اور دوسری عبارت کا سچا ترجمہ
 یہ تھا اُن کے سنی سنی میں حصول کی جتنی ہوتی ہے پر اطلاع پانے پر اس کی جگہ جناب نے یہ بتایا
 بالاتفاق حصول کا علم غیب ثابت ہے عیسوی عبارت کا بیشک ترجمہ یہ تھا لیکن آپ اطلاع
 پانا جتنی چیز اللہ تعالیٰ کے بتلانے کے سبب تو امر ثابت ہے اس کی جگہ ہی میں زبان

خیالی پس اللہ تعالیٰ نے کہے بکواسے غیب پر اطلاع پانا ایسی چیز ہے جس پر ایمان لانا
 بہتر ہے یا رو بہنہیں۔ شیخ ابو اسحاق رحمہ اللہ کہے کہ کسی مخلوق کے غیب نہ دانتے پر ایمان لانا
 بظہر عیاں بہت جھوٹا ہے۔ تاہم کہتا تھا کہ اس سے دفع الہیہ میں سفری ہے
 ناظرین صاحب فیما بین فی ترجمہ میں ہوا عبارتوں پر صاحب فاضل نے اکتیری لکھی ہے
 اوٹکو ان عربی عربی لائن سے لائن میں نے تیری لکھی ہے تو یہ ہے ماہ ۱۰۱۰ ۲۰۱۰ ۲۰۱۰
 غیب نے اللہ کے بتلاتے غیب پر اطلاع یا بکواسے صحیح اس میں ہے غیب جاننا نہایت
 اور احادیث سے منکر ہے اور بخلاف لازم الودیت پس جبکہ علم غیب بتلاتے ہوئے کے جاننے
 ان تمام کھٹیر اوقات میں کہ کہ عالم غیب ہونے علم غیب جاننے سے منکر کہنا پڑے گا۔
 جس سے کتاب و سنت کے عرف کو بال لازم آگیا۔ خاص معنی میں مواہدہ اللہ تعالیٰ
 عبارت قد استقصیٰ بالتقویٰ علیہ السلام علیہ السلام بان اصحابہ بالاطلاق علیہ
 الغیب کا ترجمہ یہ کیا بیشک صحابہ کرام میں منکر وہ معدود تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لو جینویں
 علم ہے۔ حالانکہ صحیح ترجمہ بہت جھوٹا ہے پاک اس عبارت کا یہ ہے بیشک مستحکم و مستند ہے
 امر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے اصحاب میں کہ اللہ تعالیٰ کے بتلاتے ہے
 فرماتے سے آپ جیسا ہوتی چیزوں پر مطلع بن ترجمہ تمام ہوا صحیح مذکورین ۱۰۱۰ ۲۰۱۰ ۲۰۱۰
 اللہ تعالیٰ ہی کا اطلاع علیہ الغیب اسکا ترجمہ کیا کہ نبوت کے معنی ہیں یہ صحیح کہ غیب جاننا
 حالانکہ صحیح ترجمہ بہ تھا کہ نبوت وہ غیب پر اطلاع پانا ہے صفحہ ۱۰۱۰ ۲۰۱۰ ۲۰۱۰
 الا غلام ہر علامہ مشامی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں الخواص یخبرون بحکموا الغیب
 فی حدیثہ او قصا یا کما وقع لکثیر منہم و اسٹنٹن جازم ہے کہ اولیاء کو کسی واقعہ
 یا وقل من علم غیب نے سطر ۱۰۱۰ ۲۰۱۰ ۲۰۱۰ ترجمہ اسقدر پیر نہیں رکھتا حقدراوہ کے ترجمہ
 کہتے ہیں علم غیب نے حاصل ترجمہ ہے اور اصل ترجمہ یہ ہے جازم ہے یہ کہ بتلاتے جاننے
 وہ خاص چھٹی ہوئی بات ایک واقعے معنی میں یا چند اوقات میں انہیں امام بن حجر کا مال

ناتیہ الاما مول بہر دفع الہیب من منقول ہے جو اللہ سبحانہ کو عالم الغیب عیب کا جو ہے وہ اس کے
 ماننے اور غیر پر اس کا اطلاق نہ کرے کہ میں خود نہ تو اس اور صرف اس عالم وغیرہ کو کہ اس
 سچا ہر نام ہے حاسنہ یہ بھی دیکھ لیجئے کہ جہاں سے اس نے سب کی مائیکہ انگریز میں یون مرقوم ہے
 الغیب ما لم یقر علیہ دلیل والا اطلعم علیہ مخلوق یعنی سب کا وہ جو سب کے درمیان
 کر کے جاننے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو جیسے وہاں ان دیکھیں آگ کے جہاں سے اس
 دلیل ہے اور نہ اس کے کسی مخلوق کو مطلع کیا جائے تفسیر انہی میں جس کی عبارت واضح ہے کہ
 صفحہ ۵۰ میں نقل کر کے یہ ترجمہ کرتا کہ عیب کو لا دلیل اور تعلیم نہ پایا یا جس عیب کے متعلق نہ
 اندھا کے ساتھ خاص ہے سطر ۱۲ تا ۱۶ جب عیب کو اللہ سبحانہ کے سوا کوئی نہیں
 جانتا بیان کرنے والی آیت کے ترجمہ کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ سمجھا تھا یہ بھی ہے کہ
 صاحب فاصل ترجمہ میں بیان کر رہی اور یہاں سے پہلے لائے والوں میں لائے جانے والوں کے
 آپ عالم الغیب عیب کا بیان نہ دے گا کہس پر تہ نہایت اور سوائے بہت عبادتیں وہ نہ دے رہی
 لکھیں نقل کر کے بھی وہی معنی کی ایک آیت لکھا ہے تفسیر غریبی میں ہے۔ اطلاق پر عیب کا اسم

یعنی ان است۔ برادر میں ہے انباء مرسلین را دا ازم الوصیت از علم عیب و مستہر ان فریہ
 ہر کس انہر جاوہریت پر جمع شد و اس ثابت کہ اس سے روشن ہو گیا کہ اللہ عیب
 چہی ہوئی چیز کا تعلق اسے سے جاننا اور چہی سے اور عیب جاننا اور چہی سے۔ اطلاق
 ہر خبر ان سے جو امتحان کی خبر دیتا ہے اور دوسرا یعنی عیب جاننا اور ہر جگہ سے کہ کسی
 فرما دے نہ وہ لازمی ہیں خدا کی کے فاصل کے صفحہ ۲ میں ہے۔ اور عزوجل فرماتا

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ فَرَادُوهُ آسَافًا
 زین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اس سے مراد ہی علم ذاتی و علم محیط کہ وہی
 باری (حق) عزوجل کے لئے ثابت اور اس سے خصوص میں کو یعنی اللہ سبحانہ کے
 ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں علم عطائی کہ دوسرے کا یا ہوا ہو یا علم غیر محیط کہ بعض

بعض اشیاء سے صلح معین ہے ناواقف یہ اللہ عزوجل کے لئے ہو ہی نہیں سکتا۔ (یعنی
 اللہ سبحانہ اس شخص اور عورتی سے پاک ہے) لایم العیب علیہما نہ جہ نفی یہ ہے کہ اللہ
 سوا کوئی ارضی و سماوی مخلوق عیب نہیں جانتی۔ عیب عیب نہ ہونے اور واسطے کے معنی
 دی عیب کے تباہی سے جاننا عیب نہ جاننا ہے یا کہ عیب پر اطلاع جاننا سے اور بے جا
 اور بلا دلیل جاننا عیب جاننا ہے عرف کتاب رستہ و سلمین میں اس مذہب کے سرپرست
 اعلیٰ خالص الاعتقاد میں لکھتے ہیں ہماری تقریر سے روشن و تابان ہو گیا کہ تمام مخلوق کے
 حلیہ علوم ملکہ بھی علم الہی کے مساوی (برابر) ہوئے کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے
 دل بن اور کا حفرہ گندے دروازے اور کسی مخلوق کا سلوات الہیہ کہ تفصیل نلم محیط
 ہو جانا شروع ہے محال ہے اور عقل سے بھی ملکہ اگر تمام اہل عالم اگلے چیلون سب کے حلیہ علوم
 جمع کیے جائیں تو انکو علوم الہیہ سے وہ نسبت نہوگی جو ایک انسان کے دس لاکھ حصوں میں سے
 ایک حصہ کو دس لاکھ سمندرون سے (سطح ااتامہ) اور خالص ہی کے صفحہ ۷۷ کی عبارت
 غریبہ آئندہ حاشیہ پر آئے گی اس کا ترجمہ یہ ہے ہم نہ علم الہی سے (مخلوق کے علم کا)
 باہم برابر ہونا مانیں اور نہ غیر اللہ کے لئے علم بالذات جانیں اور اللہ تعالیٰ کے عطا
 فرمائے سے بھی ہم اللہ کے علم سے مخلوق کے علم کا باہم برابر ہونا ثابت نہیں کرتے۔ مگر
 بعض کا علم عطا فرمایا جانا ثابت کرتے ہیں۔ ترجمہ تمام ہوا صاحب فاضل نے یہ مذکورہ بالا
 جو لکھا سب حق ہے بیشک مخلوق کے لئے اللہ سبحانہ کی برابر علم ہونے کا شبہ اس
 قابل نہ تھا کہ مسلمان کے دل میں اور کا حفرہ گندہ تھا اور ایمان سے والا مسلمان ہی کب رستہ
 اس مذہب کے مددگار توفیق علیا سرپرست مذہب کی اس تقریر سے راضی نہیں سلام ہوتے
 دیتے کہ وہ اس کے دماغ میں بہر کتبہ چلے کہ یہ خدا کو علم سکھانے سے عاجز کہہا ہے
 ناظرین! اب ہم دیکھیں صاحب خالص الاعتقاد کے حواری مدکار مذہب علم الہی کی برابری
 کے مدعی خالص دماغ کی تقریر مدعون و نابالک کی رد سے مسلمان رہتے ہیں یا نہیں اور

تہمیں یہ باہمی کے واسطے کہاٹنے کے اور اور دکھانے کی اور والی کہات تو نہیں جو افسوس
جس شبہ کا مسلمانوں کے دل میں خطرہ گذرے قابل تبادہ اس لئے مذہب کے دو کار و نکا
دین و ایمان اور اعتقاد دین کیا از روہ باوجود ان امور شافی ایمان کے کامل مسلمان بنائے جاتے
اور انکی تائید میں کچھ غدر گئے جیسے ہیں اس معیار سے خاص الاعتقاد ان حضرات کے ایمان
کو جا چکے۔ فقیر نے مذہب کتب ذیل پر اس مذہب کے حوالوں کی کچھ حکم لکھا ہے اس مذہب کے مجدد
سکا مٹھوہاؤر کا کہ مسلمانوں میں تین قسم ہوتے ہیں ایک ضروریات دین اور دینا شکر علیہ ان بن ادنیٰ

نیک کرنے والے یا باطنی کافر وہ ہے ایسا کہ جو افسوس کے کفر میں نیک کرے وہ بھی کافر ہے

یا انھیں دین کے (۱) اللہ عزوجل عالم باندا ہے سب اس کے تبارے کوئی ایک رت نہیں

ایمان لکھا (۲) رسول اللہ ریگ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو اپنے معین غیوب کا علم اللہ

عزوجل نے عطا فرمایا (۳) زالی قولہ یہ ستم دل ہونی۔ صفحہ ریح القہار یہ بعض غیوب کا علم عطا

اوکل کے جہان میں اللہ سبحانہ کا بخش ہونا ایسی قطعی دلیل قرآنی ہے ثابت کہ جس کسی

اسلامی فرد کو انکے تبارے میں غیوب کے جہان کے جانی حد کو بخیر ضروریات دین رکھا

اور کرات کے رت اہل سنت ہی مستند ہونے کو اس کو بخیر ضروریات عقائد اہل سنت بلکہ

اس حد کے توڑنے والے کو صرف بدعتی بد مذہب گمراہ کہے قطعی کافر۔ پس اللہ عزوجل

کا برابر آپ کا علم سننے والے ضروریات دین کی حد توڑنے سے مخصوص قطعہ قرآنیہ کے شکر

کھنکھ کر دینے والی کافر ٹھہرتے ہیں جبکہ اس مذہب کے باقی راجح بن ارقام فرما چکے علم الہی

باز رہا کے مدعین صاحب راجح کے حوالوں کی تصریحات حسب ذیل ہیں ازالہ الخفانی

علم الہی بن مرقوم ہے۔ اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر سارے

عجز کھنکھ کر دینے والے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے حصہ کے پیش نظر ہے۔ تمام دنیا کو

دست مبارک کی طرح دیکھتے ہیں نزدیک دور آپ کو سب یکساں ہے۔ ازل سے اب تک جو کچھ

ہو اور ہوگا آپ پر سب روشن ہے۔ آسمانوں میں کوئی پرندہ نہیں مارتا۔ لیکن آپ اس کے واسطے

ہاں یہ وہ وقت ہیں ہماری اور ان کے کو بیٹے ہمارے سلام کا جواب دینے ہمارے احوال کو جاننے
 ہمارے امور ان کو جاننے تین و غیرہ۔ نہ تو خود اس کے قائل ہیں کہ حضرت کے متعلق بن
 آسمان کے اہل ایمان کو کچھ عینیت دینی کا مرتبہ چاہیے ہے ص ۱۹ (الی قولہ) البتہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اور اہل ایمان کے علم میں عیالی اور کسی دوسرے کا فرق کرتے ہیں۔ باقی احادیث و روایات
 بن آسمان اور اس کے رسول کے علم میں کچھ فرق نہیں۔ بہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 اہل ایمان کے علم میں کچھ فرق نہیں انہی تینہ الحاحیہ صاحب تہذیب و اسواری کہتے ہیں اگر کچھ
 ہے کہ بعض کا علم اور غایت میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور بعض کا نہیں تو یہ مستحب
 تر فریق ظاہر ہے کہ ہوگا کیونکہ نسبت علم و باعث انکشاف تو وہی زمانہ ہے اس نسبت
 اور اس وقت کے شانہ کو تین معلومات سے علی السکوۃ (یعنی برابر) سب بجز میں کو جانتا اور بعض کا
 علم نہ ہونا کہہا اور صفحہ ۱۱ میں جو قول میں پوری العلم المحیط لیس الا اللہ بہت درست ہے
 اور اس سے بھی علم بالذات ہی ہے قل آئینہ الا ما علمہ اللہ سبزیل ظاہر ہے انتہی
 اس سبب سے فتنہ زبان قلم سے اہل بی بخلایع سب گھڑوسی کے ابدان سے ہوتے ہیں وہ
 اس تہذیب کے سرپرست اس نے معین عینوب کا علم انبار و سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
 تہذیب کے اشرع میں ہے کل کا علم اپنے بندہ کو دیتے ہیں برابر نام اور ذات کی کسی طرح حضرت نے باوجود
 کثرت میں برابر ثابت کر لیا برابر سے الام کو ذاتی عطائی کے فروخت سے اونٹنیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۱ میں کہتے
 ہیں اگر عجب علوم غیر مشاہدہ اور اتد کو حضرت کو عطا فرماوے۔ اور معلومات الہی معلومات بشری
 بافرق برابر جو عاویں تو ہی سزا علم الہی کے نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ تو بنات انہی ہے اور وہ
 ذاتی موعی۔ اس سے پہلے کیا صاحب تہذیب۔ ایادت اور مائت کے الام کو اسی ذاتی عطائی
 کے فرق سے اونٹنیا ہے۔ خالانکہ اللہ کی برابر علم ماننے کو اگرچہ تعلیم خدا ہی سے مانے
 بہتہ تہذیب صراط حق و مخالف معاند اسلام تیار ہے۔ آئینہ متین
 بیان مرید لہ

علیہ وسلم کو دیا جاتا مجملہ ضروریات دین، مخیر اگر اذکار و سنن کو ملکہ اول بن ادنیٰ مشک کر خوالیکو
 بالمعین ایسا کا ڈرایا تھا کہ جو اس کے نغمہ ننگ رست وہ بھی کافر عبارت راجح اور بھر دیکھو
 مولوی عبد اللہ رولپوری کے چار سوالوں کے جواب میں مولف راجح لکھتے ہیں ایسا علم محیط
 اونکے لئے ناسے اگرچہ تعلیم خدا ہی سے جانے تو اگرچہ سنن کا نہ مگر صراحتہ کفر و مخالف عقائد
 اسلام ہے ایسے عقیدہ والے کی امامت باطل محض ہے اور اسے دانستہ نام نہانا حرام
 بلکہ مذکور ہے۔ (سعد اول صفحہ ۱۱۱)۔

معین عیوب ملتے جلتے کی اس حد کو جو بالحق فرق اسلامیہ ایسی قطعی قرآنی دلیل سے
 ثابت تھی جنکی وہ ہم سے اسکو سب مجملہ ضروریات دین رکھا اب اسکو کیسے کیسے عمدہ بگھار دین
 منطق فائدہ ساز کے صاحب تہذیب رکھ کر لئے لکھتے ہوئے اور صاحب ازالہ نے تو کوئی
 حد ہی نہ کی سلسلہ دکا نہ ہو شالوازم الامیت آپ کے تھے ثابت کرنے میں مضار سے ہر بات کو دیا
 سرپرست اسلئے کی کتابوں میں صفات الہیہ ذاتیہ و فعلیہ اور محبوبان خدا کی صفات میں ذاتی عطائی
 کا فرق روح و نام سے مطلوب الامان لکھا دیکھو اور صفحہ ۱۶ اعلام ابن حجر کا یہ قول دیکھو کہ کوشہ
 سب کا علم واحد ہے جو ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور بڑا نہ کو قبول ہی نہیں کرتا اسیر و اجلاط
 کہ جب ہمارے جدید جوان نہ سب میں وہی علم الہی بوسا جو را بن تھا آپ کو ملا تو اللہ اور رسول اللہ کے
 علم میں احاطہ و استغراق میں برابری ضروری ہوئی۔ مان اگر ایسا ہوتا کہ آپ کو اللہ سبحانہ اپنی
 علم کا غیر عطا فرماتا جیسا کہ آئمہ مسلمین اور یہی علامہ ابن حجر کہتے ہیں اسی صفحہ اعلام میں اسی
 قول ابن حجر کا تقریر موجود ہے وَهُوَ عِلْمُ اللَّهِ تَعَالَى یعنی اور وہ علم مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے
 علم کا غیر ہے (یعنی اور عبثیت بری آپ کو نزدیک و دُور کے تکیان سننے دیکھنے کا
 اعتقاد خدائی مانند صاحب الالہ بلکہ اس فرقہ جدید کے سب افراد کا ناظرین ہم دیکھ چکے تو تمام
 نفوس حصر و مفسرین و شارح حدیث و فقہاء و متکلمین و صوفیائے محققین کے موافق
 جو عزیزی میں یہ در عبارتیں ہیں کہ اطلاع بر غیب خاصہ پیغمبران است۔ اور دوسری یہ کہ

انبیاء و مرسلین را الحاق از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس از بہ ہوا و قدرت جمیع
 مقدرات ثابت گذارتی انہیں غیب پر اطلاع پانا خاصہ پیغمبر کا بتلایا اور غیب جاننا
 اور ہر جگہ سے ہر کسی کی فریاد سننا اور تمام مقدرات پر قدرت رکھنا لا محضہ الوہیت اور جنائی
 کے جملے کیجئے آپ تمہارے ثابت کرنے ملتے بہ صاحب ازادہ صاحب تہذیب بلکہ اس فرد کو
 سب لوگ بل رہے ہیں۔ خالص کے صفحہ ۲۷۳۴ سے ہم ادب نقل کرتے ہیں یہ کہ تمام مخلوق
 کے جملہ علوم لکھ بھی علم الہی کے برابر ہونے کا بیٹھہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا
 حظہ گذرے علم محیط تمام مخلوقات الہیہ کا کسی مخلوق کو ہوتا سنہ خدا عقلاً محال ہے۔ تمام اہل علم
 لکھ چکے ہیں کہ جملہ علوم لکھ بھی علم الہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ہونکے دس لاکھ حصوں
 میں سے ایک حصہ دس لاکھ سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔ اور اللہ کے عطا فرمائے سے بھی اللہ کے
 علم سے مخلوق کے علم کا برابر ہونا نام ثابت نہیں کرتے مان معین کا علم عطا فرمایا ہوا نام
 کرتے ہیں انتہی لطفاً میں سببہ کا مسلمان کے دل میں حظہ گذارنے قابل نہ تھا وہ آپ ہی
 صاحب مذہب کے امکان کا ایمان لگایا ہوا اور یہ دیکھو اعلام الاذکیا میں ہے۔ ازل سے
 اب تک کی چیزیں جو ہو چکی ہیں اور ہونچوالی ہیں سب کا علم آپ کے واسطے حاصل ہے۔ راقم کہتا ہے
 آپ کا مطلع الغیوب ہونا بہ نسبت حب اشبار و حقائق و دقائق و امور عالم ملک و ملکوت و غیرہ سے
 علم تفصیلی کے ساتھ صراحتہ ثابت ہے۔ صفحہ ۱۳۱ سطر ۷ تا ۹ شیطان کے لئے بعض موجودات
 کا علم ثابت ہے قطعاً نہ کل موجودات و موجودات کا بخلاف ہمارے سرور کے کہ وہ علم حاوی
 و محیط جملہ ماکان و مایکین کہے نہ صرف موجودات یا بعض کا (الی قول) ہمارے سرور کا نبات
 کا علم بطریق اطلاق و عموم و احاطہ مشمول ہے صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۲ تا ۱۹ اس دوسرے علم میں
 اجمالی تفصیلی پر مباد اس مذہب کے سرپرست کا اعلام کے صفحہ ۲۸ میں دیکھو قدر سے
 افسوس ہے یہ ہے جس کے دلائل کی کافی تفصیل بقدر حاجت مولانا الفاضل الکامل العجیب نے
 بیان فرمائی سطر ۳ و ۴ راجع کے صفحہ ۹ میں یہ شکایت ہے کہ سنی سید احمد بریلوی نے کی

عبارت میں جو سب سے طرف منسوب ہے ذات و صفات الہی کا مہرچ استثناء موجود ہے اور اس کے
 خلاصہ میں نہیں ظاہر کرنے والے عالم عارف محدث دامت برکاتہم کی نظر اس پر ہے
 قصور میں ہیں ہے تمام چیزوں کی حد سے حق تعالیٰ محدود ہوا جاتا ہے اور عالم کی تمام چیزیں
 ضبط اور احاطہ میں نہیں آسکتیں اور اس کی ہر صورت کی حد جانی جاسکتی ہے۔ مگر اس قدر

صور توں کی حد معلوم ہو سکتی ہے بقیہ علم والے کے ذہن میں چہن کی صورتیں بسا ہوتی
 اسی طرح حق تعالیٰ کی حد بھی معلوم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کی حد تمام صور توں کے علم سے

معلوم ہو سکتی ہے اور تمام صور توں کا علم حاصل ہونا محال ہے پس حق تعالیٰ کی حد بھی محال
 ہوتی ہے ۹ تیسری حکمت نقص نفی مترجمہ لکھنوی بیانات شیخ اکبر جہان کی تمام صورتوں کا
 علم حاصل ہونا محال تمام چیزوں کی حد سے حق تعالیٰ کا محدود ہونا لازم آئے تمام چیزوں کی
 حد نہیں ہو سکتی اسی طرح حق تعالیٰ کی حد بھی نہیں معلوم ہو سکتی۔ اس سے نور منہج حد پر ہی سمجھا جاتا

ہے کہ جس نے ذات و صفات الہیہ کو چمک کر بھی مخلوق کے لئے اس علم کی تمام صورتوں
 کا علم احاطی تفصیلی مانا اور اس کا ذات و صفات الہیہ کو چمکنا نہ چمکنا دونوں برابر ہیں اس لئے
 کہ عالم کی تمام صورتوں کو تفصیل اور احاطہ نہ ذات و صفات الہیہ کے جس نے پر موقوف
 ہے جیسا کہ اس عالم سے ہزار ہزار ازیہ و افزون کے علم محیط تفصیلی کا دعویٰ کیا جاتا ہے
 جبکہ اس استغناء کا عدم اور وجود برابر تھا پس اہل علم کو کل سزا نہایت مبہوت ہے۔

مولوی رحمت اللہ صاحب کرانوی کے استغناء اول سے اوپر یہ مقول ہو چکا استغناء کی کمال

کی عبارت کا مفاد کہ موجودات میرے ارادہ کی شان ہے۔ پس ارادہ ہوا یا علم تمام صفات الہیہ
 غیر محدود اور غیر متناہی ہیں جسے ذات الہی غیر محدود اور متناہی ہے اور ارادہ الہی کی تمام احوال
 ہی عالم ہے۔ پس انبار عالم کے متناہی اور محدود ہونے سے ارادہ الہی کا محدود و متناہی ہونا
 لازم آتا ہے۔ صاحب انبار المسطفی والاسن ورنہ عالم کے ذر ذرہ و حالات
 ذر ذرہ و غیرہ کا علم کہی احاطی تفصیلی آب کو ثابت کرنے کے لئے یہ حد بندی کی دو حدیں کافی

و مکانی یونان و الین کہ عرض سے فرس تک اور ابتدا آفرینش آدم عالم سے توزیع جنت باطل
 ہوئے تک اور بحر آب ہی افتا سے حرمین کے تازہ عطیہ کے صفحہ زمین یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہر ذرہ
 میں اذن کے لئے علوم غیر متناہیہ میں سطرہ متناہی بافضل اور غیر متناہی بالقوة کا پردہ کیا
 اسکے ڈسکار کہئے اور وہی مرغی کی ایک ٹانگ سمجھا تلو اقرار بھی احوال بھی اور وہی میں کل
 عالم کو لے لیا جو بافضل متناہی ہے اور بالقوة غیر متناہی مگر اس دانگت کا سترہ لگا رکھا
 کلام شریف نے فتاب عالم کے جو گذرنا کہ اس عالم کی ایک صورت کی حد بھی نہیں جانی جاسکتی
 تو آب ہی ایک صورت میں علوم غیر متناہی ہوئی خواہ وہ صورت دند ہو یا قطرہ اور یہ بافضل
 متناہی اور محدود ہے اور بالقوة غیر متناہی اور غیر متناہی ہوئے ہی کا جبہ سے مخلوق کے
 علم کے تاب کی بات نہی جس تو لے شانہ کے عالم میں غیر متناہی معلومات جانیے کے
 غیر متناہی سلسلے ہیں ان غیر متناہی کا جائز بھی اوی کے تاب کی بات ہے اس آسانی
 سے سمجھانے کے لئے ہمارے شیخ نے دفع الرب مطبوعہ مطبعہ انجمن المطابع مراد آباد
 کے صفحہ ۹ میں ارقام فرمایا ہے۔ زیر تعین نظیر الصافات ملاحظہ فرمائیں۔ پہلا وہ کائنات حیوان
 سطاق (غیر ناطق) تو درکار حیوان ناطق ہے حکمو اول تو جبہ میں ہے سوچ بچار یہ امر
 کچھ نہیں آجائے کہ آب کو اشیا عالم کے ذرہ ذرہ کے تیزات کو جنبہ سمیت ذرہ ذرہ اور
 اسکے عوارض کا علم تفصیلی احوالی حاصل ہے۔ مثلاً ایک ذرہ کو اول نفس کلیہ میں پر دہائے
 قزح میں ہیں آنا اور رنگ خاکی اور مزاج سرد خشک بوجہ ترکیب پایا۔ فرض کیجئے بہرہی
 ذرہ بینکار و ذرہ کے ساتھ جسم درخت میں پہنچا بتوں میں گیا۔ بتوں نے رنگ بنر مزاج سرد
 پایا بہرہی بتوں کو دھونس لے لیا یا تو وہ گوبر میں گیا۔ گوبر کا سار رنگ مزاج گرم خشک ہوا بھروسہ
 گوبر کے کیش میں گیا۔ رنگ رطب مزاج مناسب پایا۔ کیش مرغی کھائی مرغی کا لٹن نے
 کھانا کرنا کہ بال براہ بر زمین کا جز ہو گیا۔ چرو۔ سوسہ طرہ و غیرہ پیشار بلبلان قیامت تک زمین
 اور یہ تو عرف ایک ذرہ کے حالات تھے ہے اشیا عالم کے بینکار و ذرہ کے پیشار تدرج

و تیزات الفکارات ذاتی و صغریٰ و قریٰ امور مذکورہ صمدی اور اوان کے مسئلہ کے طور پر رہیں
 حافظ بن اسے اور پچاسے کی چیز ہو سکتے ہیں اور ان تمام تغیرات اور انقلبات میں رہیں
 اور ہر سلسلہ میں ہر جگہ اس درجہ کی شناخت و غیرہ کا بدھی ہوتا ہے جو کہ ہر جگہ
 خداوندی کا ادبی توقع بن سمجھ میں آجاتا کیسے راست آگے لے کر جسے اللہ تعالیٰ کے
 صفحہ بارہ میں نہ دعوے کہ ہماہمہ ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات و مائعات و کائنات کو بھیجے جو کمال و کمال
 ہر اور ہر ارادہ و علم ہی کہ ہمارا الہی مانا جاسے اس سے کہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ
 ہماہمہ کہ جملہ غیرہ سے متعلق خبر کر کا کافیہ بیانہ سے نظر اور ذکر و دوسرے سے کہ عین و کمال
 تب بھی افادہ شیخ اکبر اوس کے آئے آگے دفع الیہ شیخ کے معنی میں ہے و فرما ہا
 امام غزالی سے احیاء علوم الدین کی کتاب الحیۃ و النور میں تو کہاں ہے علم اولیٰ و آخریٰ
 کا اندازہ کے اوس علم سے جو محیط ہے کل کہ ہمارے احاطہ کے ساتھ جو خارج ہے۔ یہ تھا
 ہماہمہ کہ چہا نہیں اوس سے برابر درجہ کی آسمانوں میں اور زمین میں اور ہر جگہ و ہر جگہ
 مخاطب کیا سب خلق کو پس فرمایا اور نہیں دے سے کہ ہم علم میں سے نہ تو ہوا کیا کہ کہہ
 ہوا میں آسمان اور زمین دے اسے کہہ کہ ہم علم میں آسمان و زمین و ہر جگہ و ہر جگہ
 یا ہر جگہ کے پیدا کر سے ہی عقل میں ہے کہ کہہ میں مطلع ہو سکتا اور کہہ میں ہر جگہ و ہر جگہ
 انتہی تقدیر کا جو موجب افادہ آیت و ما او فیما فیہ من العاجل و الباقی و فیما فیہ من
 یا ہر جگہ کے پیدا کر سے ہی عقل میں ہے کہ کہہ میں مطلع ہو سکتا اور کہہ میں ہر جگہ و ہر جگہ
 ہر تمام آسمان اور زمین و اسے کہہ کہہ میں مطلع ہو سکتے تو تمام درجہ و درجہ و درجہ و درجہ
 عالم میں جو معلومات اور حکمتیں ہیں اللہ کی اوس کا علم تفصیلی مخلوق کو یہ ہے جسے ہر جگہ و ہر جگہ
 آیت و ما او فیما فیہ من العاجل و الباقی و فیما فیہ من العاجل و الباقی و فیما فیہ من
 منقول ہے کہ ہر جگہ و ہر جگہ کہہ کہہ میں مطلع ہو سکتے ہیں ہر جگہ و ہر جگہ کہہ کہہ میں مطلع ہو سکتے ہیں
 ہر جگہ و ہر جگہ کہہ کہہ میں مطلع ہو سکتے ہیں ہر جگہ و ہر جگہ کہہ کہہ میں مطلع ہو سکتے ہیں

وغیرہ میں جو منقول ہیں انکو دیکھتے ہر ذہن معلومات غیر متناہی کی تقریر ہے اور واقعہ میں
 بہ ہمزہ جو تفسیر کبیر کی عبارت نقل کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے - جیسے یہ آیت مفتح الغیب
 کے علم کی یکتائی اللہ وحدہ کے لئے تبارہی ہے ایسے ہی مفتح الغیب کے علم محیط کائنات
 یکتائی پر برہان عقلی بھی زور لگاتا ہے - تقریر اسکی یہ ہے کہ آثار اور شیون اور صفیون کے
 علم حاصل ہونے کا سیدار موثر کا جاننا ہے اور موثر اول کل حکمت بن اللہ تعالیٰ ہے تو پہلی
 بخشی جمیع معلومات کے جاننے کی جانتا اللہ کا ہے اور اللہ کا علم نہیں - لکن اللہ ہی کو اس لئے
 کہ غیر اللہ اثر ہے اور اثر و موثر کا زمین جان سکتا - ترجمہ تمام ہوا - پہلا اہل سنت کے جن امام عالی مقام
 کے کلام میں آیات کی تفسیر میں مراد الہی یہ بتلائی جاسے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے آیت
 بھی بمقابلہ حقائق انجا قدر قلیل ہے تہوڑی ہے - سارے باستانہ رکندہ ذات و صفات باری جمیع
 معلومات کا جاننا کہ ذات الہی کے جلنے پر موقوف ہے اور کہ ذات الہی کا جاننا محال لہذا
 باستانہ رکندہ ذات و صفات الہی جمیع معلومات و ذکر کائنات کا جاننا بھی محال جو شیخ اکبر نے فرمایا
 رہی حق تحقیق رہا - پس انہیں امام دہلوی کے کلام سے حقائق انجا اور جمیع معلومات مذکورہ کا علم
 تفصیلی اکابر انبیا کے لئے بخود تا تحریف معنوی ہے خالص الاعتقاد میں ترجمہ عبارت کہ کیا ہے
 اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صنفیات اور شخصوں اور بدوین ہر پر مخلوق میں حکمت الہیہ کے
 آثار پر انہیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیا میں علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی لئے حضور سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی تم کو تمام خبریں جیسی وہ ہیں دکھا دے **اہ اول**
 بیان مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہل سنت کے نزدیک انبیا کرام اس عالم کی تمام مخلوقات کے
 ایک ایک ذرہ کی جنس صنف نوع - شخص جسم اور ان سب میں اللہ کی حکمتیں بالتفصیل جانتے ہیں
 و ناسیہ کے نزدیک کافر شرک ہونے کو ہی بہت ہے - الخ ص ۷۷ و ۷۸ - امام نے عالم کی جنسوں
 نوعوں - صنفوں شخصوں - بدوین - مخلوقات الہیہ میں جو حکمت باری کے آثار ہیں ان آثار پر انبیا
 علیہم السلام کو اطلاع ہوتی بتلائی تھی نہ تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس نوع - صنف

شخص بدن پر اور ایسے ہی دکن ذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض
 کے ذیل مگر ہمارے ہریان کو تو وہابیوں پر فتح پانے کی دہن میں معصود و ناقصہ بھی کی سیہ سہ
 سے لشکر طیار کرنا ہے اصلا صہ من وعا و تیت من العلم الا قلبیلاہ کی تفسیر میں
 جو انہیں امام اہل سنت نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے بہت ہی بمقابلہ علم الہی اور غیر
 بمقابلہ حقائق استبار قد ظیل ہے اور آیت مفتح الغیب کی تفسیر میں جو یہ فرمایا ہے جیسے یہ
 آیت مفتح الغیب کے علم کی کیانی امتداد و جدہ کے تھے بتلاہی ہے ایسے ہی مفتح الغیب کے
 علم مجب کی صفت بکائی پر برہان عقلی بھی زور بازو لگتا ہے۔ برہان عقلی کا تقریر اور بدیکہ لو
 اس کا خیال تو ادیکہ ہوتا جو قرہ الہی سے ڈرتا اور اہل بعیت کی نظروں میں تعفیف ہونے کا اندیشہ
 کرتا اور جب کو فتح کے بنادنی تقاریر میں نے نکال دیا پہنچا رکھا ہو پہلا دسکی بلکہ بھی کہیں جب تک
 سکتی ہے۔ اسکو اہل علم جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام مشیاء عالم میں حکمت الہی کے آثار
 کو مشاہدہ فرماتے ہیں انہر اطلاع پاتے ہیں۔ اجزاء عالم سے بڑا ہو یا چھوٹا کیسے امتداد سے اپنے
 وجود اور بقا میں بے نیاز ہونے کا ادکود ہم بھی نہیں ہوتا سیکو مجردات ہوں یا مادیات اوسکی قدرت
 کا اثر کئی یقین دہین یقین جانتے ہیں۔ بانی۔ مٹی۔ آگ۔ ہوا۔ مجردات و مادیات عالم اسفل
 واسطے کی کائنات کے پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں اللہ سبحانہ کی اوسکے آثار پر مطلع کئے
 جاتے ہیں اوسکی جو تیوں کو بھی اس باطل کی گردنیں لگتی کہ خدا نے اپنی صفتیں مذہن کو دی
 ڈالی ہیں صفات الہیہ و صفات اکابر یا اصناف عباد میں ذاتی اور عطائی کا فرق ہے یہ صفت
 تو ہمارے چھائیوں پر ہی ڈیجے پڑی ہے کہ اپنی ہی اعلام لا ذلک بدین کلام ابن حجر میں یہ دیکھ کر
 علم الہی واحد ہے تجزی اور انقسام پذیر نہیں اس سے یہ خیالی ملاؤ بہد کا یا کجب آپ کو وہی علم
 الہی عطا فرمایا گیا جو وہ ہٹا نہیں تو اوس علم الہی کی تمام معلومات علم نبوی کے احاطہ میں
 آگئی۔ انہوں میں ہوں نے اسی اعلام میں ابن حجر کے اوس کلام کے آخر میں یہ مذکور کیا ہو
 غیر علم اللہ تعالیٰ یعنی وہ علم مخلوق کا علم الہی کا غیر ہے۔ نہ میں جو ان دونوں کے درمیان

خدائی عطائی کے نرن کی انوکھی راگ لاگھم کے اور ان حضرات نے اپنے ہر ان چلار
 محبہ صنی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کا لحاظ نہ کیا جسکو بندہ مکتوبات شریف طہاول کے
 مکتوب ۹۷ سے اور نقل کر چکا ہے کہ مخلوق کی صفات کو حق الہی جاننا بہ اسماء و صفات میں
 اکتفا کرتا اور وہ الذین یجرون فی اسمائہ میں داخل ہو نہتے۔ سادات و ارض کی ملکوت
 کے ساتھ۔ فرمانوالوں کے غلام بھی یہ وہم نہیں کرتے کہ اللہ کا خلیفہ اللہ کی مخلوق
 میں اللہ کے حکام و مقررہ داری کرنے کے سوا خدا تعالیٰ کے محض کام کو لازم الوہیت کے
 بھی کر لیتا ہے اس تعبیرت کی معرفت کے حفظ نے اللہ سبحانہ کی مشیت اور ارادہ تک کا
 اس عالم میں کام نہ کیا ہونے پر ہر مشن و مبادی کو مخلوق کے پیدا کرنے پالنے مارنے
 کی قدرت سے اللہ کا مصلحت میں الاعتیار و اختیار کیا کو کتب اور عقول مشن کو محسوس نے پیدا کرنے
 پالنے مارنے کا مصلحت میں الاعتیار نہ تو انہوں کی طلب اللہ صبیحتوں کے وضع کرانے میں اوستا
 شانہ سے کیا سرکار و یہ مخلوق انکی جو یون مانتا ہے سرچیت کے لئے سوا ما جانہ کے لئے
 سوا انچیزوں کے لئے سوا امانت والیکے لئے سوا مجرید ادھیا ۲۹ متر ۲ سوج کے
 رہے ہر جگہ راحت بخش اسے باقی کے کردہ راحت بخش دو شانتی بخش اسے اکثر کس فضل کے سید
 راحت بخش اسے پر نیو راحت بخش اسے عظیم کس کے دیوتا راحت بخش اسے ہر ہم کوک بالائی
 کردہ راحت بخش الخ اسے دودہ سنولی کاردوں کے لئے کل آسرتی دہوی کے لئے کل آ
 اللہ عزوجل کی بولی کے لئے کل آ اور بھی اس مصنوں کے منتر مع حواجبات اور نقل کر آ رہا ہوں
 دہوی کے لئے کل آ تہی دیوتا ہے۔ گنتوں کی حفاظت پیچر و نکو ماؤن سے خدا کرے کسی
 درجہ است سوج۔ یہ گنتوں کے لئے جنگل جلنے کو مانگا جاتا ہے۔ سوج سے ہی علم
 و عقل و ذہن دولت اور زبان بران کی حفاظت مانگی جاتی ہے وہ کے منتر و دستا
 کا نہ ہر بات کو دیا لایا ہے۔ سنانہ کا نام ان کار ساز یون میں وہ کہ دھرم ہو کہ
 ہر بات کو دیا لایا ہے۔ سنانہ کا نام ان کار ساز یون میں وہ کہ دھرم ہو کہ

چرخو اسے ہر ایک کی رعایت سے مصیبتیں دفع ہوتی ہیں رزق ملتا ہے۔ اگر اسلام
 کبھی کسی کو ان سے عقل علم دین دولت اولاد وغیرہ مانگا نہیں سکے یا کسی کی بد
 علم اور ایمان وغیرہ نصیب ہوا اور اسکو بطور رزم و اشارے واستعارے سر پر مال
 کا کما کما کر بتا موہم مذکور بالا غلطی کا نہیں اور عوام کا کسی تاویل سے یہ رشتہ کہ محبوب جانی
 یہو کو ان کو ان پیاسو نکو پانی کوئی حجت شرعی نہیں برادران وطن کی ایک بیٹہ ہے۔ آسمانوں
 اور زمین کی ملکوت دیکھنے کو ذرات ارض و سموات کے علم کئی تفصیلی عیانی اعلیٰ برزخاں
 لینا دوسری اس آیت قرآنی سے آنکھیں بند کر لینا ہے **اَوْ لَعَلَّيْنِظُرْنِي مَلَكُوتِ**
الْمَشْهُوتِ وَالْاَكْثَرِ مِنْ طَبَقِ سَيِّئِ اور نہیں نظر کرنے (وہ کفار) آسمانوں اور زمین کی
 ملکوت میں۔ ترجمہ تمام ہوا آسمان و زمین کی ملکوت میں نظر نہ کرے نہ کفار کی جب سکا
 کی گئی تو کیا ذرات ارض و سموات کو تفصیل اور دیکھ لینا ان کے قابو کی بات تھی یا اس ملکوت
 سے مراد وہی ہے جسکو مفسرین نے بیان کیا ہے نہ وہ جو اس سورتے دین کی کسان میں
 ڈنڈا ہے۔ یہ فرق قابل مسنت بلکہ اہل ملت سے زلی اڑانے میں خرابوں میں کا خیال نہیں
 کرتا۔ یہ حضرات ان حدیثوں سے جن میں کاشفات رسالت پناہی کا بیان ہے کہ زمین
 کو آپ کے میں نظر کر دیا پس دنیا میں جو ہوا اور ہونے والا ہی اس کو دیکھ لیا اور آپ کے
 رو بہ وامت میں گئی آپ نے سب کو پہچان لیا وغیرہ اس سے ہر وقت ان اثبا کو پیش نظر
 کی اعتقاد کرتے ہیں۔ حالانکہ علی قاری مقبول فریقین حدیث بخاری علی کے ذیل مرقاة
 میں فرماتے ہیں **لَا يَلْزَمُ حَتَّى دَوَامِ الْمَسْأَلَةِ لَعَلَّيْنِظُرْنِي** آنا اس حدیث سے
 ہمیشہ کہلا رہنا شاید کا خیرہ تو ملا علی قاری کا قول ہے۔ **اَلْوَجْهَانِ لَوْ كُنَّ كَمَا كُنَّ**
 پس وہ جدا راج سے فاصل ہیں بصورتہ کہ نقل کیا ہے ہر دو دنیا است الزمان آدم و آن فقہ
 ہونے بروئے شکست ساقیہ ملاخرق ہے اگر کشف کا حال معلوم انگشت حسرت ہوا اوسوقت
 لئے سبب اور نہ کیا تو جو یاد رہا اور زیادہ ہے اور کیا۔

مسند بھی گرا بی ہوا کے مخالفت انکا قول کب انا جا بجا بفضل صریح حدیثوں کے
ملاحظہ فرماتے مشکوٰۃ کے باب فی المعراج کی فضل اول کی حدیث سلم جو اب ابی ہریرہ بن سہب

لقد رأيتني في الحجرة قرش فتأتني
عن سمرامى فسالته عن اشياء
من بيت المقدس لما اقبلت فكرت
كربا ما اكربت مثله فرفع الله لي انظر
اليه فابى الوقي عن شي الا انباهم بعد

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البیت
دیکھا ہے اپنے آپ کو در مقام حجر من اور حال من
کو قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے بارہ میلان
جو میری یاد میں نہی نہیں بس ایسا سخت کرب و غم
لاحق ہوا جگو جسکی مثل متکبے کرب و غم نہ تھا

من زمانہ گذشتہ میں۔ نوادٹھا الباء اور سینا مقدس کو اللہ نے میرے لئے کہ دیکھوں میں
طرف اوسکی نہ پہنچتے تھے وہ مجھ سے کسی چیز کو کہ خبر دیتا تھا میں اچکی اور اسی کی فضیلت میں

عن جابر انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لما كنت في قرش
فكنت في الحجر فحلى الله في بيت المقدس

فكلمت في الحجر فحلى الله في بيت المقدس
فكلمت في الحجر فحلى الله في بيت المقدس

پس روشن کر دیا اللہ نے میرے لئے بیت المقدس کو پس خبر دینا شروع کیا میں نے اونکو
بیت المقدس کی نشان دہی سے اوس حال میں کہ دیکھتا جا تا تھا میں طرف اوسی بیت المقدس
کی روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اس معنون کی حدیث کتب حدیث میں

سب سے پہلی ثابت ہے کہ پہلا مشاہدہ حق کہ ایک ہی رات گذری تھی صبح کو ہی
بیت المقدس کی نشان دہی کا ان نشانوں کی یاد شریف سے اتر جانے کی حالت میں

نشانوں کے تباہی میں کام نہ آیا سب بجائے ہی پہریاد آٹھ لے کا کام نہ دیا تب
تو ایسا سخت غم اور اندوہ لاحق ہوا کہ دیکھا کہ لافق ہوا تھا۔ جب اللہ سبحی نے
بیت المقدس کو پہ نظر شریف کے رو برو کر دیا۔ تب ہر درہانت کی ہوئی چیز کو دیکھ کر

ابن کثیر

اوس کے پتہ اور نشان سے بتلائے گئے نہ یہ کہ ایک نظر ڈالکر ہر بے نظر ڈالنے سب کو
 بتلادیا سہرات کی تجلی چشم غاہر سے دیکھی یہاں بیت المقدس کی صبح کو ہی انشا ربیب المقدس
 کے بتلانے میں کار آمد نہ ہوئی تو پہلے سا شفق سے ابتداء دنیا سے انتہا تک کی استیاء
 عالم و عوارض انشاء کے ہمیشہ کے لیے پیش نظر رہے ہر اوس سے علم محیط تفصیل نہایت
 بنانے کے لئے معلوم نہیں کون سے جہن وائن سے یہ بیا فرقا دلیل اور برہان قائم کوئے گا۔
 ماکان و مایکون کو ذیہ فرق لے دوڑنا ہے اور کسی کل بھی حدیث منقولہ ہالائے چکا
 سے بھٹادی ہمارے یلغ نے داغ الرب میں ایک فصل شعلہ قاضی عیاض کی افاضل
 ثقافت نقل کر دی ہے تاکہ داؤ گہات ان لوگوں کے ان کے مستند کلام سے کہو لہ بن
 اوس ماکان و مایکون کو قاضی عیاض نے نظر برجہ بن السطوس تھا اوحی الہ سے
 سفید کیا ہے یعنی جو ہو گدرا اور آئندہ ہووے گا اوس قسم سے کہ وحی کیا گیا ہے وہ طرف
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پس ماکان و مایکون میں سے اوس قدر بزرگ کا
 علم حضور کو عطا ہوا کہ وہ بھی بہت وسیع اور بے زیادہ ہی صحت کا بوجہ ہماری سمجھ
 بوجہ کے اور ثبائے سے باہر ہے) نہ اسکا ثقات کا بطور استیفاء کے تلبیان اکمل مثنیٰ
 اور تفصیل کلی مثنیٰ سے داوطلب یا ہوا اول اسے ہی اس قول کے خلاف اظہار
 عموماً تو عموم عرفی ماننا ہے جیسے تدریک مثنیٰ لولبت من کل علی میں صف اول چاروں کے
 جواب کا مثنیٰ تحریر سے تو دماء المذاک الشہرہ ما ینبغی لہذا اور قتل الخ اصحی
 دیگر نصوص حصہ قرآنہ اور مشاہدات اور واقعات کے خلاف لازم آنے سے موسوی
 بعض کل کے عموم سے تمام کی بات ہو علم تفصیل حضور کو بڑا بہت کیا تھا انباء المصطفیٰ
 اور اسکو قطعی الثبوت قسمی الہ لفظ ولادت قرار کیا انباء کے صفحہ ۳ میں قیامت زیر کے
 کام لیا تاکہ اس احاطہ کے منکر کو ضروریات دین کا منکر شیعہ کہ کافر نہ مانا اسان ہو جائے
 منکر غایتاً اول کالو یا ماکرا اس دعوے کا بھانٹ خود ہی سکھ لیا خالص و واضح

وکیہ لو پہلی آیت مجملہ موجودات فن شرکی آپ سنے فنی کرتی ہے جسکے معنی یہ ہیں اور نہیں
 سمجھا یا سمجھتے آپ کو علم شعر کا اور نہ وہ آپ کے لائق جب یہ مالائق علم آپ کے لائق نہ تو
 نہ یہ صریح اوس کا محمل ہونا ممکن اور نہ وقت وصال اور دوسری آیت قرآن مجید
 کے شعر یہ سمجھ کہانت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر ساحر کس قبلانے والو
 لعنت برسا کر جو فنی باتیں گڑبستے والے بتلا رہی ہے تو یہ فنون و علوم کھلیا تباہ و برباد ہونا
 شعر کہانت کے آپ کی معلومات پاکیزہ سے کل گئے جسے دفاتر بہرے ہوئے ہیں
 دوسری کائنات یا تمام ممکنات کا علم احاطی تفصیلی آپ کو ثابت کرنا ان آیتوں کو ذکر کرنا
 ایسے ہی و ما تعلم نفس ما اخفی لہوا لایہ و انما لایا کو یعنی کوئی نفس نہیں جانتا ہے اوسکو
 جو چیز دیا گیا ان سے آنکھوں کی شدت سے ایسے ہی افسانہ محض غیب کے باوجود خرافات
 بلا استیعاب کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے بالا پڑنے پانے سے پہلے
 وہ ان بعض کو ان میں سے بتلا دیا جائے تو یہ اس حصر کے مافی نہیں ایسے ہی و صلی
 عن قصصنا علیک ومنہم من لہم نقصان اللہ سے جو یہ ثابت ہو رہا ہے
 کہ ان پیغمبروں میں سے بعض یہ ہیں جسکے قصے بیان کر دے ہنے متبر اور بعض وہ ہیں
 جنکا بیان نہیں کیا ہے : ناظرین منظر الغماض غور زما میں اس میں کہ جب صاحب ابنا
 القسطی کی اس تسبیح کہ قرآن ہر چیز کا بیان ہے اور بیان بھی کیا روشن اور روشن
 بھی کس درجہ کا مفصل کہے ہو جب انبیاء علیہم السلام کی سوانح عمریان مفصل کہے
 ہو جب انبیاء علیہم السلام کی سوانح عمریان مفصل روشن بنائے گئے کے ساتھ و مہلک کے
 خاص قرآن کریم میں صاحب انبار اور ان کے حمایتوں کا فرض منصبی بروئے
 دوزخ ہے تو کہہ اس کے بغیر دوزخ سے بچا نہ ہو گا تا فظ مولوی لطف اللہ صاحب روم
 علامہ ابن حاجب فرماتے ہیں کتاب سے فن شعر کا وقوع میں آنا ایسا ہی محال ہے جیسے
 اللہ سبحانہ سے اولاد ہونا۔

سہار کے شیخ کے تلمیذ نے دافع الرب کے ضمیمہ میں صاحب الحکمتہ علیہ السلام کا اس
 باب میں پورا پورا حوالہ لکھ کر کل پیغمبروں کے ناموں کی فہرست ہی دے کر اکتفا کیا کہ
 کہ قرآن وحدیث و کتب دنیا سب سے ہی اس عقیدہ کو بظاہر ظاہر کیا۔ مگر زبانِ حق تعالیٰ
 کا عالم ظاہری ہے۔ اور آیاتِ سید کی قطعی دلالت کی رو سے جب قرآن مجید اور حضور معلوم
 شہود و کلمات سے منقول ہیں، الا انکم جمیع الالباب بے تمیز علم و سجدہ موجودات عالم
 اشیا میں اور ان کا بیان صورتات ہی بہوں بیان جزئیات کے قرآن میں نہیں
 چھ جائیگا ان کا بیان اور بیان بھی کیا روکش اور روش بھی کس طرح کا مفصل قرآن
 میں ہو تو نظر کرو گان میں عنذ غیر اللہ و اللہ واجبہ اخلاقاً کثیرا ہ تناقض سے متنوع و متاثر
 کا ضروریات دین سے ہے تو ضروریات دین کے مافی ظاہر لفظ قرآن سے احتمال بخلاف
 قرآن میں تناقض اپنی کو نہ تھی سے پیدا کرنا اور ضروریات دین کے حق ہوئے ہیں شک کے
 ایمان برباد کرنا سے۔ پس نظر پر جم بن المصنوع اور اودیت من کل شیء کے
 نفاذ پہنچانے کے بتدیار اکل شیء کو استغراق مدعی یہ بردلالت ظنی ہی نہیں رہتی تو
 راجح کے صفحہ ۱۰۱ میں محدث راہبرداری پر خفا ہو کر گل سنڈیوں سے تھڑ جانا اہل علم کی
 شان سے بعید ہے۔ بیشک آیت مذکورہ ان کی دلیل ظنی بھی نہیں ہو سکتی دلیل نا جائز
 تو وما علمنا لا الشجر الا یہ اور قتل الخراصون الایہ اور ومنہم من یصلح صطننا
 الایہ اور ما یعلم جنود دیک الایہ اور ما تعلم نفس ما احدث فی لہم الا یہ وغیرہ
 ایک عظیم حصہ قرآنی کی خبروں کی نگہدہ ہو جائیگی۔ اور شایعات سے سوار حد کی نوبت
 بعد لازم کہنگی۔ پس ایسے مقام پر نفی یقین کے افادہ میں استعمال ہی کی برابر ہے تو محصلین
 نظروں میں اس پر گامیوں اور غرورنا محبوب ہے اور بتائات پر حکم تکبیر لگا با حاتم تو کسی
 جگہ وغیرہ سے کام لینا اہل ادب کی شان کے شایان امر ہے نہ موجب زجر نان
 جسکا دین ہی گامیوں سے بچا ہوا اس سے نہیں بجاتی پس خاص کے صفحہ ۱۰۱ میں

بچو دی کے قول سے مفتح الغیب جس کا علم دیا جاتا سنو انی کے قدور کو دیکھ کر بیکر
 جانا کہ اسے بطور حدیث بیان کیا کہ میں سید عبد العزیز کا قول نقل کر دیا کہ ان پانچوں
 کو قوطب بھی جانتے ہیں جو عزت سے نیچے ہیں ورود خیالی کشفی غیر مضموم اساقوال
 ساتھ سے غیب کے پانچوں خزانوں کا علم محیط ثابت کیا ہوا مدد وحدہ کے لئے حصر کے
 ساتھ آیات مشکات قطعی الدلائل کا مستوح کرنا اور جبر کا نسخ اور وہ بھی نتیجہ کے قول سے
 کیا اچھا ایمان باقرآن ہے۔ اس فقرہ کا کوئی اس قسم حقائق ایمان پر مستند کرے چکا لینا
 میں بھر اور اپنی والیان ان بھرنائے کو ستر ستر جاتے ہیں۔ خالص کے صفحہ ۴۴ میں
 یہ لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہان میں ہر مسلمان کے گہرین شریف
 فرما ہے سطرہ ۶۰ تمام جہان میں یہ فقرہ ترجمہ میں اصل عبارت سے بڑھا ہوا ہے
 مگر غیر کہ معاذ اللہ نہیں لغوی کے طور پر ہی سہی بیشک قرآن مجید مصون کی روح ہے
 مسلمان کی جان پر دین و ایمان ہے ہی دولت سلامت کے گہروں میں ہوگی تو اور کیا
 ہوگا ساخیر سورہ ثوری کی آیت سے تفسر حقائق بلا خط و زنا سے اور وہ یہ ہوگا کہ لک
 اے بل اچھا انا ابی علیہ من المرسل او حینا اللہ یا محمد روحا
 هو القرآن یہ لکھا القلوب من امرنا الذی نوحیہ اللہ الایہ ترجمہ
 اور ابے ہی یہی مثل وحی کرتے ہمارے کی تمہارے غیر کی طرف رسولوں میں سے
 وحی۔ کیا ہر طرف تمہاری اسے محمد روح کو وہ قرآن ہے سبب اس کے زندہ ہونے
 میں دل چاہے اس حکم سے کہ وحی کہتے ہیں ہم طرف تمہاری الخ ترجمہ تمام ہوا۔
 جو مسلمان پڑھا ہوا میں جو نقل اور فائدہ اس کو بھی یاد ہوتی ہے۔ کوئی گھر اس میں
 بری سے خالی نہیں۔ تمام جہان میں حضور کی روح کا نور ہونا کہا جاتا ہے اب بھی
 انہر بر حقیقت آواز بجا نہیں۔ صاحبہ خالص کے عزت زمانہ تہا سے بہت سے
 جب وہ صفت کل کشفی و مدد سے ہونے کہ سبب سے ہر چیز ہے اور جہان کا وجہ

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فُؤَادِي فِي رَوَايَةِ رُوْحِي قُدْرَتِ اِلٰهِي سَبَّحَ سُبْحَانَ اِسْمِ اِسْمِ اِسْمِ
 محمدی درج احمدی کے ساتھ ہوا ہے پیر تمام مجہولات و ادبیات کا تھور ووسی سے پہلے دیکھا
 میں حضور کی کا نور ہے گئے شہود و حضور کو اس آئینہ مثال سے اعلیٰ طور پر کوناد دل منقول
 بنائی پیراوس سے بہت سے چراغ روشن کئے تو اگرچہ سب چراغوں میں سب کی سب روشنی
 منقول ہی کی ہے۔ مگر حیثیت میں کو ایک جدا مکان عالیشان میں رکھ دیا جائے اور چراغوں
 کو جدا جدا مکانوں میں رکھ دیا جائے تو ایک سے دوسرا غائب ہو جائیگا اور وہ شہود و حضور
 معنی کا مستفید میں جو بطور حقیقت ہے اس شہود اور حضور کا نہ کہ ہے۔ جو برکت ہے
 اس کو آسان طور سے کئے دوسری مثال یہ ہے کہ بیٹا باپ ہی کا عطر نطفہ بہرہ پڑے
 عقل اور نقل کی شہادت سے آیت حَبْلُ الْوَدَّ مِنْ عِبَادَةِ حَزْزُ آه مِنْ مَدَدِ كَرَامَا
 بیٹا بنانے پر وہی جرئت کا الزام لگایا ہے۔ اس حقیقت کے لحاظ سے گویا بیٹے میں
 باب موجود ہیں مگر مقام تفصیل شخصی ترکیب عسری میں یہ شہود باپ کا بیٹے میں بیٹے کے
 غائب ہونے کی حالت میں بیٹے کی حالت کا نگران نہیں ہو سکتا۔ نہ کوئی دفاعی نہیں ہے
 ہم ہم روز مرہ اسکا تجربہ کر رہے ہیں۔ مثلاً بیٹا لکھنؤ میں مسیوق مراباب اور مسیوق بی
 میں چل کر ہے اسی اوس خوشی میں کوئی نکل نہ کیا۔ اگر وہ شہود و حضور جزوی باب کا
 بیٹے میں بیٹے کی حالت موت دیکھنے کو غائب ہو چکی حالت میں معنی ہوتا تو مجلس میں
 بیٹے کے مرتبہ ہی مجلس نام نہ بنواتی جسے خطا تار آئے میں بن جائیگی۔ پس قول مذکور
 علی قاری کا قطع و برید ہو یا قطع اس حقیقت میں حضور و شہود سے معلوم تفصیل شخصی
 ترکیب عسری میں حضور کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے غیب اور حکم شہود بنانے کو
 معنی ہوتا۔ اگر ایا ہوتا تو یہی قاری کی اگر حکم کو فرما نہ سکتے۔ اور عقائد کی کتاب
 حسین قلیات پر مدار ہوتا ہے اوس کتاب شرح فقہ کبیر میں یہ مذہبات۔ جانور
 دے مسلمان کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسی چوتی چیزوں کو نہیں جانتے

نکراؤس کو جاننے ہیں جو ان کو سنا چکا ہے اللہ سبحانہ نے علماء دین کو جو کوئی مسند ہو
اس امر کا کہ وہ جاننے ہیں عیب کو تو بیشک وہ کا خبر ہو گیا اس لئے کہ اس نے سنا
کیا اللہ سبحانہ کے اس قول کا کہ فرما دو کوئی ارضی و سماوی مخلوق عیب نہیں
جانتی سوائے اللہ کے جیسا کہ (امام ابن الہمام کی کتاب عقائد) سامعین

ترجمہ وَاَعْلَمُوا اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

لَمْ يَجْعَلُوا الْمَخْبِيَّاتِ مِنْكُمْ لَاسْتِيعَا حَتّٰى اَخْرَجَا تَمَامَ رُوحِ مِيَاكِنِ عَاذِرِ نَاطِقِ
نَزْدِكِ مَلَا عَلٰى قَارِي نَحْبِ ہر جگہ اور کسی چیز کا آپ سے پوشیدہ رہنا نہ فرما جلتے اور اس کے
جاننے کے اعتقاد پر حکم کفر نہ لگاتے ۔ انک است علام الغیوب کے ذیل حضرت ثابت
کرنے کے بعد فرمایا مضمون کی فص ۱۵ عیسوی میں بکرنکہ عیب کو سوائے اللہ کے
دوسرا کوئی جانتا ہی نہیں ص ۱۹ فص شیشی میں ہے مضمون کی روح سے

تمام ارواح کا مادہ بنا اگرچہ وہ روح عالی خود جذب عضری ترکیب سے زمانہ میں

اس امر کا ادراک نہ کرے ۱۵ ترجمہ مضمون جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے نور اور روح مبارک سے تمام ارواح عالم نباتی گئیں تو سب میں آپ موجود ۔ مگر

ترکیب عضری میں آپ کو اس کا ادراک نہ ہو تو اس فرق کا اس ترکیب میں تھا حضرت ناظر

اعتقاد کرنا مضمون قرآن کا معارضہ کرنا ہے سنان تفرقوں کے جاننے سے کوراحقان کی

کوٹ سے کرید مطلب کو، پچا ہوا پر لگا تمام مضمون حصہ ہر ذرا کے پانی پیرے پر کوئی

مسند ہو جائے ۔ علی قادی کے قول سے ہی بناوٹ مذکور بالا کو لڑ دیا اور وہ کیا اس کو

ابے گہرے کہہ رہے ہیں نص قطعی قرآنی ہی اس کی نفی کر رہی خالص کے صفحہ ۴۴

میں ہے ۔ پاک جاہل جیہک کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں علامت سے ملاتی ہیں

اور اس لئے کہ کچھ پر وہ نہیں رہتا تو سب کچھ اہل بیت سے ہیں جیسے یہاں موجود ہیں بطور

تاسہ عبارت کبیر کا ترجمہ کرتے ہوئے صفحہ ۷۰ لکھتے ہیں اہل سنت کی چوبی دلیل یہ

کہ بائشید احوال کی متولی تو روض ہے نہ بدن اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جسے احوال ظالم
عینہ کا علم زیادہ ہو تاہم اس کا دل زیادہ نیرست ہوتا ہے و لہذا مولیٰ علی نے فرمایا
ہذا کی قسم میں نے خیر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیرا لیکر ربانی طاقت سے اس طرح
بندہ ہمہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جسے علیؑ نے بتایا ہے
فرماتا ہے وہاں میں خود اس کے کان آکھ ہو جاتا ہوں تو جب حلیل الی کا نزاع ہو کر
کان ہو جاتا ہے تو نہ نزدیک دور سے سننا ہے اور جب وہ نوازہ کی آکھ ہو کر آتا ہے
بندہ نزدیک دور سے دیکھتا ہے اور جب وہ نوازہ کی آکھ ہو جاتا ہے تب کہ سہل
و دشوار و نزدیک و دور میں تھوڑا سا فرق ہے۔ سطر ۱۴ تا ۱۵ کان۔ آکھ راقم جاتا
ہوں یہ ترجمہ کہتے ہیں کہ وہ جس کی آکھ میں آواز نہ آئے اس کے ساتھ عبارت تفسیر کا
آکھ میں آواز نہ آئے کہ آواز اس کی سماعت اور قدرت ہو جاتا ہوں اور جب
بندہ جب اس مقام پہنچتا ہے تو اس کی قوت باصرہ اور مستی طاقت سلب فرما کر شاگرد
سمیع و بصیرت الہی اس کے ہر وجود میں اپنا ثبوت کرتی ہے اس وقت میں اللہ سبحانہ
ہی اس کا سمیع و بصیر اور زہد باز ہو جاتا ہے نہ بندہ ایسی حالت میں نزدیک دور کی برائی
دیکھنے والا سہل و دشوار نزدیک دور میں کیا ان تصرف کرنے والا اللہ ہوتا ہے نہ بندہ
اور یہ کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ سب دنیا و لوہنا علی اسد اللہ ابھار ہی قسم کھا کر
فرماتا ہے میں کہنے خیر کا دروازہ (اپنے) جسم کی قوت سے نہ اکھیرا لیکر ربانی طاقت سے
کیا اس پر بھی حق پروری کی ہو اور اس میں نہ سوچا کہ آپ اپنی حیاتی طاقت کی نفی فرما کر ربانی
طاقت کا یہ کام بتلا رہے ہیں تو انسانی طاقت سے اس کام کہ بن آشیاد عے اس کے
کیسے ہوا ہو جاتا ہے سو نہاب نے عبارتوں کے ڈھیر لگائے اللہ سبحانہ سمیع و بصیر
قادرا الحق کے نزدیک دور کی برابر سے دیکھتے۔ اس کی قدرت کے سہل و دشوار نزدیک دور میں
برابر قدرت کرنے کا کوئی ٹکڑ نہیں چھوٹا کھار ہے اس کا نہایت کرنا محال اور دشوار ہے

اور جو اس کے سمجھنا ہوں مٹی نہیں ٹھہر سکتے تب ہی تو امام و سلطان فی صدیوں بعد پیدا
ہوئے وائے اس خیال کے کہ میگوں ایمان میں ماسخ نہیں بناتے مگر بن ذرا ان
کا رد و ایون کو اس نئے دین کی غرض سے ملاحظہ فرمائیں۔ اگر یہی عبارت خالص کے
صفحہ ۶۰ میں نقل کر کے جو ترجمہ میں پانچوں غیبوں کے علم کو آپ کے لئے ماننے نہ مارنے
میں صرف محدثین کا اختلاف بنایا ہے کمال جرات کو کام فرمایا ہے اِن علماء را نظر
من المحدثین وغیرہما ختموا فیہا الخ عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ خیال متحد
مذکور میں مخالف اس نئے خیال والوں کو صرف محدثین ہی نہیں ہیں فقہاء اور متکلمین سب ہیں
وغیرہم کو نقل کر کے ترجمہ میں طبعاً مٹ کر دینا اور ۴۰ میں خیال مذکور والوں کو کہنا کہ وہ
حق پر ہیں یہ جناب کی گہر کی ملوثی ہے ایسے ہی جب آپ نے بتلانی یعنی بنی ہاشم
کے جاننے دلائل سے پہچاننے والی کو عالم الغیب ٹھہرایا تو اوپر یہ اعتراض پڑا کہ ایسا نام
عطا فی بعض غیب کے جاننے کا ہم ادنیٰ اعلیٰ کو ہوتا ہے تو کیا او کو بھی عالم الغیب
مانا جائیگا جو کہ اس سے اعتراف سے گلو گداری دشوار تھی تو وہ دوسرے دیکھتے کو
پہاڑ صوفی کو بچاؤ صفحہ ۴۰ میں خالص کے خود متر میں کو آٹھ بعض غیب بتلائے دلائل سے
پہچانے ہوئے جاننے والے کو عالم الغیب ٹھہرانے ماقول ٹھہرا کر آیا، اور احادیث اور
اقوال فقہاء کو جڑا ہے اور پڑے تھے دزاسے بان بانی میں اُن پر طعن کیا اور ذہنی
توہین کی جب اوپر نہمت لکائی تو قرۃ کمال وغیرہ میں وہی لفظ ایسے موقع میں درج کیا
دکھا دے تب اس کا یہ المٹ پھیر کر دیا کہ بنا مقدر اس دستور کے پکڑے والوں پر
تہویب دیا اگر ہم کچھ ظن اُن پر جوہری وغیرہ کے اقوال کو ایسے محاورہ کے اُشال پہنچا
تاویل حل کرتے ہیں یہی نظیر عام طور پر دیار اقصاء کے تجار اہل بیوہاں بائع مشتری
آڑتیوں دلاؤں الہی بازار میں مستعمل ہے۔ دہلی میں ہی دیکھ لو۔ مہاراجا اس ٹکڑا دوپہ
یہ وہ بات غلط ہے۔ سے آڑتیوں کے بیان کر کے بھرے ہوئے ہیں جن میں سے

تولہ تولہ ہر کہ بڑیاں روانہ میں باندھ کر دلال وکان وکان دکھاتے پھرتے ہیں جب تک
 خزانہ دربار یافتہ کرتا ہے کہ اعتبار سے اڑتی یا سیٹھ کے یہاں صرف ہی مال ہے یا
 اسکے حوالہ در بھی ہے دلال کہتا ہے بس یہی ہے اس کے کسی بیوا بوا دلال پر سالن
 حال کو اس کا وہم بھی نہیں ہوتا کہ ان بانگیوں کی تھوڑی سی مقدار کے سوا اڑتی
 کے یہاں ان جنسوں میں سے اور کچھ باقی نہیں۔ بلا تامل تولہ تولہ بھڑک بانگیوں
 پر سو سو کا سودا کر لیتے ہیں تولہ تولہ بھڑک بڑیوں کے سو سو اور جا بجا وہ خیال
 کرتے ہیں ہرگز نہیں۔ اسی طرح غیب کے بانچوں خدائی خزانوں کے دلال دلیار اللہ
 عوث و قطب ابلل رضی اللہ عنہما نے غیب کے بانچوں کی بانگیوں کو خواہ وہ
 خود فرما میں یا ان سے دیا جائے کھٹے واسطے کہ سب بانچوں فرمائے غیب کے ہی ہیں
 تو اس سے غیب کے خدائی خزانوں کو کوئی ان بانگیوں میں بھروسہ بھیجے گا۔ اللہ سبحانہ
 احسن بدوری اور دلالی کا جس کا لاکر سے جو یہ اٹل پھیر کر رہی ہے۔ اہل رموز و اشارات
 و استعمالات کے کلمات مختلف ادب ان اور سرخ رنگینہ بانگیوں و اشارات غیب میں اوتار لانا
 لکھا وابت دیہ زائرہ وغیرہ۔ سے چشم بوری کرنا ہے سیدی ابوزید بسطامی رضی اللہ
 عنہ نے غیب فرماتے ہیں اڑائی اڑائی میں حواہ چھل م تو کیا اس سے کسی
 ایماندار کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ چہنچا بازید کا حضور کے چہنچے سے زیادہ ادب ہے
 امام مجید رضی اللہ عنہما نے غیب فرماتے ہیں جس سے ادب و ادب کھاتی دیا ہے وہ موتہ
 ثانی تھوڑے سے لوار چھٹی کا ہے سپہی کا کل ہوتا تو ہم کہتے۔ غم فیکہ لوار اپنا ایک
 منزلہ مکان قرب کا دور کے دو منزلہ مکان سے ادب معلوم ہوتا ہے۔ سوچ زمین سے
 بہت گناہا کہہ دئی کی سی لگا۔ ادب کھاتی دینا ہے۔ غیب ہو اچھا بانچوں نے جمع محمدی
 از جمع از جمع الہی است ان کا قول دیکھ کر آپ نے اللہ سبحانہ سے زیادہ علم کا دعویٰ نہ کر دیا

لے یہ عبارت حسین کا یہ محمد مصدوم صاحب محمد علی بن منور ہے۔

ان غروب کے پانچواں روز خان کے علم عالمی نقیب نام کا حضور اللہ بجا نہ رکھنا نہ ہو، سر
 و سر کے کچھ نفوس تاسیب و سست و رقتال سے نہ رہا صحابہ و انصار و اہل بیت و اہل بیت و اہل بیت و اہل بیت
 قایمہ المامول اور طوق الریب بن نقل کئے ہیں ان سے بہت فرق ہے، ان سے بہت فرق ہے، ان سے بہت فرق ہے، ان سے بہت فرق ہے
 باہر ہے۔ مگر قدسوں سے یہ ہے، جو کچھ احادیث میں ہے، ان سے بہت فرق ہے، ان سے بہت فرق ہے، ان سے بہت فرق ہے، ان سے بہت فرق ہے
 و مسلم قال اُولَئِكَ عَنَّا بَيِّنَاتٌ كَمَا بَيِّنَاتُ الْكُفْرَانِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعَلِّمْهُمْ
 الْحَدِيثَ وَعَلِّمْهُمْ طَرِيقَ الْاِخْرَاقِ اَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدٌ بْنُ اَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدٌ بْنُ اَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدٌ بْنُ اَبِي جَعْفَرٍ
 الْاِخْرَاقُ قَالَ قُلْتُ لِمَ اَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اَقْرَبُ أَكْثَرُ صَحَابَةٍ مِنْ
 عَرَفَ اَكْثَرُ صَحَابَةٍ اَحْمَدُ بْنُ حَمَّادٍ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ مَجَازٍ وَابْنُ أَبِي عَرَبَةَ وَابْنُ أَبِي عَرَبَةَ
 سے کہ فرمایا اُن حضرات نے کہہ دیا کہ ہوں میں بخیران ہر چیز کی سوائے اُن پانچوں خزانوں
 غیب کے کہ جن کا ان اللہ عنہ کا علم انساں را آخرت تک نہیں دیکھتا (ابو جعفر) اور انہیں امام احمد سے و
 اور انہیں امام احمد سے و اور انہیں امام احمد سے و اور انہیں امام احمد سے و اور انہیں امام احمد سے و اور انہیں امام احمد سے و
 ہے جس کے اخیر میں بہ زیادہ ہے کہا کہ میں نے اس سے تو نے نہایت حضرت عبداللہ
 بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ان اکثر کچھ اس مرتبہ سے ترجمہ تمام ہوا جب میں کہہ کر
 میں حضور کے فرمان و تصدیق بموجب آیت مفاع الغیب کی تفسیر میں غیب کے پانچوں
 خزانوں کی بھینان نہ لیا اب اس مشہور تھا کہ جسکی روایت راوی نے حضرت عبداللہ بن عمر سے
 حضور کے وصال شریف کے بعد بچاس مرتبہ سے زیادہ غیبی مذکور کے ثابت رکھنے
 میں سخی ہے تو آج ان کا علم جو نقیب کسی قطب زمان کے ثابت کرنے کا کام
 نہیں ہو سکتا و فیہ لاجنا لہ قال حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما و ذکر ان اللہ تعالیٰ
 اخرجہ فی تفسیر الکافی المذکور و فی الحدیث (ان ان قال)
 و قال حدیث عن امیر المؤمنین الحدیث ابی قولہ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعَلِّمْهُمْ
 فی خمس لا تعلمون اَلَا اَللّٰهُ اِنَّ اللّٰہَ عَلَّمَہُمْ سَاعَةَ رَاسِیَ

غالبین میں جو گمان کرنا ہے کہ دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول شریف کے کہ نہیں ہے وہ جس سے پوچھا جاتا ہے کہ کب ہوگی قیامت زیادہ جانتے والا (اس بارہین کمال سے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت جب تک علیہا السلام برائے لوں کے جاننے میں مترجمہ تمام ہوا حافظ ابن کثیر کی تفسیر سے جو یہ کہ گور بالانقوب کیا اللہ آیات اور احادیث کے حصہ کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ ان پانچوں خزانوں کا تعلق کے علم اعلیٰ فیصلی اللہ سبحانہ کے سوا کسی مخلوق کو نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ یہ غیر متاثر ہیں سب بلکہ اور اسی حصہ کے دریا، کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پچاس حدیث سے زیادہ شاہد ہے ایسا ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہ حضرت ثابت سے جسکو امام بخاری نے اسناد فخرہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے اور اسی کے حصہ کی اثبات کی دوسری حدیث کو امام بخاری نے اسناد بالا یحیٰ بن داہل کیا ہے جسکو امام سلیم نے جزر طریقوں سے روایت کیا ہے جماعت صحابہ کرام سے جسکو امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عنہم سے روایت کیا ہے حسین بہ بھی مذکور ہے کہ باکی ہے اللہ کو (اس آئی کہ کوئی مخلوق بالاسستیاب عیب کے دن پانچوں خزانوں کے جہنم میں اور سکا شریک ہو) ان پانچوں کو بالاسستیاب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا جس سے معلوم ہوا کہ اولین سے بعض کا خبر مل سکتی ہے بلکہ واقع اور ثابت ہے انہوں میں سے پانچوں صحابہ اور ابن ابی نیر اللہ کی شرکت سے اللہ کو باکی تیار ہو، خود حضور آیت فی ظہر اللہ ثبوت قطعی اللہ کا حوالہ دیکر تو ان پانچ خزانوں میں سے عیب نہ لے کوئی چیز جیسی نہ ہو نہ تھا تعجب بردہ سے کسی ایمان دار کو کب زیادہ ہے اور جسکو حضرت شیخ عقیق دہلوی وغیرہ کے اقوال سے دیکھا جاتا ہے مداح شریف بن نہیں ہے یہ فرمایا۔ متابع خزانہ اربع الخضر دست از داد ہے تاکہ مقلدین عیب نہ لے سکیں

اس سے روشن کہ اللہ نے اون پنج خزانوں کی عیب کی کجیاں اپنے ہی ہاتھ میں رکھی ہیں۔
 کسی مخلوق کو نہیں دینا وہی شیخ زجر شکنہ میں فرماتے ہیں کہ علی باقر علیہ السلام نے تفصیل جز
 پروردگار تعالیٰ رانیاں یعنی اس لئے احوالات مقدسہ اور کمالات کی کہ جس سے ہر ایک
 چیز کے (اون) حالات کا ذکر اور سپر گندہ سنتہ بنی (علم لایسہ) اور جو اسے اللہ کے گم ہونے کے
 اور اپنے خزانہ کو خاص صنفی ۵ میں بنیوں کی عبارت سے بیان کیا تھا مسکافہ فی عبارت کے
 اخیر نے باطل کر دیا ہے اور اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں جو کچھ حال اور پہلے کے حالات سے اس
 سب کی اس وقت اور ہے۔ جو آیت کا اجمال کی تفصیل ہی پر گناہ تھا اس عبارت کے
 اجمال کی نقل اور انکشاف کو پہلے آپ پر حالات گذر چکے تھے اور یا جس سے صاحب ہذا جو حال
 اور سپر گندہ گئے اس وقت اور حال طور پر انکشاف ہوا ہے آیت کے حالات میں اس کے
 تفصیل ہو گئے مخصوص حکم کی تکمیل کے لئے جو ان کے لئے تھا۔ یہاں سے لے کر
 علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ میں نہیں جانتا کہ میرے لئے اور تمہارے لئے کیا ہے۔ یہاں سے لے کر
 نصیح کردہ اور کشف سے اسی قدر مضبوط ہوا ہے کہ بعض اور خاص یہاں سے لے کر
 واکل اور پروردگار تعالیٰ کی وحدانیت کے کیونکہ یہ انتہی کی شان ہے۔ یہاں سے لے کر
 تمام دوا میں کہنے سے اسے ہیں استیجاب کا سزاوار اور کچھ بھی اس سے ہے۔ یہاں سے لے کر
 صفحہ ۸۸ میں ہے ہر نبی ہر ایک کے لئے ہوا ہے۔ یہاں سے لے کر
 فرمایا ان سر وحدہ علیہ وسلم شاہد ہوا ہے۔ یہاں سے لے کر
 آپ یہ کرتے ہیں یہ جواب عروجل نے اپنے صیب سے لے کر یہاں سے لے کر
 ان سب پر گواہ بنا کر لائے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور کی روح الوداد تمام جہان میں ہر ایک کے روح
 ہر ایک کے نفس ہر ایک کے دل کا شاہد فرماتی ہے کہ کوئی روح کوئی دل کوئی نفس اور ان کی
 نظر یہ ہے اور میں نہیں ہر ایک پر گواہ بنا کر لے۔ ہاں یہ کہ شاہد حضور ہے
 اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح

کو پہنچا کر تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا سطرہ تاہم ترجمہ میں تمام جہان میں بہ
 فقرہ اصل عبارت کے ترجمہ پر ہونا ہوا ترجمہ کے لکھنے کی ساخت ہے ساخت اور اصل عبارت سے
 ملانے کی آسانی کے لئے جب ہم نے دوسری لکھ کر پہنچادی ہے اور جس عبارت پر ترجمہ کی اکبری لکھ کر
 وہ بھی صحیح نہیں صحیح ترجمہ اسکی اصل عبارت کا یہ ہے اسلئے روح آپ کی گواہ ہے سب روحوں
 اور غلوپ اور نفوس پر اسلئے آپ نے فرمایا ہے پہلے اللہ نے میری روح کو پیدا کیا اس شہود
 روحی اور خبر کی ماضی سے ثابت ہوئے کی صورت میں نگوان حال نہیے کا بیان آئینہ آتا ہے
 اس سے حضور کو حاضر ناظر ہونا جبکہ حاشیہ بر لکھا ہے یہ نئے دین کی نئی ساخت شاہد کو حقائق
 ہے اور یہ جو توسین اہل کے اندکی اپنی بنائی ہوئی عبارت میں لکھا کہ شاہد کو شاہدہ حضور ہے چہر
 غلط ہے یہ لکھا بیان سمانہ کی ہی نہیں ہوچکے ساخت کی گواہان سنہور چیزوں میں جو موتی ہیں
 جنکے بیان سے کتب فقہیہ میں حدیثیں شاہدین کیا اوپر بنی علیہ دیا جو حضور معانی کدیا اہل
 دفتر دیوان کی گواہان مستلف دفتر صرف دفتر دیکھا دینے سے ادا ہو جاتی ہیں جس تحریری امر میں
 ان سے گواہی لی جاتی ہے حضور دیکھا دینا اس میں کافی ہوتی ہے جس شخص یا چیز کا حال اوہیں
 مندرج ہے اسکے آئینہ سے دیکھنے کو ادا ہے نہیں پوچھا جاتا امت محمدیہ کو ام ساقیہ گواہ
 بنا کر لانا بھی آیت قرآن میں مخصوص ہے و شاہد کو شاہدہ ضروری کی نہاد پر وہ بھی اس عالم
 میں ہر جگہ حاضر ناظر میں عیسویہ ہر پڑا اس سے تو انبی ازار کے کو کھلی۔ بارہ مستقول کی
 اور اہل آیت بخون و اس شہد انہی کے الناس و اکون الہم شہد علیکم شہد اہل
 کی فقہیہ میں ہر ایک استہد کے مرقم ہے روی اللہ الا تم یوم القیمۃ لیجوز
 تبلیغ الہیۃ فی طایب اللہ الا انبیاء بالہیۃ علی الہم قد باخوا و ہوا علم
 یونی بامۃ محمد علیہ السلام فی شہد و فیقول الہم من ابن عمر فیم
 فیقولون علمنا ذلك باخبرنا اللہ تعالیٰ فی کتابہ الناطق علی لسان نبیہ الصلوی
 بنوی علیہ السلام فی سلسلہ عن الہم فیہم کہ ہم و شہد لہ

و اشہادہ قد تلوں بلا مشاہدہ کا شہادہ بالستادہ عنی الاشیاء المعرفۃ
 برحاشیہ فانک مطبوعہ مطبعہ مصر ترجمہ آیت کا یہ ہے تو کہ ہو جاؤ تم گواہ
 لوگوں پر اور ہو جائے رسول پر گواہ اور ترجمہ اسکی تفسیر کا یہ ہے کہ متین دن قیامت کے
 انکار کر گئی تبلیغ انبیاء کا پس مطالبہ کر چکا اللہ انبیاء سے گواہوں کا اس امر پر کہ بیشک اولیٰ انبیاء
 (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے پہنچا دیا درسات الہی کو انکو اور حال یہ ہے کہ وہ اللہ عز و
 جانتا ہے (اس تبلیغ کو) پس لائی جائیگی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تو گواہی دیجئے وہ پس
 کہہ یگی وہ متین کہاں سے جانا چاہتا تھے تو کہیں گے جانا ہمیں اسکو اللہ تعالیٰ کے خبر دینے
 کا اور ہم سے اپنی اور امتاب بن جو ناظر تھی اوس کے سچے نبی کی زبان پر نہ ملے جائینگے
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھ جائینگے وہ اپنی امت کے حال سے تو وہ انکے نزیکہ اور
 راستہ کی گواہی دیں گے کبھی ہوتی ہے گواہی بغیر شاہد کے بیکہ گواہی ساتھ باہمی سماعت کے
 مشہور غیر دشمن ترجمہ تمام ہوا مسلمانوں اس نئے دین کی فخر کی خیالی تو دیکھ لو یہ گواہی تو
 ہی بغیر شاہد کے اور بتائی گواہی سایہ کے بلکہ گواہی کا معاینہ میں حاضر کر دیا اور فائدہ میں
 اسی تبلیغ کی گواہی کا ذکر کے فرمایا و جیل ان ائمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شیخ علیہ السلام
 علیٰ عن ترواح الحق من الناس اجمعین یعنی انکے صغیر قول یہ ہے کہ امت محمدیہ گواہ
 ہوگی اون لوگوں پر جنہوں نے شرک کیا (دین) میں کو سب لوگوں میں سے آگے اہم سابقہ ہر اوکو
 نبیوں کی تبلیغ کی گواہی کا ذکر ہے پھر ان امتوں کا وہی سوال کہ تھے اس کو کہاں سے جانا
 تم تو ہمارے بعد آئے ہو اور امت محمدیہ کا وہی جواب کہ تھے اس کو رسول کی زبانی مثلاً بقول
 جانا وہی شام کی گواہی ہے نہ صانیہ کی اسکے بعد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت
 خاص امت نوح علیہ السلام پر اسی تبلیغ کی گواہی کا ذکر ہے اور کفار کا وہی سوال اور امت
 محمدیہ کا وہی جواب پر کیا اثر مذی کی روایت میں و طاعنوں کا زیادہ ہے صفحہ ۹۷ تا ۹۸ خازن
 کا دیکھ لو آیت مذکورہ کے ذیل ایسا ہی تفسیر مظہری میں بیان کر کے فرمایا درود علی النبی

والترقی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجاد نوح علیہ السلام یوما القیمۃ فیقال لہ هل یلقی فیقول لا فیما رب فیما انما ھل یلقی فیقول ما جاءنا من نبی فبقال من یشہد فیقول محمد وامتہ قال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یجاء بکم فتشہدون ثم یقرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذا اللہ جعلہ انکم امۃ وسطا فتشہدون لہ بالانذار واشہد علیکم وللاۃ

ترجمہ اور روایت کیا بخاری اور ترمذی اور ابی داؤد (حدیث کے متن یا مضمون)

ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ سے جانتے ہوئے نوح علیہ السلام دن قیامت کے کیا جا بیٹھا ان سے کیا رسالت الہی کو پہنچا دیا (اپنی امت کی) پس کہیں گے ان سے اب میرے پس بچا جا رہا ہے گا اور کئی امت سے کیا تبلیغ کی تھو کہیں گے وہ نہیں آیا ہمارے پاس کوئی ڈر نہ اس نے دلا تو فرمایا جا رہا ہے گا کون گواہ ہیں ہمارے بت نوح ہیں مہین کرینگے محمد راہت ان کی فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس بلکہ کے جاؤ گے تم پس گوہی دو گے کہ تم پہر پڑنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھو سنہاواں آیت کو) وکذا لک جعلناکم امۃ وسطا پہنچا دیا دو گے تم راستے انہیں نوح علیہ السلام کے رسالت الہی پہنچا دینے کی اور گوہی دو گے کہ ہم پہر پڑنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ترمذی اور ابی داؤد نے حدیث نقل کی اس میں بیوں سے کہ اس سے پہلے کہ ان میں سے کسی نے ساتھ ایک سرگرمی کے ساتھ دوسرے کے ساتھ فرمایا ذکر اللہ اور ان میں سے تبلیغ کے بارہ میں سوال اور ان کا یہ جواب کہ چنے تبلیغ کر دی اور ان کی سزا تو ان کا گھر اور سب سے محمد یہ کہ لکھا تھا اوپر ان کا تبلیغ انبیاء کی گواہی دینا پھر ان سے کہنا کہ یہ حال کہ تیرے سوا کوئی نہ ہے جائز اس پر ان کا یہ جواب جہاں تا بینا کہنا

انہیں ان کے پاس باقی احادیث و فتاویٰ لایا یہ بخاری ہمارے کتاب فی ترمذی

چکو کہ بیشک اول نبیرن سے تبلیغ کردی پس نفسیوں کی ہے اسکی فیقان صدقہ
 پس کہا جائیگا بح کہا تھے اسے است محمد صلا مارک میں نکلیف اذا حببنا من کل
 امة شهید و حبنا بل علی ہولاء شہیدان کی تفسیر میں سے حالانہ
 شاہد علی من امن بالاجمان و علی من کفر بالکفر و علی من افاق
 بالمشاق یعنی لا ینبئ ہم حکمو اسے محمد ران حالیکہ گواہی دینے والے ہوئے ہم ساتھ
 ایمان کے اور جو ایمان لایا اور سات کفر کے اور جو کافر ہوا اور ساتھ لغات کے اور جو
 جو منافق ہو گیا ص ۳۰ و ۳۰۸ خازن میں انہ جملہ کی تفسیر یوں کی یعنی شہید یعنی ہولاء
 الذین سمعوا القرآن و حو طلبوا به بما عملوا یعنی گواہی دوئے تم ان پر چہرہ رہے
 نہ قرآن کو اور مخاطب کئے گئے ساتھ اسی قرآن کے ساتھ اس کے کہ عمل کیا اور یوں نے
 اسکے دونوں تفسیر یوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہی بیچ روایت
 میں ابن جریج کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ ناس پر چہرہ تھے کا اور اس
 آیت پر حضور کے رونے اور شہداء فرما نے کا ذکر ہے اور خازن میں اس حدیث کو ختم کر کے
 لکھا زاد مسامر شہید اما ذہمت فیہم اوقال ما کنت فہو سکا سکا
 روا تفسیر میں امام مسلم کی روایت میں یہ زیادہ کہ گواہ یوں ہیں اور اس وقت تاکہ راکھ میں
 اور یوں یا فرمایا کہ تمہا میں ان میں بیشک ہوں میریٹ کے راویوں میں سے ایک ہی
 اور راستہ پہنچ قید عیسیٰ علیہ السلام کے بیان میں خود قرآن مجید میں موجود ہے اور اسی قید کے
 ساتھ حضور کے بارہ میں تفسیر و مشور کی حدیث میں بھی ہے بدون شک راوی کے
 اور نیز مطلب دونوں کا ایک ہی اسے مسلمان حضرات غیبیہ کی حدیث افکار اور راوی علی الجا
 لغز کیجئے حضرت فخریہ میں کہ میں بیشک اول میں رہا اور سیوف تک کا گواہ یوں اور
 چکو کہ اوٹھا یا تو اسے اللہ تعالیٰ ان کو نگران حال ہے اور اگلے پچھلے ہر عام گواہی کی
 تفسیر پر اس گواہی کا معانیہ فی ثواب نہ تھرا یوں بلکہ اللہ سبحانہ کے فیوض کی وجہ سے

فرمان مجید: سکو سہمی سہی گواہی سرا دلہی قتلا وین اور خباب خالص بن حاشیہ پہا کی سرخ
یہ جاریہ کہ دنا بوی رد و غی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں صلا اللہ تعالیٰ دہایت با ظہ
ما رجاے اسکی نئی بن ہند و ہج کے نیم چوکی است کے آئین اور عقیدے اسلام میں پروئے
آسمان ہو گئے نغیر تبا بوری میں بھی ایسا ہی ہے مگر اوس میں سے معین طلب سمجھ کر وہ عبا رستہ
کتر لی ہے سکو ہم خالص خالص سے اور نقل کر چکے ہیں حالانکہ وہ عمارت ہی مفید دعا ہے
ناقل نہیں اوس میں آپ کو شاہدیتی گواہ تبا یا ہے نہ حاضر ناظر صرح فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے شکک الشیء لجمعی ویصقی یعنی دوست رکھنا تیرا کسی چیز کو انہا پر کر دیا
حضور ماقبل علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بار جو دیکہ فراموش ایمانہ ہے مگر اوس میں بھی اگر کسی
بڑھ جائے آپ کے لئے کوئی رافا حد اور لازمہ الوہیت کا ثابت کرنے لگے ایمان کہو کر کا فخر شک
ہو جائیگا حضار نے محبت عیسیٰ میں حد سے بڑھ کر جہانک فزب چو بخانی ہے اوس سے
سلمان کے کان نا آنا نہیں مصلوں کی محض عیسیٰ میں ہے۔ چہ حضرت عیسیٰ نے چاہا کہ

اپنے اور ملک کے درمیان میں کوئی فرق بیان کریں تاکہ معلوم ہو رہا ہے کہ عیسیٰ بندہ ہے یا بیوگاہ
واقع میں نہیں ہیں۔ اور حق حق ہے کہہ لکہ وہی رب ہے قاسم ہے اپنے نفس کے
بارہ میں اولہا نے فرمایا کہ وہ شہید بھی گواہ ہے اور حق حق ہے کے بارہ میں فرمایا کہ وہ شہید ہے
۱۹ لفظ گواہ اور رقیب جو فائق ہے نفس قرآنی میں در بیان بندہ اور خدا ہونے کے اور بین
شہر قیامت کے اندر نے گواہ کو رقیب کے معنی میں پہنچا عبودیت کو الوہیت کا حاسہ نہاد ہا۔
ماہ کے انبیا و مشرین بیچ فاذن کے ہے وکننت علیہم شہیداً آماد مت فیہم
یعنی وکننت استہدما یفعلون واحصوا کما دمت مقیم فیہم و فلما توفیتنی
کہ وہ لیت الشہید علیہم یعنی الحفیظ علیہم المراقب لا عمالہم و احوالہم
والمرتبہ الحافظ الذی لا یسب عندہ شیء مشہد شرمبہ اور تہا میں
اور پھر گواہ جب تک رہا میں اوزن میں لینی گواہی دیتا اور حاضر کرتا میں امن کے غفلت کیا

جب تک معتمد بادشاہین پس جبکہ ادھٹا لیا تو نے مجھ کو ہی نگہبان رکھا اور میری نگہبانیاں باوجود نگران
اون کے اعمال اور احوال کا اور رقیب اوس نگہبان کو کہتے ہیں جس سے کوئی چیز نہ چھپے اور
نہ چھپ سکے (ترجمہ) اور بغیر کا تمام عہد بکھلو معاہدہ کی گواہی کو آیت اسی وقت کے ساتھ
معینہ کرتی ہے جب تک اعلیٰ میں قیام فرما رہے ہوں خداوندی سے جدا ہونے کی حالت کے ساتھ
غایت ہونے کی حالت میں تو خصوصاً قرآن مجید کی گواہی کا ثبوت دیتے ہیں جنکی خبر اللہ سبحانہ بچکا
نہ ہر چہ پہلے کی تسامع اور خبر اسے بہر عبودیت کا خطا نہادوں معاہدہ کے وقت معاہدہ کی
گواہی کا اور غیر ماضی کی حالت میں سنی سنائی بات کی گواہی کا اور اللہ سبحانہ کا خاصہ
توہیت معنی نگہبان نگران اعمال و احوال عاملین جس سے نہ کوئی عامل چھپ سکے اور
نہ حال اس کا یہ فرق آیت کا سمجھایا ہوا معتمدین سلف و خلف کا بتلایا ہوا ہے ہر مان
نے کس بہ پہری سے اوس خداوندی کا خاصہ کہ آپ کے لئے اور لایا اور غیر ماضی کی حالت میں
حاضر ناظر نہیں لے کے لئے کس اصل لفظ انیت کو اپنا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فدائوں فرما ہزاروں دین اسلام کے حمایتیوں کو مابیت کا وعدہ مجاہد آپ کی تعظیم
کا مسئلہ نہ الا کر بنایا مصنف مداح و خاص الامن سب سے اہمیت یا حدیث کے الفاظ کی
معنی گئی خلاف سلف و خلف کر گذرتے ہیں جبکہ بتلایا نازل غنی کی معنی گری میں اہل سنت
کے خلاف بلکہ شیعہ و خوارج اور بعض معتزلہ سے ہی قدم بڑا کر اوں الزام لگوا پنے سر
کر لیا ہے جسے یہ فرقے یہ کہہ کر بچ گئے تھے کہ ہماری مراد اکل انہ ترین مذہب قرآن میں نہ
امور دنیا کی اہمیت نہ کیا کہ تشیع تو بیخ تعلویج نور الالہ فارغہ الامانہ تغیرات احمدیہ وغیرہ سے
ہمارے شیخ سے رافع الیہ میں نقل کر دیا ہے۔ جناب بکھرا ہوا نرالی سنی گری کو معتقدین
کے دلوں میں جلتے کئے بڑی روک تھام چالاک سے کام لیتے ہیں تاکہ امن بنا دو تو کو
روکو دیکھ کر چھلٹے ہوئے دلوں میں یہ نیا دین نہ اور توجہ است۔ سچے اہل سنت
والجما عہ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سیرت ملت کی ہدایت کی ابتداء کا نمونہ ہیں

اون سے بات چیت کرنے اور ان کی کتابیں پڑھنے سے اور ان سے ملنے سے ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہ
 دیکھ لویہ لکھ لویہ ہیں اور ان کی طرف التفات ہی کیوں کریں ایسے کچھ ایسے ہیں جن سے غلوئی اور غلوئی ہیں
 فراموشی سطرہ ۹۰۔ ایسی ہی محنت میں صبا حیات سے یہ نزلان مذہب بالون چلائے رجوع بسا بق
 پس اگر بھر قیام دائرہ وجود آپ ہی کے وجود سے موجودات عالم کے وجود و نکلستفاد باطل و نکلستفاد
 کو حضور کی روح سے پیدا ہوا جائے کہ میں حضور کے نور کا ظہور ہے چنانچہ دنیا کے بعض مشافہات سما
 قول و سب کمال کمالی نقل کیا ہوا صاحب خالص کا سپہ دلاوت کرتا ہے ہر چیز میں شہد و نور محمدی کا
 مانا جاتے تو ایسا شہود مقام تفصیل شخصی ترکیب عصری میں شہاد و شہود کی باہمی جلدی اور
 غائب ہونے کی حالت میں قائم معاہدہ کا اور حاضر ناظرینے کا نہیں دیتا جیسا کہ اسکو اوپر بدل
 ثابت کر آئے ہیں اس سے بعض مشافہات صوفیہ کی شہود کرکھاٹی ہوئی ہیں یہ تاویل بعید سنبھالا
 لے سکتی ہے کہ سب ایک نور کے اجزا ہیں تو شہود و اشتراک ملحوظ کرنا کہ قیام کے لئے محسوس شہود
 کو کہہ یا ہوگا ایسا کہ کہیں تو مخصوص حضور قرآنہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ کا اور نکلستفاد کمال
 اور وہ جو خالص کے صفہ اس میں شہد بردہ قاری سے عبارت نقل کر کے ترجمہ کیا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقسام علوم کو ہوا وی ہے سطرہ ۲۰ بیک آپ کا فرمانا ہوا
 جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے بطور قواعد و کلیات کے ایک ایسی اصل ہے کہ نکلستفاد حوادث جن کا
 ظہور اگرچہ حضور کے زمانہ میں نہ ہوا ہو اور بالخصوص ان کی منقبت کہیں : فرمانا ہو مگر وہی قواعد
 اور کلیات ان حوادث کے حکم کو کفایت کر جاتے ہیں یہی حاوی ہوتا ہے چونکہ وہ قواعد
 اور کلیات احکام جزئیات حوادث مستقبلہ کو اپنے پیچھے چھپاتے ہوئے نکلستفاد وقت
 حوادث و عوارض اور ان کا ظہور جانا ہے یہی تو کتب فقہ میں مختصر سی حدیث کی شرح
 جہاں اہل البک کے دفتر پر گئے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی فرماتے ہیں
 کہ میں جوامع احکام دیا گیا ہوں خود اسی شرح بردہ قاری میں علوم و شہدات و شہدات
 و الحجز نیات معروض کتب کا موید ہے یعنی علوم آپ کے نکلستفاد ہر نوع بہات بہات

ہو کر پہلے تین طرف نکلتا اور جزئیات کے لیے سبب جانتا انکے بموجبی جو بطور قواعد ایک اصل دینی میں
 دہنے کیلیات کے سمندر میں جزئیات کی نہر میں جاری کرتا مجتہدین کا اس نوع کے مصلوق
 ہیں اگر اس سے اخبار عالم کا علم حاشی تفصیلی مراد بتیے تو یہی قاری شیخ فقہا کبر میں یہ نہ فرماتے کہ جہاں
 ہم بیکانیا علیہم الصلوٰۃ والسلام (شیخ عالم) میں سے جہی ہوئی چیز و تلو نہیں جانتے
 ہیں جو انکو کھنکھی بتلا دیا اللہ نے بس جو معتقد ہواں بات کا کہ وہ جانتے ہیں غیب کو قوت و تلو
 کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ سے اس قول کے معارضہ کی وجہ سے کہہ دو نہیں جاتا کوئی رضی و ساوی
 (منہ) غیب کو رسالہ اللہ کے جیسا کہ امام ابن الہمام کے سارہ میں ہے اور خاص ہے
 میں جو نقل کیا کہ امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی دور کتابوں میں علم حروف کی روش پر ختم
 دنیا تک کے وقائع بطور رموز ذکر فرمائے ہیں جن سے ان کی اولاد میں سے آئمہ مشہورین
 احکام نکال کر لکھا جیتے تھے۔ امام علی رضا کو جب مامون رشید نے اپنے بعد ولی عہد کیا تو فرمایا کہ
 یہ کام پورا کرو گا سوا یہی ہوگا کہ امام رضی اللہ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی میں شہادت
 پائی یہ مسئلہ تک کا غلام بطور تقاطع ہے۔ شایان مصر کے احوال کی حرف رموزوں میں
 اشارہ کرنا جو ترجمہ مذکور ہو وہ اور یہ رمز کہ یہ کام پورا ہوگا یہ دلائل کے علم تفصیلی پر دلالت
 نہیں کرتے اسلئے کہ کام پورا ہونے کی وجہ اس میں جھول جاتی اور وجہ مانع اتمام بہت ہیں
 انرا تجلیہ بھی احتمال تھا کہ شاید اس کام کو ارکان دولت با ولیعہدی کے استحقاق کے مدعی
 نہ پورا ہوئے جن حرف کی رمز پورا جان کر اول سے لگوات لگاتا اس کے کسی نہ کر بطور حال
 بلا تفصیل تاثر جانا علم غیب میں ہو سکتا ایسے لگہ انولنے اکل پورا کام بخوبی بھی خالی ہے
 ہیں تو یہ نہ ہی عالم الغیب بجا نیلے حاکم الاعتقاد و اس نے دور و استین نقل نہیں کیں
 بعض آئمہ اہلبیت کی کہ یہ علم ہمارے گھر اور بعض جزو اہل بیت کے گھر کے سوا اور کسی
 گھر نہیں اس سے تاکہ یہ یہید نہ کہلیاے کہ وہ علم بھی علم نجوم یا اوکی مثل کوئی دوسرے علم
 تھا حیکی آلت بلکہ ہندو کی پوتھیوں میں ہوتی رہتی ہے۔ امام لطف علی حاشیہ درختا میں

کہتے ہیں (اے المرسل) ہر عام ضرب اسکاں من المخطوط والمقطوع بقواعل
 معلومہ تخرج حرفہا تجمیعاً وتخرج حیدلہ دالہ علی عواقب الامور ^{شکلیات} وقل
 ان حوام قطعاً واصلہ لادریس علیہ السلام انتہی ابن حجر کی کہ فائز سے کہ
 ان تعلیمہ وفعلیہ حرام شدید التحریم لانا فیہ من ایہام العوام ان فاعلہ
 لیسارک اللہ فی غیبہ انتہی من مجموعہ فتاویٰ علیہ ص ۲۹۵ حفظ اور نقاط کی شکون کی
 حروف سے فاعلہ بطور سہولت اونسے حروف نخل حرفتے عواقب امور پر دلالت کر نہالے
 حلقہ نخل اونسے آئندہ حوادث کا پہچانا جسکی اصل ادیس علیہ السلام سے آج وہ شریعت
 محمدیہ میں قطعی حرام جسکے شدید التحریم ہونے کی علت یہی امام ابن حجر یہ بتلائے ہیں ذالین
 عولم کہ وہم دلاتا ہے اس امر کا کہ اس علم کا فاعل باہم شریک ہے اللہ کا اللہ کی غیبیائی
 جسکی فعل عبارات وروح سرانی میں الامن اور انبار ورماع اور خاص وغیرہ اس مذہب کی
 بالی کی کتابین ہری ڈری ہیں امام موصوف عوام کے ایہام علم غیب کی وجہ سے جس علم کو سخت
 حرام فرماتے تھے : ایہام یقینی علم غیب بگیا اوان خواص میں جو اس مذہب کا یہ کہ بالی
 اور ارکان ہیں : دلیسے معلوم کہ جو علم غیب نہیں علم غیب کے اثبات میں استدلال پیش کر رہی ہیں
 اور قہر تھا اسے خوف ندارد کشف کے وقت اولیا اللہ کا دل لوح محفوظ بجا ہے اور اس
 بہت سے عواقب امور کہلی ہیں تو یہ کشف اونہہ جانے کے وقوت میں عواقب امور کہول یعنی
 کی کجی نہیں بجاتا سلام شیخ کلام امام غزالی سے سچا دبا گیا کہ کشف اور وحی فعل باری سے
 نہ فعل عبد میں جو بندہ کا فعل ہی نہیں اور میں بندہ کا اختیار کیسا ایسے ہی روحانی سنا دیکھتا اور
 اور جسمانی سنا دیکھتا اور شیخ ترجمہ مشکوٰۃ فارسی میں بنیل حدیث لیلیۃ التعریس فرماتے ہیں
 جبکہ ظاہر یہی حدیث نہ کہ میں یہ ذکر ہے کتاب مع اصحاب رات سہر چلے پہلے پہر اور ذکر
 خواب استقامت فرمائی حضرت اہل کو پہر سے پہر بڑا مانا کہ وقت نماز فجر وہ کجا دین ہاں
 ہی سوئے پہانہ کہ صبح نکل آیا اٹھے چکر نماز فجر دن پڑھے پڑھی اس بعد و اقرض ہٹے ہیں

ایک یہ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دل مبرا جانا ہے اور آنکھ میری اسولی ہے پس ہا وجود پیداری دل
 سورج کے طلوع ہونے کا شاہد کیوں نہ ہو۔ سرکہ یہ کہ جی اور کشت سے کیوں نہ دریافت کر لیا
 شیخ جو اپنے پی میں کذا کتاب کے طلوع غروب کا دیکھنا یہ کام ہے جو مانی آنکھ سے نہ قلبی روحانی آنکھ کا
 اور کشف اور وحی کرنا یہ کام ہے اللہ کا اگر اس امر خاص میں آپ پر وحی نہ بھیجی اور کشت نہ کیا تو آپ کی
 روحانی سننے دیکھنے کو جسمانی سننے دیکھنے میں یہ ذکی اور بولان کو حاضر ناظر کیمرہ بنانے کے لئے
 پیل دینا اور فقہ کی تصریحات سے آنکھ بند کر لینا پس وہ تبارہ امتیازی ہو اور ث اور بقیریت اور فضل
 کے نشہ کا بلبلنے والا ہے اہل حدیث سے پوشیدہ نہیں۔ مگر کیا کچھ یہ یاد دہنا و اہمیت کی
 بوجہ دیکھ کی گئی کی آئین ایسے ہی دائرہ گہات سے پلاس ہے اور اسی کو اس دہ گہ میں بن صبا حیان
 اور بیت ہیں۔ ہمارے شیخ کی کتابا مارا غلط کے چند حصے چٹکے بیان سے ہر حصے میں اس
 مذہب کی بھن فلتہ یہ ہیں و نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء سے حب سحر اعراس
 اشار عالم کے ذرہ ذرہ کا بیان روشن مفصل قرآن میں ہونا نا ہونا ہوا صرف ہے۔ بیک اس
 دعی نے نہ اپنے دعوے کی تائید میں کوئی قوی یا ضیق نہ تو کسی معسر کا صحابہ و تابعین سلف
 و خلف سے پیش کیا اور نہ ہر چار مذہب اہل سنت سے کسی کتاب عقائد کی عبارت پیش کی
 اور ایسے ہی مقلد الخبیث حسن بیٹے جاننے کا حصہ اللہ وعدہ کے لئے بیات و راہادین میں
 مضمون ہے ادن پانچ کا علم محیط محبوبان خدا کو ماننے میں۔ فرل صحابہ کسی پیش کیا اور
 نہ کوئی عبارت کسی مذہب کی کتاب عقائد سے پیش کی۔ بلکہ سب قرآنی آرائی میں کہا تو یہ کہا
 کہ خامہ برقی بار درضا خرمین ہونے کی حدیث میں سب زلال رنگ رہے ہیں۔ اور جب بہت سے
 سوالات پیش کئے گئے کہ جب قرآن ہر شے کا بیان روشن ہی اور روشنی میں مسدود ہے۔ مفصل اور
 شے ہر وجود کو کہتے ہیں تو فرشتوں اور قبول رسولوں کی سر تحمیر بیان روشن بیانی کے ساتھ
 مفصل قرآن مجید میں دکھاتے اور کہتے نام تو تفصیل ہی دکھائی ہے۔ دنہا کے ہر کہتے کے پیدا
 کو جس نفع دانہ دانہ کی گنتی ریت کے ذرہ ذرہ کی گنتی کج الہاب و تقاضیں غفر سر کبانت کے

علوم اور اس عالم کے ماکان و مایکون کا بیان اور بیان بھی کبسا روشن اور روشن بھی
کس درجہ کا مفصل قرآن کریم میں دکھایا گیا ہے۔ خود ہو جائے۔ مگر محض الفاظی
کی بناوٹ اور سجاوٹ میں یہ دم کہاں جو اب بن آئے کہ فرشتوں اور نبیوں کی سوا کچھ بیان
یا انہی کی تفصیل روشن بیانی کے ساتھ فلان فلان آیات میں ہے اور ہر کہبت کے پیداوار کی
جس نوع و انداز کی گنتی ریت کے ذروں کی گنتی جمیع ابواب و تفصیل شعر و کلمات کے
علوم و فنون اور اس عالم کے ماکان و مایکون کے بیان روشن مفصل فلان فلان آیات میں
اور یہ بیانات آیتوں میں ہیں ہی کہاں اور نہ ان کے بیان کی قرآن کریم میں ضرورت حتیٰ کہ لوح محفوظ
میں ہی ماکان و مایکون کی غیر متناہی کائنات کل بطور استیعاب منہج نہیں بلکہ شعر و کلمات
سے تو قرآن و صاحب قرآن کی تفسیر آیات قرآنی ہی بیان فرما رہی ہیں ایسے ہی اللہ کے مکتوب
و عفو کی نسبت ارشاد ہے پس جملے اجالی بیان تک کی نفی قرآن سے قرآن ہی بیان کرنا
تو اہل کمال کی تفصیلی روشن بیان قرآن میں اس کے بن سکتا ہے دعویٰ کرنے کی بھیہد
میں اس معنی نے اور دو انداز بنی کو بھی ملو ظاہر کیا جو شیعہ اور خوارج اور بعض معتزلہ نے ملحوظ کر کے
حق پر جب مقاصد نزول قرآن ہی ہے۔ ان معنی صاحب نے جب بتایا تو کمال شہادت و غیرہ کہ
معنی گری میں اہل سنت از صحابہ تا انہم سب کو چھوڑ دیا بلکہ ہر فرقہ مذکورہ بالاتر ہے بالادنیٰ
کو کہے ان مل الامون اعراضوا کو سر لیا تو دور کی موجودی کہ کہیں مذہب اہل سنت کے فلا
بلکہ اکثر اسلامی فرقوں کے خلاف ہوا و نبیوں اور فضائل کے موافق جو ہمارے عقائد و
اعمال اختراعی ہیں ان سے مطلع ہو کر اہل سنت سے مانوس عوام لوگ بلکہ نہ جائیں اسکی
روک تھام کے لئے لفظ اہل سنت و الجماعت کو برقعہ بنا کر اپنے اوپر لایا کہ اور تشریح کیا
باب سطح پر دیکھو تو یہی لکھا ہوا ہے سطح اہل سنت و الجماعت۔ بات بات میں یہی کہبت کہ ہم
اہل سنت و الجماعت ہیں۔ حالانکہ انکی صورت ظنی و اعتقادی ہے۔ لفظ نباہ مانگتا ہے
پڑکھاں رکھنا ہے۔ یہ لفظ پاک پڑا دے گیا سو ہے بزوان پاک

سب سے اہل سنت والجماعت جو مومن ہیں علیات و اختفا دیات میں چاہت عیادہ کرام و تاجرین
و آئمہ مجتہدین کے اتباع کا طریقہ سلوک فی الدین میں وہ ایسا نہیں کہتے اور نہ ان کو بل ضرورت
اپنے منہ میان شہوت کی ضرورت اور جعلی اصحاب نہیں بن سکتے اخذ و خویشاں ان کمال
لہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ درینا شہوت و علی الصلوٰۃ
جمعہ الانبیاء و المرسلین فقط

حاشیہ متعلقہ معنی ہ سطر ایک قول جو تھے طبقہ میں غ جو تھا طبقہ تو
بہت نیچے ہے خلافت شیخین کے بعد کی روایت حدیث کا حال میں وجہ ایک نسخہ وہ یہی رکھتا ہے
جو کویدیل مصنف نے غنیت اور اسلام انعام نمبر ۱۱ جلد ۱ میں علامہ فضل احمد صاحب سلمہ
بہاری سے لکھ دیا ہے۔ اسلام کے لئے جو امر زیادہ خطرناک ثابت ہو وہ یہ کہ ان بدو یا نت
مسندہ پر والوں نے جو تقدس اور صداقت کے لباس میں چپے ہوئے تھے گروہی ہوئی حدیثوں
کا ردایت کرنا اور مخالفین میں اس کا شایع کرنا شروع کیا اور ہم کہیں ناگہی امتیاز کے
روایت حدیث کی سند پر غاصبانہ قابض ہو کر اس کا مالک بن گیا۔ یہ ایجاد ہوئی کہ شیخین کے
بعد لوگوں نے کثرت سے حدیثوں کی روایت شروع کی اور اس کا بھی جعلی حدیثوں کا یہی
ایک بہت بڑا ذخیرہ ایمان خردیوں کی عنایت سے جمع ہو گیا اختلاف عہد شیخین کے اوسمیں
لوگوں نے بہت کم روایت کی اور خود شیخین نے بھی اس میں اس قدر احتیاط کی کہ بجز
چند حدیثوں کے انہوں نے بھی کوئی روایت انہیں کی سلسلے جو روایت شیخین کے عہد خلافت
میں کی گئیں وہ نہایت معتبر و قابل وثوق ہیں۔ اسی طرح جو مسائل اور فتاویٰ شیخین کے
عہد خلافت میں مرتب ہوئے وہ بھی ان حدیثوں سے زیادہ قابل وثوق ہیں جو ان کے
بعد کی ہیں (ناقل کہتا ہے جبکہ یہ کی صحیح حدیثوں سے وہ مسائل اور فتاویٰ زیادہ قابل
وثوق ہیں جو شیخین کے عہد خلافت میں مرتب ہوئے تھے جو تھے طبقہ کی روایت شہوت

قبروں پر سال کے سر پہنچنے کی چھیچھ مرفوع متھیل الامام آ حضرت سلمہ ادا علیہ وآلہ
 وسلم کی مبارک زبان سے فرمائی ہوئی عہد خلافت شیعینین میں ہر جاتی ہوئی کے معارضین
 جس پر وہ اعتراض پہنچ رہا ہے مسکو تھیر و شرح تحریر سے نقل کر چکا ہوں کہ اب قابل عمل
 دھنا ہو سکتی ہے حضرت امیر معاویہ نے جب دیکھا کہ ملک بن حدیث ڈھانے کو اسٹین
 قائم ہو گئی ہے اور بہت سے کارخانہ داروں نے اس کا ٹھیکہ لے لیا ہے تو اس لئے
 مجبوراً ان کو جمع عام میں یہ اعلان کرنا پڑا۔

عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاِحَادِيثُ مَا كَانَ فِي زَمَانِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (مسلم) | مسلمانوں ان
 حدیثوں پر عمل کرو جو حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت میں روایت کی گئی ہیں اور ان کے
 بعد کی روایت کا اعتبار نہیں۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے جب دیکھا کہ ان جہلی حدیثوں کی وجہ سے مسلمان
 بہت اختلاف ہو گیا اور لوگوں نے مختلف فتوے دیتے شروع کر دیے تو آپ نے
 مسلمانوں کے اس اختلاف مٹانے اور مذہب کی حفاظت کے لئے یہ زمین ہموار
 کیا کہ ہر مسلمان فلاح میں ملے اور ہر مسلمان کے اوں شخصوں کے یہ فتوے پر عمل کرے جو
 وفات پا چکے اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ
 عنہ کے قبل ہوا ہے اس لئے ان فتوے سے خلافت شیعین کے فتاویٰ کو ملکی حدود اشارہ ہے اور پھر
 اپنی اس اصل پر جو بھی اس تمام سے عمل کیا اور یوں فرمایا۔ (رَسُولُكَ الدَّاسِ
 وَادِيَا دَسْلَكْتُ مُحَمَّدٌ شَيْعًا لَسْلَكْتُ شُعَيْبٌ عُمَرَا حضرت عمر کے فتووں سے
 خواہ تمام ملک اختلاف کرے مگر میں انہیں کے فتووں پر عمل کروں گا۔ حضرت
 عبداللہ بن مسعود صحابی باوجودیکہ کبار فقہاء اور صحابہ بن فضل کمال میں ممتاز اور مجتہد
 تھے مگر انہوں نے خود کو اس تعاقب شخصی سے بے نیاز نہ پایا جیسا کہ علامہ ابن قیم
 اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں۔

دکان بٹولا صلیبیہ و قولہ بقول عمر
 دکان لا یمکار یخالف فی شیء من شئ
 ویرجھہ انی قولہ من قولہ

حضرت فاروق اعظم کی تقلید شخصی کے متعلق
 الامامہ حضرت عبداللہ بن مسعود اس قدر سزاوارتہ
 تھے کہ ان کے مذہب اور قول کے مخالفین اپنے
 مذہب اور قول کو چھوڑ دیتے اور حضرت عمر کے مذہب سے کسی چیز میں مخالفت کرنے کے
 قریب نہ پہنچتے (اور فتوے دینے میں اگر اپنا قول اور ان کے قول کے خلاف ہوتا) تو اپنا قول چھوڑ
 انہیں، فاروق اعظم کے قول کی طرف رجوع فرماتے۔

(اور یہ الزام اور انتقام کین ہوا اس لئے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک
 عہد میں قاضی اسلامی دائرہ کام کرنا اور مسلمانوں کا بخیر سرور کائنات کی تقدیر ذات الہی اور اپنے
 اسبابہ کے لئے مسلمانوں کو یہ حکم دیا

اِنِّیْ لَکُلِّیْ مَا لَقِیْتُ مِنْکُمْ فَاَسْتَلِمْ بِہِ
 بِاللَّیْلِ مِنْ بَعْدِیْ اِلٰی یَوْمِیْ وَعَمْرٍا

میں دو چیزیں چھوڑیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ تو گفتُ فیکم امر بنیٰ ان یتخلوا البغی
 ما تمسکتم فی کتاب اللہ و سنیٰ راسخین فلو ان مکہ بن فکھد و چیزیں سے
 جاتا ہوں جب تک انکو تم سے ہر گز گراہ نہ گئے قرآن اور میرا طریقہ جو کہ مسلمانوں کی اسلامی دستور العمل
 ہیں۔ پھر بار خدا کے کہ قرآن عربی میں تھا اور صحابہ اس کے سمجھنے سے عاجز نہ تھے اور اسی طرح
 آنحضرت کے افعال اور اقوال (اور تقریریں) سے بھی صحابہ واقف تھے۔ مگر اس پر بھی تمام صحابہ
 کو یہ حکم دیا کہ میرے بعد ابھراؤ عمر انہیں روکی پیروی کرنا اور اس کی پیروی کرنے اور ان کی
 بات ماننے کے حکم سے سیکھ ستنے نہیں کیا (کہ عثمان کو ان کی پیروی کی ضرورت نہیں)
 اور ان صحابہ کو یہ آزمادی نہیں دی گئی کہ جو کچھ وہ قرآن اور سنت سے سمجھیں اور سیکھ لیں
 اور یہی وہ اور ہے جو زیادہ توجہ کے لائق ہو اور تقلید شخصی کے لئے نہایت مضبوط شاواہ
 ہے کیونکہ تقلید اسی کا نام ہے کہ کسی کو مستند و ینار خطاب نہ سمجھ کر ان مسائل

اور احکام میں جو وہ خدا اور اس کے رسول کی طرف سے بیان کرے، ہمیں اس کی تعمیل کرنی چاہیے اور یہ یاد رکھنا کہ جو کچھ یہ کہتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا حکم ہے، غرض اس کا ذاتی حکم جیسا کہ اہل عقل و غیر الزام دیا جاتا اور رہبان نکلا یا جاتا کہ وہ عبادتہ ابو دینہ یا نام نہانی کے احکام کو ماننے میں نہ خدا و رسول کے خلاف ہو یہ امام جعفر سے کہتے ہیں عاتکہ کہ خداوند اور اماموں کی شان اس سے بڑی ہے۔ اس تقلید شخصی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم بعض اہل علم نے نہا کہ مسلمانوں سے اس اتفاق اور اتحاد کی عمارت متزلزل نہ ہونے پاوے ورنہ اگر مسلمانوں کو یہ اختیار دیا جاتا کہ وہ کذب و دست سے جو چاہیں اس کے سمجھیں، یہ بھی عمل کریں اور اس میں کسی کی تقلید نہ کریں تو پھر اختلاف کا ہونا لازمی ہے کیونکہ سب کے ہاں اختلاف اور اس سے مذہب کا اختلاف انسانی سرشت کا ضابطہ لازمہ ہے اور یہ پھر عام خاص ایک جم غفیر کی مختلف رایوں سے ان گنت مذہبوں کے پیدا ہونے کی نوبت پہنچنا جیسا نتیجہ میں سے اتفاق اور اتحاد کی جو مقصود اعظم تھا خرابی ظاہر کی (۱) سرور کائنات کے مقرر کردہ کے بعد حضرت صدیق اکبر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اصول اتحاد کی پابندی کی اور اسے اپنی حکومت کا ایک قانون قرار دیکر تمام تعلیق شخصی کو (خلیفہ کی) ضروری قرار دیا (انالہ النفا مقصد دوم صلا) اور اس کے متعلق دو مقامات ذیل مقرر فرمائیں (۱) کوئی شخص سب سے اس کے جیسے خلیفہ مقرر کرے حدیث کی تفسیر کا مجاز نہیں (۲) فتوے میں شخص دے گا جس کو خلیفہ اجازت دے اس کے سوا کسی عالم کو اس کا مجاز نہ ہو گا کہ وہ فتوے دے (۳) ان واعظین کے سوا جن کو حکومت نے مقرر کیا ہے کسی دوسرے کو وعظ کہنے کا مجاز نہیں (۴) خلیفہ کے فتوے کے سوا کسی کے فتوے پر عمل نہ کیا جائے۔ حضرت صدیق اکبر کے بعد حضرت فاروق اعظم نے بھی اس قانون کو مع دو مقامات مذکورہ ضروری قرار دیا جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب انالہ النفا مقصد دوم میں لکھتے ہیں لہذا دین عصر خلافت نہ اسباب

و سنت آراء و اشعار ہر ایک مذہب و ہر ایک رائے مجمع و آن مذہب خلیفہ و آن
 مجمع و آن مذہب خلیفہ و آن ابوہریرہ و ابی ہریرہ و ابی ہریرہ و ابی ہریرہ
 بود در خلیفہ یا کہ ثابت علیہ با سید ہریرہ و سید ہریرہ و سید ہریرہ
 دونوں حلفوں میں کثرت سے وہ معزز اصحاب تھے جنکی آنکھوں کو سرور کا ستار
 کے اعلیٰ کہنے اور کافون کو احوال کے سننے کی عرط حاصل تھی جنکے دل آفتاب
 نبوت کے انوار سے منور ہو کر اسلامی آیہ دی گئے بدر کمال ہو کر چکے حکم فوز
 سرور کا پتہ اور ماہی جنتی نے مشعل راہ فرمودیکہ دنیا کے لئے اُسوہ حسنہ علیہ السلام
 جنکو کسی زبردست سے زبردست کی سطوت و جبروت صراط مستقیم سے ایک بلبل بھی
 نہیں ہٹا سکی اور نہ کسی اثر و دباؤ کی چمکدار تلوار کی تیرو مار انکی زبان کو سچائی سے
 روک سکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مقابلہ میں وہ کسی
 بھی پر واہ نہیں کرتے تھے لیکن حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے اس حکم و تقبہ
 شخصی کی سب نے قبیل کی اس طرح سے تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا صحابہ کرام
 اور جن میں کا یہ حکم ہر مسلمان کو عین دلالتا ہے کہ تقلید شخصی اسلام کا عظیم الشان اصول
 ہے جسکے اہل اسلام اللہ اور رسول کی طرف سے مامور ہیں انتہی نقصان و نقصان
 مع تقدیم و تاخیر ناقل عرض بردار ہو کہ مذکورہ بالا حدیث ترمذی و حدیث معجمہ ابن
 خلدون و حدیث مسلم کی اجتماعی شان زبان حال یہ بیان کر رہی ہے کہ کتاب و سنت کے
 ساتھ مشک کرنے میں بھی پیروی کرنا ان دونوں کی جگہ بعد دیگرے ائمہ اور ہر ایک کی جگہ
 پاس انکے علم اور فتوہ و حکم ذخیرہ ضروری ہے پس خود رائے سے قرآن و حدیث کے معنی لکھنا اس
 صلیع ہونا ناگوار کام حصہ ہمارے پیشہ زمانہ کا کہ ہر ایک بعض برادر باطنی و جو نہ رسول کی بیسی کتاب
 ثبوت اُفتوح کہ ہمیشہ تحقیق و یقین باہر کہ حدیث کی پیروی کی ہو کہ اس میں شکر کہا جاتا ہے و فیہ
 ہوا کہ ہر ایک اس کی تلاش و تلاش جس کو تحقیق نبوت جائز و قطع مسلمہ فی الدین نہیں ہر ایک اس

طریقہ ثابت ہے اس کی اور کچھ نہیں ہے

آئینہ ہادیہ ہے جہاں سب سے زیادہ کی قدرت کا ملکہ اور حکمت بالغہ کے آثار دکھائے ہیں
 آفتاب چمکے گا کام دے دو زمین عقل باخس کے شکوک و شبہات بے بنیاد و بیکہر ان کی بوند کو
 فاصل سی امین چھوڑا جاوے۔ اور ترجمہ توحید کو زمین منہ جھون کے باطل خیالات کا خیر لکھ
 متعلق کے ساتھ ہم ذات ہو گیا ہے نہ چھوڑا جاوے بلکہ اوں میں اللہ سبحانہ کی مقدس ذات کی
 علم جیسے کمال کی نفی کر رہے ہیں مثبت فلاسفوں کے قول کا نقشہ باین طور تواتر ہوا لے لیا جاوے
 کہ یہ وہ راہِ اعلیٰ شانہ آدم کو پیدا کر کے بچھتا یا قوم نوح کو ڈال کر دلیگیر ہوا۔ آسمان زمین کو پہلے فرما کر
 مریخ پر آرام فرما ہوا اور مثل اسکے اُسے چھوڑا جاوے مسئلہ تقدیر کے بیان کرنے سے بے پور کو
 چھوڑا جاوے بولس نقض کے حکم کو چھوڑا جاوے بعض کے پہلے خطا عام کو چھوڑا جانے اور
 چھوڑا جاوے اور وہ بھی ایک جزوی حصہ ہیں کو مسکو پا کر قیاس کو توحید سے الگ خاص تعلق
 ہی آئینہ ہی بتلائے جاتے ہیں۔ آگنی کو پیدا کر کے بچھتا یا بارہ منور کا جو بادارانِ وطن کے
 دہرم سکون میں درشن دکھا رہا ہے وہ بھی آئینہ فلاسفہ کی دہسک کا دھواں ہے جو بک کو
 کہ خدا کو علم زمین یا جزئیات کا علم نہیں تو ان جان جن کی خلافت ملک کام ہو جائے پاپ
 ہی بچھتا یا دلیگیر ہوتا پڑے گا۔

بادی موصوف نے صفت الہی کی تعریف اور جبر و اختیار کی بحث اور خیر و شر کے سبب کے
 مخلوق انہی چھ کے حوالے کتاب بن سیرخ اور حکمت سے یوں دیکھے ہیں باب ۳۹
 کی آیت ۱۲ سے باب ۴۲ کی آیت ۱۲ تک صفت الہی کی تعریف ہے اور خیر و شر کی بابت خلافت
 میں ص ۱۲ باب ۴۱ کی آیت ۱۱ سے ۱۰ تک جبر و اختیار کی بحث ہے حاصل یہ کہ خدا ہوا ان
 اوقاف و مطلق اور ناقابلِ مزاحمت ہے باب ۱۵ اور ۱۶ تا ۲۴ باب ۲۴ میں ۱۷ باب ۳۳
 آیت ۲۴ (میں تقدیر کا ثبوت ہے) اور مصنف تقدیر کا قائل ہے ص ۱۷ باب ۳۳ کی
 مہمہ دانی کی حکمت اور بوجہ قدرت بے روک ٹوک کا مقتضا ہی خیر و شر دونوں کا پیدا کرنا
 پیدا کرنا ہی سیرا اور تفسیر بشر کی اوس سے نفی کرنے میں اوسکی قدرت اور ارادہ پر نقص

اور عیب اور ناکامیابی اور مغلوبیت سادہ پتا آیا اور وہ بھی اس نفی کر نیکی وجہ سے اور یہی عقل
 سفلی کے نکتے جلاسنے پر یہ الزام تھا کہ جب سب کی نسبت خدا کا امادہ غیر کا تھا کہ سب ایماندار ہیں
 اور شیطان کا امادہ تھا کہ کافر ہو کر ہو گیا اور با اتفاق اہل کتابین و اہل اسلام و دوزخ اور جنت
 دو وزن کے سختی و دوزخ میں ہزاروں کو کفر پر مرنے والی جماعت کی نسبت یہی ماننا پڑے گا کہ خدا کا
 ارادہ اُنکو بارہ میں پورا نہوا اور شیطان کا پورا ہو گیا پس بمقابلہ شیطان معاذا اللہ
 سب سے نہ کی یہی ناکامیابی اور مغلوبیت اور سکوت و مطلق کتب ناسیت ہونے دیگی یعنی
 شکر کی اس سے نفی کر کے اسکو قادر مطلق کہنا بنتا ہیں۔ بولس مقدس اس مرحلہ کو
 یوں طے کر چکے ہیں اپنے خط میں کہ وہ ایک ہی لوند سے سے عزت کا برحق بناتا ہے
 اور بدعتی کا بھی تو کیا مٹی کہا ہو یوں کہہ سکتی تھی کہ تو نے مجھ کو ایسا کہوں بنایا اے انسان تو خدا کا
 کیوں مزاحمت کرتا ہے وہ جبر جانتا ہے کہ کرتا ہے ان آیات میں بالمقابل بیان تو تھا
 قہر قہر کا جیسے عزت اور ہے عزتی کا جو کفار کی طرف بظاہر منسوب ہو نیکی وجہ سے ترجمہ میں عالم نظر آتی
 ہیں مگر مسلمان قہر نے اپنے خیال کی تصور فلاح میں بھی دکھادی قہر کی جگہ رحم کو رکھ کر رحم کا
 مقابل ہر کوئی کر رحم اور قہر کو ڈال دیا۔ حالانکہ رحم اور قہر دونوں ایک صرف عربی اور فارسی دار و
 زبان کا فرق تو عربی میں جبکہ رحم کہتے ہیں فارسی اور اردو میں اسی کو قہر کہتے ہیں نہ کہ
 مقابل کو اوس کا مقابل تو وہ ہی قہر ہے جس پر عقل نارسا کو اعتراض ہو۔ اور اسی
 اعتراض اور مزاحمت سے بولس روکنے میں۔ قہر بانی کہنے پر تو اعتراض اور
 مزاحمت کرنے کا موقع ہی نہیں۔ اور جب اعتراض نہیں ذرا اعتراض سے
 روکنے کی حاجت بھی نہیں۔ اور حاجت ہوتی ہے تو اسی قہر پر اعتراض کرنے
 کی وجہ سے جس اعتراض اور مزاحمت کا بجا ہونا کفار کے جڑ سے پہلے برحق
 بنانے پر جڑ سے برحق کو مزاحمت کرنے سے عقلا روکنے سے بجا یا اور یہ طبع تو ایسا فوجی تھا
 پا بختانہ بننے کی وجہ سے مالک زمین پر اعتراض کرتا ہے تو

یہی جواب ہوتا ہے کہ تو کون سم اپنی ملک زمین میں جو چاہیں بنائیں اگر مالک
 مجازی کو افراس کو مستحق کے لئے ہمارے رجب کر دیں گا یہ حق جو تو مالک حقیقی کو ہر جہاں
 اس سے زیادہ حق ہونا چاہیے ابو کرنا اور پولس اسی کو پیش کر رہے ہیں پولس کے
 کلام پر ایمان رکھو واللہ کو جب مسئلہ تھیں شریعت و عاقل عقل ہو چکا سنہ ہوا تھا تو اولیٰ
 اس کلام پولس سے [۱۔ قرنیون باب ۱۔ درس ۵۰]۔ کیونکہ خدا کی بوقری آدمیوں
 کی حکمت کے بہ نسبت حکمت والی ہے اور خدا کی کمزوری آدمیوں کی بہ نسبت زور آور ہے
 ص ۱۹۱ یہ آیت نوحہ سلسلہ عین دن و خدا کا احقانہ کام آدمیوں سے عاقل تر اور خدا کا
 صنیفانہ کام آدمیوں کی قوی تر یا یہ مان لینا چاہئے تھا اگرچہ عقل مغلی ناقص دوسری
 سے جہنم پوٹھی کر نہ والی اپنی ناری سے خدا کے خالق نہ ہو بلکہ بوقری اور احقانہ کمزور اور
 صنیفانہ کام خیال کرتی ہے۔ مگر آدمیوں کے ماقلاہ اور قوی کا ہونے زیادہ قوی ماقلاہ
 پر حکمت کام ہے اور قدرت کاملہ کا مقتضا اور اسکا انکار اسکا کورٹ ہو سکر کو مہبت نہایت
 ہے یہیں کہ پہلے خدا عام کے باب ۲ کی آیت ۸ کا اخیر یہ ہے سوتے دے میں
 جو سرکش ہونے کے کلام سے ٹھوکر کھاتے ہیں جسکے لئے دے مقرر بھی ہے ص ۱۸۸ کہ
 کے لئے مقرر کیا جانا وہی وَالْقُلُوبُ خَيْرٌ وَمَنْ يَرْجُ الْآخِرَ مِنَ الدُّنْيَا اَلٰلِیٰ اَلْفَبْ
 ابوب کی باب ۲۴ کی آیت ۱۹ کا اخیر یہ ہے کہ (دولتمند اور مسکین) سب اوسے
 کے بنائے ہوئے ہیں ص ۹۵ بلفظ اوسے کے عصر کے ساتھ دولتمند اُسکے بنائے
 ہوئے ثابت ہو رہے ہیں نہ یہ کہ دولتمند اسکے بنائے نہیں ہیں اور مسکین سلطان کے
 یا اہرن باب دیوتا کے اور ایک کو دولت دیکر دولتمند بنا دینا اور دوسرے کو نہ دیکر مسکین
 بنا دینا ایسا ہی ہے جب کہ ایک کو ایمان کی توفیق دیکر ایماندار بنا دینا اور دوسرے کو
 یہ توفیق نہ دیکر ایمان سے محروم کر دینا غلاں کرنا ایک کو تقدیر خیر و شر میں اللہ کے انبات
 میں اور بھی آیتیں بیسمل میں مل سکتی ہیں مقدمہ کوتاہ حسب مشہد

اپوکریف اسکے ساتھ اسانی علم اور بیان میں نہ آئے۔ اس سے اسکا انکار کر جانا
 اس عقل و تدبیر کا کام نہیں جو اپنے آپ کو حدائی کا مولیٰ کے اسرار سے اور اس سے
 قاصر یا ناقص بلکہ بات نہیں سمجھتی کیونکہ وہ بہت سے اسنادی تصدیقات میں بہت چیزیں
 ایسی دیکھ چکی ہیں جو علم اور بیان میں نہیں آتیں صرف ذوق اور وجدان میں
 آئے کی وجہ سے مان جاتی ہیں بلکہ بعض کا ذوق ہی ان سے حاصل نہیں ہوا ان کے
 اثر سے ان کو ذوق کا پتہ چلتا ہے اسکی مثالیں بہت ہیں اور ان کا ایک یہ کہ معنوی کی پہچان
 نگاہ کی برہمی جو عاشق کی از خود رنگی میں اثر کر گزرتی ہے اس حالت کو علم اور بیان میں
 لانے سے وہ اثر ہرگز نہ ہوگا اس حالت کو علم اور بیان میں لانا کہہ سادہ اسکی وہ حالت
 تنہا جو مشق کی نگاہ بانی دیکھنے کے ذوق میں ہوتی تھی۔ دوسرے یہ کہ تیرا سبک
 کے ذہن کی علمی اور بیانی نہیں ذوقی اور وجدانی ہیں۔ ایسے ہی مسئلہ تقدیر و غیر
 کی حقیقت اور ممکنات اور ادھر جزا اور جزا کے تناسب کی حالت پر اشارہ ذوقی اور وجدانی
 ہے نہ علمی اور بیانی جس ذوق کا اثر بچان اور جاننا کی حالت کے ذوق میں چمکتا ہے
 اور جبر اور اختیار اور دو امور کے درمیان میں ایک ایسا موجب جزا اور جزا چمکتا ہے۔ شیخ
 اکبر قدس سرے جو فرمایا کہ اس کا ذوق اعیان ثابۃ کو پہچان نہیں لگا کرتی ہے جو عرض
 کیا وہ اس کے معارف نہیں اسلئے کہ اس ذوق کا اظہار نظر برائے ہر۔ پہر اس مسئلہ کی تائید اور
 ثبوت میں انبیاء و خاتم الانبیاء علیہ السلام اور کتب سماویہ و عقلی
 محکم و لطیف موجود بخلاف تالیث کے کہ وہ ذوقی اور وجدانی اور نہ مسئلہ تقدیر و غیر
 قدرت کا ملہ کے اثر کا اظہار کرنے والی بلکہ کمال قدرت کے متعلقہ کے شافی و حقیقہ شافی
 دعوت انبیاء اور کتب سماویہ کی شہادت کے شافی کائنات سامعین جاننا کہ جب دونوں
 کے ماننے والے جو اس پر اور بہت سے خدا اور معبود و ملائکہ نے واسے مشرکوں میں پرستو نہیں
 کتب سماویہ کا تو اور انکار برائے اس کے اس کے محفوظ چلا آتا ہے تو تالیث اس حلقہ

سب سے عقل مدلل کے ہوائی بن جیسے عقل کے تابع ذات و صفات و افعال الہی کی کنہ کے اور اک سے چونکہ عقل قاصر ہے اور عقل ہی حاکم ہے کہ یہ عالم اثر ہے اور موثر اول کل ممکنات میں اللہ سبحانہ سے اور اثر موثر کی کنہ کو اور اک نہیں کر سکتا لہذا عقل اور روشن طبع اس امر کے جاننے والوں نے کہ ذات الہی ذوات مخلوق سے جبکہ عقلاً ہی تخلیق الہیہ ہی صفات و افعال الہی صفات و افعال مخلوق سے تراے اور ہمارے عقلی دست رس صرف اسی قدر ہے کہ ذات و صفات و افعال الہی کو مخلوق کی ذات و صفات و افعال پر قیاس کریں۔ پس زالی اور واجبہ تم کو غیر زالی ممکن تم پر قیاس کرنے میں ہم ٹھیک بات کو نہیں پاسکتے ہو اسی وہ ان امور کو ان پر حوالہ کرتے تھے کہ اس بارہ میں واسطہ فقہ الہی اور اس بیت کے مصداق ہیں یہ

جہاں فلسفہ گنگ سہ بال چہری و رسالت و بان ناطق و چارہ گرہی

اس میں انہوں نے اُس قدر بتلادیا جبکہ انکی رسالت سے خلق تھا اور مخلوق کے

اُس پر ایمان لانا مطلوب ہے۔ پس انبیاء کے لئے ہرے میں سے یہی قسم مراد ہے

امام ابن القیم کی ذہنیات کے لئے اور بیان فرمائے ہرے علی اور اعتقادی

احکام کی نسبتیں کیا معلوم نہیں کہ واسطہ اور اس کے ہم نواؤں نے اس سے قائل

ہاتھ میں لولی اٹھ کر کسی کو گھبراہٹ سے کیا ہم اس آواز کو نہیں سن چکے جس نے

انسان اشرف المخلوقات محذوم اکمل بھی اختیار کو جس کے کام میں لگی ہوئی چرخ میں

آبی والی سپاسان اور زمین کی چیزیں ہیں ان کو بھڑکوا کہ بیوی وغیرہ لکڑی اور لکڑی

شکلوں کا پجاری بنا کر گیت گوا دیا تھا کہ تیرا انسان تو صرف پجاری ہے نہ کوئی شے

کی اور یہ کہ کوئی غیرہ جو انسان کے معبود ہیں پجاری ہی پست ہے اور ہر کے درجہ کی کاپی

کے اسی طرح آئندہ زمین و زمان کی مادیات کو درجہ کی اور جو کچھ کہہ کر ان کی کاپی

واسطہ صرف مبنیٰ بنائیں واسطہ کا نہ نیچے درجہ والوں کا دوسرا تیر میں

اگرچہ عقول عشرہ اور کواکب سب کو معبود انسان کا نہیں بلکہ ان کی نماز کے بعد آتش کدہ
اور غصہ شریکی بوجہ جھکا یا اگر وہ پہلو لکڑی کسی حاجت کے مانگنے اور کسی بلا کے دفع کو اپنے من
خدا کا نام لینا نہیں جانتا اور نہ اسکی نسبت اور ارادہ تکوین کا اس علم میں دخل بتلاو
ویدک رس بخور اہوا دہا زندگی کا بار بوجھاد یا گیا ضرر یہ ہے کہ مخلوق اپنے کرمون
(مخلون) آپ پیدا ہونے لیتی ہے۔

وہ ناتمی والا منتر اور اس کے ہم آواز اور بہت سے منتر اسی حصہ میں بر محل دیکھ لو سورج کے
رہنے کی جگہ سے راحت مانگی جا رہی ہے فضا کے میدان سے پانی کے کھسے بونیون
سے مچھلات کے دیوتا سے برہم کوک سب بلند کر رہے ہیں منتر سے راحت بخشنے کی درخواست ہے
خدا ۱۱ سوتا دیوتا کی تحریک سے اسونی کمارون کے دونوں بازوؤں سے روشن دیوتا کے
دونوں ماتھے سے رسی کوک کے کئی مانگین یا منتر سے کئے پکڑا جاتا ہے خدا ۱۱ وہ
درخواست ہو کا منوی کمارون کے لئے نخل آسرتی دیوی کے لئے نخل آاند دیوتا کی
کئے لئے نخل آستلا چاند چترن ہر جہت و دیوتا کے لئے سوا مانگتی جا رہی ہے خدا
۲۱ ہوت پریت کا زور چل کرنے کی درخواست وید کا مسنف اپنے لئے پانی کے
مالک دیوتا سے کر رہا ہے خدا ۱۱ اس عالم سے خدائی دخل کے شکر خدا سے لوکا کا منتر
کب لگا سکتے ہیں۔

اسطو قدم عالم کی طلب ہے درمان گانے میں اپنے آئند افلاطون کی ہی نہیں ستا
جبہ او سبر آتو کی مخالفت کا الزام آتا ہے تو اس کو یون ٹال جاتا ہے کہ جو اللہ
اکیل کے سختی عبادت ہونے اور دوسرے معبودان کی عبادت کے باطل و منکر
بنائی قہید ہونے کا قول کیا ہے افلاطون نے ایسے ہی الہیات وغیرہ میں جو کچھ
فرمایا ہے موافق مخرج موسیٰ کے یہ شریعت و معجزات موسیٰ سے مرعوب ہو کر تعبیر
اور اپنی بیوی سے عقلی دلائل کو بھی اسی طرف موڑ دیا ہے۔ اگرچہ عقلا اللہ اسلم

کا مستحق عبادت ہوتا اور دوسرے سمجھو وہ اس کا مستحق عبادت ہونا ثابت نہیں ایسے ہی جلازات
 عقل میں جو اسطوئے کہا ہے بے برہان ہے تہافت خلا سفا امام غزالیؒ کی اور چند کتب
 اس تہذیب اور عقل و سخن شہرستانی و غیرہ کے دیکھئے والو پیر عقل کے خلاف میں بے عقلی کی باتیں
 اور تہافتیں اسطو اور اس کے ہم فاعقن کی پوشیدہ باتیں ازاں بخلا اسی حصہ میں اسطو کے اس
 قول کی فلسفیت کا فساد دیکھئے جو اسے قیرون سے قیرون کے اجسام فندہ کر کے اور
 جانے کے بعد جاننے میں باطن طور اٹھا کہ جسم اور شبیکہ لاپتے تمام معنوں کے ساتھ اول
 اور بخلا اوصاف اجسام ان جسموں کے پیدا ہونے اور مرنے کے دن بھی ہیں اور ان دنوں کو بینہ
 ان جسموں کے قیرون سے اُٹھنے وقت جسموں کے ساتھ اوٹھانے کے لئے کوٹا کرنا محال
 لہذا قیرون سے جسموں کا زندہ ہو کر اٹھنا بھی محال۔ اسکو اعادہ معہ دم کے بجا نہ محال کون
 پر مستغرق کرنا کوئی عاقبت ہے اگرچہ اس حماقت کو حکمت کا پہلوپ پہرہ کر حکمت کے لباس
 میں دکھایا ہے۔ اسلئے کہ جسم کا مادہ جو اس جسم کی حقیقت ہے وہ معدوم کب ہو اسے
 وہ تو موجود ہے اگر کل جہل کو منتشر ہو جائے یا زمین یا درندہ کے کہانے سے متغیر ہو
 یا کونین سے اس قدر دوسرے حیوانوں کا جزء بن ہو جائے جو مرنے ہونے سے
 جڑ تھا اور مٹے ہوئے سے زندگانی دنیا میں گھٹتا رہا ہے۔ اس سے وہ علم اور قدرت کے
 علم و قدرت کے شان کی شکل نہیں جاتا متغیر کو حالت اصلی پر لے آنا زمین کے کہانے سے
 کو زمین سے واپس لینا جزء بدن بخا نے والے کو بدن سے بچو لینا اگرچہ دیکھو وہ دیکھو ہے
 کہیں پچھو قدرت پر دشوار نہیں اور پیدا ہونے اور مرنے کی ساعتوں اور اُن کے متون
 کے دلوں کو صاحب مادہ ہی نہیں تو اس معدوم پر موجود کو قیاس کرنا باطل سے مان بن
 باب کہانے والے اصلی جبر کا مادہ بینہ ہی ہونا چاہئے جسے ہر اسی طرح نیک و باطل
 اور اعتقاد و انکار کا جواب کہا ہے تاکہ مجرم کے بدلے بیگناہ کو سزا دینے کا ظلم لازم
 آئے ایسے ہی بنی کی جزا دینے میں بنی کرے والے کو مجرم کو کے غیر مستحق کو جزا دینے کا

غضب جو چلتے سو اسی مادہ سے دیا جی جسم بنایا ہو کر اور ہیگا اور وہی مادہ بمنزل تخم
 اوس جسم کے بننے کا ہو گا کو باخت عرش سے پانی برسے گا اُسکے اُگنے کے لئے حقیقت
 جسمانی کا ویسا اُدل بدل ہو گا جیسا کہ تاریخ میں ہونا لازم آتا ہے۔ اور جبکہ یہ وارد ہو چکا کہ
 جنتی کا جہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گا جس سے کالے کریمہ المظفر کے حسین
 ہو کر اُٹھنے کا ثبوت ہم پہنچ چکا ہے تیرہ دفعی کے ساتھ تو نہ ہمارے اعتقاد پر اعاذہ ہمدم
 کا استراحت وارد ہوتا ہے اور نہ عین کا اور جموں کے پیدا ہونے اور مرنے کے دفن اور
 ساعتوں کو نہ اُن جموں کی ذریت میں دخل نہ وصفت میں اگر ایسا نہ دخل ہوتا تو اُن جموں
 کی زندگی دنیا میں اُن مرنے پیدا ہونے کی گہریوں کا اُن جموں کی ذریت اور وصفت
 میں اُس ہوا ہر دم رہنا ضروری ہوتا اور یہ دربارہ وصفت کب جبکہ وہ دن اُسکے ایسے صوف
 ہوتے جو وقت سے جدا نہیں ہوا کرتے۔ سمجھو ال بچے تک جاسے ہیں کہ بچہ حسین پیدا
 ہوا اوس سے دوسرے دن دو دن کا کھلا رہے گا۔ اگر اوس دوسرے دن میں پہلا دن اوس بچے
 کے ساتھ نہ رہے گا اور اوس بچہ بچہ ہی کا وہی رہے گا اسی طرح آخر وقت تک ایک کے بعد دیگرے
 ہر ایک کی جہیک ہر ساعت ہوں ہر رات عدم کی راہ لیتے چلے جائینگے جب اُن دنوں
 ساعتوں کا بیان اوسکے ساتھ رہنا اُن کی حیات میں ضروری نہیں تو قبروں سے اُٹھنے
 کے وقت نہ ضرورت کا سہا کسی دلو ان کو ہی دکھائی دے گا۔ اور پہلا جب اس بعثت میں
 اُن دنوں کے۔ مادہ کی ضرورت نہ۔ حالانکہ یہ ظروف زمانی ہیں تو اس ضرورت کے
 محسوس کرنے والیکو چاہئے تھا کہ وہ اُن جموں کے پیدا ہونے اور مرنے کی جگہ کو ہی
 اُن جموں کے ساتھ رہنے ساتھ اُٹھتے میں ضروری نہیں اگر اُن جموں کے گلے کا ہار
 بنا کر سمجھو ال بچوں تک کو اپنے اوپر منہانا سلتے کہ وہ ظرف زمانی ہیں تو یہ ظرف مکانی
 اور جبکہ جملہ اوصاف جسم کو لازمی نہیں دیکھو بڑائی کے وقت لڑکپن کا وصف اور
 بڑا بے کے وقت جوانی کا وصف خواب و خیال جو جاسے ہیں تو یہ حلیہ لہریں

طرف غنائی کی جگہ اجسام نہ کورہ کی نہ ذاتیت میں نہ نہ وضعیت میں کیسے قبر میں
اجسام کے اونٹھائے جائے گے لئے لوٹائی جانی لازمی اور ضروری پہنچائی۔

لَا عَلَمًا قَاتِلًا مِّنْهُمْ آیت سورہ ق من اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ
زمین جو مقدار ان سرور کے جسموں میں ہے کہ کہہ سکتی ہے وہ ہمارے علم سے نہیں نکل
جاتی خاص یہ کہ مقدار معلوم زمین کی کہانی دوسرے کہوں میں پہنچائی ہوئی کا ہر مرتبہ
برہان قدرت پر دشوار نہیں کَلَّمَا فَتَفْجَتْ جُلُودُهُمْ بِذُنُوبِهِمْ جُلُودُهُمْ لَمْ يَكُنِ
لَهُمْ مَّقْوَاتُ الْعَذَابِ آیت النساء بارہ و المحصنات میں فرمایا کہ ہر گاہ کہ
کب جائیگے چڑے اُنکے یعنی جل جائیگے بدل کر دینگے ہم اُنکو چڑے اُن (پتے)
چمڑوں کے غیر۔ بموجب تفسیر طالین ان سے تبدیل وصفی مراد ہے یعنی چمڑوں کی
جلی ہوئی صفت کو بدلتے اُن جلی حالت اصلی پر لوٹا لائینگے۔ ماہرین پر پوشیدہ نہیں کہ
بعض اعضا جسمانی تو ایسے ہیں کہ جن میں تبدیلی ہو سکتی ہے جیسے ہاتھ پاؤں کی نئی ٹوٹی
ہوئی کو نکال کر اُسکی جگہ بکری و غیرہ کی نئی چڑھا دینا ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالنا ان میں تبدیلی
اور کاٹ چھانٹنے سے انسان انسانیت سے نہیں نکل جاتا مرنے میں جاتا اور دوسرے
اعضائے جزا جسمانی ایسے ہیں کہ ان کے بدلنے کا شے توڑنے پھوڑنے پینے
سے انسان زندہ نہیں رہ سکتا جیسے دل و ماغ بھیڑ وغیرہ اور انہیں کو حقیقت
جسمانی میں بڑا دخل ہے اور روح کے ساتھ ہو کر بن باب کی کمائی بن شریک ہی
یہی حقیقت جسمانی اعتبار کی جاتی ہے پس قسم اول بشت میں بھی بد لباس تو ہمارا
ہم عا کو سفر نہیں وہ حکم لباس کا رکھتی ہے اور چمڑہ بھی اسی قسم میں ہی اور حالت اسی
آیت کا بعد بیان تبدیلی جلد و لَبِثُوا الْعَذَابِ افادہ فرمایا ہے کہ یہ تبدیلی چمڑوں کی
برداشت کی آسانی فرما کر نت نئے عذاب کی سختی بکھپائے کہ انہیں کفار کی سی
حقیقت انسانوں کے و قریب میں اسے گل حسنہ کفر کا ارتکاب کیا تھا۔ اس حقیقت

انسانی کے غم کے لئے جزاؤں کا کافراً یصلون کہ وغیرہ یہی آیتیں ہیں
 خدا پکار رہی ہیں کہ یہ مذہب و مذہب انہیں عمل کرنے والا بن پاپ کما سے دارن اور یا جانا
 بدلاؤ گا ان عملوں کا جو وہ کر چکے ہیں اور جس سے پہلے غلو تھا حد و راسی روح اور جسم
 کے مجبور نہ تھے وہ اسے جو روز جزا جزا سزا کے لئے ہیں اور اسے اگر ان دو جنوں میں سے
 ایک بھی بدل جاتا تو یہ نہ فرمایا جاتا بلکہ یوں فرمایا جاتا کہ یہ بدلا ہے ان عملوں کا جو یہ
 روحیں پہلے چوڑے ہوئے جسموں کی شرکت میں کر چکے ہیں اس بد سے اسے جسم کے
 ان بدلی روح کے ساتھ۔

جو کہ نئے پڑانے فلسفہ کی مشہور ڈوٹوں کے جزا و سزا کی اگلی پلٹ سے دوسری طبی کا
 فائدہ لینے میں اہل باطل نے کس قدر بہت پھر سے اپنے باطل کی ٹانگ پٹی سنبھالی ہے
 اوسیمیں سے ہے وہ جو کہا جاتا ہے کہ ہر سال جاندار کی کھال اتر کر اس کے پیچھے کے
 گوشت کا حصہ کہاں بٹکارتی ہوئی کھال کے قایم مقام ہو جاتا ہے اور ہر سال کی اس قایم
 مقام سے ایک مدت دراز سفر میں مقدار میں گویا جسم ہی بدلتا ہے اگر اس تبدیلی کے
 زمانے پر سن کے وقت وہ مر گیا اور پہلے ان بد سے جسم کے کما سے ہوئے پاپ کی
 جزا سزا میں یہ بدلا جو جسم جزا سزا کے لئے روز جزا میں ہوا تو ہی اعتراف میں ہر گز نہ ہوا
 ہونے شروع کے ماننے والوں پر ڈالنا تھا جواب اسکا چند وجوہ اول یہ کہ اس تبدیلی
 اور قایم مقامی سے بالآخر جسم کی تبدیلی لازم آئے گی جو یہ باطن کرنا ہے دیکھ لو جسم بدل کر
 دوسرا جسم بنے اس کے لئے یا جزا جزا ہی قایم ہا کرتا تو پھرانی جانور کا گوشت
 نئے جانور کے گوشت کی طرح اتنی ہی حلیہ یک شکل جاتا کرتا جتنی حلیہ نئے جانور کا
 گل جاتا ہے اور اگر سب نہ گلنا تو اس قدر تو گلنا جو سال دو سال کے اندر نہ ہی بدل کر
 نیا طیار ہوا ہے اسکو بھی تجربہ یوں توڑتا ہے کہ پڑانے جانور کے گوشت کا نہ حصہ
 بلکہ ایسا کھاتا ہے نہ جس میں یہ نئے گوشت کے نئے آگ جلائے سے جو چند وقت پڑانے

بہشت کو پہنچے اور جسکی سختی نہ جوابی تھی نہ ناری کے کہ وہ اس سے نصف مدت میں
 ہوا چلکر رینہ رینہ ہو جائیگا اگر جسم بدل کر تار تار بے افرق نہ ہوتا دوسرے یہ کہ چترے بدل کر
 قائم مقامی ہو کرتی تو ہمیشہ جھینے وغیرہ کے چترے کے سہلے ہوئے تھے اترنے کے بھی
 تو دیکھے جاتے اور جب ایسا نہیں ہوتا تو وہ بھی ایک خیالی ڈیکھ لاطی بے بنیاد بات
 اور یہ جو انسان کے جسم کھاتے سے دھول سی اور جاتی یا باریک چمکے سے رینہ رینہ
 اترتے نظر آتے ہیں یہ کہا ہے کہ اسے فضلہ ہے جو ماسوں کی ماہی اسی طرز
 ٹھکرا رہا تھا ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ بعض جانداروں کی کہاں ہی اترتی ہے
 تو اس کے قائم مقام ہو نیکو فضلہ کیا تھوڑا ہے تیسرے ملازم مذکور پر جسم بدل
 جا یا کر تار تار نہایت بھی بدلی یا کرتی اسلئے کہ ستریں کے بدل پہلے پہچانے ہوئے ہے
 جب ملاقات ہوتی ہے اور در سبب بڑا ہے بے پہچان نہیں جاتا مان جب وہ پہچا
 کہتا ہے کہ میں وہی تو ہوں جو ستریں ہونے کے ہم سے فلان مقام پر ملا تھا اور زمین
 میں صرف اکیلی روح سے ظاہر نہیں ہوتی جس شے سے میں غل رہی ہے وہ اس کے
 ساہتر ہے اور اگر یہ بلا مدد جسمانی اور آگ روحانی ہی ہے تو جسم کے بدل جانے سے
 روح بے خبر کیون نہی پس اس خاندان کی تبدیلی کی اس خاندان کی رہنے والی روح کو خبر ہو
 اسکی خبر اسکو کسے مل گئی اور کہاں مل گئی اسکو دوسرے کے بدل سے نہ تعلق روحانی
 اوندہ جسمانی خصوصاً نہ کہ اسے ہی جسم کی تبدیلی کا اسے ادراک ہوتا۔ اگر وہ ماند کی
 یہ کہہ چاہے کہ یہ تبدیلی اور قائم مقامی سونے کی حالت میں ہوتی تو کہا جاسے اسکا کہ
 سونا کام جسم کا ہے نہ روح جیسے لطیفہ و تراکہ ہوشیار بیدار کا پس اگر تبدیلی ہوتی تو
 روح اس سے بے خبر نہ رہی سلیقہ کہ مغایرت تو روح کی جسم سے ہوتی ہی نہیں بکلا صفت
 طاری ہوتے ہونے کے کہ دانی سارہیں ہو جاتی ہے نہ ہوتی تو الابہ کو پاکر نام
 مرغیہ خود کا اگر مردوں کے جسموں کا قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائے موقوف ہو

ان جسموں کے پیدا ہونے اور مرنے کے دنوں کے بعینہ عادیہ ہرگز ہر فرد کی ضروری مارتا
 آسان ہو جائیگا جب وہ ضروری مانگنے آسجکتا ہی اس سے ضروری کے دن کے
 بعینہ لوٹا کر لائے گا مطالبہ کیا جائیگا۔ وہ اس کو لائے گا ضروری یا سجتا یہ اندھی فلسفیت
 نظام عالم میں اندھیر پر کربنکی۔ اس کے سوا اور بھی ہونے اسطو اور اس کے ہم نواؤں کی
 شک فلسفیت کے اس حصہ میں مذکور ہیں۔ سچلہ قائلین شتو ہنود جو یہ کہتے ہیں کہ پرستو
 کی بے اختیاری میں حاملہ کے حل کی طرح کاش اور بران ہر مشورہ میں سے ٹکڑا ہر دن ہن
 زتون اور روح اور عقول وغیرہ کا پیدا ہو کر ٹرل اسباب جمع ہونے سے سلسلہ عالم کا
 چر جاتا ہے۔ دیا نندی کا جار بار نقل کر دے گئے کہ مخلوق اپنی کوسوں آپ پیدا ہوتی اور
 سرتی ہے۔ چونکہ ہر گروں دنیا کی حاجتوں اور ضرورتوں کے ادھار سے اور نہ جانے والی
 نظر ہنود میں پیدا کرنے پلٹے مارنے کے کام جسم اختیار کئے بغیر نہیں کئے اس سے
 انہوں نے مظاہر قدرت کا ملالہ الہیہ میں تزلزل کو مانکر رہا کہ مخلوق کا پیدا کرنے والا اور
 کو پلٹے والا اور مہادیو ہمیشہ رڈر کو مارتا والا ٹھہرایا اور آتش پرست مہادیو نے ان کا
 بین مومن الا اختیار عقول عشرہ اور کو اک کو مانا اور باد جو داس کے ہنود اور آریہ افکار
 خدا کو قادر مطلق سرب کتھان ہی دیکر کہنے لگتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ وہ فرضی قدرت
 قدرت کا ملالہ کیسے مانی ہو سکتی ہے جسکا مقدور کچھ نہ ہو یا اپنے موصوفین رکھنا اپنا اثر ظاہر
 کرنے سے عاجز ہو اور اپنی موصوفت سے جدا ہو کر بنج کے درجہ کی مخلوق میں چکر رہ پیدا
 کرنا پانا مارتا سیکھ جائے یہ خیالات خود زبان حال کہہ دی ہیں کہ ایسے خیالات اور افعال
 رکھنے والا قدرت الہیہ کو ہر اسے سہارا بجا محتاج نہیں رائے والا قادر مطلق کہنے میں بیان
 کہنے والے طوطے کی طرح مطلب سمجھنے سے کوسوں دور ہی۔ ہر کہہ ہنود اور مجوں اور آریہوں
 کے اعتقاد میں عالم پر مشورہ یزدان میں سے نکلا ہے اس کے ہر سہ عالم سے نرالی
 ذات نہیں اور ان میں ادیکہ کہتے کہ اعضا نہ کہنے والے بے دست و پا سے وہ

کام نہیں ہو سکتا جسکے کرنے میں دست پاء عطا کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کھل دوڑا دی کہ
 پر مشورہ رکھتا کہ روپ ہر ہفتے پہلے جسم و بوجھ سے منفرہ ہو چکی حالت میں بے دست و پا
 کی طرح جو مخلوقات کے اجسام بنائے جائے مارنے سے عاجز ہے اور اسماعیلی ادیان کے آثار و اثر
 دکھا دکھا اوس قدرت کا کمال و بین عزائم ثابت کر دیا کہ کمال کمال امور فکر و مشہ مجربات
 و مادیات تمام کائنات کے پیدا کرنے یا سبب ارضی و سماوی رزق دینے پائے ارنے حکم
 وغیرہ میں وہ کار سازی و تیار ہے جو جسمانی طاقت قاصرہ خدا داد کے بل بوتہ سے ہاں ہے
 اور مخلوق متناہی اور محدود ہیں غیر متناہی اور نامحدود ذات کے خواہ جسکی حد اور نہایت
 ہی نہیں کہے آ اور ہر سکتے ہیں جبکہ قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا اس سے جدا ہونا محال
 مخلوق میں اوس کا سایہ جمال وہ ساری کائنات تمام ممکنات سے نرالی ذات حکم خود اور
 آرزو بھی اب مان گئے ہیں۔ مگر اوس کے قدرتی کاموں میں قائلین قدرت قاصرہ کا رد و ترا
 اٹھاتا ہے نہیں ہم نے۔ اور قدرت کاملہ کی معرفت کے قصور نے مسبب الاسباب کو
 جو اسباب کی جو عبادت کرنے نذر پہنچا دیکر نہ پائے نہ پائے پر چکا یا جسکی مثل مری
 ہوئی جیسے کسی بہر لانا ناٹنے اپنے قتل ہونے سے ڈر کر قاتل کی تلوار پہنچ کر چڑھ چڑھا
 ایک لٹیا جس کی نوک کا اسکے آگے ڈنڈوٹ کر کے کہا کہ جھنے اپنے قتل کر رہے والے کو مٹا
 چڑھا لیا ہے۔ اب ہمارا کئی کچھ نہیں کر سکتا۔ قاتل کو جب اس بے پرواہی اور ہر وہ
 نہ کرے گی چیز بڑا اس کے ہر وہ کرنے کی خبر ہوئی تو اس نا حق مستناسی
 ہر اسکی ختم ہوا و تلوار کا راز کرے نہ کہے لئے اوس کے پاس ہو چکا ہے۔ اوس نے
 بہتہ تلوار سیا کی و مائی دی ہے۔ شافی مگر یہ مائی اور ہے اور تلوار کے آگے
 کی آٹھ فردوں کو قتل ہوئے نہ بچا سکی۔ حسب قدرت کاملہ کی تاثیر کے
 نہ پہنچے اور قدرت کے کمال کو مانکر نہ پہچانے پر تنبیہ کی گئی تو کہیا کہ بعضوں جلون
 کو مٹا دینا۔ مائی سو ہے۔ ایک یہ کہ خدا قادر مطلق ہے تو ایک خدا اور کبھی نہیں

پیر اگر لیتا اس کا جواب سوال کو وضع کر کے ہے یہ ملاکہ کہاں تو تھے قدرت کا وہ عجز
 دکھایا کہ وہ قادر مطلق بے دست و پا کا طرح کچھ نہ کر سکا اور کہاں اس کا وہ زور و قبا پا کا اپنی
 مانند دوسرے ضایہ کر چکے آرزو مند ہوئے ۔ اس قادر مطلق سے بہرہ رچی اور
 یہ کجگائی مولیٰ ہو اور عذر اپنے بہت سے خداؤں پر اور معبودوں کا اول چٹانے کے لئے انگڑا کر
 کس پرانیہ میں سوال چیر دیا اور اتنا نہ سوچا کہ سوال کیا کرنا ہوگا کیا سوال ہو گیا بھی ہے
 یا نہیں اس لئے کہ حاصل اس سوال کا تو یہی ہے کہ خدا قادر مطلق ہے یعنی کشتی
 مخلوق برادر مکی قدرت عبادی ہوئے سے عاجز نہیں تو وہ ایک ایسی ذات کو پیدا
 کیوں نہیں کر لیتا جو یہ دیکھتے جانے سے منہ ہو کسی کی قدرت کی تاثیر کا اثر خود
 از بائے استبداد ہو پس الٰہی بے استبداد کی ابتدا کو پیدا کئے جانے سے منہ ہو کچھ پیدا
 پیدا کرنے کو قدرت کے نیچے نہ آنے والے کئے قدرت کے نیچے آئے کو طلب کرنا
 اپنے پاؤں پر کھڑی مارنا اور اپنے سر پر آب آرا جانا ہے ۔ جبکہ اللہ سبحانہ
 کو ہر طرح کی مخلوق کے پیدا کرنے پر قدرت ہے ۔ مگر جو قدرت کے تحت آئے گا مقدور
 اور مخلوق ہی کہلائے گا نہ خدا ۔ خدا تو وہی ہوگا جو خود بخود ہو ۔ اور کسی قدرت کے تحت
 نہ آیا ہو ۔ پس ایسا سوال کرنا ہی سچے سچے حرافت ہے اگرچہ امدیون بن کا نے راجہ بن جیشے
 راونکی جامع میں اسکو دینی سمجھا دیا تھا مہری مراد اس سائل سے ایک فریسی شخص کے
 نہ کوئی حدیث شخص اسلئے کہ میں نے اپنی کجابت چھپا کر اس کو سنا لئے اصل حاصل کو چھپے
 نہیں بتلایا اور اس سے بڑھ کر ہر دین کے سوال کا جواب ہے آہستہ محکمہ قرآنہ یہ طاقی
 و ذرات اور معنیہ بن کی طرح شہادت سے الہی صمد میں ایمان ہو چکا کہ خود تکوینہ کی
 قدرت حاصل ہونا ہی غیر الٰہی کو محال ہے ۔ پس جس قدرت کا حاصل ہونا محال وہ
 دیجاتے کہ کہہ بیان خود بخود کیا کہاں سے پیدا ہوا ہے تب ہی تمام بیان فرق
 توانی عطائی کے ہر جگہ ایک ہی قدرت پر **وَاللّٰهُ فَتَعَالٰی اَعْلَمُ**

سجایا دیا کہ تخلیق ارض و سموات (کل کائنات) و مزیں مخلوقات وغیرہ امور تکوینیہ
 میں سے اللہ سبحانہ کے سوا کوئی کچھ بھی کر سکتا تو وہ خدا کے ساتھ دوسرا معبود ہو سکتا
 اور جب اس میں سے کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا تو وہ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ہی
 نہیں ہو سکتا اس لئے کہ امور تکوینیہ میں کار سازی کام قدرت کاملہ کا ہے جو ذاتی
 ہی ہوتی ہے نہ قدرت قاصرہ کا جو عطائی ہی ہوتی ہے اور قدرت کاملہ کے غیر میں
 تب ہی تو کس قدر ہوا کہ کہہ میں تجھ کو اس کی تخت سلیمان علیہ السلام کے لئے اور بیوہ دار
 دنیاں وغیرہ جہک آنے کی تجھ جنونیوں کے لئے ہو کہ یہاں اور درختان حبش وغیرہ
 کو بان ہوا اور درختوں وغیرہ کو شعور بکر حکم برداری پر لگا دینا کچھ نہایت تکوین دہی و انانہ
 نہیں ہے جیسا کہ بعض ہندو حصال لوگوں کو اس ابتداء سرحدیں لہ یاذن اللہ
 کا سودا ہوا ہے اور اس ذہن میں ایک بڑی کتاب لکھ رہی ہے۔

صفحہ ۴۲ کی سطح کے ختم کا صمیمہ یہ کہ بن سیرج اور حکمت کی مہند کے
 صفحہ ۴۲ میں ہے کلیہ میں آٹھ سو برس تک عبرانی زبان کا علم معدوم رہا، آخر جب آسمانی
 کتابوں کی زبان کا علم آٹھ سو برس تک معدوم رہے تو آسمانی کتابوں کی زبان ذاتی میں
 علم کا روٹا نکلے مطالب سمجھتے ہیں جیسا سترہ ہو گا عقلاً پر پور نہیں چھین تو من گڑھے لکھا
 لکھائے ہوئے سنی گری میں نامزد مراد الہی ٹھہرانے میں جو کچھ کر گذرین تہوڑا ہے
 حضرات غریبہ مشککہ و محاران سندسہ و مشاہدات کتاب کے ترجمہ کرنے میں
 ادھر ادھر سے لئے ہوئے باطل خیالات کا حیرت من ملایا میں تو کوئی تعجب کی بات نہیں
 بعض قدما فلاسفہ اپنے باطل خیال کے بکھانے میں جو یہ کہہ چکے تھے کہ اللہ تو علم نہیں اور جو
 کا یہ خیال تھا کہ جزئیات کا علم نہیں کہو اس کا فاکہ ترجمہ تہذیب میں من کے ساتھ منہات کہا ہوا
 یہ دکھائی نہیں دیتے رہا ہے کہ یہود و اہل تہذیب آدم کو پیدا کر کے چھٹا یا نوح کی قوم کو
 ڈبا کر دنگر ہوا آسمان و زمین پر اترنے کے بعد کھنسل پر تمام فرمایا ہوا اور اس کے سوا

اور اسکی سوا اور دوسری شہوات فلسفہ کا نتیجہ بھی اور سہن ملا ہوا دیکھلہ لعبت حجابی سے
 حدود قیوں کا شکر ہو جانا اسی غیبت کی شری ہے۔

حاشیہ منقذہ صفحہ ۱۸۱ قولہ بیک پورسی تسلیم فتنہ کے دور سے بجائے غور و فکر
 آگاہی عجائبات سے سب کچھ حال سب روا کی فوٹجری سنائے کی وجہ سے آسانی اور بہانہ و حجت
 دانی غری حجاب کی نظر و نمین مقبل ہو چکی تھی (از سر ۱۲ تا ۱۴) حسب ہدایت نگلے
 نوشوئے کے جوہر منظر تھے کہ ایک نجات دلانے والا آئیگا اور تربت کے سخت حکون کی
 عافی فرمائیگا جب عیسیٰ علیہ السلام کو یہ فرماتے سر تاکہ خطرات قلبیہ پر بھی مواخذہ
 ہوگا اگرچہ وہ نسل جنہما حضورہ دل میں گندہے عمل میں نہ آئے ہوں۔ حالانکہ تربت میں
 خطرات قلبیہ پر مواخذہ نہ تھا نانی میں بغوت زنا مطابق حکم تربت کے لائق سزا تھا
 جب زمان عیسوی یہ سنا کہ غیر زوہ کو بغیر شہوت دیکھنے سے زنا موجب سزا ہو جاتا ہے
 اسی پر چکے اور سخت احکام حکمی متی کے باب ۵ میں تصریح ہے شکر بدھ اس ہوئے
 اور سمجھ گئی کہ یہ وہ نجات دلائے والا جو سخت حکون کی عافی کر کے دل نہیں ہستے
 ان یہود کو یہ بات یاد تھی کہ دوسری مشرے کے پابند اور آسمانی بادشاہت آسنے کے آئندہ
 عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اڑھائے جانے کے بعد بھی شیعہ ہر جنہ کہ سب شرائع
 انبیاء آسمانی بادشاہت کا قانون ہیں اور ان قوانین کے جانی کرنے میں اصحاب علیہ
 انبیاء۔ و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے نائب اور علقہ میں یہ بات عجری
 رہی کہ بعض کو ان میں سے زیادہ اختیارات دے گئے اور بعض کو کم مثلاً ہارے سادات
 موسیٰ و یسوع داود و سلیمان و اسماعیل کو کفار پر جہاد کرنے میں قتل کرنے عزائم
 دینے میں اختیارات دیے گئے تھے۔ اور سب پر تا عیسیٰ کو یہ اختیار نہیں دیا گیا بلکہ علیہم السلام
 میں شریعت عیسوی تھا آسمانی بادشاہت کا فرمان ہے۔ اور شریعت محمدی ہی فرق وہی
 کی بعضی اختیارات کا ہے۔ شریعت محمدیہ میں سب سے زیادہ اختیارات دے گئے

گئے ہیں چونکہ وہی اکمل ہے کہ اس کے بعد دوسری شریعت کے آنے کی ضرورت نہیں
 رہی اور اسی کے لئے یوحنا اور عیسیٰ علیہما السلام کا اعلان اور دعا ہو رہی جو آئندہ آتی
 ہے اور حقیقت کا کل بلکہ کل تر آسمانی بادشاہت بھی وہی ہے اور جس آسمانی بادشاہت
 کے عہد امتوں سے ٹکروں کو دینے کا ذکر انجیل متی سے آئندہ آئے گا اور جو ہر دور
 اور سب جانتے ہیں کہ دعا آئندہ ہی سکے تھے ہوتی ہے نہ موجود اور ماضی شذ سے بچاؤ
 دعائیں دینے مستقبل کے عہد ہوتا ہی کے ہیں اور وہ ایسی کلی بامندی شریعت کا ثبوت
 واقعات تاریخی مند رجہ انجیل مروجہ سے روشن ہے حسب خیال صاحب چار سوال
 پولس مقدس بامندی مذکور کے مخالفین اور یہی مخالفین بامندی شریعت چھڑانے کا
 سبب ہوتی ہے جب انچیل پطرس جواری کا یہ بامندی شریعت فتنہ کرانے کا حکم دینا
 حکم ناجی بات پاس ہو جانے سے پہلے پولس سے یہی انجیل کی امانت مان لیا تھا جیسا کہ
 صفحہ ۱۸۰ حصہ ہدایہ کلیتون کے باب ۲ اور ۳ سے منقول ہوا جہاں بطرس صریح
 جب انطاکیہ پہنچے ہیں تب ان سے پولس نے مقابلہ کیا ہے اور ان بطرس کو شریعت
 پہلے نے اور اس فتنہ کرانے کے حکم دینے کی وجہ سے اس کے لائق پیرا یا رہے
 جاتا تھا سبکو پہلے انجیل کی امانت کہا تھا اور ہر پاس کو یہی وجہ معلوم رہا میں شریعت
 تسلیم ہے جیسا کہ صفحہ ۱۸۰ میں باب مذکور کے درس ۱۲۱ سے منقول ہو اور عیسیٰ
 علیہ السلام کے ظل پو خدا کا اعلان دینے دعا سکھانے کا بیان یہی ہے۔ وہاں باب ۱۱
 اور ایسا ہوا کہ وہ (روح) ایک جگہ دعا مانگتا تھا جب مانگ چکا ایک نے اُس کے
 شاگردوں میں تو اُس کو کہا اسے خداوند کو دعا مانگنا سکھا جیسا کہ پو خدا نے اپنے شاگردوں
 سکھا یا (۲) اُس نے ان سے کہا جب تم مانگو تو کہو اسے ہمارے باب جو آسمان پر
 تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آوے تیری مراد جیسا آسمان پر زمین پر
 یہی ہر آوے ص ۱۲۱ متی باب ۶ اور ۱۰ کہ تیری سلطنت آوے تیری مرضی

جیسی آسمان پر زمین پر بھی برآوے صلاہ من کے شروع باب ۱۲ سے درس ۱۲
 تک نگور کو بلغ کی تشبہ میں باغ و ایسا سیوہ لائے گئے اپنے آدمیوں کو پہنچا باغبانوں
 کا ان میں سے کینکو پھٹا کینکو قتل کرنا کینکا پتھروں سے سر پہڑنا بالآخر اس کے بیٹے
 کو بھی مایا خانہ پر بلغ کے مالک کا ان باغبانوں کو ہلاک کر کے انگور کا باغ اور نگور دینا
 اور اس بلغ بانیے والے پتھر سواروں کے ناپسند گئے ہوئے سے اپنی قہر نبوت کی
 تکمیل ہو کر اوس محل کے کوئٹہ کا سراپو نا بصغہ ۸۴ و ۸۵ مذکور ہو اور اسی طرح متی کے
 باب ۲۱ درس ۳۳ تا ۴۲ میں ہے درس ۳۴ میں اتنا اور ہے۔ اسلئے میں تم کو کہتا ہوں
 کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی اور ایک قوم کو جو اُس کے یوے لاوے دی
 جائیگی ۱۲ اندر ہی مضمون لوقا کے باب ۲۰ درس ۱۸ تک میں بصغہ ۱۲۵ و ۱۲۶
 سطور ہے اور بلا تخیل اس میں سے کس قدر با اعتماد صاف صاف بیان پتھر
 زبور ۱۸ اور ۲۱ سے ۲۶ تک میں مذکور ہیں جس سے مثل آفتاب غم و زردی ہے
 کہ خدا کی بادشاہت میرا بیٹوں سے لیکر جس قوم کو دیکھتی وہ اللہ والی قوم صحابہ کرام
 لشکر ہے ختم المرسلین کا جس نے خدا کی بلغ کی پوری آبیانگی کر کے اُس باغ کے
 عمدہ میوے آپ کی معرفت باغ والے خالی شانہ کی نذر کر کے مصداق رضی اللہ
 عنہم و رضوانہ کے ہوئے یعنی اللہ سبحانہ نے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے
 راضی ہوئے۔ اور وہ پتھر جسکو اہل غنا و ہمد و نصاریٰ نے ناپسند کیا تھا جس بغیر نبوت
 کا قصر الہی ناقام ہوتا تھا وہ اوس محل کے کوئٹہ کا سراپا جس سے ظاہر ہے کہ تمام
 انبیاء اُس قہر نبوت کی تیاری کے لئے بمنزلہ پتھر کے تھے جسکے سنگ بنیاد آدم بن ان
 سب اوس قہر نبوت کی تیاری ہوئی ایک پتھر بغیر وہ بے سر ناقام ہوا تھا سب
 نبیوں کے سردار ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ پورا ہوا آپ کا سردار
 انبیاء و مرسلین ہونا جس سے ظاہر ہے اور آپ عرہ الہیاء و مرسلین صلوٰۃ و

عالمیہم جمعین ہی کے سردار نہیں ہیں بلکہ ساری کائنات کے سردار ہیں وہ بشارت میری
 مذکورہ مسند پر آگواہ ہے حسین عیسیٰ علیہ السلام فرما چکے ہیں کہ اس جہان کا سردار
 آنے والا ہے۔ اور اس سے یہ ہی ظاہر ہو گیا کہ جب فقہ نبوت کی تکمیل آپ سے ہو گئی
 اور بعد آپ کے اس میں کسی اینٹ بچتر روڑ سے کے قبیح کی ضرورت نہیں جیسا کہ تائیل
 مثیلون اور رزبوا اور حدیثوں سے ثابت ہو چکا اور آپ نے خود ہی فرمایا کہ وہ پھر میں
 ہوں پس بعد آپ کے جو کوئی نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے وہ موافق تصریحات
 احادیث علاوہ رجال معروف چھوٹا دجال ہے منجملہ تیس دجالوں کے حدیثیں تو اس
 باب میں بہت و اور ہوئی ہیں قدرے اون میں سے یہی دانہ سیکون فی امم کذا
 ثلاثون کلھم ینعم ان بنی اللہ دانا خاتم النبیین لا نبی بعدی بروایت
 ترمذی و ابو داؤد حدیث قویان میں کا یہ مگر اہل بیت جو مسکوٰۃ کی کتاب الفتن کی فصل
 ثانی کی چودھویں حدیث میں مسطور ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ
 عن قریب ہونیکا میری اثنا عشر برسہ چونتیس ہر یکا مین ہزار عم کر چکا کہ میں
 ائمہ کا بنی ہوں اور اس میں ہر ایک مین ہزار عم کر چکا کہ میں ائمہ کا بنی ہوں اور اس میں
 کوئی نبی بعد میرے ہونوال مین ترجمہ تمام ہوا اور مسکوٰۃ ہی کے باب ائمہ کا نفس
 اول کی پہلی حدیث بخاری و مسلم میں ہے یہ سنو و حتی یبعث دجالا کذابا
 و یرکب من ثلاثین کلھم ینعم اند رسول اللہ الحدیث ان حدیثوں میں قریب
 قیامت کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں صحابہ ان کے ایک یہ اور روایت کہ اٹھارہ
 ہزار برسہ چونتیس دجال قریب نہیں کے ہر یکا مین ہزار عم کر چکا کہ میں ائمہ کا بنی ہوں
 ہوں الحدیث اور طبرانی کی حدیث میں تیس اور قیس سے زیادہ کا بیان ہے اس میں کوئی
 توارس نہیں رسالت کے مدعی تیس سے کم ہونگے اور نبوت اور رسالت دونوں کو مدعی ہونا
 غیر ممکن ہے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت جو چونتیس دجال صرف کائناتی نہیں

۱۰
 ہوں کوئی نبی بعد میرے ہونوال مین ترجمہ تمام ہوا اور مسکوٰۃ ہی کے باب ائمہ کا نفس
 اول کی پہلی حدیث بخاری و مسلم میں ہے یہ سنو و حتی یبعث دجالا کذابا
 و یرکب من ثلاثین کلھم ینعم اند رسول اللہ الحدیث ان حدیثوں میں قریب
 قیامت کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں صحابہ ان کے ایک یہ اور روایت کہ اٹھارہ
 ہزار برسہ چونتیس دجال قریب نہیں کے ہر یکا مین ہزار عم کر چکا کہ میں ائمہ کا بنی ہوں
 ہوں الحدیث اور طبرانی کی حدیث میں تیس اور قیس سے زیادہ کا بیان ہے اس میں کوئی
 توارس نہیں رسالت کے مدعی تیس سے کم ہونگے اور نبوت اور رسالت دونوں کو مدعی ہونا
 غیر ممکن ہے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت جو چونتیس دجال صرف کائناتی نہیں

خاتم النبیین ہونا آیت قرآنی میں منصوص ہے نہ یہ کہ صرف معتقدین کی اجتہادی رائے کی
 اسخ تان ہو۔ تو کوئی صورت نہ تھی کہ قرآن کا ماننے والا نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے۔
 مگر جو نبوت دعا کوئی دعا لیتا کا کمال بھی قابل دیدہ ہو اور انکی بے حیائی لائق داد۔۔۔
 انہار و ناکا اپنی دعا لیتا کے جال میں پھانسنے کے لئے کیا دگرانی چال چلے گا تمام البتہ
 معترف باللام کے ان لام کی اقسام معنوی میں ایک قسم ہمارے دعوے نبوت کو دعا لیت
 سے بچا رہی ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام جو اسباب نزول آیات و زہان قرآن و مولف استعمال
 اللہ لام کے ماہر تھے نہ انہیں سے کسی کو اس تراشیدہ قسم کے احتمال پر آپ کے بعد کسی کے
 دعوے نبوت کی صحت کا شبہ ہوا اور نہ سلیمہ کثابہ کو یہ سوچتی جو آجکل کے دعا کو جو بچا
 دوسرے یہ کہ جب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی اپنے خاتم النبیین ہوئے کی
 یہ تفسیر فرما لیکے کہ یہ نبوت ختم ہو چکی کوئی نبی بعد میں نہ ہوگا اور اگر ہوتا تو عمر موت اور بعد میں
 جو زعم کرے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اللہ کا رسول ہوں قوہ بہت بڑا چھوٹا دعا لیت ہو۔ پس
 جبکہ کثرت سے اس معنی کے منصوص کتاب و سنت میں موجود ہیں تو ایسے دعا کوئی دعا لیت
 کو نبوت ماننا کفر ہے اور دعویٰ نبوت کا مرتد۔

۱۔ آدھم بر سر مطلب (عبد ختم زمانہ حواریوں کے عیسائیوں نے پابندی شریعت کی بھل
 چوڑ دی باعث اس کا چار سوالوں کا سائل پوس کی اس غایت کو تعبیر نامہ ہے جو گنہگار کے
 باب ۳ درس ۲ تا ۱۵ سے اور فلیسوں کے باب ۲ درس ۱۶ سے صفحہ ۲۰۰ میں اور
 اعمال کے باب ۵ اور ۴ سے ۱۰ تک صفحہ ۲۰ حصہ ہذا میں منقول ہے میں شریعت
 پر بیٹانے ختم کرانے کو حکم دینے پر رد و انکار ہے اور انطاکیہ میں بطریق حواری سے مقابلہ
 جسکے باعث آج پین بکلا۔ ہو کر جدا ہو جائے گا اظہار ہے اور یہ کہ یہ باس مرض کو لے کے
 کہیں کو مدانہ ہوا اور پوس سلاسی کو پسند فرما کر ساتھ لئے سورہ اور کلکلیہ سے گذر کر کلیان
 کو تعویذ دینے پھر سے ہیں۔ علاوہ اس کے اسی حصہ میں مکتب پوس سے یہ منقول

ہو چکا کہ مسیح کے آنے تک شریعت ہمارا استاد رہتی جب وہ آگے کو پہنچے غریب کے
پابند نہیں رہو یہی ہے معنی بکر میں شریعت کی لغت سے چھڑا دیا شریعت نے کچھ کام کیا
شریعت کو ایمان سے کچھ تعلق نہیں جو تم غنہ کرادے تو فضل کی نفرت گرجاؤ گے مسیح سے
عہد ہو جاؤ گے میرے لئے سب طلاق سب روا الغرض شریعت مناسبت کے نواہد رکھتی
ہو مسابقت بکثرت موجود رہی انتہی لغت ہوا اگر کہا جائے کہ یہود کا انتفا کو مارنے کے لئے پولس
نے شریعت کی پابندی توڑنے کی کارروائی کی تھی تو کہا جائیگا کہ انتظام میں سختی کی جگہ آسانی
ہو جانے سے ہی اٹھنا دیکھا حکام شریعت شکنے اور عہد ابدی توڑنے سے غنہ کے حکم
عہد ابدی کے شکنے کی محال کسی نبی کو ہوتی اس کی پابندی عہد موسیٰ علیہ السلام کے یوشع
راؤد سلیمان ارمیا و انیال تا عیسیٰ علیہم السلام سب کو نے رہے کوئی کسی ایک تو شلاؤ
کہ فلان نبی نے اس سے غنہ مٹا اور اس عہد ابدی کو توڑا یہی تھی تو پطرس واری مکس حکم
کی تیس کا وہ اہتمام برکاتہ مقابل کے روکنے پر بھی وہ اس میں سے نہ رکے مسیح کے
اوریت کے سخت حکم کی ملانی فرمانی شریعت سہلہ بنو سلفہ یہ سننے بھی اس کی تیس کی
جو آئندہ آنے والی آسمانی بادشاہت کی صداق ہے سلطنت المصلیٰ فی ملکوت ابوری
حسین خطاب پر حارون کے عہد یہ عہدہ تراشا گیا کہ تبلیث کے ماننے والے کو کوئی کام نہیں
ہو کرنا اور نہیں اس کی نجات کو اسی قدر کافی ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب دیا جانا اور
پھر عربین من و منہا اور بھرتی اٹھنا یقین کرنا ہو۔ حالانکہ حارون سے لغت تراث
بھی مقبول نہیں بعد کا مدار نجات گرجا ہوا مسیح کے مدد نجات تلافی میں نہ ہو نہ حارون
یہ تو وہ کی شمع کرنے کے طبع من میں مدت و مدت کے بعد پڑا گیا ہے جیسا کہ کتاب تاریخ
امانہ میں مذکور اور اس حصہ میں بھی قدر سے مزید ہے تہی یقین مینائی یہی صریح زبان ہے
میں کہ تبلیث کا عقیدہ مذہب و صابا عیسوی سے نہیں نہ فلان ہی حقیقتہ المصلح اور
کہتے اہل حق و حق کی عبارتوں کا۔ تمام شدہ شدہ حاشیہ

صفحہ	سطر	عقلم	صحیح	صفحہ	سطر	عقلم	صحیح
۱۰۲	۱۵	زمین بین دیگیا	۱۰۳	۱۵	زمین بین دیگیا	۱۰۲	۱۵
۱۰۵	۹	پہ نادر ہے کھلا	۱۱۱	۹	پہ نادر ہے کھلا	۱۰۵	۹
۱۲۱	۱۷	وادی کا	۱۲۲	۱۷	وادی کا	۱۲۱	۱۷
۱۳۳	۱	کبریا علیہ السلام	۱۳۳	۱	کبریا علیہ السلام	۱۳۳	۱
۱۳۳	۸	سنت	۱۳۳	۸	سنت	۱۳۳	۸
۱۳۹	۹	دین	۱۳۹	۹	دین	۱۳۹	۹
۱۴۱	۱۶	چتر	۱۴۱	۱۶	چتر	۱۴۱	۱۶
۱۴۸	۲۰	مرد کا گیارہ	۱۴۸	۲۰	مرد کا گیارہ	۱۴۸	۲۰
۱۵۵	۱۲	فقیر و دیک	۱۵۵	۱۲	فقیر و دیک	۱۵۵	۱۲
۱۵۶	۱۹	تجربہ خدا حکم دے	۱۵۶	۱۹	تجربہ خدا حکم دے	۱۵۶	۱۹
۱۵۸	۸	نور و دل	۱۵۸	۸	نور و دل	۱۵۸	۸
۱۶۰	۳	خاویں	۱۶۰	۳	خاویں	۱۶۰	۳
۱۶۳	۲۵	اوس	۱۶۳	۲۵	اوس	۱۶۳	۲۵
۱۶۵	۵	انزل	۱۶۵	۵	انزل	۱۶۵	۵
۱۶۵	۱۰	والی خیر میں	۱۶۵	۱۰	والی خیر میں	۱۶۵	۱۰
۱۶۵	۵	سیحی میں	۱۶۵	۵	سیحی میں	۱۶۵	۵
۱۶۵	۱۰	خدا ہوا اور کسلیا	۱۶۵	۱۰	خدا ہوا اور کسلیا	۱۶۵	۱۰
۱۶۵	۵	عباد	۱۶۵	۵	عباد	۱۶۵	۵
۲۰۲	۱۳	نوریت کی دیک	۲۰۲	۱۳	نوریت کی دیک	۲۰۲	۱۳
۲۰۹	۸	کا اوسیکہ	۲۰۹	۸	کا اوسیکہ	۲۰۹	۸
۲۱۱	۱۲	حکا	۲۱۱	۱۲	حکا	۲۱۱	۱۲
۲۲۶	۱۲	خیر و شر	۲۲۶	۱۲	خیر و شر	۲۲۶	۱۲
۲۲۸	۱۲	خیر و شر	۲۲۸	۱۲	خیر و شر	۲۲۸	۱۲
۲۳۱	۱۵	خیر و شر	۲۳۱	۱۵	خیر و شر	۲۳۱	۱۵
۲۳۲	۱۱	خیر و شر	۲۳۲	۱۱	خیر و شر	۲۳۲	۱۱
۲۳۳	۱۵	خیر و شر	۲۳۳	۱۵	خیر و شر	۲۳۳	۱۵
۲۳۶	۶	خیر و شر	۲۳۶	۶	خیر و شر	۲۳۶	۶
۲۳۸	۱۰	خیر و شر	۲۳۸	۱۰	خیر و شر	۲۳۸	۱۰

